قدیم مصر کی ایک رومان انگیز بے مثال داستان

اہرام

مصنف
رائیڈر ہیگرڈ

مترجم
منظر الحق علوی

قیمت

ناشر
نسیم بک ڈپو۔ لاٹوش روڈ لکھنؤ
آفس :- ۴۴۵۵۹۴
ٹیلیفون نمبر رہائش :- ۴۴۳۳۵۴

باہتمام : فہیم انہونوی (جنوری ۱۹۸۵ء) پرنٹرز۔ نامی پریس لکھنؤ

جہاتی ناولوں کا بادشاہ

رائیڈر ہیگرڈ

گزشتہ نسل کے نقادوں نے ہیگرڈ کو ایک عظیم اور ناقابل فراموش داستان گو کہا ہے۔ زمانہ آج تک ہیگرڈ کی ٹکر کا ایک بھی مصنف پیدا نہیں کرسکا ہے۔

ہیگرڈ کے زیادہ تر ناول افریقہ کے پرخطر گمنام اور دور افتادہ خطوں کے پس منظر میں پھیلے ہوئے ہیں اور اس پس منظر میں وہ ماحول اور واقعات سے ایسی سنسنی خیزی پیدا کر دیتا ہے کہ اسے سنسنی خیزی کا استاد کہا گیا ہے۔ ہیگرڈ افریقہ اور اس کے جنگلوں سے اپنے ہاتھ کی لکیروں کی طرح واقف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قارئین کو اس کے ناول حقیقت سے بہت قریب نظر آتے رہیں۔

جہاتی ناولوں کا یہ بادشاہ جس کا نام ہنری رائیڈر ہیگرڈ تھا ۲۲ جون ۱۸۵۶ء کو نارفاک، انگلستان میں پیدا ہوا تھا۔ ۱۹۱۲ء میں حکومت برطانیہ نے اسے "سر" کا خطاب دیا اور جب ۱۴ مئی ۱۹۲۵ء کو لندن میں اس کا انتقال ہوا تو وہ اپنے پیچھے ایک دو نہیں پورے ۶۲ ناول چھوڑ گیا، جو آج بھی اسی دلچسپی اور شوق سے پڑھے جاتے ہیں جس طرح وہ پہلی

اشاعت کے وقت پڑھے گئے تھے۔

"اہرام"، ہیگرڈ کے ان چند ناولوں میں سے ہے جس کا ترجمہ ابھی تک اردو میں نہیں ہوا تھا۔ یہ قدیم مصر کے پس منظر میں پھیلا ایک جاتی رومانی ناول ہے اور ہیگرڈ کے مقبول ترین ناولوں میں شمار ہوتا ہے۔ اور مجھے یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ ہیگرڈ کے ہر ناول کی طرح اسے بھی بغیر ختم کئے آپ کو چین نہ آئے گا۔ اب ناول آپ کے حوالے ہے۔ (مظہر الحق علوی)

پہلا باب

ریبا کا خواب

سرزمین فراعنہ مصر۔

مصر میں جنگ ہوئی تھی اور مصر ٹوٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

شمالی مصر میں، جہاں ممفس اور ہاتھیبس کے بڑے اور مشہور شہر آباد تھے اور جہاں کی زمین بہت زیادہ زرخیز تھی اور جہاں دریائے نیل اپنے بہت سے دہانوں سے ڈیلٹا بنا کر سمندر میں گرتا تھا، ایک غاصب قوم کی حکمرانی تھی۔ اس قوم کے اجداد، صدیوں پہلے، مصر پر صورتِ سیلاب چڑھ آئے تھے اس کے معبدوں کو توڑ پھوڑ دیا تھا، اس کے دیوتاؤں کو اکھاڑ پھینکا تھا اور اس کی دولت پر قبضہ کر لیا تھا۔

یہ قوم صحراؤں سے آئی تھی۔

یہ صحرا کے بدو تھے، یہ چرواہے تھے۔

یہ سامی النسل تھے۔ تاریخ کہتی ہے کہ یہ عرب تھے

اور تاریخ میں اس قوم کے بادشاہ "ہیکسوس" یعنی چرواہے کہلائے۔

چنانچہ شمال میں انہی چرواہوں یا ہیکسوس کی حکومت تھی

اور جنوب میں، جس کا دار السلطنت شہر تھیبس تھا، مصر کے قدیم فراعنہ کی اولاد کی حکومت قائم تھی۔ یہ فراعنہ ان چرواہے یا ہیکسوس بادشاہوں کو، جن کے جھنڈے

شمال کے تمام شہروں کی فصیلوں پر لہراتے تھے، مصر سے نکال دینے کی بار بار کوشش کرتے تھے چنانچہ شمال کے چرواہے بادشاہوں اور جنوب کے فرعونوں میں صدیوں سے جنگ کا سلسلہ جاری تھا۔

جنوب کے فراعنہ چرواہوں کو مصر سے نکالنے میں کامیاب نہ ہوئے کیوں کہ وہ بہت کمزور تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان فراعنہ کی آخری فتح کا زمانہ ابھی بہت دور تھا لیکن ہماری کہانی اس دور سے تعلق نہیں رکھتی۔

جس دور سے ہماری کہانی کا تعلق ہے اس زمانے میں تھیبس میں فرعون خفرا کی حکومت تھی۔ اس کی ملکہ کا نام ریما تھا جو بابل کے بادشاہ "دیتناج" کی بیٹی تھی۔ دیتناج نے اپنی بیٹی کی شادی فرعون خفرا سے اس لیے کی تھی کہ خفرا کی قوتوں میں اضافہ ہو اور وہ چرواہوں سے مقابلہ کر کے انھیں مصر سے نکال دے یہ چرواہے مصر میں "آتی" یعنی "وبالانے والے" کے نام سے مشہور تھے۔ فرعون خفرا کے نطفے اور ریما کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام "نفرا" رکھا گیا۔ "نفرا" یعنی "حسین"۔ یہی شہزادی "نفرا" بعد میں "زمینوں کو ایک کرنے والی" کے نام سے مشہور ہوئی۔

نفرا فرعون خفرا اور ملکہ ریما کی پلوٹھی کی اکلوتی بیٹی تھی۔ کیونکہ اس کی پیدائش کے کچھ عرصے بعد ہی فرعون خفرا اپنی تمام فوج کے ساتھ، جتنی وہ اکٹھی کر سکا، "آتیوں" کے ساتھ جنگ کرنے کے ارادے سے نکلا۔ ادھر ممفس اور تانیس سے "آتی" یا چرواہے اس کے مقابلے کو نکلے۔ دونوں میں گھمسان کا رن پڑا۔ فراعنہ کے لشکر کو زبردست شکست ہوئی۔ فرعون خفرا مارا گیا۔ چرواہوں کا بھی ایسا زبردست جانی نقصان ہوا کہ چرواہے سپہ سالار تھیبس پر فوج کشی کرنے کا ارادہ ترک کر کے جہاں سے آئے تھے وہیں لوٹ گئے تاہم اس فتح کے بعد

چرواہوں کا بادشاہ "ایپیپ" پورے مصر کا فرعون بن گیا۔ خفرا اپنے پیچھے اپنا کوئی جانشین نہ چھوڑ گیا۔ سوائے ایک شیر خوار بچی "نفرا" کے۔ چنانچہ یوں ہوا کہ تھیبس کے تمام امرا اور افسروں نے شمال کے چرواہے بادشاہ ایپیپ کی اطاعت قبول کر لی۔

جنوبی مصریوں کی طرح چرواہے لوگ بھی جنگ سے تنگ آگئے تھے چنانچہ نہ تو خفرا کے حمایتیوں پر مظالم ڈھائے گئے اور نہ ہی ان سے بھاری تاوان وصول کئے گئے اس کے علاوہ انھیں ان کے دیوتاؤں کی پرستش کی اجازت دی گئی اور یہ آزادی، بشرطیکہ ہم اسے آزادی کہہ سکیں، انھیں جنوبی اور شمالی مصر میں حاصل تھی۔ چرواہوں کا دیوتا بعل تھا جس کا نام اب چرواہے بادشاہوں نے "ست[1]" رکھا جو مصر میں پہلے ہی سے جانا پہچانا تھا۔ اس کے علاوہ ان چرواہوں نے "را[2]، آمن[3]، فتاح[4]، ایزیس[5] اور ہاتور" کے مندر نئے سرے سے بنا دیئے جنھیں ان کے اجداد نے توڑ دیا تھا۔ چرواہے اب مصر کے ان دیوتاؤں کی پوجا کرنے لگے فاتح بادشاہ ایپیپ نے مفتوحین سے صرف ایک مطالبہ کیا۔ اور وہ یہ کہ مرحوم فرعون خفرا کی ملکہ ریما اور اس کی بیٹی اور مصر کے تاج و تخت کی وارثہ شہزادی نفرا کو اس کے حوالے کر دیا جائے۔ یہ خبر جب ریما کو پہنچی تو وہ اپنی بیٹی نفرا کے ساتھ روپوش ہو گئی۔

اور ہماری کہانی کا آغاز بس یہیں سے ہوتا ہے۔

---

[1] بدی کا دیوتا جسے ہیکسوس (چرواہے) پوجتے تھے [2] را سورج دیوتا [3] آمنی یا آمن یہ مصر کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ اس کا لقب دونوں مصروں کا خدا تھا [4] مصریوں کے عقیدے کے مطابق سارے دیوتا فتاح کی آنکھ سے اور آدمی اس کے منہ سے پیدا ہوئے ہیں [5] ممتی کی دیوی، دیوتا اوزیرس کی بیوی اور دیوتا ہورس کی ماں (بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ پر)

شہزادی نفرا کی پیدائش کے متعلق مصر میں عجیب و غریب کہانیاں مشہور تھیں۔ کہتے ہیں جب نفرا پیدا ہوئی تو اس وقت بھی وہ بہت خوب صورت اور پیاری بچی تھی۔ رنگ گورا، آنکھیں بھوری، اور بال کالے تھے۔ پیدائش کی رسومات ادا کرنے کے بعد اسے اس کی ماں کے سینے پر رکھ دیا گیا۔ جب ریما اپنی بیٹی کو دیکھ چکی اور اسے اس کے باپ کو بھی دکھا دیا گیا تو ملکہ ریما نے بہت دھیمی آواز میں تخلیے کی درخواست کی۔ یہ درخواست اس نے کچھ ایسے انداز سے کی تھی کہ طبیبوں اور دایاؤں کو یہی مناسب معلوم ہوا کہ ملکہ سے حجت نہ کریں۔ چنانچہ وہ سب کے سب ملکہ ریما کو اکیلی چھوڑ کر ان پردوں کے پیچھے چلے گئے جو زچہ کے کمرے کو دوسرے کمرے سے الگ کرتے تھے۔ اور وہاں وہ خاموش بیٹھے رہے۔

رات کا اندھیرا اتر چکا تھا اور ریما کے کمرے میں اندھیرا تھا کیونکہ ابھی روشنی اس کی آنکھوں میں چبھتی اور اسے تکلیف دیتی تھی۔ چنانچہ زچہ کے کمرے میں چراغ نہ جلائے گئے تھے۔

پردے کے پیچھے دوسرے کمرے میں دوسری عورتوں اور طبیبوں کے ساتھ کماح نامی ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ کماح دیوی ہاتور کی کاہنہ تھی اس نے فرعون خفرا کو بچپن سے پالا تھا۔ اور اب یہی خدمت خفرا کی بیٹی کی بھی کرنے والی تھی یعنی اب وہ نفرا کی انا تھی۔ دوسرے لوگ تو سو گئے تھے لیکن کماح جاگ رہی تھی۔ دفعتہً اس نے پردوں کے آرپار دیکھا کہ زچہ کا کمرہ روشنی سے بھر گیا۔ کماح خوفزدہ ہو گئی اور اس نے پردوں میں سے جھانک کر ملکہ ریما کے کمرے میں دیکھا۔

(حاشیہ ص۷ کا بقیہ) ۲ اس کے کئی لقب تھے "دیوتاؤں کی محبوبہ" اور "مغرب کی ملکہ" وغیرہ۔ یہ دیوتا آکوم کی بیوی تھی۔ مترجم

اور اس نے دیکھا کہ :-

ملکہ پر، جو سو رہی تھی، دو بے حد پروقار، شاندار اور روشن عورتیں جھکی ہوئی تھیں۔ کمارج نے بعد میں قسم کھا کر کہا کہ ان پروقار عورتوں کے لباس سے اور جسم سے روشنی پھوٹ رہی تھی اور ان کی آنکھیں تاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ یہ دونوں عورتیں ملکہ معلوم ہو رہی تھیں کیوں کہ ان کے سروں پر تاج تھے اور ان میں بیش بہا جواہرات جڑے ہوئے تھے اس کے علاوہ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں صلیب تھی جو حیات و قوت کی علامت ہے اور دوسری کے ہاتھ میں سسترم تھا جس کے تاروں میں موتی پروئے ہوئے تھے یہ سسترم ایسا ہی تھا جیسا کہ دیوی اور دیوتاؤں کے جشن میں بجاتے ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر کمارج کے حواس جاتے رہے اور اس کی قوتِ گویائی سلب ہو گئی چنانچہ وہ دوسروں کو بیدار نہ کر سکی اور جو کچھ زچہ کے کمرے میں ہو رہا تھا اسے بُت بنی دیکھتی رہی۔

وہ دونوں عورتیں ملکہ پر جھک گئیں۔ پہلے وہ جس کے ہاتھ میں حیات و قوت کی صلیب تھی اور پھر وہ جس کے ہاتھ میں سسترم تھا۔ اور پھر ان دونوں نے سوئی ہوئی ملکہ کے کان میں کچھ کہا۔ اور پھر اس نے، جس کے ہاتھ میں حیات و قوت کی صلیب تھی، بچی کو ملکہ کے سینے پر سے اٹھا لیا، اسے چوما اور صلیب کو اس کے ہونٹوں سے چھوا دیا۔ اب اس نے بچی کو دوسری دیوی کی گود میں دے دیا۔ کیونکہ اب کمارج سمجھ چکی تھی کہ یہ دونوں دیویاں ہی تھیں ــــ دوسری دیوی نے بھی بچی کو چوما اور اپنا سسترم اس کے سر پر ہلایا جس میں سے بے حد دلربا نغمے کی آواز نکلی۔ اس کے بعد انھوں نے بچی کو واپس ملکہ کے سینے پر رکھ دیا۔

دوسرے ہی لمحے دونوں دیویاں غائب ہو چکی تھیں اور زچہ کا کمرہ، جو لمحہ بھر پہلے

روشنی سے پُر تھا، ایکبار پھر اندھیرا ہو گیا۔ ادھر کاہنہ کماح، جس نے یہ سب کچھ دیکھا تھا، بے ہوش ہو کر گری اور سورج کے طلوع ہونے تک ہوش میں نہ آئی۔

کماح نے جو کچھ دیکھا تھا اس کا ذکر کرنے میں اپنی طرف سے پہل نہ کی کیونکہ وہ اس معاملے کو مقدس یقین کر چکی تھی اور پھر اسے یہ بھی خوف تھا اس نے کہیں ایسا کوئی خواب نہ دیکھا ہو جس کا بیان کرنا حماقت ہو کہ لوگ اس کا مذاق اڑائیں لیکن دوسرے دن ملکہ نے اپنے شوہر کو بلا بھیجا اور اس سے کہا کہ رات اس نے سخت عجیب خواب دیکھا اور ملکہ نے اپنا یہ خواب یوں بیان کیا:۔

"میں درد سے نڈھال ہو کر سو گئی تھی تو دو روشن خواتین میرے پاس آئیں جنھوں نے دیویوں کا لباس پہن رکھا تھا اور وہ اپنے ہاتھوں میں دیویوں کی علامتیں لیے ہوئے تھیں۔ ان میں سے اس نے جس کے ہاتھ میں حیات و قوت کی علامت تھی، مجھ سے کہا:

"اے شاہ بابل کی بیٹی اور بذریعہ شادی ملکہ مصر اور اے مصر کے تاج و تخت کی جائز وارثہ کی ماں۔ سنو۔ ہم دونوں مصر کی قدیم دیویاں ایزیس اور ہاتور ہیں اور جب سے تم فرعون کی ملکہ بن کر بابل سے یہاں آئی ہو تب سے دیکھ رہی ہو کہ ہمیں یہاں پوجا جاتا اور ہم پر بھینٹ چڑھائی جاتی ہے۔ ڈرو نہیں۔ حالاں کہ تمہارے ملک میں دوسرے دیوتاؤں کو پوجا جاتا ہے اور تم وہیں پلی اور بڑھی ہو لیکن ہم تمہیں کوئی نقصان پہونچانے نہیں بلکہ مصر کی جائز وارثہ کو برکت اور دعا دینے آئے ہیں جو تمہارے بطن سے پیدا ہوئی ہے۔ جان لو اے ملکہ کہ بڑی مصیبت تمہارے دروازے پر کھڑی ہے اور ایک بڑا نقصان تمہیں ہونے والا ہے جس کی وجہ سے تم غمزدہ اور تنہا رہ جاؤ گی۔ اپنی تمام تر قوتوں کے باوجود ہم تمہیں اس مصیبت اور نقصان سے محفوظ نہیں رکھ سکتے کیوں کہ یہ قسمت کی کتاب میں

لکھا جا چکا ہے اور جو لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ نہ ہی ایک مدت تک، اور یہ مدت فانی انسانوں کو طویل معلوم ہوگی، ہم مصر کو چرواہوں کی غلامی سے آزادی دلا سکتے ہیں۔ انھوں نے مصر کو باندھ دیا ہے جس طرح وہ ذبح کی جانے والی بھیڑوں کے پاؤں باندھ دیتے ہیں لیکن یقین کرو کہ وہ وقت آئے گا، ضرور آئے گا، جب مصر ان بندھنوں کو توڑ دے گا جس طرح بپھرا ہوا سانڈ رسّے تڑا لیتا ہے اور تب مصر اتنا پرقوت ہوگا کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ جس طرح ہر زندہ چیز اپنے گناہوں کی سزا پاتی ہے اسی طرح مصر کو بھی سزا پانی ہے کہ وہ اپنے آپ سے وفادار نہیں رہا، اپنے مذہب اور اعتقاد سے وفادار نہیں رہا اور اس نے اپنے قدیم سبق کو فراموش کر دیا۔ لیکن آخر میں اس کے مصائب ختم ہو جائیں گے، کچھ عرصے کے لیے ہی سہی، جس طرح کہ کالے بادل چھٹ جاتے ہیں اور ان کے پیچھے سے سورج نکل آتا ہے۔ اور اسی طرح اس شہزادی کا بھی، جو تمہاری بیٹی ہے، ستارہ چمکے گا گو کچھ عرصے کے لیے ہی سہی۔

"اور تب میں نے ان دیویوں سے، یا جو کوئی بھی وہ تھیں، کہا "اے مقدس خاتون یہ بڑے گمبھیر الفاظ کہے ہیں تم نے مجھ سے۔ مصر سے مجھے کوئی گہرا لگاؤ نہیں ہے کیونکہ میں مصری نہیں ہوں البتہ یہاں کے فرعون کی بیوی ہوں اور دوسرے ملک کی شہزادی ہوں۔ مصر کی قسمت میں جو کچھ ہے وہ ــــ بہر حال بھگتنا ہے۔ لیکن میں ایک عورت، ایک بیوی اور اب ایک ماں ہوں۔ چنانچہ میں اپنے شوہر کے متعلق، جسے میں چاہتی ہوں، اور اپنی بچی کے متعلق، جسے میں نے جنم دیا ہے، معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"

"تمھارے شوہر کا انجام بے حد شاندار ہوگا۔" اس خاتون نے جواب دیا جس کے ہاتھ میں حیات و قوت کی علامت تھی۔ "اور تمھاری بچی کا انجام آخر میں

خوش گوار ہو گا۔"

اس کے بعد اس نے جھک کر بچی کو اٹھالیا، اسے چوما اور کہا:

"مادرِ مصر دیوی ایزلیس کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں، ایزلیس کی قوت تمہاری قوت ہوگی اور ایزلیس کی زیرکی تمہاری راہبر ہوگی۔ اے شہزادی گھبرانا نہیں، اپنا دل کمزور نہ رکھنا کیونکہ ایزلیس ہمیشہ تمہارے ساتھ اور تمہاری محافظ ہوگی اور خطرہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو تم اس سے محفوظ رہو گی اور تمہیں کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ طویل ہوگی تمہاری عمر اور آخر میں پرسکون اور تم اپنے نواسوں اور نواسیوں کو اپنی گود میں کھیلتے دیکھو گی۔ تھوڑے عرصے کے لیے سہی لیکن تم زیریں و بالا کو ملا دو گی جو اس وقت علیحدہ اور ٹوٹے ہوئے ہیں اور تمہارا لقب "زمینوں کو ایک کرنے والی" ہو گا۔ اے خاتونِ مصر! یہ ہیں وہ عطیات جو دیوی ایزلیس تمھیں دے رہی ہے۔"

چنانچہ یہ کہہ کر اس مقدس خاتون نے بچی اس دوسری مقدس خاتون کی آغوش میں دے دی جو اس کے قریب ہی کھڑی ہوئی تھی۔ اس دوسری خاتون نے بھی بچی کو گود میں لیا، اس نے بھی بچی کو چوما اور کہا:

"دیکھو میں ہاتور ہوں حسن اور محبت کی دیوی۔ اور اے شہزادیٔ مصر! میں وہ سب کچھ عنایت کر رہی ہوں جو میرے اختیار میں ہے۔ اے شہزادی تیرا حسن پاگل کر دینے والا ہو گا۔ بے حد حسین ہوگی تو جسمانی طور سے اور روحانی طور سے بہت پیار کیا جائے گا تجھ سے۔ اور پیار سے تو لوگوں کے لیے راستے ہموار کرے گی دائیں اور بائیں طرف گھومے بغیر اور بڑائی اور سیاست کو بھول کر ستارۂ ہاتور کو اپنا راہبر بنانا اور جس طرف وہ راہبری کرے اسی راہ پر چلنا اور اپنے دل کا کہا کرنا ہاتور کے دیئے ہوئے عطیات سے محظوظ ہونا اور پھر سب کچھ دیوتاؤں پہ چھوڑ

دنیا کہ وہ جو کریں گے اچھا ہی کریں گے۔ کیونکہ جو کچھ دیوتا دیکھ سکتے ہیں تم نہیں دیکھ سکتیں اور جو انجام وہ چاہتے ہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ یوں، اے مصر کی شہزادی! تم دنیا میں خوشیاں لوٹو گی اور اس دنیا کے بعد والی دنیا میں اس کا ثمر پاؤ گی:"

"اور یوں، میرے اس خواب ہیں، ان دونوں دیویوں نے کہا اور پھر اس کے بعد وہ دونوں روشن دیویاں غائب ہو گئیں۔"

فرعون خفرا نے ملکہ کا یہ خواب سنا اور اسے سنجیدہ روپ نہ دیا۔

"بے شک یہ ایک خواب تھا" وہ بولا۔ "اور مبارک خواب تھا کیونکہ اس میں ہماری بچی کی خوش بختی کی پیشین گوئی ہے۔ جو معلوم ہوتا ہے کہ بےحد حسین، مُحبت اور زیرک ہوگی اور جو مصر بالا اور مصر زیریں کو ایک کر دے گی۔ اس سے زیادہ ہمیں اور کیا چاہئے ریما؟"

"ہاں آقا!" ریما نے کہا۔ "اس خواب نے بچی کے لیے تو اچھی پیشین گوئی کی ہے لیکن دوسروں کے لیے بری۔"

"اگر ایسا ہوا بھی تو کیا ہوا ریما۔ دوسری فصل تیار کرنے کے لیے پہلی فصل کو کاٹنا ہی پڑتا ہے۔ اور تم جانو ہر کھیت میں گیہوں کے ساتھ گھن ہوتے ہی ہیں یہ قدرت کا قانون ہے جسے ہر انسان کو قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔ تمہیں ملکہ نفرت اور اندھیرے کی اتنی کچھ ہے یہ خواب۔ چنانچہ اس پر رونا حماقت ہے۔ نہ رو۔ دیکھو! لوگ مجھے بلا رہے ہیں چنانچہ اب میں چلتا ہوں۔ کیونکہ بہت جلد ہماری فوج چرواہوں سے جنگ کرنے اور ان پر فتح حاصل کرنے کی غرض سے کوچ کرنے والی ہے۔"

فرعون خفرا نے محض اپنی ملکہ کا دل رکھنے کے لئے وہ کہا جو اس نے کہا لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی یعنی وہ اپنی ملکہ کے خواب کو محض خواب نہ سمجھتا تھا

چنانچہ وہ اپنے محل سے نکل کر سیدھا دیوی ایزیس اور دیوی ہاتور کے کاہنوں کے پاس پہنچا اور اپنی ملکہ کا خواب بیان کیا۔ ان کاہنوں نے دل میں شک کیا کہ اس پر یقین کریں یا نہ کریں چنانچہ اپنا شک دور کرنے کے لیے انھوں نے پوچھا کہ زچہ کے کمرے میں کوئی اور بھی موجود تھا یا نہیں اور یوں یہ انکشاف ہوا کہ کماح نے بھی یہ نظارہ دیکھا تھا جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ کماح دیوی ہاتور کی کاہنہ تھی چنانچہ اس دیوی کے بڑے کاہنوں کے ماتحت تھی اس لیے اس نے جو کچھ دیکھا تھا وہ ان کے سامنے بیان کر دیا۔

چنانچہ اب یہ کاہن حیران بھی ہوئے اور خوش بھی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی حیرت انگیز بات ہوئی جو مصر میں پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ انھوں نے ریما کا خواب من وعن اور کماح کا بیان پاپیرس کاغذ پر لکھوا کر اور اس پر ملکہ، کماح اور خود اپنی مہریں لگا کر اس کی تین الگ الگ نقلیں کروائیں۔ ایک نقل ملکہ ریما کو دی گئی کہ وہ اسے شہزادی نفرا کے لیے محفوظ رکھے اور دوسری نقلیں ایزیس اور ہاتور کے معبدوں کے محافظ خانہ میں رکھ دی گئیں۔ اسکے باوجود یہ کاہن اور وہ ساحر، جن سے ان کاہنوں نے مشورہ کیا تھا، ملکہ کے خواب کے اس حصے سے پریشان اور خوف زدہ تھے جس میں مصر کے متعلق زبردست مصائب اور ملکہ کے متعلق کسی ایسے نقصان کی پیشین گوئی کی گئی تھی جو اسے تنہا کر دے گا۔

"یہ عجیب بات ہے۔" کاہنوں نے آپس میں کہا۔ "ملکہ کی بچی کے لیے خوشیوں اور شادکامیوں کی پیشین گوئی کی گئی ہے تو پھر ملکہ کے لیے ایسا کون سا نقصان ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے وہ اکیلی رہ جائے گی الا یہ کہ اس کا شوہر فرعون خفرا زندہ نہ رہے؟ ہاں اگر ملکہ کے بطن سے دوسرے بچے پیدا ہوں جنھیں

دیوتا اوزیرس اپنے پاس بلالے تو پھر بات دوسری ہے۔"

لیکن ان کاہنوں اور ساحروں نے اپنا یہ خوف اپنے تک ہی رکھا اور اس کا ذکر نہ کیا البتہ یہ بات انہوں نے مشتہر کردی کہ دیوی ایزیس اور دیوی ہاتورہ نے زچہ کے کمرے میں ظہور کیا تھا اور نوزائیدہ شہزادی کو دعا دی تھی۔

تاہم ان کاہنوں کا خوف صحیح تھا، کیوں کہ فرعون خفرا نے، اپنی فوج کے ساتھ کوچ کیا اور دو مہینوں بعد ہی یہ منحوس خبر آئی کہ فرعون خفرا بڑی بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا، بے سردار کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے، اور اب اس کے بچے کھچے سپاہی شکست کھا کر تھیبس کی طرف بھاگے آرہے ہیں۔

ملکہ ریما نے اپنے شوہر کی موت کی خبر بڑے سکون سے سنی کہ یہ خبر اس کا دل اسے پیغامبر کے آنے سے پہلے ہی سنا چکا تھا۔ جب وہ یہ غمناک خبر سن چکی تو اس نے کہا:

"بے شک ایسا ہی ہوا جیسا کہ مصر کی ان دو دیویوں نے کہا تھا، چنانچہ ان کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی اور مجھے یقین ہے کہ وقت آنے پر ان کی دوسری پیشین گوئی بھی پوری ہوگی۔"

اور پھر بابلیوں کی رسم کے مطابق وہ اپنی بچی کو لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور وہاں وہ کئی دنوں تک اپنے اس شوہر کے ماتم میں بیٹھی رہی جسے وہ چاہتی تھی۔ کوئی اس کے پاس نہ جا سکتا تھا سوائے کماح کے اور وہ کسی سے نہ ملتی تھی سوائے کماح کے کہ یہ بڑھیا شہزادی نفرا کی کھلائی تھی۔

آخر کار شکست خوردہ فوج اپنے بادشاہ کی نعش لے کر تھیبس پہونچی۔ خفرا کی نعش کو جیسے تیسے میدان جنگ میں ہی حنوط کر دیا گیا تھا۔ ریما نے لاش پر لپٹی ہوئی وہ پٹیاں کھلوائیں جو ممی پر لپیٹی جاتی تھیں اور آخری دفعہ اپنے

سرتاج کی صورت دیکھی۔ اس کے چہرے پر اور جسم پر بے شمار زخم تھے۔

"دیوتاؤں نے انہیں بلا لیا اور ان کی موت بہادروں کی موت ہوئی" ریمیا نے کہا۔ "لیکن میرا دل کہتا ہے کہ جس طرح میرا آقا خاک و خون میں مرا ہے اسی طرح وہ غاصب چرواہا بھی خاک و خون میں مرے گا جس کی وجہ سے میرا آقا مارا گیا۔"

ملکہ کی اس بددعا کے الفاظ اپیپی کے کانوں تک پہونچے اور ان الفاظ نے اسے عمر بھر کے لیے خوف میں مبتلا کر دیا کیونکہ اس کے دل نے کہا کہ یہ الفاظ ملکہ ریمیا کے نہ کہے تھے بلکہ انتقام کی دیوی نے ملکہ کی زبان سے ادا کیے تھے۔ اپیپی نے اپنے دربار کے کاہنوں اور ساحروں سے پوچھا اور انھوں نے بھی یہی کہا کہ یہ سراپ ملکہ کا نہیں بلکہ انتقام کی دیوی کا ہی تھا۔

اور جب اسے یہ یاد آیا کہ ملکہ ریمیا بابل کی شہزادی ہے تو وہ اور بھی خوف زدہ ہو گیا کیوں کہ اس کے اجداد کبھی بابل کی ارعایا رہے تھے اور اس کے اپیپی کے خاندان میں یہ مشہور تھا کہ بابل والے زبردست ساحر ہوتے ہیں اور یہ کہ بابلیوں سے بڑے ساحر دنیا میں اور کہیں نہیں۔ چنانچہ جب اسے یہ خبر ملی کہ نفرا کی پیدائش کے فوراً بعد ہی مصر کی دو دیویاں ملکہ ریمیا کے پاس آئی تھیں تو اپیپی کو کوئی تعجب نہ ہوا البتہ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ مصر کی دیویوں کو ایک بابلی عورت کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی۔

"اگر بابل اور مصر قدیم متحد ہو گئے تو ہم ہیکسوس کا کیا حال ہوگا؟ بیشک تب ہم چکی کے اوپر کے اور نیچے کے پاٹوں کے درمیان پس جائیں گے اور بیحد باریک آٹا بن جائیں گے۔" اپیپی نے اپنے مشیروں سے کہا

"یہ چکی بہت آہستہ آہستہ پیستی ہے اور اے بادشاہ! آٹا لوگوں کی روٹی ہوتا ہے۔" مشیروں کے سردار نے جواب دیا۔ "اگر خبر صحیح ہے تو کیا دیویوں نے

مرے ہوئے بادشاہ خفرا کی بیوی سے یہ نہیں کہا کہ بہت برس گزر جائیں گے اور تب مصری ہماری غلامی کا جوا اتار پھینکیں گے اور کیا یہ نہیں کہا کہ یہ شہزادی جو مرحوم خفرا کے نطفے اور ریما کے بطن سے پیدا ہوئی ہے، زمینوں کو ایک کرنے والی ہوگی؟ چنانچہ اے بادشاہ! اس بابلی ملکہ اور اس کی بیٹی کو، جو شہزادی ہے، یہاں پکڑ بلاؤ۔ تاکہ وقت آنے پر ایسا ہی ہو جیسا کہا گیا ہے۔ حالاں کہ فی الحال ہم یہ نہیں جانتے کہ ایسا کب اور کس طرح ہوگا۔"

"یہ عجیب بات کہی ہے تم نے۔ میں اس عورت کو اپنے گھر میں رہائش کے لیے جگہ دوں جس نے بابل کے بدی کے دیوتا کو بلا کر میرے خاک و خون میں مرنے کی پیشین گوئی کی ہے۔ میں کیوں ایسا کروں؟ کیوں نہ میں اسے اور اس کی لڑکی کو قتل ہی کروا دوں؟" اپیپی نے کہا۔

"اس لیے اے بادشاہ!" مشیروں کے سردار نے جواب دیا۔ "کہ مُردے زندوں سے زیادہ پرقوت ہوتے ہیں۔ اور اس شاہی خاتون کی روح اس کے جسم سے نہ زیادہ پرقوت اور کاری ضرب لگا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر ان دیویوں کے ظاہر ہونے کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سچ ہے تو پھر اس شہزادی کو قتل کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ اے بادشاہ! انہیں اپنا قیدی بنا لو اور ان پر کڑی نظر رکھو۔ لیکن انہیں آزاد نہ چھوڑ دو کہ وہ بابل کو اور پوری دنیا کو آپ پر چڑھا لائیں۔"

"تم سچ کہتے ہو۔" اپیپی نے سر ہلا کر کہا۔ "ایسا ہی ہوگا جیسا تم کہتے ہو۔ چنانچہ خفرا کی بیوہ ریما اور اس کی بیٹی نفرا کو ہمارے دربار میں حاضر کیا جائے۔ اگر انھیں پکڑنے کے لیے پوری فوج بھیجنے کی ضرورت ہو تو بے شک بھیج دی جائے۔ لیکن پہلے انھیں بہلا پھسلا کر اور سبز باغ دکھا کر لانے کی کوشش

کی جائے اور اگر یہ ترکیب کامیاب نہ ہو تو تھیبس والوں کو رشوت دیجائے
کہ وہ ان دونوں کو ہمارے سپرد کردیں۔"

دوسرا باب

پیغامبر

ریما کو اپنے جاسوسوں سے پتہ چلا کہ اپیپی اسے اور اس کی بیٹی کو پکڑنے اور قید کرنے کا ارادہ کر چکا ہے۔ اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو اس نے مصر بالا کے ان امرا کو جو اب تک وفادار رہے تھے، اور دیوتاؤں کے کاہنوں کو طلب کیا کہ ان سے مشورہ کرے کہ اب کیا کیا جائے۔

"اے لوگو!" ریما نے کہا۔ "اب میں ایک بیوہ ہوں۔ میرا سر تاج اور تمہارا آقا چرواہوں سے بہادری سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا اور اپنے پیچھے اپنی اس شہزادی کو چھوڑ گیا جو شیر خوار ہے۔ لیکن تمہارے آقا کے تاج و تخت کی وارثہ ہے۔ جب تمہارا آقا مر گیا تو فوج کے جی چھوٹ گئے اور چرواہوں کی فتح ہوئی۔ لیکن اب میں نے سنا ہے کہ ان چرواہوں نے فتح پر ہی قناعت نہیں کی ہے بلکہ ان کے ارادے کچھ اور ہیں۔ یعنی یہ کہ مجھے، تمہارے فرعون کی بیوی کو، اور نفرا کو، تمہارے فرعون کی بیٹی کو، چرواہے بادشاہ کے محل میں پہونچا دیا جائے۔ ہمیں اس کے سپرد کر دیا جائے اور یہ کہ اگر تھیبس والوں نے ایسا نہ کیا تو پھر ہمارے پکڑنے کے لیے ایک فوج بھیجی جائے گی۔ اے فرعون کے نمک خوارو! بتاؤ۔ اب تمہارا ارادہ کیا ہے؟ تم ہمیں اپیپی سے بچاؤ گے، ہماری حفاظت کرو گے یا ہمیں اس

کے سپرد کر دو گے؟"

اب یوں ہوا کہ وہاں موجود امرا اور کاہنوں میں سے کئی ایک نے ایک بات کہی اور کئی ایک نے دوسری۔ انہوں نے کہا کہ تھیبس والے اب جنگ نہ کریں گے کیوں کہ اپیپی نے انھیں ایسے لالچ دیئے ہیں اور ایسے شرائط پیش کئے ہیں کہ جنگ میں فتح حاصل کر کے بھی وہ ایسے عطیئے حاصل نہ کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ لوگ جنگ و جدال سے تنگ آچکے ہیں اور اب امن و سکون چاہتے ہیں پھر مصر کا فرعون کوئی بھی بنے اس کی انھیں پروا نہیں۔

"تو معلوم ہوا کہ مجھے اور تمہاری شہزادی کو تم لوگوں سے کوئی امید نہ رکھنی چاہیئے۔ ہاں۔ تم لوگوں سے جن کی بھلائی کے لیے میرے سرتاج نے جنگ کی اور جن کی بھلائی کی خاطر جان دی۔" ریا نے بڑے سکون سے کہا۔ پھر اضافہ کیا "لیکن میں ان دیوتاؤں کے کاہنوں کا جواب سننا چاہتی ہوں جن کی پرستش میرا شوہر کرتا تھا۔"

پھر یوں ہوا کہ ان کاہنوں نے بڑے گول گول جواب دیئے۔ ایک بولا کہ جو لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہے گا اور یہ کہ دیوتاؤں کی مرضی کے سامنے نہ تو کسی کی چلی ہے نہ چلے گی۔ چنانچہ ان کی مرضی کے سامنے سر جھکانا ضروری ہے دوسرا بولا کہ ریا اور شہزادی نفرا اپیپی کے محل میں شاید محفوظ اور خوش رہیں گی۔ کیونکہ اس نے دونوں کو عزت سے رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ تیسرے نے کہا کہ مناسب ہوگا کہ وہ اپنے باپ، یعنی بابل کے بادشاہ سے مدد طلب کرے کہ ایسے وقت میں باپ ہی کام آتا ہے۔

جب سب اپنی اپنی کہہ چکے تو ریا تلخی سے ہنسی اور بولی:

"اے کاہنو! اے دیوتا کے پجاریو! میں سمجھتی ہوں کہ وہ سونا، جو اپیپی

نے تمہاری طرف پھینکا ہے، اور جو معبدوں کے خزانوں میں جا پڑا ہے، خاصا وزنی ہے۔ بہرحال میں صاف صاف پوچھ رہی ہوں۔ تم لوگ میری اور میری بچی کی مدد کروگے یا نہیں؟ اگر تم نے میرا ساتھ دیا تو میں قسم کھاتی ہوں کہ آخر تک اچھے میں اور برے میں تمہارا ساتھ دوں گی اور میری بیٹی بھی، جب بالغ ہو جائے گی تو تمہارا ساتھ دے گی۔ میرا اور شہزادی کا بھی مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا لیکن اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو پھر ہم تم لوگوں سے اپنے ہاتھ دھو لیتے ہیں۔ پھر تم اپنے راستے جاؤ اور ہم اپنے راستے۔ چاہے بابل چلے جائیں یا کہیں اور۔ لیکن چمرواہے بادشاہ کے محل میں تو قیدی بن کر رہنا ہمیں منظور نہیں کہ وہاں تمہاری شہزادی کو شاید موت کے گھاٹ اتار دیا جائے کہ مصر کا پھر کوئی صحیح وارث نہ رہے اب تم لوگ آپس میں مشورہ کر لو۔ میں یہاں سے ہٹ جاتی ہوں تاکہ تم آزادی سے آپس میں بات چیت کر سکو۔ لیکن دوپہر کو، یعنی ٹھیک ایک گھنٹہ بعد میں تمہارا جواب سننے یہاں آؤں گی۔"

پھر ریما وہاں موجود لوگوں کے سامنے جھکی۔ وہ بھی اس کے سامنے جھکے اور پھر ریما انھیں چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔

ٹھیک ایک گھنٹے بعد، دوپہر کے وقت، وہ واپس آئی۔ "انا کماح اس کے ساتھ تھی جس نے شہزادی نفرا کو گود میں اٹھا رکھا تھا۔ وہ پہلو کے دروازے سے، جس سے وہ گئی تھی، مشورے کے کمرے میں داخل ہوئی اور ٹھٹھک گئی۔

کمرہ خالی تھا۔ امرا اور کاہن چلے گئے تھے

"لو! اب میں اکیلی ہوں۔" ریما نے کہا۔ "میرا کوئی سنگی ساتھی نہیں جس کی دولت کو زوال آتا ہے اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ بلکہ اکثر تو سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔"

"نہیں ملکہ. جی چھوٹا نہ کرو۔" کماح نے کہا۔ "تم اکیلی نہیں ہو کیونکہ یہ بلند اقبال شہزادی اور میں خود اب بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے علاوہ سامنے کی خالی کرسیوں میں، میں مصر کے اکثر دیوتاؤں کو بیٹھے دیکھ رہی ہوں جو یقیناً ان بے وفا انسانوں سے کہیں بہتر مشیر ثابت ہوں گے، جو برے وقت میں ہمارا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ چنانچہ اے ملکہ! آؤ ہم اپنے دل میں ان سے باتیں کریں اور ان کا مشورہ حاصل کریں۔"

چنانچہ وہ دونوں وہاں بیٹھ گئیں اور خالی کرسیوں اور دیواروں پر بنی ہوئی دیوتاؤں کی تصویروں کی طرف دیکھتی رہیں اور دونوں ہی عورتیں اپنے اپنے طور سے مدد اور راہبری کی دعا کرتی رہیں۔

آخر کار کماح نے سر اٹھا کر پوچھا:

"ملکہ! روشنی دکھائی دی تمہیں؟"

"نہیں۔" ریما نے جواب دیا۔ "بس اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ البتہ میرے دیوتاؤں نے مجھ سے صرف اتنا کہا ہے کہ اگر ہم یہاں ٹھہرے رہے تو یہ بے وفا امراء اور کاہن ہمیں پکڑ کر ایپیپی کے سپرد کر دیں گے۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کماح کہ ایپیپی نے ان لوگوں کو اس کے لیے بھاری رشوت دی ہے۔ تمہارے دیوتاؤں نے تم سے کچھ کہا کماح؟"

"ہاں کچھ تو کہا ملکہ! مجھے ایسا معلوم ہوا کہ آسمانوں کی مقدس دیویاں ایزیس اور ہاتور، جو شہزادی کی دینی مائیں ہیں، سرگوشی میں مجھ سے کہہ رہی ہیں۔ فرار — فرار ہو جاؤ یہاں سے فوراً — دور چلی جاؤ یہاں سے۔"

"ہاں کماح لیکن فرار ہو کر جائیں کہاں؟ مصر بالا کی ملکہ اور یہ شہزادی کہاں روپوش ہو جائیں کہ ایپیپی کے جاسوسوں کی نظریں انہیں دیکھ نہ سکیں

کم سے کم یہاں تو ہم چھپ نہیں سکتے کہ یہاں کے لوگوں کو رشوت دی گئی ہے اور یہاں ہم سے غداری کی جائے گی۔"

"نہیں ملکہ۔ یہاں جنوب میں نہیں بلکہ شمالی مصر میں جہاں کوئی ہمیں تلاش نہ کرے گا کیونکہ شیر خود اپنے کچھار کے دہانے پر شکار تلاش نہیں کرتا سنو ملکہ! ایک بے حد بوڑھا اور بے انتہا مقدس آدمی ہے۔ اس کا نام راہو ہے۔ یہ راہو میرے دادا کا بھائی تھیبس کے قدیم فراعنہ کے خاندان سے ہے میں نے اپنے ان چچا کو بچپن میں دیکھا تھا اور میں انھیں بچپن سے جانتی ہوں۔ راہو دیوتاؤں کا پجاری بن گیا، اس نے دنیا ترک کر دی، دیوتاؤں نے اسے نواز دیا اور اب وہ ایک خفیہ برادری کے سردار اور کاہنِ اعظم ہیں۔ یہ برادری "حلقۂ سحر" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ جماعت ممفس کے قریب اہرام کے سائے میں رہتی ہے۔ راہو اور اس کی جماعت تیس سال یا اس سے بھی زیادہ عرصے سے وہاں رہتے آئے ہیں۔ کیونکہ اب ان اہرام کے قریب تک جانے کی کوئی ہمت نہیں کر سکتا خصوصاً چرواہے۔ کیونکہ یہ اہرام آسیب زدہ ہیں۔"

"کس کا آسیب؟" ریما نے پوچھا۔

"کہتے ہیں کہ ایک روح ہے جو ایک خوبصورت عورت کی صورت میں نظر آتی ہے جس کا سینہ برہنہ ہوتا ہے۔ اب یہ کوئی نہیں جانتا کہ اسی کا "کا"[1] ہے۔"

---

[1] مصریوں کا عقیدہ تھا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کی کوئی چیز زندہ رہ جاتی ہے۔ اسی انجانی چیز کو وہ "کا" کہتے تھے۔ ان کے خیال میں یہ زندہ اور باقی چیز جسم کے مشابہ ہوتی تھی۔ ان کے نزدیک یہ "کا" (بقیہ حاشیہ صـ۲۴ پر)

ہے جو اہرام کے قبرستان میں دفن کی گئی ہے جہاں میرے چچا رہتے ہیں۔ یا دوزخ کا کوئی بھوت ہے یا خود مصر ہے جو عورت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے بہر حال اس روحِ اہرام کی وجہ سے، رات کا اندھیرا اترنے کے بعد کوئی بھی انسان، خواہ وہ کتنا ہی بہادر کیوں نہ ہو" ان اہرام کے قریب جانے کی جرأت نہیں کرسکتا۔"

"کیوں نہیں کرسکتا؟ یہ مرد بے پردہ اور خوبصورت عورت سے کب سے ڈرنے لگے؟"

"اس لیے ملکہ کہ جو بھی اس کے حسن کو دیکھتا ہے پاگل ہو جاتا ہے اور پھر ویرانوں میں بھٹکتا رہتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے یا ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اس حسینہ کے پیچھے سب سے بڑے اہرام کی چوٹی پر چڑھتا اور وہاں سے اپنے آپ کو گرا دیتا ہے اور اس کی ہڈیاں سرمہ ہو جاتی ہیں۔"

"میرے خیال میں تو یہ محض ایک جھوٹی کہانی ہے۔ اچھا خیر۔ تو آگے کہو۔ یعنی تم کہنا کیا چاہتی ہو کماح؟"

"یہ اے ملکہ کہ اگر ہم کسی طرح وہاں پہنچ گئے تو اپنے چچا کا ہن را ہو

(بقیہ حاشیہ صہ ۲۳ کا) ظاہری لحاظ سے جسم کی طرح اور باطنی لحاظ سے خیال کی طرح ہوتی تھی، چنانچہ اسے چھونا ممکن نہیں۔ ان کے اعتقاد کے مطابق "کا" ایک بار پھر بدن کا محتاج ہوتا ہے اور اگر بدن کو محفوظ نہ رکھا جائے تو یہ "کا" آوارہ اور پریشان پھرتا رہتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے مصری لاشوں کو حنوط کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ مصری "روح" کے وجود کے قائل تھے اور اسے "کا" کہتے تھے۔ مترجم

کے ساتھ آرام سے اور محفوظ رہیں گے۔ کوئی اس علاقے میں قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا الا یہ کہ کبھی کبھی کوئی بے وقوف شوق تجسس سے مجبور ہو کر اس خوبصورت روح کو دیکھنے آتا ہے اور جان گنواتا ہے یا پاگل ہو کر ویرانوں کی طرف بھاگ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ صحرا کے وحشی بدو بھی ان اہرام کے آس پاس ایک میل تک اپنے خیمے نہیں لگاتے۔ اور چرواہے بادشاہ تو اس مقام کو منحوس سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے دو شہزادے وہاں اپنی جانوں سے گئے تھے۔ اگر ان لوگوں کو ملک شام کا سارا سونا دے دیا جائے تب بھی وہ اس مقام کے قریب نہ جائیں گے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ حلقۂ سحر کے برادروں کے جادو سے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ ان چرواہے بادشاہوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ اس برادری کے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے اور انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔ کم سے کم یہی میں نے سنا ہے اور یقین ہے بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ہم نے نہیں سنیں۔"

"تو معلوم ہوا کہ اس قبرستان میں ہم سکون سے آرام کریں گے۔" ربیا نے ہنس کر کہا۔ "بہرحال اس وقت تک جب تک کہ ہمیں بابل کی طرف فرار ہو جانے کا موقع نہیں ملتا جہاں بے شک و شبہہ شاہ بابل یعنی میرے والد ہمیں خوش آمدید کہیں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں جب کہ سرحد پر جنگ ہے۔ اور پھر یہ سوال بھی ہے کماح کہ ہم کیسے یقین کر لیں کہ تمہارے یہ چچا ہمیں خوش آمدید کہیں گے۔ اور اگر ایسا ہو بھی تو پھر وہاں تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟"

"پہلے سوال کا جواب تو آسان ہے ملکہ۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ آج ہی مجھے اپنے چچا مقدس راہو کا پیغام ملا ہے۔ غلہ لانے والی ایک کشتی

کا ملاح جو ممفس سے تھیبس آیا ہے اپنی کشتی لے کر یہ پیغام لایا ہے۔ اس نے مجھے اپنا نام تاؤ بتایا ہے۔"

"اس نے تم سے کیا کہا اور تمہاری اس سے کہاں ملاقات ہوئی؟"

"ملکہ! تمہاری اور شہزادی کی طرف سے میں اتنی پریشان اور متفکر تھی کہ گذشتہ رات مجھے نیند نہ آئی چنانچہ پو پھٹنے سے پہلے میں باہر نکلی اور محل کے باغ میں ہوتی ہوئی دریا کے گھاٹ پر جا کر کھڑی ہو گئی اور منتظر رہی کہ جب دیوتا را^ا^ طلوع ہوں تو دعا مانگوں۔ تھوڑی دیر بعد جب صبح کی گاڑھی دھند چھٹی تو میں نے دیکھا کہ وہاں میں اکیلی نہ تھی بلکہ ایک تنومند آدمی میرے قریب کھڑا ہوا تھا جس نے ملاح کا لباس پہن رکھا تھا۔ وہ کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگائے کھڑا نیچے دریائے نیل کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں ایک تجارتی جہاز لنگر انداز تھا۔ اس نے کہا کہ وہ دھند کے چھٹنے اور موافق ہوا کے چلنے کا منتظر ہے کہ اپنے جہاز کو تجارتی گھاٹ تک لے جائے اور وہاں تجارت کا سامان اتار دے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اس نے جواب دیا کہ سفید دیواروں والے شہر ممفس سے کیوں کہ اسے ممفس اور تھیبس کے گورنروں کی طرف سے پروانہ ملا ہوا ہے کہ وہ ان دونوں شہروں کے درمیان تجارت کر سکتا ہے۔ میں نے اسے کامیابی کی دعا دی اور عبادت کے لیے کسی اور جگہ جانے والی تھی کہ اس نے کہا "آؤ ہم دونوں عبادت کریں۔ میرا نام تاؤ ہے اور میں بھی "را" کی پرستش کرتا ہوں۔" اور اس نے چند ایسے اشارے کئے جنھیں میں سمجھ

ا؎ سورج۔ مترجم

گئی کیوں کہ میں کاہنہ ہوں۔

"جب ہم عبادت سے فارغ ہوئے تو میں نے پھر جانے کی تیاری کی لیکن اس نے مجھے روک کر تھیبس کے حالات پوچھے اور پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ ملکہ دنیا اپنے شوہر کے غم میں مر گئی ہے یا یہ کہ جیسی کہ افواہ ہے کہ ملکہ اور اس کی شہزادی بیٹی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ افواہیں سچ نہیں ہیں۔ یہ سن کر وہ خوش ہو گیا، اس نے دیوتاؤں کا شکر ادا کیا کہ بیشک و شبہ شہزادی نفرالورے مصر کی، جنوبی اور شمالی مصر کی بھی حقیقی اور جائز وارثہ ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اسے شہزادی کا نام کیسے معلوم ہوا؟ اس پر اس نے جواب دیا:

" ایک مقدس آدمی نے مجھے اس کا نام بتایا ہے۔ وہ ایک تارک الدنیا آدمی ہے جس کے سامنے میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں جو افسوس کہ بے شمار ہیں۔ یہ تارک الدنیا آدمی اہرام کے قریب ویرانے میں رہتا ہے جہاں قدیم فراعنہ کی قبریں ہیں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ وہ اس شہزادی کی انا کا نام بھی جانتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اس کا نام کماح ہے اور یہ کہ یہ کماح بھی شاہی خاندان کی فرد ہے۔ ہاں اور اس تارک الدنیا نے مجھے ایک پیغام دیا کہ میں اسے خاتون کماح تک پہنچا دوں اگر میری اس سے تھیبس میں ملاقات ہو۔ اس نے کہا کہ وہ اپنا پیغام لکھ کر نہیں دے سکتا کہ اس میں خطرہ ہے۔"

اتنا کہہ کر تاؤ، جو جہاز کا ناخدا تھا، خاموش ہو گیا اور میری طرف دیکھنے لگا اور میں اس کی طرف دیکھنے لگی اور سوچنے لگی کہ کہیں وہ میرے لیے کوئی جال تو نہیں بچھا رہا ہے۔

" اے تاؤ! اگر تم نے یہ خفیہ پیغام غلط عورت کو دیا تو یہ اور بھی خطرناک

بات ہو گی" میں نے کہا۔ "کیوں کہ تھیبس میں بہت سی عورتوں کے نام کماح ہوں گے۔ یہ تمہیں کیسے پتہ چلے گا کہ تم صحیح کماح کو پیغام دے رہے ہو جو حقیقت میں شہزادی کی اناہے؟"

"خاتون! یہ کام اتنا مشکل نہیں ہے جتنا کہ نظر آتا ہے۔ اسی تارک الدنیا نے مجھے زمرد کے تعویذ کا آدھا حصّہ دیا ہے جس پر کوئی سحر یا جادو یا عبارت کندہ ہے۔ اس نے کہا کہ اس نصف تعویذ پر یہ عبارت کندہ ہے۔ دیوتا یہ تعویذ پہننے والے ہستی کی حفاظت کرے جب اس پر آخری رات چھا جائے وہ محفوظ رہے جو کشتی میں راکی سفر کرے اور ... اور اے خاتون نصف تعویذ پر کی عبارت یہاں، ادھ بیچ میں ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن مقدس تارک الدنیا نے کہا ہے کہ بقیہ عبارت خاتون کماح جانتی ہے۔ سو وہ تمہیں بتائے گی۔"

اور ایک بار پھر تاؤ نے غور سے میری طرف دیکھا۔

اور تب میں نے کہا:

"اے تاؤ! بقیہ عبارت کہیں یوں تو نہیں ہے کہ۔ اور توت[1] ترازو کے پلڑے برابر پائے اور اوزیرس[2] اس ہستی کو اپنے ساتھ اپنے دستر خوان پر بٹھا کر عمدہ عمدہ کھانا کھلائے۔"

---

[1] توت وہ دیوتا ہے جو مرنے کے بعد انسانوں کے اچھے اور برے اعمال کو ترازو میں تولتا ہے۔

[2] یہ آخرت کا دیوتا ہے۔ آدمی کی نیکیوں کا پلڑا اس کی بدیوں کے پلڑے سے بھاری ہو جاتا ہے تو پھر مرنے والے کی روح اوزیرس کے ساتھ اس کے دستر خوان پر بیٹھ کر عمدہ عمدہ کھانے کھاتی ہے۔ مترجم

"ہاں"، تاؤ نے کہا، "یہی ہیں بقیہ عبارت کے الفاظ یا اس سے ملتے جلتے ہیں کیونکہ اس مقدس تارک الدنیا نے یہ الفاظ میرے سامنے دہرائے تھے۔ لیکن میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کیونکہ میرا حافظہ کمزور ہو رہا ہے۔ خصوصاً عبارت کے الفاظ اور دیوتائی تحریریں تو مجھے یاد ہی نہیں رہتیں۔ چوں کہ اے اجنبی خاتون تم اس تعویذ کی بقیہ عبارت جانتی ہو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ایسے تعویذ تھیبس میں عام ہوں گے جسے بہت سے لوگ پہنتے ہوں گے۔ چنانچہ اب مجھے اس عورت کی تلاش ہے جو نہ صرف بقیہ عبارت سے واقف ہو بلکہ جس کے پاس تعویذ کا بقیہ حصہ، نصف حصہ بھی ہو۔ کیا تم اس سلسلے میں میری مدد کر سکتی ہو؟"

"شاید۔" میں نے جواب دیا۔ "مجھے وہ آدھا تعویذ دکھاؤ۔"

تاؤ نے چاروں طرف دیکھ کر یہ اطمینان کر لیا کہ ہم اکیلے تھے اور پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنے لباس کے گریبان میں ڈال دیا اور وہاں سے اس نے ایک بعید قدیم تختی کا آدھا حصہ نکالا جس پر تحریر تھی۔ یہ تختی اس نے ایک دھاگے سے باندھ کر اپنے گلے میں پہن رکھی تھی۔ یہ تختی عین بیچ سے ٹوٹی ہوئی تھی یا اسے کاٹا گیا تھا لیکن اس طرح کہ اس میں بہت سے دندانے تھے کچھ اونچے اور کچھ نیچے۔ میں نے اس تختی کو دیکھا اور فوراً پہچان لیا کیونکہ برسوں پہلے میرے بڑے چچا کاہن را ہو نے اس کا بقیہ نصف حصہ مجھے دیا تھا اور کہا تھا کہ جب بھی مجھے ان کی مدد کی ضرورت ہو میں یہ ٹوٹی ہوئی تختی انھیں بھیج دوں۔ اور یہ آدھا حصہ میرے گلے میں اس وقت بھی پڑا ہوا تھا۔ جواب میں نے نکالا اور اس حصے سے ملا دیا جو نا خدا تاؤ کے پاس تھا اور دونوں حصے کے دندانے آپس میں ٹھیک سے بیٹھ گئے۔ اور تختی مکمل ہو گئی۔

تاؤ نے یہ دیکھا اور سر ہلایا۔

"عجیب بات ہے اے خاتون، کہ جس طرح کہ میری تم سے ملاقات یوں ہوئی اور وہ بھی اتفاقاً۔ بلاشبہ اتفاقاً۔ لیکن دیوتا اپنے کاموں سے واقف ہوتے ہیں اور جو چاہتے ہیں کرتے ہیں چنانچہ ہم ان کے کاموں میں دخل دینے والے کون ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ دوسرا ٹکڑا ابھی ہو کسی کے پاس جو یوں میری تختی کے ٹکڑے کو مکمل کر دے۔ اس لیے میرے اطمینان کی خاطر یہ بھی بتا دو کہ مجھے بھیجنے والا کون ہے، وہ کہاں رہتا ہے اور جو بھی باتیں تم جانتی ہو۔ بتا دو۔"

"اس کا نام راہو ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "جو دنیا میں پسر شاہ راہو کے نام سے مشہور ہے حالاں کہ اس شاہ کے انتقال کو عرصہ گزر گیا۔ اور جیسا کہ تم نے کہا کہ وہ اہرام کے سائے میں رہتا ہے۔ رہیں دوسری باتیں تو ان کا تو یہ ہے کہ وہ ایک زبردست برادری کا کاہنِ اعظم ہے۔ بہت بوڑھا ہے۔ اس کی داڑھی اور بال برف کی طرح سفید ہیں۔ وہ بے حد قبول صورت ہے اور اس کی باتیں دلنشین ہوتی ہیں۔ وہ بلی کی طرح اندھیرے میں دیکھ سکتا ہے کیونکہ برسوں سے اندھیرے میں رہتا آیا ہے۔ اس کے گھٹنے صحرانشینوں کے پیروں سے زیادہ سخت اور کھردرے ہیں کیوں کہ وہ گھٹنوں پر جھک کر عبادت کرتا رہتا ہے۔ اور جب وہ اکیلا ہوتا ہے تو اپنے ہمزاد سے یعنی "کا" سے باتیں کرتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے یا شاید دوسری روحوں سے باتیں کرتا ہے اور یہ "کا" اور یہ روحیں اسے بتاتی ہیں کہ مصر میں کیا ہو رہا ہے۔ کم سے کم برسوں پہلے وہ ایسا ہی تھا جب اس نے تختی کا یہ آدھا ٹکڑا مجھے دیا تھا یعنی اب وہ کیسا ہے یہ میں نہیں کہہ سکتی۔۔۔۔"

"تم نے جو حلیہ بیان کیا ہے وہ کافی ہے خاتون۔ حالاں کہ اب مقدس راہو کی چندیا پر بہت کم بال رہ گئے ہیں اور اب وہ اتنے دبلے ہو گئے ہیں کہ انھیں قبول صورت نہیں کہا جا سکتا بلکہ اب وہ بے حد بوڑھے اور بھوک کے عقاب سے

لگتے ہیں تاہم بے شک ہم دونوں اس مقدس ہستی کے بارے میں کہہ رہے ہیں جس کا نام راہو ہے جس کا ثبوت تعویذ کے یہ دو ٹکڑے ہیں چنانچہ بے شک تم وہی خاتون کماح ہو جس سے میری ملاقات ٹھیک اسی جگہ ہوئی ہے جہاں مقدس راہو نے کہا تھا کہ ہو گی۔ خیر تو اب میں تمہیں وہ پیغام سناتا ہوں جو مقدس راہو نے دیا ہے۔" ـــ اور یہاں اے ملکہ اس ملاح میں ایک تبدیلی ہوئی پہلے وہ غیر سنجیدہ تھا اور اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے مذاق اڑا رہا ہو۔ اب وہ ایکدم سے سنجیدہ ہو گیا۔ اس کا مسکراتا ہوا خوش گوار چہرہ ایکدم سے متفکر اور خشمناک سا بن گیا۔ اس شخص کا سا جس کے سر بڑی عظیم ذمہ داری ہو اور جس کی تکمیل پر اس کی عزت اور وقار کا انحصار ہو۔

"سنو خاتون!" ملاح بولا۔ "سنو شہزادی مصر کی اناّ! جس بادشاہ کو تم نے گودیوں کھلایا تھا اس کا جسم چرواہوں کے نیزوں سے چھلنی ہوا اور اب وہ اپنے مقبرے میں نہ ٹوٹنے والی نیند سو رہا ہے۔ تو کیا اب تم یہ دیکھنا پسند کرو گی کہ اس کے نطفے سے جو پیدا ہوئی ہے اس کا اور مرنے والے کی ملکہ کا بھی یہی حشر ہو؟

"یہ تو بڑا احمقانہ سوال پوچھا ہے تم نے تاؤ۔ کیوں کہ وہ جہاں جائیں گے میں بھی جاؤں گی اور ان دونوں کا جو حشر ہو گا میرا بھی ہو گا۔" میں نے جواب دیا۔

"بے شک تم سے یہی امید ہے۔ چنانچہ سنو خاتون کماح. خطرہ زبردست ہے تم تینوں کو گرفتار کر لینے کی سازش کی جا چکی ہے اور یہ بات مقدس راہو کو الہام کی گئی ہے۔ اسی شہر میں وہ غدار ہیں جو اس سازش میں شریک ہیں۔ بہت جلد ـــ شاید کل یا پرسوں یہ لوگ ملکہ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اس کی اور شہزادی کی جان خطرے میں ہے چنانچہ یہ لوگ یہ تجویز پیش کریں گے کہ ملکہ شہزادی کو لے کر ان کے ساتھ چلے کہ وہ ان دونوں کو کسی محفوظ جگہ چھپا دیں

تھیں اگر ملکہ ان کی باتوں میں آگئی تو بہت جلد اسے پتہ چل جائے گا کہ محفوظ جگہ ایپیپی کا قید خانہ ہے۔ یعنی تانیس میں۔ بشرطیکہ وہ وہاں تک زندہ پہنچ پائی۔ سمجھ گئیں تم خاتون کماح؟ اور اگر ملکہ ان کی باتوں میں نہ آئی، اپنی خوشی سے ان کے ساتھ نہ چلی تو وہ اسے گھسیٹ کر لے جائیں گے اور اسے اور شہزادی کو ایپیپی کے سپرد کر دیں گے۔"

میں نے سر ہلا کر جواب دیا:

"معلوم ہوتا ہے کہ خطرہ بہت قریب اور وقت بہت کم ہے۔ چنانچہ تمہاری تجویز کیا ہے پیغامبر؟"

"سنو۔ میں جلد ہی اپنا جہاز لے کر شہر کی بندرگاہ پر جاؤں گا کہ چند تاجروں کو ان کا سامانِ تجارت دے دوں۔ لیکن میرے جہاز پر مسافر بھی ہوں گے جو سیہون کے باشندے ہوں گے۔ کاشت کار، جو چرواہوں کے مظالم سے تنگ آکر بھاگ رہے ہوں گے۔ اور یہ مسافر تین ہوں گے۔ ایک معمر عورت جو بالکل تمہارے جیسی ہو گی خاتون کماح جو بطور میری بہن کے سفر کر رہی ہو گی دوسری ایک خوب صورت جوان عورت جسے میں اپنی بیوی ظاہر کروں گا اور اس جوان عورت کی گود میں تین مہینے کی ایک بچی ہو گی۔ چنانچہ بندرگاہ پر کے افسروں سے میں یہی کہوں گا اور ان دونوں عورتوں کو بظاہر میری بہن اور میری بیوی بننے پر کوئی اعتراض نہ ہو گا تم سمجھیں کچھ خاتون کماح؟"

"سمجھ گئی۔ مجھے تمہاری بہن، ملکہ کو تمہاری بیوی اور شہزادی کو تمہاری بچی بن کر تمہارے ساتھ چلنا ہے۔"

"تم نے صحیح سمجھا۔"

"تو پھر کب اور کیسے؟"

"خاتون کماح! میں نے سنا ہے کہ آج رات اس شہر میں دریائے نیل کے دیوتا کا جشن ہے چنانچہ سیکڑوں لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر اور چراغ جلا کر بھجن گاتے ہوئے جائیں گے۔ اس بھیڑ سے بچنے کے لیے میں اپنا جہاز یہاں، اس گھاٹ پہ لے آؤں گا۔ تاکہ پو پھٹنے سے پہلے جنوبی ہوا کے سہارے یہاں سے روانہ ہو جاؤں۔ تو کیا میں امید کروں کہ "را" کے طلوع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے دو دیہاتی عورتیں ایک بچی کے ساتھ یہاں کھجور کے جھنڈ میں منتظر ہوں گی؟"

"شاید۔ اور اگر ایسا ہوا تو اے پیغامبر یہ سفر کہاں ختم ہو گا؟"

"اہرام کے سائے میں جہاں ایک مقدس ہستی ان کی منتظر ہے کیونکہ اس مقدس ہستی کا کہنا ہے کہ ان کی قیام گاہ شاندار نہ ہو گی لیکن وہاں وہ محفوظ ہوں گے۔"

"ہاں۔ یہ خیال مجھے بھی آتا ہے تاؤ۔ لیکن یہ مزار بے حد خطرناک ہے۔ اور یہ میں کیسے یقین کر لوں کہ یہ بھی کوئی چال نہیں ہے؟ یہ میں کیسے یقین کر لوں کہ تم جہرواہوں کے آدمی نہیں ہو؟ کیسے یقین کر لوں کہ تم تھیبس کے غداروں میں سے نہیں ہو؟ اس کی کیا ضمانت ہے کہ تمہیں ہمیں بہلانے پھسلانے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے؟"

"بہت عقلمندانہ سوال ہے۔" تاؤ نے جواب دیا۔ "پیغام تم نے لفظ بہ لفظ سن لیا، تعویذ دیکھ لیا اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں ہیں تو میں یہ قسم کھانے کے لیے تیار ہوں کہ اگر میں تمہیں دھوکا دوں تو دوسری دنیا میں میری روح ہمیشہ کے لیے آگ میں جلتی رہے۔ تاہم یہ بڑا عقلمندانہ سوال ہے کیوں کہ یہاں ایک نہیں تین جانوں کا سوال ہے اور میں نہیں جانتا کہ تمہارے ان سوالوں کا کیا جواب

دوں۔"

"چنانچہ اب ہم خاموش کھڑے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے اور میرے دل میں شکوک و شبہات تھے اور خوف تھا۔ ایک دفعہ اگر ہم اس انجان آدمی کے اختیار میں آگئے تو ہمارے ساتھ کیا نہیں ہو سکتا؟ یہ فکر مجھے تھی۔ اور اے ملکہ مجھے اپنی فکر نہ تھی بلکہ تمہاری اور شہزادی کی فکر تھی۔"

"ہاں کماح! یہ میں جانتی ہوں کیوں کہ تم میری ماں کی طرح ہو۔" ملکہ ریمیا نے کہا۔ "لیکن خیر۔ اب آگے کہو کہ کیا ہوا؟"

"پھر یہ ہوا ملکہ کہ دفعتہً تاؤ بے چین اور پریشان ہو گیا۔

"یہ مقام سنسان اور خاموش ہے" وہ بولا۔ "لیکن مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہاں کوئی اور بھی ہے جو ہمیں دیکھ رہا ہے۔"

"اے ملکہ ہم گھاٹ سے ہٹ کر ایک تنہا کھجور کے درخت کے قریب جا کھڑے ہوئے تھے۔ کہ یہاں ہمیں دریا کی طرف سے کوئی دیکھ نہ سکتا تھا اور نہ ہی ہماری باتیں سن سکتا تھا۔ میرے بائیں طرف ایک پرانے معبد کا کھنڈر تھا جس کی چھت پر کسی دیوتا کا ٹوٹا ہوا بت تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ کسی مندر کا باب تھا جہاں، اے ملکہ! تم اکثر جا کر بیٹھا کرتی تھیں۔

"ہاں کماح! اس کھنڈر سے میں واقف ہوں۔"

"اے ملکہ یہ کھنڈر اب بھی نصف کے قریب صبح کی دھند میں چھپا ہوا تھا اور تاؤ غور سے اسی کھنڈر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کھنڈر پر سے اب دھند پردے کی طرح اٹھ گئی اور میں نے بھی اس طرف دیکھا جس طرف تاؤ دیکھ رہا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ معبد خالی نہ تھا جیسا کہ میرا خیال تھا کیوں کہ اس وقت وہاں ایک بے حد بوڑھا شخص گھٹنوں کے بل جھکا جیسے عبادت کر رہا تھا۔

اس نے اپنا سر اٹھایا۔ روشنی اس کے چہرے پر پڑی اور میں نے اسے پہچان لیا کہ وہ مقدس راہو تھے۔ حالاں کہ جب میں نے برسوں پہلے انھیں دیکھا تھا، جب انھوں نے تعویذ کا آدھا ٹکڑا دیا تھا، اس وقت سے کچھ زیادہ ہی بوڑھے ہو گئے تھے۔ لیکن بلاشبہ وہ راہو ہی تھے۔

"معلوم ہوتا ہے خاتون کماح کہ وہ مقدس تارک الدنیا یہاں بھی رہتا اور وہاں بھی رہتا ہے۔ اہرام کے سائے میں۔" تاؤ نے کہا۔ "اور یہ وہ مقدس شخص ہے جسے میرا خیال ہے کہ میں جانتا ہوں۔ تم ہی بتاؤ خاتون کماح کہ وہ بوڑھا شخص مقدس راہو تو نہیں ہے؟"

"ہاں وہی ہے۔ بے شک وہی ہے۔ تاؤ! یہ بات تم نے مجھ سے کیوں چھپائی کہ تم انھیں بھی اپنے ساتھ جہاز پر لائے ہو؟ اس طرح میری بہت سی دماغی پریشانی دور ہو جاتی۔ ٹھہرو۔ میں بات کرتی ہوں ان سے"

"ہاں۔ بات کرو ان سے اور اطمینان کر لو اپنا کہ میں جھوٹا ہوں یا سچا ہوں۔"

"اور میں گھوم کر معبد کی طرف بھاگی۔ وہ خالی تھا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ مقدس راہو جا چکے تھے وہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں وہ چھپ سکتے۔

"خاتون کماح! تارک الدنیا لوگوں اور کاہنوں کے طور طریقے حیرت انگیز ہوتے ہیں۔" تاؤ نے کہا۔ "وہ لوگ یا ان میں سے چند ایسے ہوتے ہیں جو بیک وقت دو مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔ چنانچہ اب میں سمجھتا ہوں کہ تمھارا اطمینان ہو گیا ہو گا اور تم لوگ یہاں پہنچ جاؤ گے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔"

"بے شک" میں نے جواب دیا۔ "ہم یہاں مقررہ وقت پر آ جائیں گے بشرطیکہ ملکہ اس کے لیے تیار ہوں اور کوئی رکاوٹ نہ ہو مثلاً بندھن یا موت۔ لیکن ٹھہرو ہمارے پاس دیہاتی عورتوں کا لباس نہیں ہے۔ محل میں ایسا لباس کہاں سے

آئے؟ اور اگر ہم نے کسی کو بازار بھیجا کپڑے خریدنے کے لیے تو دشمن ہوشیار ہو جائیں گے کیوں کہ ملکہ کی کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔"

"مقدس راہبو بڑے دور بیں ہیں۔" تاؤ نے کہا۔ "یا میں دور بیں ہوں۔ بہر حال اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"

اور تب وہ وہاں گیا جہاں میں پہلی دفعہ اس سے ملی تھی۔ اور ایک پتھر کے پیچھے سے اس نے ایک گٹھری نکالی۔

"یہ لو۔" اس نے کہا۔ "اس گٹھری میں تمہیں ضرورت کی ہر چیز مل جائے گی۔ صاف ستھرے لیکن موٹے کپڑے۔ لیکن فکر نہ کرو ننھی شہزادی کی نازک کھال کو بھی ان سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اچھا۔ خاتون کماح دھند چھٹ گئی ہے اور اب مجھے چلنا چاہیے۔ کل پو پھٹنے سے ایک نہیں، دو گھنٹے پہلے یہاں آؤں گا اور یقین ہے کہ میری بہن اور میری بیوی اپنی بچی کے ساتھ میری منتظر ہوں گی۔"

"پھر وہ چلا گیا اور میں بھی چلی آئی۔ میرے دماغ میں خیالات کا ہجوم تھا۔ لیکن میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اس واقعہ کا ذکر تم سے اس وقت تک نہ کروں گی جب تک کہ آج کے اجلاس میں تمہاری درخواست کا جواب تھیبس کے امرا نہیں دے دیتے۔"

"تم نے گٹھری کھول کر دیکھی کماح؟" ریما نے پوچھا۔

"ہاں۔" کماح نے جواب دیا۔ "سب ایسا ہی ہے جیسا تاؤ نے کہا تھا۔ دو چغے اور دوسرے کپڑے ہیں جیسے کہ دیہاتنیں جب سفر کرتی ہیں تو پہنتی ہیں۔ اور یہ تمہارے اور میرے ناپ کے ہیں۔ اور بچی کا لباس ہے جیسا کہ موسم گرما میں پہنا جاتا ہے۔"

"آؤ۔ میں بھی دیکھ لوں۔" وسیما نے کہا۔

تیسرا باب

فرار

وہ محل کے خانگی کمرے میں کھڑے تھے۔

بیرونی دروازوں پہ مسلح سپاہیوں کا پہرہ تھا یا ہونا چاہئے تھا کیوں کہ ملکہ ریما کے گرد اب بھی شاہی حلقہ تھا گویا، اور ملکہ کے کمرے کے دروازے پر نو بہیا کا دیو ہیکل غلام "زو" کھڑا ہوا تھا۔ یہ دیو فرعون خفرا کا خاص محافظ تھا اور یہی زو تھا جس نے تنہا چھے چرداہے سپاہیوں کو قتل کر کے فرعون کی لاش کو بچایا تھا اور پھر اسے کندھے پر ڈال کر میدانِ جنگ سے بھاگا تھا۔ ملکہ ریما اور رکماح نے ان کپڑوں کا، جو تاؤ نے دیئے تھے معائنہ کر کے انھیں چھپا دیا تھا۔ اب ریما اور کماح اس ننھے پلنگ کے قریب جس پر شہزادی نفرا سو رہی تھی، بیٹھی آپس میں مشورہ کر رہی تھیں۔

"تمہاری تجویز بے حد خطرناک ہے۔" ریما نے کہا۔ وہ پریشانی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہی تھی اور بار بار سوئی ہوئی شہزادی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ "تم مجھے فرار ہو کر ممفس جانے کا مشورہ دے رہی ہو۔ دوسرے لفظوں میں شیر کے منہ میں چلے جانے کو کہہ رہی ہو۔ یہ تم نے اس لیے کہا ہے کہ تمہارے بڑے چچا کا ایک پیغام بر ان کا پیغام لے کر آیا ہے اور تمہارے یہ چچا دنیا ترک کر چکے ہیں یا زبردست کاہن ہیں یا کسی خفیہ یا پراسرار فرقے کے

نقیب ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تمہارے یہ چچا مدت ہوئی مر چکے ہوں اور اب ان کا نام لے کر ہمیں پھنسایا جا رہا ہو۔"

"ملکہ! ثبوت کے طور پر تعویذ کے یہ دو ٹکڑے ہیں جو آپس میں ٹھیک سے جڑ گئے ہیں۔ اور سفید لکیر سیدھی سیدھی، ذرا بھی کٹے بغیر، ایک سے دوسرے کنارے تک چلی گئی ہے۔"

"بے شک ایسا ہی ہے جیسا تم کہتی ہو۔ لیکن ایسے مقدس نوادرات عام ہیں اور ان کے متعلق کہانیاں بھی مشہور ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کو پتہ ہو کہ کاہن راہو نے تمہیں اس طلسم کا ایک ٹکڑا دیا ہے اور اس نے دوسرا ٹکڑا راہو کی لاش پر سے اتار لیا ہو یا چرا لیا ہو تاکہ تمہیں دھوکا دے سکے اور مُردوں کے مقام میں تمہیں چھپانے اور دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اپنے جھوٹ کو سچ کا رنگ دے سکے۔ کون ہے یہ تاؤ جس کا نام تک تم نے پہلے کبھی نہیں سنا ہے؟ یہ کیسے ہوا کہ اس نے تمہیں اتنی آسانی سے تلاش کر لیا؟ یہ کیا بات ہے کہ وہ اتنی آسانی سے تھیبس میں آسکتا اور جا سکتا ہے اور کوئی اسے ٹوکتا نہیں حالاں کہ وہ ممفس سے آیا؟ اور یہ کیا ہے کہ اسے یہاں اور وہاں کی تمام سازشوں کا حال معلوم ہے بشرطیکہ ایسی کوئی سازشیں ہوں؟"

"میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے" کماح نے کہا۔ "میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ جب یہی شکوک میرے دل میں آئے تو اس پیغام بر نے، جس کا نام تاؤ ہے، خود مقدس راہو کو، اپنے پیغام کی صداقت کے طور پر، مجھے دکھا دیا اور تب میں نے اس کی باتوں کا یقین کیا۔"

"ٹھیک ہے کماح۔ لیکن ذرا سوچو کہ کیا تم خود کاہنہ نہیں ہو؟ کیا تم خود، اپنے اس کاہن چچا کی طرح، مصر کے اسرار اور سحر میں دسترس نہیں رکھتیں؟ کیا

تم نے بچپن سے یہ باتیں نہیں سیکھیں اور ان میں مہارت حاصل نہیں کی؟ کیا تم نے اپنی آنکھوں سے مصر کی دیوی ایزیس اور دیوی ہاتور کو نہیں دیکھا کہ وہ میری بچی کو دعائیں دے رہی ہیں؟ شاہی خاندان کے شہزادوں اور شہزادیوں کے ساتھ کیا ایسے واقعات مشہور نہیں ہیں؟ یہ کیا بات ہے کہ ماح کہ کسی اور نے ان دیویوں کو نہ دیکھا؟"

"اور یہ کیا بات ہوئی ملکہ کہ خود تم نے ان دیویوں کو خواب میں دیکھا؟" ملکہ نے خشک لہجہ میں آ گے کہا۔ "خواب بس خواب ہی ہوتا ہے۔ کون اہمیت دیتا ہے خوابوں کو جو سوتے میں ہزاروں اور لاکھوں مچھروں کی طرح ہمارے سر پر منڈلاتے ہیں۔ اور صبح ہوتے ہی چلے جاتے ہیں؟ خواب بہرحال خواب ہوتا ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں البتہ کھلی آنکھوں سے اگر آدمی کوئی پیکر یا نظارہ دیکھتا ہے تو بات دوسری ہے ـــ یہ ایک ایسی چیز ہے جو پاگل دماغ کی اپج ہوتی ہے۔ یا غالباً حقیقت کا سایہ ہوتا ہے۔ اور اب تم نے دوسرا پیکر دیکھا۔ ایک بوڑھے کا جو اگر زندہ ہے تو یہاں سے میلوں دور رہتا ہے اور اس دھوئیں کے بادل پر تم مجھے امید اور حفاظت کا محل بنانے کا مشورہ دے رہی ہو۔ میں کیسے یقین کر لوں کہ تم پاگل نہیں ہو؟ تم دیوتاؤں اور دیویوں کو دیکھتی ہو لیکن کیا دیوی دیوتا ہیں؟۔ بابل کے دیوتا مصر کے دیوتاؤں سے مختلف کیوں ہیں؟ اور مصر کے دیوتا ٹائر دیوتاؤں سے الگ کیوں ہیں اگر دیوتا ہیں تو پھر ایکدوسرے سے مختلف کیوں ہیں؟"

"اس لیے کہ لوگ مختلف ہیں اور لوگ دیوتاؤں کو اپنے ملک کا ہی لباس پہناتے ہیں۔"

"شاید تم سچ کہتی ہو۔ لیکن ایک اجنبی کی کہانی اور وعدے پر اعتبار کرنا

عقلمندی نہیں خصوصاً اس وقت جب کہ سوال نہ صرف جان بلکہ مصر کے تاج و تخت کا بھی ہو۔ نہیں کماح! میں اس اجنبی پر اعتبار کر کے اپنے آپ کو اور اپنی بچی کو اس کے اختیار میں نہیں دے سکتی مبادا ہم دونوں نیل کی تہ میں مگرمچھوں اور مچھلیوں کی خوراک بن جائیں۔ یا پھر واہے بادشاہ کے زنداں میں بیٹھے موت کا انتظار کرتے رہیں۔ نہیں کماح! مناسب یہی ہے کہ ہم یہاں سے نہ جائیں۔ تمہارے دیوتا ہماری حفاظت یہاں بھی اتنی ہی کر سکتے ہیں جتنی کہ ممفس میں اور اہرام کے سائے میں کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم صحیح سلامت وہاں تک پہنچ سکے۔ اور اگر یہاں سے چلے جانے میں ہی ہماری بھلائی ہے تو پھر میں دیوتاؤں سے کہتی ہوں کہ وہ مجھے کوئی نشانی دکھائیں۔ ابھی کافی وقت ہے چنانچہ دیوتا آسمانوں سے زمین تک آسکتے ہیں اتنے وقت میں۔"

چنانچہ ہر طرف سے مایوس اور شکوک کے بھنور میں پھنسی ہوئی ملکہ نے یوں کہا اور کماح نے اپنا سر جھکا دیا۔

"جیسی ملکہ کی مرضی" وہ بولی۔ "اگر دیوتاؤں کی مرضی ہے تو بلاشبہ وہ ہمیں فرار کی راہ دکھائیں گے۔ اور اگر ان کی ایسی مرضی نہیں ہے تو پھر ہم یہیں رک کر ان کی مرضی کا انتظار کریں گے کیوں کہ دیوتا بہر حال دیوتا ہیں۔ آؤ ملکہ اب ہم کھانا کھائیں اور قدرے سستا لیں لیکن ہمیں اس وقت تک سونا نہیں ہے جب تک کہ وہ گھڑی گزر نہیں جاتی جس میں ہمیں تاؤ کے جہاز پر سوار ہونا ہے۔"

چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر کماح نے مشعل اٹھائی اور پورے محل کا چکر لگایا۔ محل میں بھیانک سناٹا تھا۔ ایک بوڑھے غلام نے کماح کو بتایا کہ سب کے سب دیوتائے نیل کے جشن میں شریک

ہوئے اور دریائے نیل میں کشتیاں کھینے چلے گئے تھے۔

"پہلے تو کبھی ایسا نہ ہوا تھا" غلام بولا۔ "کہ محل کے نمک خوار ملازم اپنا فرض بھول کر اور فرعون کو چھوڑ کر مزے اڑانے چلے جائیں۔ لیکن جب سے دیوتا رع کے فرزند خفرا ان چرواہے کتّوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں تب سے ہر چیز بدل گئی ہے۔ کسی کو اپنے فرض کا خیال ہی نہیں۔ ہر شخص بس اپنے فائدے کے متعلق ہی سوچتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ اسے کیا ملتا ہے اور خاتون کماح! ان دنوں روپے کا چلن ہے۔ سچ کہتا ہوں رشوتیں چل رہی ہیں۔ بازار گرم ہے اس کا۔ میں نے اپنے کونے میں بیٹھ کر دیکھا ہے کہ ڈھیروں روپیہ ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوا ہے۔ یہ روپیہ کہاں سے آتا ہے یہ میں نہیں جانتا۔ مجھے بھی مٹھی بھر پیش کیا گیا۔ کس لیے یہ میں نہیں جانتا لیکن میں نے لینے سے انکار کر دیا۔ مجھے شاہی خزانے سے تنخواہ اور غلہ مل جاتا ہے، پھر میں بوڑھا ہوں۔ چنانچہ مجھے کیا ضرورت ہے روپے پیسے کی؟"

کماح نے غور سے بوڑھے کی طرف دیکھا اور کہا:

"بے شک میرے بوڑھے ساتھی، تمہیں روپے پیسے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ میں جانتی ہوں کہ تمہارا جسم رکھنے کے لیے مقبرہ تیار کر دیا گیا ہے اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم محل کے تمام دروازوں اور پھاٹکوں سے تو واقف ہو ہی ہے نا؟"

"ایک ایک دروازے اور ایک ایک پھاٹک سے، جب میں جوان تھا تو

لہ فرعون دراصل فا۔ رع ہے۔ یعنی دیوتا را (سورج دیوتا) کا بیٹا۔ مترجم۔

میں ہی تمام دروازوں کو مقفل کیا کرتا تھا اور اب بھی میرے پاس ہر دروازے کی دوسری کنجی ہے۔ کنجیوں کے اس گچھے کو میرے پاس ہی رہنے دیا گیا ہے اور ہاں میں کواڑوں کے اندرونی کھٹکوں کے راز سے بھی واقف ہوں۔"

"تو پھر اے دوست ایک بار پھر جوان اور پر قوت بن جاؤ چاہے یہ آخری بار ہی کیوں نہ ہو۔ جاؤ۔ جا کر سارے دروازے اور پھاٹک بند کر کے مقفل کر دو۔ اور کنجیاں میرے پاس لے آؤ۔ تم مجھے خانگی کمرے میں پاؤ گے۔"

ٹھیک ہے خاتون۔ جب ملازم جشن سے واپس آئیں گے تو دروازے اور پھاٹک بند دیکھ کر پریشان ہو جائیں گے۔ بڑا لطف آئے گا۔ میں جاتا ہوں اور سارے دروازے اور پھاٹک بند کر کے مقفل کر دیتا ہوں جن کے نام میں نے آمنتی[1] کے دیوتاؤں کے ناموں پر رکھے ہیں کہ بھول نہ جاؤں۔ بیشک "میں فوراً جاتا ہوں جیسے میں پھر جوان ہو گیا ہوں۔ اور جب دروازے بند کر کے گھر پہنچوں گا تو میری بیوی اور بچے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

آدھے گھنٹے بعد بوڑھا ملازم واپس آیا اور اس نے بتایا کہ سارے دروازے اور پھاٹک بند اور مقفل کر دیئے گئے ہیں

"اور یہ عجیب بات ہے" اس نے سر ہلا کر کہا کہ آج ہر دروازہ کھلا تھا اور کنجیاں غائب تھیں۔"

پھر وہ ہنسا۔ اس نے پھر سر ہلایا اور بولا:

---

[1] عالم آخرت مترجم

"وہ لوگ بھول گئے کہ میرے پاس دوسری کنجیاں ہیں اور میں کھٹکے بند کرنے کی ترکیب بھی جانتا ہوں۔ ہاں مجھے وہ لوگ بے وقوف بوڑھا سمجھتے ہیں۔ جسے بہت جلد حنوط کرنے والوں کے وہاں پہونچا دیا جائے گا۔ یہ لو کنجیوں کا گچھا خاتون کماح۔ ان کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے میں تھک گیا ہوں تو سنبھالو اسے اور وعدہ کرو کہ تم کسی سے کہو گی نہیں کہ دروازے میں نے بند کئے اور ان فرض ناشناس لوگوں کو باہر سردی میں سونے پر مجبور کر دیا کیوں کہ اگر تم نے انہیں یہ بات بتا دی تو وہ لوگ کل مجھے پیٹیں گے بری طرح سے۔ اب اگر ایک جام شراب مجھے پلا دو تو میں سمجھوں گا کہ مجھے اپنی خدمت کا صلہ مل گیا۔"

کماح شراب لے آئی اور اس میں پانی ملا کر بوڑھے کو دی کہ اسے نشہ چڑھ نہ جائے۔ اور جب وہ جام خالی کرنے کے بعد چٹخارے لے رہا تھا تو کماح نے اس سے کہا کہ وہ خانگی کمرے کے پھاٹک کے دیدبان میں جا کر بیٹھے اور ہوشیار رہے اور اگر کسی کو اس طرف آتے دیکھے تو فوراً روک کر خبر کرے اسکو جو دروازے پر پہرہ دے رہا ہے جو اس زینے کے قدموں میں ہے جس کی آٹھ سیڑھیاں ہیں اور جو خانگی کمروں کی ڈیوڑھی تک جاتا ہے۔"

بڑے میاں خوش ہو کر اپنا فرض انجام دینے چلے گئے۔ اول تو شراب نے اسے بشاش کر دیا تھا اور پھر وہ اس خیال سے خوش تھا کہ وہ زندگی کے ایک بے حد دلچسپ ناٹک میں حصہ لے رہا تھا حالانکہ وہ جانتا نہ تھا کہ ناٹک کیا تھا۔

اس کے بعد کماح کالے دیو رُو کے پاس پہنچی۔ وہ کماح کی ہدایتیں

غور سے سنتا اور سمجھ کر سر ہلاتا رہا۔ پھر اس نے اپنے زبردست جسم پر بھینسے کی کھال کی زرہ پہنی، یہ دیکھا کہ خولوں میں برچھے موجود تھے اور انھیں بہ وقت ضرورت آسانی سے کھینچا جا سکتا تھا اور سکانسی کے زبردست جنگی کلہاڑے کی دھار پر انگوٹھا پھیر کر اطمینان کیا۔ اس کے بعد اس نے مشعلیں دیواروں میں بنے ہوئے حلقوں میں اس طرح لگادیں کہ ان کی روشنی آنے والوں پر پڑ سکتی تھی لیکن زینے کے ماتھے پر کھڑا ہوا رو اندھیرے میں رہ سکتا تھا

یہ انتظامات کر کے کماح، ملکہ کے پاس آئی جو جھپا کے پلنگ کے قریب سر جھکائے کسی خیال میں غرق بیٹھی تھی۔ لیکن کماح نے ملکہ ریما کو ان انتظامات کے متعلق نہ بتایا۔

"کماح! یہ تم اپنے ہاتھ میں بھالا لیے ہوئے کیوں رہو؟" ریما نے پوچھا۔

"اس لیے ملکہ! کہ یہ ایک عمدہ چھڑی کی غرض پوری کر رہا ہے اور وقت آنے پر اس سے دوسرا کام بھی لیا جا سکتا ہے۔ پورا محل حیرت انگیز حد تک خاموش ہے اور کیا پتہ کہ صبح ہونے سے پہلے ہم اس خاموشی میں دیوتاؤں کو بولتے سن لیں جو ہم سے کہیں کہ ہمیں تاؤ کے جہاز میں سوار رہنا ہے یا یہیں رہنا ہے"

"تم بڑی عجیب عورت ہو کماح۔" ریما نے کہا اور ایک بار پھر سر جھکا کر کسی خیال میں غرق ہو گئی یہاں تک کہ آخر کار سو گئی۔

لیکن کماح نہ سوئی۔ وہ منتظر رہی اور ان پردوں کی طرف دیکھتی رہی جن کے پیچھے وہ زینہ تھا جس پر رُو پہرہ دے رہا تھا۔ رات کی خاموشی

مکمل نمرین تھی کیوں کہ پورا شہر دیوتائے نیل کے جشن میں شریک ہو گیا تھا۔ البتہ کبھی کبھی کتوں کے بھونکنے کی آواز اس خاموشی میں یہاں وہاں شگاف ڈال دیتی تھی۔ رات کے اس سناٹے میں آخر کار ریبا نے ایسی آواز سنی جیسے کوئی پھاٹک یا کواڑ اندر آنے کے لیے بلا رہا ہے۔ کماح آہستہ سے اٹھ کر دبے پاؤں چلتی ہوئی ان پردوں کے قریب پہنچی جن کے دوسری طرف ڈوزینے کی سب سے اوپری سیڑھی پر مستعد اور چوکنا بیٹھا تھا۔

"کچھ سنا؟ کچھ دیکھا؟" کماح نے روسے پوچھا

"ہاں خاتون!" اس نے جواب دیا۔ "لوگ پھاٹک سے داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ بند ہے۔ بوڑھے غلام نے آکر مجھے خبر کی کہ وہ لوگ آرہے ہیں اور خود بھاگ کر کہیں چھپ گیا۔ اچھا اب تم اس دروازے کے اوپر والے برج پر چڑھ کر دیکھو۔ اور پھر مجھے بتاؤ جو تم دیکھو۔"

چنانچہ کماح اندھیرے میں ایک تنگ زینہ چڑھ کر اس برج میں پہنچی جو زمین سے کوئی تیس فٹ بلند تھا اور جہاں جنگ اور بغاوت کے زمانے میں ایک نگہبان موجود رہتا تھا۔ برج کے چاروں طرف دیوار تھی جس میں جگہ جگہ طاقچے سے بنے ہوئے تھے۔ یہ طاقچے آرپار تھے چنانچہ ان میں سے تیر اور بھالے نیچے کھڑے ہوئے دشمنوں پر پھینکے جا سکتے تھے۔ پورے چاند کی رات تھی، محل کے باغات اور باہر شہر میں چاندنی بکھری ہوئی تھی۔ لیکن دریائے نیل کماح کو دکھائی نہیں دے رہا تھا کیوں کہ اس کی نظر اور نیل کے درمیان عمارتوں کی چھتیں حائل تھیں۔ البتہ وہ دور سے آتی ہوئی آوازیں سن رہی تھی جو

دبے دبے شور کی شکل میں اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ یہ ان لوگوں کی آوازیں تھیں جو نیل کے پانی پر جشن منا رہے تھے۔
دفعتہً اس نے ایک محراب کے سائے میں چند آدمیوں کو کھڑے دیکھا معلوم ایسا ہوتا تھا کہ وہ آپس میں کچھ مشورہ کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ لوگ محراب کے سائے میں سے نکل آئے۔
کماح نے شمار کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آٹھ تھے۔ اور آٹھوں مسلح تھے کیوں کہ چاندنی میں ان کے بھالوں کے پھل چمک رہے تھے۔ معلوم ہوتا ہے وہ کسی فیصلے پر پہنچ گئے تھے کیوں کہ اب وہ کھلا صحن عبور کر کے خانگی کمروں کے دروازے کی طرف بڑھے۔
کماح بھاگ کر زینہ اتری اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا رو کو بتایا۔
"اب اگر میں برج میں کھڑا ہوا ہوتا تو اس سے پہلے کہ رات کے یہ پرندے دروازے تک آتے میں برچھے پھینک کر ایک دو کو مار گراتا۔" رو نے کہا۔
"نہیں" کماح نے کہا۔ "ممکن ہے یہ لوگ امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آئے ہوں یا ملکہ کی حفاظت کرنے آئے ہوں۔ چنانچہ ان پر اس وقت تک وار نہ کرنا جب تک کہ یہ اپنا رنگ نہیں دکھاتے۔"
رو نے سر ہلایا اور پھر کہا:
"وہ سامنے والا دروازہ پرانا اور کمزور ہے۔ چنانچہ اسے توڑنا مشکل نہیں۔ اور پھر یہاں شاید لڑائی ہوگی۔ ایک مقابلہ کرے گا آٹھ کا۔ خاتون کماح! اگر مجھے کچھ ہو گیا تو کیا ہوگا؟ کوئی دوسرا راستہ ہے جس کے ذریعہ ملکہ شہزادی کو لے کر فرار ہو سکے؟"
"نہیں۔ کیوں کہ اس بڑے کمرے کے دروازے، جہاں ملکہ اور امرا،

میں گفتگو ہوئی تھی، بند ہیں۔ میں نے باری باری سے یہ دروازے کھولنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئی۔ کوئی راہ نہیں ہے فرار کی اِلّا یہ کہ محل کی پچھلی دیوار پر سے دوسری طرف کود جایا جائے اور تم جانو بچوں کی ہڈیاں بڑی نازک ہوتی ہیں۔ چنانچہ ردو۔ ایک بات کا خیال رکھو۔ تمہیں کچھ نہ ہونا چاہیئے۔ تم دیوتاؤں سے دعا کرو اور میں بھی کرتی ہوں کہ وہ تمہیں قوت دے اور کامیاب کرے۔"

"قوت تو مجھ میں بہت ہے اور میں عیار اور ہوشیار بھی ہوں اور ڈرنا میں نے سیکھا نہیں۔ بہرحال میں اپنے آپ کو بچانے کی پوری کوشش کروں گا اور دیوتا اوزیرس ہی اس پر مہربان ہو جس کے سر میرا کلہاڑا پڑے۔"

"سنو ردو! اگر تم ان نمک حراموں کو دوسری دنیا میں پہنچا دو یا انہیں بھگا دو تو پھر ہمارے ساتھ فرار ہونے کے لیے تیار رہنا اور اگر تم خاتون کماح ملکہ اور شہزادی کے بجائے دو دیہاتنوں اور ایسی ہی بچی کو دیکھنا تو متعجب نہ ہونا۔"

"میں کسی بات پر تعجب نہیں کرتا خاتون۔ اور اب میں اس شہر تھیبس سے بےزار ہو چکا ہوں کیوں کہ میرا آقا اب نہیں رہا اور ان نمک حراموں نے اپیپی سے مل کر سازش اور فساد شروع کر دیا ہے۔ لیکن ہم جائیں گے کہاں ہے؟"

"میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے نجی گھاٹ پر ایک جہاز ہمارے انتظار میں لنگر انداز ہے اور اس کا ناخدا، جس کا نام تاؤ ہے، صبح ہونے سے دو گھنٹے پہلے ہمیں وہاں، قدیم مندر کے کھنڈر کے سائے میں، ملے گا واقف ہو اس مقام سے۔؟"

"واقف ہوں۔ ہشت۔ خاموش۔ میں پیروں کی چاپ سن رہا ہوں۔"

"ان کا مقابلہ کرو جب تک لڑ سکتے ہو۔ کیوں کہ ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔"

"ہاں۔ بہت کچھ کرنا باقی ہے۔" رد نے جواب دیا۔

اور کماح پردے ہٹا کر دوسری طرف چلی گئی۔

اس کے قدموں کی چاپ سے ریما کی آنکھ کھل گئی۔

"تمہارے دیوتا آئے نہیں کماح۔" ریما نے کہا۔ "اور نہ ہی انھوں نے کوئی نشانی ظاہر کی۔ چنانچہ میں سمجھتی ہوں کہ اسی جگہ ٹھہرنا ہمارے لئے مقدر ہو چکا ہے۔"

"اور میں سمجھتی ہوں ملکہ کہ دیوتا ــ یا شیطان آ رہے ہیں۔ اب جلدی سے یہ شاہی لباس اتار دو۔ نہیں۔ کچھ نہ پوچھو۔ ایسا ہی کرو جیسا میں کہتی ہوں۔ کیوں کہ وقت بہت کم ہے۔"

ریما نے اس کی طرف دیکھا۔ کماح کے چہرے پر کوئی خاص جذبہ تھا چنانچہ وہ مزید کچھ کہے بغیر اس کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد ہی ریما، اس کی بچی اور خود کماح دیہاتنوں کا لباس پہن کر تیار ہو چکی تھیں اب کماح ایک تھیلا لے آئی اور اس میں قدیم اور بیش بہا جواہرات بھر دیئے یہ جواہرات مصر کے قدیم فراعنہ کے تھے۔ اس کے ساتھ اس نے سونے کے سکے بھی رکھ دیئے کہ بہ وقت ضرورت کام آئیں۔

"کماح! تم نے اس تھیلے میں یہ تاج، عصا، جواہرات، سونا بھر دیا ہے تو اب یہ اتنا وزنی ہو گیا ہے کہ ہم اسے اٹھا نہ سکیں گے۔ اس سے زیادہ قیمتی چیز ہمارے پاس ہے جس کی حفاظت ہمیں کرنی ہے۔" ریما نے کہا اور

بچی نفرا کی طرف دیکھا۔

"یہ تھیلا وہ اٹھائے گا جو ہمارے ساتھ چلے گا۔ اور یہ وہی وفادار ہے جو میدان جنگ میں سے کچھ اور اپنے شانوں پر اٹھا کر لایا تھا۔ اور اگر وہ یہ تھیلا اٹھانے کے لیے زندہ نہ رہا تو پھر فراعنہ کی یہ دولت کسی کے بھی ہاتھ لگے ہمیں کیا۔"

"تمہارا مطلب ہے کماح کہ ہماری زندگی خطرے میں ہیں؟"

"ہاں۔ یہی مطلب ہے میرا۔"

ریما کے خوب صورت لیکن غمزدہ چہرے اور آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

"تو پھر ختم ہو جائے ہماری زندگی" وہ بولی۔ "کبھی سوچا ہے تم نے کہ موت کے دروازے کے دوسری طرف کیسی خوش گوار چیزیں ہماری منتظر ہیں؟ امن، سکون اور اطمینان۔ اور اگر ہم ان کے قابل نہیں ہیں تو پھر کبھی ختم نہ ہونے والا اندھیرا اور کبھی نہ ٹوٹنے والی نیند۔ زندگی ــ اس زندگی اور اس کی پریشانیوں سے اب میں تھک گئی ہوں۔ لیکن ــ میری کوکھ سے اس بچی نے جنم لیا ہے جو مصر کی شہزادی ہے اور محض اس کی خاطر....

"ہاں ملکہ۔" کماح نے کہا۔ "صرف اس کی خاطر۔"

دفعتہً آوازوں کی گرج سنائی دی۔ پردوں کے دوسری طرف سے۔

"دروازہ کھولو۔" آوازوں نے چیخ کر کہا۔

"تم خود کھول لو۔ لیکن جان لو کہ موت اس کی منتظر ہے جو ملکۂ مصر کی شان میں گستاخی کے ارادے سے آیا ہو۔" ردی کی گونجدار اور بھاری آواز نے

جواب دیا۔

"ہم ملکہ اور شہزادی کو ان کے پاس لے جانے آئے ہیں جو ان کی حفاظت کریں گے" باہر سے ایک آواز نے کہا۔

"موت سے بہتر ان کا محافظ اور کون ہو سکتا ہے۔" رو نے جواب دیا۔

چند ثانیوں تک خاموشی کا وقفہ رہا۔

پھر دروازے پر ضربیں لگانے کی آوازیں آنے لگیں۔ ضربیں کلہاڑیوں سے لگائی جا رہی تھیں۔ لیکن دروازہ نہ ٹوٹا۔

ایک بار پھر خاموشی کا وقفہ رہا۔

اور اب درخت کے تنے یا ایسی ہی کسی وزنی چیز سے دروازے کو توڑنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ چند ثانیوں بعد ہی دروازہ ٹوٹ کر گرا ریما بچی کو گود میں اٹھا کر بھاگی اور اندھیرے میں جا کھڑی ہوئی۔ کماح دوڑ کر پردوں کے قریب پہنچی۔ اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اس کے دائیں ہاتھ میں بھالا تھا۔

اور کماح نے جو کچھ دیکھا وہ یوں تھا:

دیو ہیکل رو زینے کے ماتھے پر اندھیرے میں کھڑا ہوا تھا کیوں کہ حلقوں میں لگی ہوئی شعلوں کی روشنی آگے کی طرف پڑ رہی تھی۔ دائیں ہاتھ میں وہ برچھا لیے ہوئے تھا۔ اور اس کے بائیں ہاتھ میں زبردست جنگی کلہاڑا اور دریائی گھوڑے کی کھال کی چھوٹی سی ڈھال تھی اور یوں اندھیرے میں کھڑا ہوا ایتھوپیا کا یہ کالا دیو بے حد خوفناک معلوم ہوتا تھا۔

ایک لمبا ننگ دھڑنگا آدمی تلوار ہلاتا ٹوٹے ہوئے دروازے میں سے اندر آ گیا۔ اس کا زرہ بکتر چاندنی میں چمک رہا تھا۔ رو کا برچھا بجلی کی طرح چمکا

اور آنے والا ٹوٹے ہوئے کواڑوں پر گرا۔ اس کے زرہ بکتر کا چھناکا دور تک سنائی دیا۔

اسے گھسیٹ کر ایک طرف ڈال دیا گیا۔ اور اب دوسرے اندر دھنس آئے۔ رد نے اپنا کلہاڑا بائیں سے دائیں ہاتھ میں منتقل کر لیا۔ اس نے کلہاڑے والا ہاتھ بلند کیا، اپنا سر بچانے کے لیے ڈھال اوپر اٹھائی اور اب وہ "قدرے آگے کی طرف جھکا منتظر کھڑا تھا۔

ڈھال بیکار ہوئے، پھر کلہاڑا بلند ہو ہو کر گرا اور لوگ ڈھیر ہونے لگے اور اب رد ایتھوپیا کا کوئی وحشیانہ جنگی گیت گا رہا اور بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا تھا۔ وہ وار پر وار کر رہا تھا اور اس خوفناک کلہاڑے کا ہر وار ایک نہ ایک آدمی کو دوسری دنیا میں پہنچا رہا تھا۔ اس کلہاڑے کے ہر وار میں دیو ہیکل رد کی ساری زبردست قوت سمٹ آتی تھی۔ اس کے باوجود آنے والے پیچھے نہ ہٹ رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا وہ سر سے کفن باندھ کے آئے تھے۔ موت ان کے سامنے تھی لیکن اگر وہ اس مقصد میں ناکام رہے جس مقصد سے وہ آئے تھے تو پھر اس سے بھی زیادہ خوفناک موت ان کے پیچھے تھی ان کے ہاتھوں جنھوں نے انھیں اس کام کے لیے دولت دی تھی۔

زینہ زیادہ چوڑا تھا چنانچہ رد اسے پوری طرح سے روک نہ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک شخص اس کی بغل کے نیچے سے نکل کر بھاگتا ہوا برآمدوں تک آ گیا۔ اور وہاں پہنچ کر وہ شش و پنج کے عالم میں کھڑا رہا، اور تب کماح نے اس کی صورت دیکھی۔ یہ تھیبس کا ایک بڑا امیر تھا۔ جس نے جنگ میں فرعون خفرا کا ساتھ دیا تھا لیکن اب غداری کر کے چرواہے بادشاہ سے مل گیا تھا۔

اسے پہچانتے ہی کماح مارے غصے کے بے قابو ہوگئی۔ وہ بپھری ہوئی شیرنی کی طرح پردہ ہٹا کر اس کے سامنے آئی۔ اور پوری قوت سے بھالا اس کے حلق پر مارا۔ بھالا آگے سے داخل ہو کر پیچھے گردن سے نکل آیا۔ وہ شخص گر کر تڑپنے لگا۔ کماح نے آگے بڑھ کر اپنا پیر اس کے منہ پر رکھ دیا۔

"مر جا کتے۔ مر جا نمک حرام۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

زینے پر ضربوں کی آوازیں کم ہوگئیں۔ چند لمحوں بعد وہ نمودار ہوا۔ وہ ہنس رہا تھا۔ اور خون میں لتھڑا ہوا تھا۔

"سب مر گئے۔" وہ بولا۔ "صرف ایک فرار ہوگیا لیکن وہ بزدل کہاں ہے جو غوطہ مار کر میری بغل کے نیچے سے نکل گیا تھا۔؟"

"یہ رہا۔" کماح نے اس شخص کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔

"واہ۔ بہت اچھے۔ بہت اچھے۔" اس نے کہا۔ "اب تک میں عورتوں کو کمزور سمجھتا تھا۔ لیکن اب مجھے اپنی رائے بدلنی پڑے گی۔ لیکن اب جلدی کرو۔ ایک کتا بھاگ گیا ہے اور وہ دوسرے کتوں کو لے کر آئے گا۔ یہ کیا ہے؟ شراب؟ لاؤ۔ دو مجھے اور ہاں ایک لبادہ بھی لا کر دو کہ میں اپنے آپ کو ڈھنک لوں۔ مبادا ملکہ مجھے اس حالت میں دیکھ کر ڈر جائیں یا انہیں مجھ سے گھن آنے لگے۔"

"زخمی ہو گئے ہو تم؟" کماح نے اسے شراب کا پیالہ دیتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں، ایک خراش تک نہیں آئی مجھے۔ یہ تو غداروں کا خون ہے۔ لیکن پھر بھی میں اس حالت میں ملکہ کے سامنے جانا نہیں چاہتا۔ میں انتقام کا دیوتا معلوم ہوتا ہوں خاتون کماح اور یہ لبادہ تو میرے جسم کے لیے بہت چھوٹا ہے لیکن ــــ بہرحال کام چل جائے گا۔ اور یہ تھیلا جو تم گھسیٹ کر میری

طرف لارہی ہو ۔ کیا ہے اس میں ؟"

"یہ مت پوچھو کہ کیا ہے اس میں۔ بس اٹھا لو اسے۔ اب تم سپاہی نہیں ہو بلکہ حمال ہو۔ اٹھاؤ اسے اے وفادار رو۔ اور دیکھو اس کی حفاظت کرنا کہ اس میں مصر کا تاج ہے۔ آؤ ملکہ رو کے کلہاڑے نے راستہ صاف کر دیا ہے۔"

ریما اپنی بچی، شہزادی نفرا کو لے کر آئی اور زینے پر خون اور لاشیں پڑی دیکھیں تو لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی۔ اور خوف اور شک سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا:

"کماح! یہ ہے تمہارے دیوتاؤں کا پیغام ؟" اور اس نے زینے پر اور دیواروں پر خون کے دھبوں کی طرف اشارہ کیا۔ "اور یہ ہیں ان کے پیغامبر ؟ دیکھو انہیں۔ میں ان کے چہروں سے واقف ہوں۔ پہچانتی ہوں انہیں۔ یہ مرحوم خفرا کے دوست اور امرا تھے اے رو! تم نے ان لوگوں کو کیوں قتل کیا جو فرعون کے دوست تھے۔ اور جو مجھے اور میری بچی کو کسی محفوظ مقام تک لے جانے آئے تھے ؟"

"بے شک"، کماح نے کہا۔ "موت کی حفاظت میں یا اپیپی کے زنداں کی حفاظت تک پہونچانے"

"نہیں اے عورت۔ نہ تو میں تمہاری باتوں پر یقین کرتی ہوں اور نہ ہی اب میں تمہارے ساتھ چلوں گی"، ریما نے فرش پر پیر پٹخ کر کہا۔ بے شک تم فرار ہو جاؤ کہ تمہارے ہاتھ بے گناہ خون میں رنگے ہوئے ہیں۔ میں تو اپنی بچی کے ساتھ یہیں رہوں گی۔"

کماح نے حیرت اور اداسی سے ملکہ کی طرف دیکھا اور پھر سر جھکا لیا جیسے کچھ سوچ رہی تھی۔ تب رو نے آگے بڑھ کر اس کے کان میں کہا:

"کماح! حکم دو اور میں ملکہ کو اٹھا کر لے چلتا ہوں۔"

کماح کی نظر اس امیر کی لاش پر رینگ گئی جس کو اس نے بھالا مار کر ہلاک کیا تھا اور اس نے دیکھا کہ اس کے چار آئینے کے نیچے سے پاپیرس کا ایک لپٹا ہوا پلندہ جھانک رہا تھا۔ کماح نے جھک کر وہ پلندہ گھسیٹ لیا۔ اس نے یہ پلندہ کھول کر پڑھا کیونکہ وہ پڑھنا جانتی تھی۔ یہ تحریر اس مردہ امیر اور اس کے ساتھیوں کے نام تھی اور اس پر کاہن اعظم اور دو سرداروں کی مہریں تھیں۔ اس کی تحریر یوں تھی:

"مصر کے دیوتاؤں کے نام پر اور مصر کی بھلائی کی خاطر ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ بابل کی اس عورت کو جو فرعون سے بیاہی گئی تھی اور جس کا نام ریما ہے اور اس کی بیٹی کو جس کا نام نفرا ہے، پکڑ کر اگر ممکن ہے تو زندہ ہمارے پاس پہنچا دیا جائے کہ ہم اسے حسب وعدہ اپیپی کے حوالے کر دیں۔

پڑھو اسے اور جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو۔"

"ملکہ! مصری تحریر تم پڑھ سکتی ہو؟" کماح نے کہا۔ "اگر ہاں تو پھر پڑھو اسے کہ یہ تمہارے متعلق ہی ہے۔"

"تم پڑھو کہ میں پڑھنے میں ماہر نہیں ہوں۔"

چنانچہ کماح نے آہستہ آہستہ اور رک رک کر پڑھا کہ الفاظ اس کے دل میں اتر جائیں۔

ریما نے سنا اور کانپ کر کماح کے کندھے کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئی۔

"ہائے! میں غداروں کی سرزمین میں کیوں آئی؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔ کاش کہ میں مر

گئی ہوتی۔"

"اگر اب یہاں ٹھہریں تو بے شک مرجاؤ گی"۔ کماح نے تلخی سے کہا۔

"اور یہ غدار ہیں جو مارے گئے ہیں اور اب تمہارے سرتاج اور میرے آقا خفرا کے سامنے کھڑے اپنی غداری کا جواب دے رہے ہوں گے۔ چلو ملکہ! جلدی کرو۔ تھیبس میں ابھی بہت سے غدار باقی ہیں۔"

لیکن ربیا ایکدم سے بے ہوش ہو کر گری۔ کماح نے لپک کر نفرا کو اس کی گود سے لے لیا اور پھر رو کی طرف دیکھا۔

"یہ اچھا ہوا۔" رو نے کہا۔ "اب یہ خاموش رہیں گی اور میں انہیں اٹھا کر لے چلوں گا۔ لیکن اس تھیلے کا کیا؟ ہم اسے یہیں چھوڑ جائیں؟ کیوں کہ تم جانو زندگی تاج سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔"

"نہیں رو۔ اسے میرے سر پر رکھ دو کہ دیہاتی عورتیں بوجھ اسی طرح اٹھاتی ہیں۔ میں اسے بائیں ہاتھ سے سر پر سنبھال رکھوں گی اور شہزادی کو دائیں ہاتھ سے اٹھاؤں گی۔"

رو نے ملکہ کو اپنی مضبوط باہوں میں اٹھا لیا۔

اور یوں وہ لاشیں پھلانگتے زینہ اترے اور باہر رات کے اندھیرے میں آ گئے۔

اب وہ کھلا میدان عبور کر رہے اور باغ کے کھجور کے درختوں کے جھنڈ کی طرف جا رہے تھے۔ بچی رونے لگی لیکن کماح نے اپنا لبادہ اس کے سر پر ڈال کر اس کی آواز کو دبا دیا۔ تھیلے میں رکھے ہوئے جواہرات کا بوجھ اسے دبائے دے رہا تھا، اور تاج اور عصا کے کونے اس کے ماتھے میں چبھ رہے تھے اس کے باوجود وہ بڑی ہمت سے چل رہی تھی

حالاں کہ اس کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھی۔ وہ لوگ کھجوروں کے جھنڈ میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر وہ دم لینے کے لیے رکی اور گھوم کر پیچھے دیکھا۔ بہت سے آدمی ملکہ کے خانگی کمروں کی طرف بھاگ کر جاتے دکھائی دیئے۔

"عین وقت پر نکلے ہیں ہم وہاں سے"۔ رد نے کہا۔ "چلو آگے بڑھو"

اور وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ سامنے گھاس کے میدان میں معبد کا کھنڈر دکھائی دیا۔

کماح گرتی پڑتی وہاں تک پہنچی اور بے حال ہو کر بیٹھ گئی کیونکہ اب وہ بری طرح سے تھک گئی تھی۔

"اب اگر کہیں سے مدد نہ آئی تو بس خاتمہ ہے۔" رد نے کہا۔ "دو نیم مردہ عورتوں اور اس تھیلے کو بھی اب مجھے اپنے سر اور شانوں پر اٹھانا ہے۔ لیکن بچی کا کیا؟ نہیں۔ یہ بچی مصر کی شہزادی ہے۔ چاہے کوئی بھی مرے اسے تو بہر حال بچانا ہے۔"

"ہاں رد۔" کماح نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ "مجھے یہیں چھوڑ دو۔ لیکن شہزادی کو بچا لو۔ اسے اور اس کی ماں کو لے کر گھاٹ پر پہنچ جاؤ۔ شاید کشتی وہاں موجود ہو۔"

"شاید موجود نہ ہو۔" رد نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

اور تب مدد آئی۔ کیوں کہ پچھلی دفعہ کی ہی طرح کھجور کے ایک درخت کے پیچھے سے ناخدا تاؤ نکل آیا۔

"تم مقررہ وقت سے کچھ پہلے ہی آ گئی ہو خاتون کماح" وہ بولا "اسی طرح، خوش قسمتی سے، میں بھی جلدی آ گیا ہوں۔ اور دریائے نیل پر موافق

ہوا بھی وقت سے پہلے ہی چلنے لگی ہے۔ بہر حال شکر ہے کہ تم تینوں یہاں پہنچ گئے۔ لیکن یہ کون ہے؟"

اور وہ شک و حیرت سے دیو قامت رہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہ وہ ہے جس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔" رو... نے جواب دیا۔ "اگر تمہیں شک ہو تو جا کر محل کی سیڑھیوں پر دیکھو۔ اور یہ وہ ہے کہ اگر ضرورت ہوئی تو تمہاری ہڈیاں یوں آسانی سے توڑ سکتا ہے جس طرح غلام خشک لکڑیاں توڑ دیتے ہیں۔"

"ہاں۔ اس پر میں یقین کر سکتا ہوں۔" تاؤ نے کہا۔ "رہی ہڈیاں توڑنے کی بات تو اس کے متعلق ہم بعد میں بات چیت کریں گے۔ اچھا اب میرے پیچھے آؤ۔ وقت بہت کم ہے۔"

پھر اس نے تھیلا اپنے شانے پر اٹھا لیا، ایک ہاتھ سے سہارا دے کر کماح کو اٹھایا اور یوں وہ گھاٹ کی طرف چلے۔

وہ لوگ وہاں پہنچ گئے۔ پتھر کی سیڑھیوں کے قدموں میں ایک کشتی بندھی ہوئی تھی اور فاصلے پر ایک جہاز لنگر انداز تھا جس کا بادبان نصف کے قریب کھلا ہوا تھا۔ وہ کشتی میں سوار ہو گئے۔ تاؤ نے چپو سنبھالے اور کشتی کو جہاز کی طرف کھینے لگا۔ جہاز کے قریب پہنچے تو اوپر سے ایک رسّا پھینکا گیا جس سے تاؤ نے کشتی کو ماتھے کی طرف سے باندھ دیا اور پھر رسّا پکڑ کر کھینچنے لگا۔ یہاں تک کہ کشتی جہاز کے پہلو سے لگ گئی۔ جہاز پر سے بہت سے ہاتھ ان کو سہارا دینے کے لیے بڑھے اور یوں انہیں جہاز پر کھینچ لیا گیا۔

"لنگر اٹھاؤ۔" تاؤ نے حکم دیا۔ "اور بادبان کھول دو۔"

"ہم نے سنا آقا" ایک آواز نے جواب دیا۔

اور تین منٹ بعد موافق ہوا کے سہارے جہاز دریائے نیل کی سطح پر تیز رفتاری سے جیسے اُڑا جا رہا تھا۔ اور جب جہاز کو رات کے اندھیرے نے اپنی آغوش میں لے کر نظروں سے اوجھل کر دیا تو محل کے باغ میں اور کھجوروں کے جھنڈ میں بہت سے لوگ جلتی ہوئی مشعلیں لیے ادھر ادھر بھاگ کر کسی کو تلاش کر رہے تھے۔

ناخدا نے ریما اور بچی کو ایک کیبن میں لٹا دیا۔ اور اس نے 'زاڈنے زُد سے کہا:

"اچھا۔ اب اے ہڈیوں کے توڑنے والے تم مجھے ایک دلچسپ کہانی سنانے والے ہو۔ ہے نا۔ آؤ میرے ساتھ۔ کھانا کھا لو اور ایک پیالہ شراب پی لو۔ پھر کہانی سناؤ کہ محل میں کیا ہوا؟"

چنانچہ یوں ریما، نفرا، کماح اور دو غداروں کے شہر تھیبس سے فرار ہوئے۔

چوتھا باب

ہیکلِ ابوالہول

رات اور دن اور پھر دن اور رات تاؤ کے جہاز کا سفر دریائے نیل میں جاری رہا۔ کبھی کبھی جب ہوا موافق نہ ہوتی یا بند ہو جاتی تو جہاز کسی انجانے اور ویران گھاٹ پر اور کسی بھی بستی سے دور لنگر انداز ہو جاتا۔ دو دفعہ ایسا ہوا کہ ان کا جہاز ان معبدوں کے کھنڈروں کے قریب لنگر انداز ہوا جنھیں فاتح چرواہوں نے اپنی فتح کے ابتدائی جوش میں توڑ پھوڑ دیا تھا لیکن اب تک ان معبدوں کی مرمت نہ کی گئی تھی۔ اس کے باوجود یوں ہوتا کہ رات کے اندھیرے میں معبدوں کے ان کھنڈروں میں سے یا ان کے اردگرد کے قبرستانوں میں سے بہت سے لوگ نکل آتے اور کھانے پینے کی چیزیں فروخت کی غرض سے لے کر جہاز تک آتے۔ ان کی وضع قطع سے کماح نے، جو اس قسم کی وضع قطع سے واقف تھی، سمجھ لیا کہ یہ لوگ کاہن اور پجاری تھے۔ لیکن ان کے اعتقادات اور ان کا مذہب کیا تھا، یہ وہ نہ جانتی تھی۔ یہ لوگ تاؤ کو الگ لے جاکر اس سے بات چیت کرتے اور مارے احترام کے اس کے سامنے جھکے جاتے اور پھر ایک یا دوسرے بہانے

سے تاؤ انہیں اس کیبن میں لے آتا جہاں ننھی شہزادی سو رہی تھی۔ شہزادی کی طرف وہ خوفزدہ سے ہو کر دیکھتے اور پھر اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک جاتے جیسے وہ کوئی دیوی ہو۔ پھر وہ اٹھتے اور اپنے دیوتاؤں کے نام لے کر اسے خیر و برکت کی دعائیں دیتے ہوئے الٹے پیروں چلتے لوٹ جاتے۔ اس کے علاوہ کھانے پینے کی جو چیزیں دیتے اس کی قیمت نہ لیتے۔

یہ سب باتیں کماح نے دیکھیں اور رو نے بھی دیکھیں حالانکہ وہ بیوقوف اور بے حد سادہ لوح معلوم ہوتا تھا لیکن ملکہ ریانا نے ان باتوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔ جب سے اس کا شوہر فرعون خفرا میدان جنگ میں مارا گیا تھا تب سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا اور جب سے اسے اپنے شوہر کے امرا، نمک خواروں اور مشیروں کی غداری کا ثبوت مل گیا تھا تب سے تو اسے دنیا اور دنیا والوں سے، سوائے اپنی بچی نفرا کے، دلچسپی نہ رہی تھی۔

جب اسے ہوش آیا اور اس نے اپنے آپ کو جہاز پر پایا تو اس نے چند سوالات پوچھے اور بس۔ رو سے وہ دور دور رہنے لگی، حالانکہ وہ اسے بہت زیادہ چاہتی تھی۔ اور کہا کہ اس کے جسم اور لباس سے ان لوگوں کے خون کی بو آتی ہے جنھیں اس نے محل کی سیڑھیوں پر قتل کیا تھا۔ تاؤ سے بھی وہ زیادہ بات نہ کرتی کیونکہ، اس نے کہا، اسے کسی مرد پر اعتبار نہ رہا۔ صرف کماح سے کبھی کبھی وہ کھل کر بات کرتی اور ہر دفعہ یہی بات کرتی کہ وہ کس طرح اس لعنتی ملک مصر سے نکل کر اپنے باپ کے پاس بابل پہنچ سکتی ہے۔

"اب تک تو مصر کے دیوتاؤں نے تمہارا ساتھ دیا ہے" کماح نے جواب دیا۔ "اور تمہیں اور اس شہزادی کو غداروں کے جال سے صحیح سلامت نکال لائے۔ اور اس وقت جب کہ فرار ناممکن معلوم ہوتا تھا تمہیں اس جہاز پر

پہنچا دیا اور وہ بھی اس حال میں کہ تمہارا اعتقاد مصر کے دیوتاؤں پر نہ تھا"

"شاید ایسا ہی ہو جیسا تم کہتی ہو کماح" ریمانے کہا۔ "لیکن یہ کیا ہوا کہ ان دیوتاؤں کے ہوتے ہوئے میرا شوہر مارا گیا حالاں کہ وہ اور میں بھی ان کی معتقد تھی اور مجھے اور میری بچی کو غداروں اور دشمنوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا اور ہمیں اگر کسی نے بچایا تو تمہاری ہوشیاری اور روکی زبردست طاقت نے۔ لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں کیوں کہ یہ دیوتا میرے دیوتا نہیں حالاں کہ فرعون کی بیوی کے طور پر میں نے ان کی قربان گاہوں پر نذریں چڑھائی ہیں۔ میں سچ کہتی ہوں کماح کہ میں بہر حال بابل جاؤں گی اور وہاں اپنے اجداد کے دیوتاؤں کو سجدہ کروں گی۔ کماح! مجھے واپس بابل لے جاؤ جہاں کے لوگ اس سے غداری نہیں کرتے جس کی روٹی کھاتے ہیں"

"اگر ممکن ہوا تو میں تمہیں بابل پہنچا دوں گی" کماح نے جواب دیا۔ "لیکن افسوس بابل بہت دور ہے اور یہاں سے وہاں تک ایک ایک ملک میں جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ چنانچہ ملکہ۔ امید کا دامن تھامے رہو۔ اور صبر سے انتظار کرو۔"

"ساری امیدیں ختم ہوئیں۔ اب تو میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ جلد از جلد وہاں پہنچ جاؤں جہاں میرا شوہر تمہارے اوزیرس کے ساتھ اسکے دستر خوان پر بیٹھا کھانا کھا رہا ہے یا بعل کے ساتھ بادلوں پر سواری کر رہا ہے یا گھپ اندھیرے میں سو رہا ہے۔ وہ جہاں بھی ہو وہاں جاؤں گی لیکن اس منحوس مصر میں تو نہ رہوں گی۔ لاؤ۔ میری بچی مجھے دو اسے دودھ پلاؤں اور جب تک اس دنیا میں ہوں، اپنے سینے سے لگائے رکھوں کیونکہ اسے، جلد ہی ہمیشہ کے لیے چھوڑنا ہے اس کو ہم بہت زیادہ پیار کرتے ہیں کماح!"

کماح نے بچی کو ملکہ کی آغوش میں دے دیا۔ اور اپنے آنسو چھپانے کے لیے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ کیوں کہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ غم اس عورت کا دل کھائے جا رہا تھا جو مصر کے بادشاہ کی بیوہ اور بابل کے بادشاہ کی بیٹی تھی وہ ممفس سے دور آ گئے تھے لیکن خطرہ ابھی ٹلا نہ تھا۔

بہت سے مسلح افسر کشتی میں سوار ہو کر ان کے جہاز پر آئے اور لنگر ڈال دینے کا حکم دیا۔ تاؤ اس حکم کی تعمیل پر مجبور تھا۔

"دیکھو۔ اب تمہیں اپنے پارٹ ہوشیاری سے ادا کرنے ہیں" اس نے کماح سے کہا۔ "یاد رکھو کہ تم میری بہن اور ملکہ میری بیوی ہے جو بیمار ہے چنانچہ کہو اس سے کہ اپنا غم بھول کر سانپ کی طرح عیار بن جائے۔ اور رو۔ تم اپنا یہ خوفناک کلہاڑا چھپا دو لیکن ایسی جگہ کہ بہ وقت ضرورت اسے آسانی سے اپنے ہاتھ میں لے سکو اور یہ یاد رکھو کہ تم میرے غلام ہو جس کو میں نے بڑی بھاری رقم دے کر تھیبس کی منڈی میں خریدا ہے تاکہ تمہاری جسمانی قوتوں کا مظاہرہ شہر کے بازاروں میں کر کے روپیہ کما سکوں اور ہاں تم مصری زبان یا تو بہت کم بول سکتے ہو یا بالکل بھی نہیں بول سکتے۔"

کشتی جہاز سے آ لگی۔ اس میں دو افسر تھے اور دونوں ہی پر نیند کا غلبہ تھا کیوں کہ وہ بار بار جمائیاں لے رہے تھے۔ ایک تیسرا آدمی بھی تھا جو کشتی کھے رہا تھا۔ دونوں افسر عرشے پر آئے اور ناخدا کو پوچھا۔ چنانچہ تاؤ پھٹے پرانے لباس میں نمودار ہوا اور خالص دیہاتیوں کی زبان میں افسروں کے آنے کا سبب پوچھا۔

"اے ناخدا! ہم تمہارے معاملے کے متعلق تحقیقات کرنے آئے ہیں" ایک افسر نے کہا۔

"تو سنو۔ میرا معاملہ صاف ہے۔ میں ایک تاجر ہوں۔ غلہ بھر کر لاتا ہوں اور اس کے عوض مویشی لے جاتا ہوں۔ جہاز کے اگلے حصے میں عمدہ بچھڑے بندھے ہوئے ہیں جو تھیبس کے بہترین سانڈوں کی نسل سے ہیں۔ تو تم لوگ خریدار ہو؟ اگر ہاں۔ تو چل کر دیکھ لو۔ ان میں سے ایک بچھڑے کے ماتھے پر ایپسؔ کی علامت ہے۔"

"اے ہم گوالے دکھائی دیتے ہیں تجھے؟" افسر نے کہا۔ "پروانہ تجارت دکھاؤ اپنا۔"

"یہ رہا۔" اللہ ناؤ نے بردی کاغذ کا ایک پلندہ افسر کی طرف بڑھا دیا اس پر ممفس اور دوسرے شہروں کے ملک التجاروں کی مہریں تھیں۔

"ہم۔ ایک بیوی، ایک بچی اور ایک بہن۔ ہم۔م۔م۔ بہرحال ہمیں دو عورتوں اور ایک بچی کی تلاش ہے۔ چنانچہ مناسب ہوگا کہ ہم تمہاری بہن، بیوی اور بچی کو ایک نظر دیکھ لیں۔"

"ضرورت ہے یہ؟" دوسرے افسر نے کہا۔ "یہ ملکہ کے اس جنگی جہاز جیسا تو ہے نہیں جس کے متعلق ہمیں بتایا گیا ہے اور جس کی ہمیں تلاش ہے۔ اور رات کے جشن اور عمدہ کھانوں کے بعد ان بچھڑوں کے گوبر اور پیشاب کی بدبو سے تو مجھے متلی ہو رہی ہے۔"

ؔ وہ بچھڑا جس کے ماتھے پر ایک خاص قسم کا نشان ہوتا ہے۔ جس بچھڑے کے ماتھے پر ایسا نشان ہوتا تھا اسے "ایپیس" کہتے تھے اور اس کی پوجا کرتے تھے۔ ستارہ قبرستان میں سے ایسے بہت سے ممی کئے ہوئے بچھڑے نکالے گئے ہیں۔ مترجم۔

"جنگی جہاز؟ کیا کہا آپ نے جنگی جہاز؟ تو ایسا ہی ایک جہاز ہمارے پیچھے آرہا ہے۔ ایک ہی دفعہ ہم نے دیکھا تھا اسے لیکن چونکہ وہ بڑا اور وزنی جہاز ہے اس لیے ساحل کے قریب اتھلے پانی کی ریت میں پھنس گیا ہے چنانچہ میں نہیں کہہ سکتی کہ وہ کب تک ممفس پہنچے گا۔ بہت شاندار جہاز ہے وہ جس پر بہت سے مسلح آدمی بھی میں نے دیکھے تھے۔ لیکن لوگ کہتے تھے کہ وہ جہاز سیوط میں لنگر انداز ہو گا جو جنوب کا سرحدی شہر ہے یا جنوبیوں کو شکست دینے سے پہلے سرحدی شہر تھا ہائے ہائے۔ کیا زبردست شکست دی ہے ہم نے ان مغرور جنوبیوں کو۔ لیکن خیر۔ آؤ۔ دیکھ لو میری بہن اور بیوی کو۔"

جنگی جہاز کی یہ اطلاع ایسی دل چسپ تھی ان کے لیے کہ دونوں افسر محض رسماً تاؤ کے ساتھ چل پڑے اور اس کی بہن اور اس کی بیوی کے متعلق اب وہ کچھ زیادہ نہ سوچ رہے تھے۔ تاؤ نے چراغ اٹھایا اور اسے پردوں کے درمیان سے کیبن میں داخل کرتے ہوئے بولا:

"اب اس میں کون سی بدروح گھس گئی ہے کہ ایسا اندھا جل رہا ہے۔"

"بڑی بدبو تو یہاں ہے۔ آخ تھو۔" ایک افسر نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے اپنی ناک دبا کر کہا۔

اور اب اس نے پردوں کے درمیان گردن ڈال کر اندر دیکھا چراغ کی اندھی روشنی کیبن کو اجالنے کے لیے ناکافی تھی چنانچہ اندر اندھیرا سا تھا چنانچہ وہ صرف یہ دیکھ سکا کہ کماح ایک تھیلے پر بیٹھی ہوئی تھی اور افسر کے فرشتوں کو بھی پتہ نہ تھا کہ جس تھیلے پر وہ بیٹھی ہوئی تھی اس میں مصر بالا کے فراعنہ کے قدیم اور بیش بہا جواہرات بھرے ہوئے تھے وہ تھیلے پر بیٹھی ایک تونبی میں دودھ اور پانی حل کر رہی تھی اس کے پیچھے ایک غلیظ بستر پر دوسری

عورت لیٹی ہوئی تھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ ایک بچے کو دودھ پلارہی تھی۔

میں اسی وقت چراغ بجھ گیا۔

"لعنت ہے۔" تاؤ نے کہا۔ "آپ لوگ ذرا انتظار کیجئے میں اس میں نئیل ڈال کر آتا ہوں۔ پھر یہ چراغ اچھا جلے گا۔"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔" افسر نے کہا۔ "ہمیں جو کچھ دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا۔ جاؤ، اپنا سفر جاری رکھو۔ اور دیوتا کریں بچھڑے بھاری قیمت پر فروخت ہوں۔"

اور اتنا کہہ کر وہ عرشے کی طرف گھوم گیا اور بدقسمتی سے اس کی نظر رو پر پڑی جو عرشے پر پالتھی مارے بیٹھا تھا اور حتی الامکان چھوٹا سا نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یہ تو کالا دیو ہے"۔ افسر نے کہا۔ اب یاد آیا کہ ہماری کسی جاسوس نے ایک کالے دیو کے متعلق کہا تھا کہ اس نے وہاں شہر میں ہمارے بہت سے آدمی قتل کر ڈالے تھے۔ کھڑے ہو جاؤ۔ کالے آدمی"

"تاؤ نے افسر کے حکم کا ترجمہ کیا۔ کسی ادق زبان میں۔ رو کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے بڑے بڑے دیدے گھمانے لگا۔ اور پھر اس کی آنکھیں اوپر چڑھ گئیں یہاں تک کہ صرف سفیدی نظر آنے لگی جو اس کے بیوقوف دکھائی دیتے ہوئے چہرے میں بڑی بھیانک معلوم ہونے لگی۔

"ہم" افسر بولا۔ "کیا دیو کا دیو آدمی ہے۔ دیوتاؤں کی قسم کیا سینہ ہے، کیا بازو ہیں۔ ناخدا! اب یہ بتاؤ کہ یہ کون دیو ہے اور یہ تمہارے تجارتی جہاز پر کیا کر رہا ہے؟"

"آقا!" تاؤ نے کہا۔ "یہ میرا ایک جوکھم ہے جس پر میں نے اپنی زیادہ تر پونجی لگادی ہے۔ یہ بڑا طاقت ور اور اپنی طاقت کے عجیب کرشمے دکھاتا ہے۔ چنانچہ امید ہے کہ میں اس کے کرتب کی نمائش کرواکر میں خاصی دولت کما لوں گا۔"

"اچھا!" افسر نے کہا۔ "تو کالے دیو اپنی طاقت کا ایک کرشمہ ہمیں بھی دکھادو۔"

رو نے ادھر ادھر سر ہلایا۔

"آقا! یہ ایتھوپیا کا باشندہ ہے چنانچہ آپ کی زبان نہیں سمجھتا۔" تاؤ نے کہا۔ "ٹھہریئے! میں سمجھاتا ہوں اسے۔"

اور پھر اس نے کسی انجانی زبان میں رو سے کچھ کہا۔ رو جیسے ایک دم سے بیدار ہوکر مسکرایا۔ دوسرے ہی لمحے وہ دونوں افسروں پر جھپٹ پڑا ایک ہاتھ میں ایک کی اور دوسرے ہاتھ میں دوسرے افسر کی گردن پکڑی اور انھیں یوں اوپر اٹھالیا جیسے وہ بچے ہوں۔ رو انھیں یوں لٹکائے اور بھیانک قہقہے لگاتا جہاز کے پہلو کی دیوار تک آیا۔ اور انھیں دریائے نیل پر یوں لٹکا رکھا جیسے وہ انھیں دریا میں پھینکنے والا ہو۔ افسروں نے چیخنا چلانا شروع کیا۔ تاؤ گالیاں بکنے لگا۔ اور اب وہ رو کو واپس گھسیٹنے کی کوشش کر رہا تھا اور اس کے کان میں چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہا تھا۔ رو ناخدا کی طرف گھوم گیا اور حیرت سے اس کی صورت تکنے لگا۔ اس نے اب بھی افسروں کو اپنے ہاتھوں میں لٹکا رکھا تھا اور جہاز کے درمیانی عرشے کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے دونوں افسروں کو وہاں پھینکنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

آخر کار رو کی سمجھ میں ناخدا کی بات آگئی۔ اور اس نے بڑے بھولے پن

سے دونوں افسروں کو چھوڑ دیا۔

وہ عرشے پر دھڑام سے چت گرے۔

"یہ اس کا خاص اور پسندیدہ تماشہ ہے۔" تاؤ نے دونوں افسروں کو اٹھنے میں مدد کرتے ہوئے کہا۔ "یہ اتنا طاقت ور ہے کہ اگر آپ کے ساتھ تیسرا آدمی ہوتا تو یہ اسے اپنے دانتوں سے اٹھا لیتا۔"

"اچھا!" ایک افسر نے اپنے کولھے کی چوٹ سہلاتے ہوئے کہا۔ "بہرحال ہم تمہارے اس وحشی کا کرتب دیکھ چکے اور مزید دیکھنے کی تمنا نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے یہ کرتب تمہیں قید خانے میں پہنچا دیں گے۔ اب ہٹاؤ اسے یہاں سے کہ ہم اپنی کشتی میں سوار ہو سکیں۔"

چنانچہ یوں ابیپی کے افسروں نے تاؤ کے جہاز کی تلاشی لی۔

جب ابیپی کے افسر کشتی میں بیٹھ کر چلے گئے اور جب جہاز ایک بار پھر صبح کی دھند میں لیٹا ممفس کے گھاٹوں کے سامنے گزر رہا تھا تو رد تاؤ کے پاس آیا جو سکان سنبھالے ہوئے تھا۔

"آقا تاؤ۔" وہ بولا۔

"رد! تم مجھے آقا کیوں کہتے ہو؟"

"اس لیے کہ تم امیر آقا یا ایسی ہی کوئی بڑی ہستی ہو حالانکہ اس وقت اس جہاز کے غریب ناخدا بنے ہوئے ہو۔ خیر۔ تو آقا تاؤ۔ اگر تم نے مجھے ان افسروں کو دریا میں پھینک دینے دیا ہوتا تو اچھا ہوتا کیونکہ دریا میں دفن ہونے والے اپنی کہانی کہنے نہیں پاتے۔ لیکن اب وہ دیکھیں گے کہ ایسا کوئی جنگی جہاز

کہیں نہیں ہے، جس کے متعلق تم نے کہا تھا اور پھر ....."

"اور پھر، اے ہڈیاں توڑنے والے، ان افسروں کی بڑی درگت بنے گی اور تب تک ملکہ اور شہزادی کو لے کر ہم اس کی دست رس سے دور نکل جائیں گے۔ لیکن رد۔ اس کا مجھے افسوس ہے کیونکہ یہ دو افسر برے نہ تھے رہی یہ بات کہ تم انہیں نیل میں پھینک دیتے تو اچھا ہوتا۔ تو واقعی اچھا ہوتا۔ اگر تمہاری اس حرکت کا کوئی گواہ نہ ہوتا۔ لیکن میرے دوست! ایک گواہ موجود تھا۔ وہ کشتی والا جوان افسروں کو یہاں تک لایا تھا۔ وہ عینی شاہد ہوتا اور جب وہ ساحل پر پہنچتا تو لوگوں کو تمہاری زبردست اور غیر معمولی طاقت کی کہانی سناتا اور پھر نتیجہ معلوم؟"

"یہ تو میں نے سوچا ہی نہ تھا" رد نے کہا۔ "تم واقعی بہت عقلمند ہو۔"

"نہیں رد۔ اگر میرا دماغ تمہاری زبردست قوت اور قابلِ قدر وفاداری سے ملا دیا جائے تو اے رد! تم جانور صفت انسانوں پر حکمرانی کر سکتے ہو۔ لیکن میرا دماغ تمہاری کھوپڑی میں نہیں۔ چنانچہ تمہیں عمر بھر غلامی کا جوا اپنے شانوں پر اٹھائے پھرنا ہے، سانڈ کی طرح جو تمہاری طرح ہی یا شاید تم سے زیادہ طاقت در ہوتا ہے۔"

"اگر دماغ ہی سب کچھ ہے تو میرے دوست بتاؤ تو پھر تم حکمراں کیوں نہیں ہو حالانکہ تم اس قابل ہو۔ ہر چند کہ میری طرح دیو قامت اور طاقتور نہیں ہو؟ فرعون کے تخت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے کے بجائے مفروروں کو اپنے اس گندے جہاز پر کیوں لے جا رہے ہو؟ میں تو ایک بے وقوف اور سیاہ فام ہوں جو جنگ کرنے اور آقا کا وفادار رہنے کے لیے پیدا ہوا ہے چنانچہ میں ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتا اس لیے تم ہی بتاؤ۔"

بہت سی کشتیاں غلہ اور کھجور اور پاپیرس سے لدی ہوئی آرہی تھیں۔ تاؤ نے بڑی مہارت سے اپنے جہاز کو ان کشتیوں سے بچا کر نکالا اور اب دریا کا راستہ صاف تھا چنانچہ اس نے اپنے ماتحت کو آواز دے کر سکان اس کے سپرد کیا اور خود پہلو کی نیچی دیوار پر بیٹھ گیا اور رو کو سمجھاتے ہوئے یوں کہا:

"شاید اس لئے، دوست رو کہ میں نے بھی اپنی زندگی کسی کی خدمت کے لیے وقف کر دی ہے۔ ہر مخلص آدمی بیوقوف ہوتا ہے۔ ہر وفادار اور ایمان دار آدمی احمق ہوتا ہے۔ چنانچہ تم بھی ہو اور تم اس نسل سے تعلق رکھتے ہو جو طاقت ور تو ہے لیکن بیحد سادہ لوح ہے۔ چنانچہ تم یقین نہیں کرو گے اگر میں تم سے یہ کہوں کہ زندگی کی سچی خوشی صرف خدمت سے حاصل ہوتی ہے۔ فراعنہ خدمت کرتے نہیں بلکہ لیتے ہیں، اسی لیے وہ اتنے اندھے اور اکثر اوقات اتنے مطمئن ہوتے ہیں حالانکہ وہ پانی پر کے ان بلبلوں کی طرح ہیں جنھیں ہوا اڑا لے جاتی ہے چنانچہ فراعنہ کو بھی مظلوموں کی سانسیں اڑا لے جاتی ہیں۔ اپنے اندھے پن اور خود اطمینانی میں انھیں کچھ نہیں سوجھتا اور یہ تخت نشیں زیادہ تر فائدے کے بجائے نقصان پہنچاتے ہیں اور سچ پوچھو تو وہ خود بھی غلام بلکہ غلاموں کے غلام ہوتے ہیں۔ لیکن جو خدمت کرتا ہے اس کا معاملہ مختلف ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی خود غرضی، اپنے فوائد اور جاہ طلبی ایک طرف رکھ کر بڑے خلوص اور ایمان داری اور وفاداری سے خدمت میں جٹ جاتا ہے اور اچھے کی اور اچھے کے لیے خدمت کرتا ہے اور اپنے اسی کام میں اپنا انعام پاتا ہے۔"

رو نے اپنا سر کھجلایا اور پوچھا:

"ایسی تو کس کی خدمت کرتا ہے وہ؟"

"دیوتا کی۔"

" دیوتا کی ؟ دیوتا تو بہت سے ہیں۔ ایتھوپیا میں، مصر میں اور دوسرے ملکوں میں بھی۔ چنانچہ کون سے دیوتا کی خدمت کرتا ہے وہ؟ اور یہ دیوتا کہاں ملتا ہے اسے؟"

" خود اس کے دل میں، رو۔ لیکن اس کا نام کیا ہوتا ہے یہ میں نہیں کہہ سکتا کوئی اسے انصاف کہتا ہے، کوئی آزادی، کوئی امید اور کوئی روح کہتا ہے۔"

" اور جو لوگ ان ساری اچھائیوں سے بے پرواہ ہو کر صرف اپنے آپ کو اور اپنے نفس کو پوجتے ہیں انہیں کیا کہا جاتا ہے؟"

" یہ تو میں نہیں جانتا کہ انہیں کیا کہا جاتا ہے۔ البتہ صرف ایک نام میں جانتا ہوں۔ موت۔"

" اس کے باوجود اے آقا۔ ایسے لوگ دوسرے، اچھے لوگوں سے زیادہ عمر پاتے ہیں، عیش و آرام سے رہتے ہیں اور بھلا بھی انھیں کا ہوتا ہے۔"

" ہاں، لیکن آخر کار ان کے دن بھی پورے ہوتے ہیں، اور اگر انھوں نے توبہ نہیں کی ہوتی، اپنے آپ کو سدھارا نہیں ہوتا تو پھر ان کی روح مر جاتی ہے۔"

" تو تمھارا اعتقاد ہے کہ روح زندہ رہتی ہے۔ جیسا کہ کاہن اور پجاری کہتے ہیں۔"

" ہاں رو۔ روح زندہ رہتی ہے۔ را[1] سے زیادہ اس کی عمر ہوتی ہے تاروں سے بھی زیادہ اس کی عمر ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی اچھی خدمتوں کی جزا پاتی ہے۔ لیکن ان باتوں کے متعلق تم مجھ سے نہ پوچھو بلکہ اس سے پوچھنا جس سے تم بہت جلد

---

[1] آفتاب۔ مترجم

ملنے والے ہو اور جس کا میں ایک ادنیٰ سا خادم اور مرید ہوں۔"

"میں تو اس سے کچھ بھی پوچھنا نہیں چاہتا ہوں کیوں کہ خود تمہاری باتوں نے میرا دماغ چکرا دیا ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہاری اس خدمت کا کیا صلہ ملے گا کہ تم اپنی جان پر کھیل کر ایک خاتون اور اس کی بچی کو بچانے آئے اور اب انھیں اپنے جہاز پر لیے جا رہے ہو؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ میری یہ خدمت خود ہی صلہ ہے۔ کیوں کہ میں نے بغیر کوئی سوال پوچھے اور اپنے دل میں شک لائے بغیر خدمت کرنے کی قسم کھائی ہے۔"

"تو تمہارا بھی کوئی آقا ہے۔ کون ہے وہ؟"

"یہ تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔"

رات کا اندھیرا اتر آیا۔

اندھیرا اترتے ہی وہ، جس نے اپنا نام نادؔ بتایا تھا، اپنے جہاز کو ایک خاص گھاٹ کی طرف لے آیا جو اس وقت اہرام اور ان کے قریب بیٹھے ہوئے اس ابوالہول سے زیادہ دور نہ تھا جو صدیوں سے وہاں بیٹھا اپنی پتھر کی آنکھوں سے خلا میں دیکھ رہا تھا۔ اور یہاں پہنچ کر وہ سب کے سب وہاں اُگے ہوئے نرسلوں اور رات کے اندھیرے کی اوٹ میں جہاز سے اترے۔

ابھی وہ کنارے پر اترے ہی تھے کہ انھیں بہت سی کشتیاں دکھائی دیں جن کے ماتھوں پر بڑی بڑی لالٹینیں لٹک رہی تھیں اور ان کی روشنی

ہیں وہ نظر آرہے تھے جوان کشتیوں میں سوار تھے اور یہ بہت سے آدمی تھے جو سب کے سب مسلح تھے۔ یہ لوگ کشتیاں کھیتے ہوئے بہاؤ کے ساتھ ساتھ آگے نکل گئے۔

"میں سمجھتا ہوں کہ ممفس کے ان افسروں کو کسی نے بتا دیا ہے کہ ایسا کوئی جنگی جہاز نہیں جس کے متعلق میں نے انہیں بتایا تھا کہ ہمارے پیچھے آرہا ہے چنانچہ اب انہیں اس تجارتی جہاز کی تلاش ہے جس میں ایک خاص عورت اور ایک بچی سفر کر رہی ہے۔ تو تلاش کرنے دو انہیں کیونکہ وہ پرندے اب ان کے ہاتھ نہیں آئیں گے اور وہ جس گھونسلے میں بسیرا کریں گے اس تک کوئی بھروا ہا آنے کی ہمت نہ کرے گا۔"

اب تاؤ نے اپنے ماتحت کو چند ہدایتیں دیں۔ یہ شخص بے حد خاموش اور پر اسرار تھا۔ اور اس جہاز کا پورا عملہ ایسا ہی تھا۔ پر اسرار اور خاموش۔ اب اس نے ملکہ ریما کا ہاتھ پکڑا اور اندھیرے میں چل پڑا۔ ان کے پیچھے کماح تھی جس نے نفرا کو اپنی گود میں لے رکھا تھا۔ اور ابتھوپیا کا دیو روتھا جو اپنے شانے پر وہ تھیلا لادے ہوئے تھا جس میں مصر بالا کے فراعنہ کا خزانہ تھا۔

وہ چلتے رہے، بہت دیر تک کھجوروں کے درختوں کے جھنڈ میں چلتے رہے اور اب وہ جھنڈ میں سے نکل آئے اور ان کے قدموں تلے صحرا کی ریت تھی۔ اور پھر زرد چاند طلوع ہوا۔ اور اس کی روشنی میں انہوں نے حیرت انگیز منظر دیکھا۔

ان کے سامنے ایک بہت بڑے شیر کی شکل ابھری۔ یہ شیر پتھر کا تھا اور اس کا چہرہ درندے کا نہ تھا بلکہ مرد کا تھا جس کے سر پہ بادشاہ یا دیوتا کی ٹوپی تھی اور یہ عجیب جانور مشرق کی طرف اپنی پتھر کی سنجیدہ اور خوف ناک

آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہے وہ ؟" ریما نے مری ہوئی آواز میں پوچھا۔ "کیا ہم دوسری دنیا میں پہنچ گئے ہیں جہاں انسان مرنے کے بعد جاتا ہے۔ اور یہ اس دنیا کا دیوتا ہے ؟ کیوں کہ یہ بھیانک روپ اور یہ خوف ناک مسکراہٹ تو دیوتا کی ہی ہو سکتی ہے۔"

"نہیں خاتون۔" تاؤ نے جواب دیا۔ "یہ تو صرف دیوتا کی علامت ہے ابوالہول نام ہے اس کا۔ اور یہ ان گنت صدیوں سے یہاں بیٹھا ہوا ہے اور وہ دیکھو۔ اس کے پیچھے وہ زبردست تودے سے جو اہرام ہیں۔ اور ان اہرام کے نیچے تمہارے لیے اور تمہاری بچی کے لیے سکون اور حفاظت ہے۔"

"حفاظت بچی کے لیے۔ شاید۔" ریما نے جواب دیا۔ اور میرے لیے، میں سمجھتی ہوں، پر سکون ابدی نیند۔ کیونکہ جان لو اے تاؤ کہ ان بھیانک مسکراتی ہوئی آنکھوں میں سے موت مجھے دیکھ رہی ہے۔"

تاؤ نے کوئی جواب نہ دیا کیوں کہ ریما کے یہ بدشگونی کے الفاظ سن کر اس کی روح لرز گئی تھی۔

کماج کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہوا تھا چنانچہ وہ بڑبڑائی:

"ہم لوگ مقبروں میں اور تابوتوں کے درمیان قیام کرنے جا رہے ہیں اور یہ اچھا ہی ہے کیوں کہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں بہت جلد ان کی ضرورت پڑے گی۔"

حتیٰ کہ رو بھی خوفزدہ تھا لیکن ملکہ کے الفاظ سے زیادہ عظیم الشان ابوالہول نے اسے خوفزدہ کیا تھا۔

"یہ وہ ہے جس نے میرے دل کو پانی اور گھٹنوں کو موم کر دیا ہے۔" اس نے اپنے وحشیانہ خیالات کا اظہار کیا۔ "یہ ہے وہ جس سے کوئی بھی انسان،

حتیٰ کہ خود میں بھی جنگ نہیں کر سکتا چنانچہ آج عمر میں پہلی دفعہ میں خوفزدہ ہوں۔ پتھر کی اس خوفناک شکل میں یہ قسمت ہے اور قسمت کے سامنے آدمی کیا کر سکتا ہے۔"؟

"اس کے لکھے پر عمل کرے جیسا کہ ضروری ہے۔" تاؤ نے سنجیدگی سے کہا۔ "اچھا۔ اب آگے بڑھو کہ اس دیوتا کا در معبد کھلا ہے۔ اور دوسری باتیں ـــ قسمت پر چھوڑ دو۔"

ابوالہول کے آگے بڑھے ہوئے زبردست پنجوں سے کوئی پچاس قدم اِدھر سیڑھیاں تھیں۔ وہ لوگ یہ سیڑھیاں اتر کر ایک زبردست چٹانی دیوار کے سامنے پہنچ گئے۔ تاؤ نے زمین پر سے ایک پتھر اٹھایا اور دیوار پر، اس جگہ جہاں ایک بڑی سل سی دیوار میں جڑی ہوئی تھی، اسے تین دفعہ ایک انداز میں بجایا۔ ہر دفعہ پتھر کو سل پہ بجانے کے انداز میں وہ تھوڑی سی تبدیلی کر دیتا تھا۔

اب وہ لوگ خاموش اور منتظر کھڑے تھے۔

یکایک وہ بڑی سل خاموشی سے گھوم گئی۔ اب ان کے سامنے چٹانی دیوار میں ایک تنگ راستہ سا تھا۔ اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے تاؤ اس شگاف میں گھس گیا۔ وہ لوگ اس چٹانی شگاف میں داخل ہوئے تو گھپ اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔ البتہ ان کے کان وہ شناختی الفاظ سن رہے تھے جو سرگوشیوں میں کہے جا رہے تھے۔

دفعتہً اندھیرے میں چراغ تیرتے ہوئے دکھائی دیے جو ان کی طرف آرہے تھے۔ چند ثانیوں بعد نظر آیا کہ یہ چراغ ان لوگوں کے ہاتھوں میں تھے جنھوں نے کاہنوں کے سفید چغے پہن رکھے تھے اس کے باوجود

ان کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں اور پٹکوں میں خنجر اڑسے ہوئے تھے یہ چھ تھے۔ ان کے آگے آگے ساتواں کاہن چل رہا تھا جو ان کا سردار معلوم ہوتا تھا۔ اس سردار کاہن کو تاؤ نے مخاطب کر کے کہا:

"میں انہیں لے آیا ہوں جن کی تلاش میں گیا تھا۔"

اور اس نے کماج کی طرف، اس کی گود میں سوئی ہوئی شہزادی نفرا کی طرف، ملکہ ریما کی طرف اور ان کے پیچھے کھڑے ہوئے دیو ہیکل رد کی طرف اشارہ کیا۔ کاہنوں نے رد کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔

تاؤ انہیں بتانے لگا کہ رد کون تھا لیکن کاہنوں کے سردار نے جلدی سے کہا:

"کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں مقدس کاہن اعظم مجھے اس کے متعلق بتا چکے ہیں۔ لیکن اسے یہ جان لینا چاہیئے کہ جو اس مقام کا راز ظاہر کرتا ہے وہ بری موت مرتا ہے۔"

"اچھا!" رد نے کہا۔ "لیکن میں اس وقت بھی ایسا ہی محسوس کر رہا ہوں جیسے مر چکا ہوں۔ اور دفن کر دیا گیا ہوں۔"

اور اب آنے والے کاہن شہزادی نفرا کے سامنے باری باری سے جھک گئے اور پھر انھوں نے ان لوگوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

اور وہ ایک طویل سرنگ میں چل پڑے۔ سرنگ میں سے نکلے تو ایک وسیع و عریض کمرے میں تھے جس کی چھت پتھر کے موٹے موٹے ستونوں پر ٹکی ہوئی تھی اور اس میں مختلف دیوتاؤں کے بت بیٹھے ہوئے تھے۔ اور انہی میں مصر کے فراعنہ کے بت بھی تھے۔ یہ کمرہ عبور کر کے وہ ایک غلام گردش میں پہنچے جس کے دونوں طرف حجرے بنے ہوئے تھے اور یہ قیام

گاہیں تھیں کیوں کہ ان میں روشن دان تھے۔ یہ حجرے، معلوم ہوتا تھا، انہی لوگوں کے لیے پہلے سے تیار کئے گئے تھے۔ کیوں کہ ان میں بستر لگے ہوئے تھے۔ اور ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ حتیٰ کہ عورتوں کے پہننے کے کپڑے بھی۔ اس کے علاوہ ایک کمرے میں میز تھی جس پر کھانا اور شراب چنی ہوئی تھی۔

"اب تم لوگ کھانا کھاؤ اور آرام کرو۔" تاؤ نے کہا۔ "میں مقدس کاہن کے پاس تم لوگوں کی آمد کی اطلاع دینے جا رہا ہوں۔ کل مقدس کاہن تم لوگوں سے گفتگو کریں گے۔"

پانچواں باب

حلف

دوسرے دن علی الصباح سورج کی ایک کرن نے روشن دان میں سے داخل ہو کر بستر پر پڑتی ہوئی کماح کو بیدار کر دیا۔

"کم سے کم ہم مقبرے میں نہیں رہے" کماح نے سوچا۔ "کیونکہ مقبروں میں کھڑکیاں نہیں ہوتیں اس لیے کہ مُردوں کو ہوا اور روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

اب اس نے اس بستر کی دیکھا جس میں ریما اپنی بچی نفرا کو پہلو میں لے کر سوئی تھی۔ ریما بستر میں بیٹھی ایک محویت کے عالم میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"تو تم بیدار ہو گئیں کماح"۔ وہ بولی۔ "دھوپ تمہاری آنکھوں پر آ گئی ہے جس کے لیے میں دیوتاؤں کی مشکور ہوں کیوں کہ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ ہم قبر میں نہیں ہیں۔ سنو۔ ایک خواب دیکھا ہے میں نے۔ میں نے دیکھا کہ دیوتا رع کے پسر اور میرے شوہر خفرا، جو اب اس دنیا میں نہیں، میرے پاس آئے اور کہا:

"شریک حیات! تم نے سارے کام پورے کر لیے۔ تم ہماری بچی کو اس جگہ لے آئیں جہاں وہ محفوظ ہو گی۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ان لوگوں کی روحیں،

جو اس سے بہت پہلے مصر میں موجود تھے، اس کی حفاظت کریں گی۔ چنانچہ تم بچی کی طرف سے بے فکر رہو۔ اور اب، اے میری شریک حیات، تم میرے پاس، اپنے شوہر کے پاس آنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

"یہ تو میری دلی آرزو ہے میرے سرتاج!" میں نے جواب دیا۔ "لیکن یہ بتاؤ کہ میں تمہیں کہاں پاؤں گی؟"

"اور تب اے کماح! میرے شوہر خفرا کی روح نے مجھے ایک بیحد خوبصورت اور حیرت انگیز منظر دکھایا جسے میں بھول گئی ہوں۔ اور پھر میرے شوہر نے کہا:

"اے میری شریک حیات! یہاں تم پاؤ گی مجھے۔ یہاں نہ جنگیں ہیں، نہ خوف ہے اور نہ مصائب ہیں۔ اور یہاں ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے حالانکہ یہ میں نہیں جانتا کہ آخر میں کیا ہوگا۔"

"لیکن ہماری بچی کا کیا ہوگا؟" میں نے پوچھا۔ "کیا ہم اسے گنوا دیں گے"

"نہیں پیاری۔" میرے شوہر نے جواب دیا۔ "جلد ہی وہ بھی ہمارے پاس آجائے گی۔"

"تو پھر اے میرے سرتاج! اس سے پہلے کہ ہماری بچی دنیا کو پہچانے وہ بھی دنیا چھوڑ دے گی؟"

"نہیں میری پیاری، ایسا نہیں ہے۔ وہ دنیا میں رہے گی، اور جب اس کا وقت آئے گا تو ہمارے پاس آجائے گی۔"

"تاہم وہ ہمیں تو نہ پہچانے گی کیوں کہ اس کے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔"

"مُردے سب کچھ جانتے ہیں۔ جو کچھ گنوایا ہوتا ہے وہ مرنے کے بعد

مل جاتا ہے۔ مرنے کے بعد سب کچھ معاف کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ ان کاہنوں اور امرا کو بھی جنھوں نے تم سے غداری کی تھی معاف کر دیا گیا کیونکہ ان میں سے چند، جنھیں ڈُو کے کلہاڑے نے اس دنیا میں بھیج دیا تھا، اس وقت میرے قریب کھڑے ہیں اور تم سے معافی طلب کر رہے ہیں۔ موت میں ایک نئی زندگی اور نئی سمجھ ملتی ہے چنانچہ اے میری ملکہ! یہاں آجاؤ۔ جلد آجاؤ۔"

"اور پھر میری آنکھ کھل گئی اور آج پہلی دفعہ میں خوش ہوں جیسی کہ اس دن سے پہلے تھی جس دن ڈو میرے شوہر کی لاش اپنے کندھے پر اٹھا کر لایا تھا۔"

"عجیب خواب ہے یہ تو۔ بے حد عجیب۔ لیکن اندھیری رات کے ایسے خوابوں پر کون یقین کرتا ہے؟" کماح نے کہا۔ کیوں کہ وہ خوفزدہ ہو گئی تھی اور نہیں جانتی تھی کہ کیا کہے۔ چند ثانیوں کے توقف کے بعد وہ بولی:

"اچھا۔ اب اٹھو کہ میں تمھیں یہ لباس پہنا دوں جو مہیا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم آقا تاؤ کو طلب کریں گے کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی معمولی ملاح نہیں بلکہ بڑا سردار ہے۔ اس کے ساتھ ہم ذرا اس مقام کی سیر کریں گے کیونکہ یہاں اچھا کھانا ہے، روشنی ہے، دوست ہیں اور اندھیرے غار ہیں جہاں ہم دشمنوں سے، بشرطیکہ وہ آئے، محفوظ رہیں گے۔"

"اچھا کماح۔ اٹھتی ہوں حالانکہ شاید آخری دفعہ اٹھ رہی ہوں کیونکہ میں اس حیرت انگیز اور پراسرار کاہن کی صورت دیکھنا چاہتی ہوں جس کا نام راہو ہے اور جو ہمیں لایا ہے اور میں اپنی بچی کو، اس سے پہلے کہ میں اس جگہ چلی جاؤں جہاں کسی زندہ آدمی کی رسائی نہیں، اس کے سپرد

کر دینا چاہتی ہوں۔"

"میں نے راہو کے متعلق سنا ہے اس کی بنا پر کہہ سکتی ہوں کہ اس کی رسائی بہت دور تک ہے۔" کماح نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ صبح کے ناشتہ کے لیے بیٹھے تھے جو کاہناؤں نے چنا تھا۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ یہاں صرف کاہن ہی نہیں بلکہ کاہنائیں بھی تھیں جب وہ ناشتہ سے فارغ ہوئے تو تاؤ نے آکر کہا کہ وہ انہیں اپنے آقا اور کاہنِ اعظم کے حضور لے جانے آیا ہے۔

وہ تاؤ کے ساتھ چل پڑے۔ ریما تاؤ کا سہارا لیے ہوئی تھی کیوں کہ اب وہ بے حد کمزور ہو رہی تھی۔ کماح نے بچی کو اٹھا رکھا تھا اور رو سب کے پیچھے آرہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی انھوں نے گانے کی آواز سنی۔ اب وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے جس میں چھوٹی چھوٹی کھڑکیوں سے روشنی آرہی تھی۔ یہ کھڑکیاں بہت اوپر، چھت کے قریب تھیں۔ اور مشرق کے رخ ایک روشن دان تھا۔ اس کمرے میں بہت سے مرد اور عورتیں جمع تھیں۔ عورتیں بائیں طرف تھیں اور مرد دائیں طرف اور سب کے سب سفید لباسوں میں ملبوس تھے۔ کمرے کے انتہائی سرے پر اور عین سامنے قربان گاہ تھی۔ اور سنگ سرخ کے شوالے میں مُردوں اور آسمنتی، یعنی دوسری دنیا کے دیوتا اوزیریس کا بت کھڑا تھا ان پٹیوں میں لپٹا ہوا جو حنوط شدہ لاشوں پر لپیٹی جاتی تھیں اس قربان گاہ کے سامنے پتھر کی کالی کرسی میں ایک بوڑھا کاہن بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے سفید راہبانہ لباس سے عجیب شکل کے ساحرانہ جواہرات لٹک رہے تھے۔

یہ بے حد حیرت انگیز بوڑھا تھا۔ کم سے کم رو نے ایسا ہی سوچا جو ابھی

گول گول آنکھوں سے اسے تک رہا تھا۔ اس کی ڈاڑھی بے حد لمبی اور برف کی طرح سفید تھی۔ اس کے ہاتھ ممی کے ہاتھوں کی طرح پتلے اور خشک تھے، ناک چونچ جیسی تھی اور آنکھیں کالی تھیں جو جیسے آگ سے بھری ہوئی تھیں اور نظر برے کی طرح روح کی گہرائیوں میں اترتی معلوم ہوتی تھی۔ حالاں کہ کماح نے اسے کئی برسوں سے دیکھا نہ تھا تاہم اس نے اسے فوراً پہچان لیا۔ یہ کوئی اور نہیں بلکہ فرعون کا بیٹا اور اس کا بڑا اچیا کاہن راہو تھا جس کے تقدس، پر اسرار قوتوں اور سحر کے چرچے مصر کے طول و عرض میں تھے۔ کماح کو دفعتہً یاد آیا کہ وہاں، تھیبس میں، جب اس نے تاڈ پر شبہ کیا تھا، راہو بالکل اسی شکل و صورت میں معبد کے اس کھنڈر میں اسے نظر آیا تھا۔

وہ آگے بڑھے اور وہاں موجود لوگ خاموشی سے انہیں دیکھنے لگے۔ راہو نے تاڈ کے ہمراہ آنیوالوں کی طرف دیکھا اور پھر گونجدار اور بے حد صاف آواز میں تاڈ سے پوچھا:

"کون ہیں یہ لوگ اے تاڈ! جنھیں تم صبح کی خفیہ برادری میں لے آئے ہو کہ بغیر حکم کے آنا موت ہے؟ جواب دو اے میرے روحانی بیٹے!"

تاڈ نے راہو کے سامنے تین دفعہ سجدہ کیا اور پھر کہا:

"اے تقدس مآب! اے خانہ دانائی! اے شاہِ شاہان! اے روئے زمین پر آسمانی کلام! سنو۔ میں کہتا ہوں پچھلے مہینے کے پورے چاند کے دن سے پہلے آپ نے مجھے ایک حکم دیتے ہوئے کہا تھا:

"اے ہماری برادری کے کاہن! تاجر بن جاؤ۔ اور دریائے نیل میں اپنا جہاز چلاتے ہوئے تھیبس پہنچو۔ اور جب تم وہاں پہنچو تو صبح سے پہلے محل کے باغ میں جاؤ اور کھجور کے اس درخت کے پیچھے چھپ کر کھڑے

ہو جاؤ جو ایک بھولے ہوئے معبد کے قریب اگا ہے۔ وہاں تمھیں ایک عورت ملے گی جو فراعنہ کی اناہے اور جس کی رگوں میں وہی خون ہے جو میری رگوں میں ہے، اس سے بات کرو۔ اسے یہ آدھا تعویذ دکھاؤ اور اگر وہ تمہیں اس کا دوسرا آدھا ٹکڑا دکھائے تو پھر اس پر ظاہر کرو کہ تم میرے فرستادہ ہو۔ اور یہ ایک خاص کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے۔ اسے یہ کام بتاؤ اور اگر وہ تم پر شک کرے تو پھر تم مجھ سے درخواست کرو اور اپنی یہ درخواست ہوا کے ذریعہ مجھ تک بھیج دو اور میں تمہاری مدد کو آ جاؤں گا۔ اور پھر جب اس کا شک دور ہو جائے تو اپنا وہ فرض پورا کرو جو تمہیں بتا دیا جائے گا۔

"اے مقدس کاہن! میں نے آپ کا حکم سنا اور دیکھو۔ میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ آپ کے سامنے یہ ریما موجود ہے جو بابل کے بادشاہ ویتناح کی بیٹی اور ہمارے اس فرعون کی ملکہ ہے جو اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ اور یہ فراعنہ کی انا خاتون کماح ہے جس کی رگوں میں وہی خون ہے جو آپ کی رگوں میں ہے اور یہ بچی نفرا ہے جو مصر کی شہزادی ہے۔"

"اے میرے روحانی بیٹے! بے شک میں انہیں دیکھ رہا ہوں لیکن یہ دیو ہیکل کالا آدمی کون ہے جس کے متعلق میں نے کوئی حکم نہیں دیا تھا؟"

"یہ وہ ہے اے میرے روحانی باپ! جسے خود دیوتاؤں نے بھیجا ہے کہ اس کی مدد کے بغیر آج ہم یہاں نہ ہوتے۔ کیوں کہ یہ وہ ہے جس نے غداروں کو روک رکھا اور اپنے اس زبردست کلہاڑے سے انہیں خاک و خون میں لٹا دیا جو تعداد میں آٹھ تھے۔"

"نہیں۔ اگر میری معاون روح نے غلط نہیں کہا تو ان آٹھ میں سے ایک کو میری عزیزہ کماح نے قتل کیا۔"

رو یہ ساری باتیں حیرت سے آنکھیں پھاڑے سن رہا تھا چنانچہ اب وہ اپنے آپ کو روک نہ سکا اور بولا:

"ہاں یہ سچ ہے اے کاہن یا دیوتا یا جو بھی تم ہو۔ بے شک کماح نے ان آٹھ میں سے ایک کو مار گرایا جو میری بغل کے نیچے سے نکل گیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان کا سردار تھا اور ایک اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ لیکن تمہاری نظر بڑی تیز ہے اے کاہن کہ اتنے فاصلے سے تھیبس میں دیکھ سکتے ہو اور وہ بھی اس خاص وار کو جو کماح نے کیا تھا۔"

راہو کے چہرے پر مسکراہٹ کی جھلک کانپ گئی۔

"قریب آؤ اے رو! کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہی تمہارا نام ہے۔" راہو نے کہا۔

رو آگے بڑھا۔ اور پھر خود اپنی مرضی سے راہو کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا۔

"سنو ملک ایتھوپیا کے رو، تم بہت بہادر، مخلص اور صاف دل آدمی ہو۔ تم نے انہیں قتل کیا جنھوں نے تمہارے آقا خفرا کو قتل کیا تھا اور اس کی لاش کو اپنے شانے پر ڈال کر تھیبس لے آئے۔ تم نے اپنی بہادری اور جنگ جوئی سے اپنے آقا کی بیٹی اور اس کی ملکہ کو موت سے بچایا۔ چنانچہ میں تمھیں آج سے اپنی جماعت میں شامل کرتا ہوں۔ حالانکہ ہماری برادری میں آج تک کسی سیاہ فام کو شامل نہیں کیا گیا۔ بعد میں تمہیں اس برادری کی بعض سادی رسومات سکھا دی جائیں گی اور جو حلف لیا جاتا ہے تم سے بھی لیا جائے گا لیکن جان لو اے رو کہ اگر تم نے اس برادری کا ادنیٰ سا راز بھی کسی کے سامنے ظاہر کیا تو تمہاری موت اس طرح ہو گی۔"

اور اس نے جھک کر رو کے کان میں کچھ کہا۔

"بس کرو، اے کاہن، بس کرو۔" رو نے خوف سے لرز کر کہا اور ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "میں نے بہت سی چیزوں کے متعلق سنا ہے لیکن جنگ میں اور امن میں اور حبش میں یا مصر میں ایسی بات نہیں سنی اس کے علاوہ ایسی دھمکیوں کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ میں نے کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا سوائے اپنے آپ کے اور ان کو کبھی دھوکا نہیں دوں گا جن کا نمک کھایا ہے۔"

اور اس نے ملکہ ریما اور شہزادی نفرا کی طرف دیکھا۔

"یہ میں جانتا ہوں رو۔" راہو نے کہا۔ "تاہم کبھی کبھی حماقت اور کبھی کبھی عیاری اور خود اعتمادی دھوکا دے جاتی ہے۔ تمہیں شہزادی نفرا کا خادم خاص اور محافظ بنایا جاتا ہے جیسے کہ تم اس سے پہلے اس کے باپ کے تھے۔ جہاں وہ جائے گی، تم جاؤ گے اور جب وہ سوئے گی تمہارا بستر اس کے دروازے کے عین باہر ہوگا۔ اگر وہ رات میں اور دن میں کہیں گھومنے جائے گی تو تم اس کے ساتھ گھومنے جاؤ گے اور آخرکار جب وہ مرے گی تو تم بھی اس کے ساتھ مرو گے اور دوسری دنیا میں بھی اس کے ساتھ جاؤ گے۔ یہ ہوگا تمہارا انعام کہ جو دعائیں اس کے ساتھ ہوں گی تمہارے ساتھ بھی ہوں گی اور جو قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی تمہارے ساتھ بھی ہوں گی اور یہ کہ تم آخر تک، اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں بھی، اس کی خدمت کرتے رہو گے۔ اب جاؤ۔"

"اس سے زیادہ اچھی قسمت میری ہو ہی نہیں سکتی۔" رو نے آہستہ سے کہا اور پیچھے ہٹ گیا۔

"میری عزیزہ" راہو نے کماح سے کہا۔ "شہزادی کو میرے پاس لاؤ"

چنانچہ کماح آگے بڑھی اس کی آغوش میں شہزادی سو رہی تھی۔ راہو کی ہدایت کے مطابق اس نے شہزادی کو دونوں ہاتھوں پر لے کر اوپر اٹھایا کہ سب اسے دیکھ سکیں اور تب وہاں موجود ہر مرد اور ہر عورت نے بچی کو سجدہ کیا۔

"اے جماعت سحر کے بھائیو اور بہنو! دیکھو اور پہچان لو کہ یہ بچی تمہاری اور مصر کی ملکہ ہے" راہو نے اونچی آواز میں کہا۔ اور ایک بار پھر ان سب نے بچی کو سجدہ کیا۔

اور پھر راہو نے کچھ پڑھ کر شہزادی پر دم کیا اور اس پر چند ساحرانہ علامتیں بنائیں اور اس نے دیوتاؤں اور پاک روحوں کو پکار کر کہا کہ وہ اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں شہزادی کی حفاظت اور مدد کریں۔ اور تب اس نے بچی کے ماتھے پر بوسہ دیا اور اسے کماح کی آغوش میں واپس دیتے ہوئے کہا:

"اے وفادار کماح! دیوتاؤں کی رحمتیں تم پر بھی نازل ہوں۔ بے شک نازل ہوں گی تم پر اور بعد میں تمہیں بھی ہماری برادری کے اسرار سے آگاہ کر دیا جائے گا اور تمہیں بھی ہماری برادری میں شامل کر لیا جائے گا۔ جاؤ۔ دیوتا تمہاری بھی حفاظت کریں گے۔"

اب راہو ان میں سے ہر ایک کو مخاطب کر چکا تھا سوائے ملکہ ریما کے جو اس کرسی میں، جو راہو کے عین سامنے تھی، بیٹھی ہوئی تھی اور خالی خالی نظروں سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہی تھی۔ اور راہو کی باتیں یوں سن رہی تھی جیسے ان کا تعلق اس سے یا اس کے ذاتی مسائل سے نہ تھا۔ لیکن جب راہو خاموش ہوا تو ریما نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور کہا:

"مبارک الفاظ اور دعائیں غلام کے لیے، مبارک الفاظ اور دعائیں بوڑھی انا کے لیے۔ مبارک الفاظ اور دعائیں بچی کے لیے جس کی رگوں میں مصر اور بابل کا شاہی خون دوڑ رہا ہے۔ لیکن مصر کی ملکہ اور بچی کی ماں کے لیے تمہارے پاس کسی قسم کے الفاظ نہیں جسے تمہارے حکم سے اس مہیب اور اندھیرے اور پراسرار مقام میں لایا گیا ہے جہاں لوگ کسی انجانے مقصد کے لیے سازش کر رہے ہیں؟"

اور تب راہپو اپنے تخت پر سے، جو قربان گاہ کے سامنے تھا، اٹھا۔ بلند قامت اور بے حد دبلا پتلا لیکن مرعوب کن۔ وہ بڑے وقار سے چل کر ریما کے قریب آیا۔ اس کا ایک ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھایا، احترام سے اسے چوما اور بولا:۔

"اے ملکہ! تمہارے لیے میرے پاس کوئی پیغام نہیں ہے کیوں کہ تمہارا رابطہ براہ راست اس سے قائم ہے جو مجھ سے بہت بڑا ہے۔"

اور وہ گھوم کر دیوتا اوزیرس کے اس بت کے سامنے جھک گیا جو قربان گاہ کے پیچھے ایستادہ تھا۔

"ہاں۔ یہ میں جانتی ہوں۔" ریما نے اداسی سے مسکرا کر کہا۔

"تاہم۔" راہپو نے کہا۔ "مجھ سے کہا گیا ہے کہ گذشتہ رات ملکہ نے ایک خواب دیکھا تھا۔"

"ہاں، دیکھا تھا۔ لیکن یہ بات تمہیں کس نے بتائی یہ میں نہیں جانتی۔"

"یہ اہم نہیں ہے کہ یہ مجھے کس نے بتایا۔ اہم یہ ہے کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ تمہارا وہ خواب پریشان دماغ کی پیداوار نہ تھا بلکہ حقیقت تھی۔ چنانچہ جان لو اے ملکہ کہ یہ دنیا اور یہاں کے دکھ گذرتے ہوئے

بادلوں کا سایہ ہیں۔ اور اس کے بعد ان اہرام کی طرح وہ لافانی چیز کھڑی ہے جسے محبت کہتے ہیں۔ ہوائیں ریت کو اڑا لے جاتی ہیں، کھجور کے درخت پھل دینے کے بعد خشک ہو جاتے ہیں لیکن اہرام اپنی جگہ پہ قائم رہتے ہیں۔"

"میں سمجھ گئی اے کارسن اور میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اب مجھے یہاں سے لے جاؤ اور میری قیام گاہ میں پہونچا دو کہ میں تھک گئی ہوں۔"

اس واقعہ کی تیسری رات کو ملکہ ریما بخار میں پھنک رہی تھی اور اس پر ظاہر ہو چکا تھا کہ اس دنیا سے اس کے رخصت ہونے کا وقت اب قریب آگیا ہے۔ چنانچہ اس نے راہو کو بلا بھیجا یہ کہہ کر کہ وہ اس سے بات کرنا چاہتی ہے۔ راہو فوراً آگیا اور ریما نے اس سے یوں کہا:

"میں نہیں جانتی کہ تم کون ہو اور یہ برادری کیا ہے جسے تم حلقۂ سحر کہتے ہو۔ نہ یہ جانتی ہوں کہ تم کون سے مقصد کے لیے کام کر رہے ہو۔ نہ یہ پتہ ہے مجھے کہ تمہیں یہاں کیوں لایا گیا ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ تم کون سے دیوتا کو پوجتے ہو۔ ویسے بھی مجھے مصر کے دیوتاؤں سے کوئی خاص لگاؤ نہیں حالانکہ یہ سچ ہے کہ جب نفرا پیدا ہوئی تھی تو مصر کی دو دیویاں میرے پاس آئی تھیں۔ تاہم میں اعتراف کرتی ہوں کہ میرا دل مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم بے حد سچے اور مخلص آدمی ہو اور یہ کہ تمہاری روحانی قوتیں زبردست ہیں اور یہ کہ تم اور تمہاری جماعت شہزادی نفرا کی بھلائی چاہتی ہے اور اس کا برا نہیں چاہتی اور اگر دنیا سے انصاف اٹھ نہیں گیا تو میری بیٹی ایک دن مصر کی ملکہ ہوگی۔ چنانچہ یہ سارا معاملہ میں دیوتاؤں کے سپرد کرتی ہوں میں

جو کچھ کر سکتی تھی کر گزری اور اب بے کسی اور بے بسی کی حالت میں مر رہی ہوں جو ہونا ہے سو ہو کر رہے گا چنانچہ مستقبل کے متعلق میرا کچھ بھی کہنا فضول ہے۔"

"اب۔ اے کاہن راہو! میں تم سے ایک حلف چاہتی ہوں اور وہ یہ کہ جب میں مر جاؤں تو میری لاش کو حنوط کر کے محفوظ کر دیا جائے اور جب موقع ملے تو میری لاش کو بابل، میرے باپ و تیناح کے پاس یا اس وقت جو بھی بابل کے تخت پر بیٹھا ہو اس کے پاس پہنچا دیا جائے اور میرے یہ آخری الفاظ لکھ کر میری لاش کے سینے پر رکھ دیئے جائیں کہ بابل کا بادشاہ انہیں پڑھے اور ان پر عمل کرے اور اگر ممکن ہو تو مصر کی شہزادی نفرا بھی میری لاش کے ساتھ بابل جائے۔

"اس کے علاوہ میں وعدہ چاہتی ہوں تم سے کہ جو لوگ میری لاش لے کر بابل جائیں وہ وہاں کے بادشاہ سے کہیں کہ میں، ملک بابل کے بادشاہ کی بیٹی اور فرعونِ مصر کی ملکہ اسے دیوتاؤں کی اور بابل کے بادشاہوں کی روحوں کی قسم دیتی ہوں کہ وہ مصر سے میرے شوہر کے قتل کا اور میرے ساتھ جو ناانصافی کی گئی ہے اس کا انتقام لے، اس جرواہے بادشاہ کو قتل کر دے جو غاصب ہے اور میری بیٹی کو مصر کا تاج و تخت دلا دے جس کی وہ جائز حق دار ہے اور ان لوگوں کو گرفتار کرے جنہوں نے ہم سے غداری کی اور جنہوں نے مجھے اور نفرا کو موت کے حوالے کر دیا ہوتا اور ان غداروں کو عبرت ناک سزا دے۔ اے کاہن! یہ حلف ہے جو میں تم سے چاہتی ہوں۔"

"اے ملکہ!" راہو نے کہا، "یہ وہ حلف ہے جو میری مرضی کے خلاف ہے کیوں کہ اس پر عمل کا مطلب ہے جنگ۔ اور ہم لوگ۔ جماعتِ تنرگی کے بیٹے

اور بیٹیاں ــ جنگ نہیں امن چاہتے ہیں۔ کیوں کہ ہمارا دیوتا ہرماچیس ہے جو امن کا دیوتا ہے جس کا بت ابوالہول کی شکل میں ہمارے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے۔ انتقام نہیں بلکہ درگزر اور معافی ہمارا اصول ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم چرواہوں کی حکومت کا سلسلہ ختم کر کے مصر کے تخت پر اصل فرعون کو بیٹھانا چاہتے ہیں۔ اور فراعنہ کے اس سلسلے کی موجودہ کڑی اور مصر بالا اور مصر زیریں کی جائز حق دار شہزادی نفرا ہے۔ لیکن اب تک دیوتاؤں کو یہ منظور نہیں ہوا کہ شمالی اور جنوبی مصر ایک ہو جائیں اور خون خرابہ ختم ہو۔"

"چرواہے بھی یہی چاہتے ہیں۔" ریانے نقاہت سے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ان کے اور ہمارے مقصد میں بہت فرق ہے۔ وہ مصر کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے برخلاف ہم ان زنجیروں کو توڑ کر اسے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ اور یہ زنجیریں ہم توڑ دیں گے لیکن تلوار سے نہیں۔ چرواہے تعداد میں زیادہ ہیں لیکن مصر کے لوگ بہت زیادہ ہیں اور اگر دونوں نسلیں مل گئیں تو پھر دریائے نیل کے پانی سے سینچا ہوا گیہوں چرواہوں کے خس و خاشاک کو دبا دے گا۔ اس سلسلہ میں کچھ تو بہر حال ہوا ہے چرواہے بادشاہ اب مصر کے ان دیوتاؤں کے سامنے جھکتے ہیں جن کی قربان گاہیں انہوں نے اکھاڑ پھینکی تھیں۔ اور اب ان بادشاہوں نے مصر کے قوانین اور رسمیں اپنائی ہیں۔"

"اے کاہن! شاید ایسا ہی ہو جیسا تم نے کہا ہے۔ اور ممکن ہے آخر میں ایسا ہی ہو جائے جیسا تم چاہتے ہو۔ لیکن میری رگوں میں مصری خون نہیں ہے چنانچہ میرا مزاج تمہارے مزاج سے مختلف ہے۔ اور میں نے مصریوں کے ہاتھوں سخت دکھ اٹھائے ہیں۔ میرے شوہر کو قتل کر دیا گیا، ان لوگوں نے،

جن کی وفاداری پر میرے شوہر کو بھروسہ تھا، مجھے اور میری بیٹی کو پکڑنے اور لونڈیاں بنا کر بیچ ڈالنے کی کوشش کی چنانچہ میں انصاف چاہتی ہوں جسے دیکھنے کے لیے میں زندہ نہ رہوں گی۔ یہ انصاف میں صبر کر کے اور ہیش بینی سے نہیں بلکہ تلوار اور تیروں سے حاصل کر سکوں گی۔ میں کمزور ہو رہی ہوں، میرا وقت قریب ہے لیکن میری روح سلگ رہی ہے۔ اس کے علاوہ میں جانتی ہوں کہ تمہاری تمام امیدوں کا مرکز میری یہ بچی ہے۔ جیسی کہ میری امیدوں کا مرکز ہے اور میری روح مجھے بتا رہی ہے کہ ان امیدوں کو کس طرح پورا کیا جا سکتا ہے تم کھاتے ہو یہ قسم؟ جواب دو فوراً۔ کیوں کہ اگر تم نے قسم نہ کھائی تو میں کسی اور کو تلاش کر لوں گی۔ ایک راستہ تو یہ بھی ہے کہ میں اپنی بچی کو اپنے ساتھ دوسری دنیا میں لے جاؤں اور وہاں دیوتاؤں سے انصاف طلب کروں۔ کہو۔ اب کیا کہتے ہو؟"

راہو چند ثانیوں تک سوچتا اور ریما کی روح میں جھانکتا رہا اور تب اسے معلوم ہوا کہ وہ ہر طرف سے مایوس ہو چکی ہے اور جو کچھ کہتی ہے وہ کر گزرے گی۔

"ٹھیک ہے۔ اب میرے لیے اس سے مشورہ کرنا ضروری ہو گیا ہے جس کی میں پوجا کرتا ہوں"۔ راہو نے کہا۔ "شاید وہ مجھے کوئی راہ سجھا دے۔"

"لیکن تمہارے مشورے کے دوران اگر میں اور میرے ساتھ دوسری ہستی بھی مر گئی تو پھر کیا؟ تم سمجھتے ہو کہ تم بچی کو مجھ سے الگ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے؟ اے کاہن! تم نہیں جانتے کہ ایک ماں کی قوتِ ارادی کیسی زبردست ہوتی ہے۔ اور تم نہیں جانتے کہ ہم بابلیوں کے پاس بھی ساحرانہ قوتیں ہیں جن کے ذریعہ ہم اپنے ساتھ، جب اس دنیا سے رخصت ہوں، ان کو بھی لے جا سکتے ہیں جن سے ہمیں پیار ہو۔"

"گھبراؤ نہیں ریما۔ خود میں بھی چند پراسرار قوتوں کا مالک ہوں اور

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اوزیرس تمہیں ابھی اپنے پاس نہ بلائے گا۔"

"میں تمہاری باتوں پر یقین کرتی ہوں کاہن کیوں کہ میں جانتی ہوں کہ ایسے معاملات میں تم جھوٹ نہیں بول سکتے چنانچہ جاؤ اور مشورہ کر لو اپنے دیوتا سے۔"

اور راہو وہاں سے چلا گیا۔

صبح ہونے سے کچھ پہلے راہو، ملکہ کے حجرے میں واپس آیا۔ تاؤ اس کے ساتھ تھا اور ان کے ساتھ وہ عورت بھی تھی جو جماعت سحر کی پہلی کاہنہ تھی۔ ریما تکیوں کے سہارے بیٹھی ان کی منتظر تھی۔

"تم نے سچ کہا تھا کاہن" ریما نے کہا۔ "میں نہ صرف اب تک زندہ ہوں اور اتنی کمزور بھی نہیں ہوں جتنی کہ اس وقت تھی جب تم میرے پاس سے گئے تھے۔ لیکن تمہیں جو کچھ کہنا ہے جلدی کہو کیوں کہ یہ میرا آخری سنبھالا ہے، بجھتے ہوئے چراغ کی آخری بھبھک ہے۔ جلدی کہو اور مختصر لفظوں میں کہو۔"

"ملکہ ریما!" راہو نے کہا۔ "میں نے اس قوت سے مشورہ طلب کیا جس کا میں خادم ہوں اور جو اس دنیا میں میری راہبری کرتا ہے اور اس قوت نے میری دعاؤں اور میری درخواست کا جواب دیا ہے"

"کیا جواب ہے؟"

"جواب یہ ہے ملکہ۔" راہو نے کہا۔ "کہ میں حلقۂ سحر کی طرف سے بطور ان کے نمائندے اور بطور کاہن اعظم اور ان دونوں کی گواہی میں" اور اس نے تاؤ اور کاہنہ کی طرف اشارہ کیا "وہ حلف اٹھاؤں اور وہ قسم کھاؤں جو تم چاہتی ہو۔ کیوں کہ اسی طرح ہم اپنے مقصد میں کامیاب

ہوں گے حالاں کہ یہ مجھ پر ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ کامیابی کس طرح حاصل ہوگی۔ چنانچہ میں سارے دیوتاؤں کی اور تمہارے اور میرے "کا" کی قسم کھاتا ہوں اور اس بچی کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے تمہارے بطن سے جنم لیا ہے جسے اب ہم اپنی ملکہ تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں ہم قسم کھاتے ہیں کہ جب وقت آئے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت کئی برسوں کے بعد آئے گا۔

— تو تمہاری نعش کو بابل پہنچا دیا جائے گا اور تمہارا پیغام بابل کے بادشاہ کو دیا جائے گا اگر ممکن ہوا تو خود تمہاری بیٹی کی زبانی۔ اور اس لیے کہ کوئی بھی بات بھول نہ جائے تمہاری خواہش، تمہارا پیغام اور ہماری قسم اور حلف پاپیرس کے اس پلندے پر لفظ بہ لفظ لکھ دیا گیا ہے جو تمہیں پڑھ کر سنا دیا جائے گا۔ اور اس پر تم اپنی مہر لگاؤ گی کہ یہ بابل کے بادشاہ کے نام تمہارا خط ہوگا اور اس پر میں اور تاؤ بھی دستخط کریں گے چونکہ تاؤ کا درجہ میرے بعد ہے اور میرے بعد بھی میری جگہ حاصل کرے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ پڑھو۔ نہیں ٹھہرو۔ کماح پڑھے گی۔"

چنانچہ کماح نے وہ تحریر پڑھی جہاں جہاں اسے مشکل پیش آتی، تاؤ اس کی مدد کرتا۔

"بالکل صحیح، صاف اور مفصل لکھا ہے" جب کماح پڑھ چکی تو ریما نے کہا۔ "لیکن اتنا اضافہ اور کر دو کہ اگر میرے والد ویتناح نے یا اس نے جوان کے بعد تخت پر بیٹھا ہوگا، میری یہ آخری درخواست ٹھکرا دی تو پھر میں بد دعا دیتی ہوں کہ بابل کے سارے دیوتاؤں کا غضب اس پر نازل ہوگا اور جب تک وہ زندہ رہے گا میں آسیب بن کر اسے پریشان کرتی رہوں گی اور جب وہ دوسری دنیا میں آئے گا تو اس سے حساب

طلب کروں گی۔"

"حالاں کہ یہ الفاظ بڑے سخت ہیں تاہم لکھ لیے جائیں گے۔ تاؤ، لکھ لو یہ الفاظ کہ مرنے والوں کی خواہش پوری کر لی ہی جانی چاہیے۔"

چنانچہ تاؤ فرش پر پالتھی مار کر بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے پر پاپیرس کا پلندہ رکھ کر ان الفاظ کا اضافہ کر دیا۔ پھر مٹی ملا کر موم لایا گیا اور ریما کی انگلی سے وہ انگوٹھی اتار کر جس کے نگینے پر بابل کے دیوتا کی تصویر کندہ تھی، اسے موم میں ڈبویا گیا اور خود ریما نے اپنے ہاتھ سے مہر لگائی اور بطور گواہ سقارب کی مہر ثبت کی۔

"اس تحریر کی ایک نقل انگوٹھی سمیت میری ممی کی پٹیوں میں رکھ دینا کہ بابل کے بادشاہ کو مل جائے۔ اور دوسرا پلندہ اے راہو تم اپنے پاس رکھ کر کسی بے حد محفوظ جگہ چھپا دینا"۔ ریما نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا جیسا کہ تم کہتی ہو" راہو نے جواب دیا۔

عین اسی وقت طلوع ہوتے ہوئے سورج کی پہلی شعاع روشن دان میں سے تیر کی طرح نکل کر حجرے میں آ اتر آئی۔ ریما نے سراسر غیر فطری قوت سے اپنی بچی کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور اس شعاع کی سنہری روشنی میں بلند کیا اور چیخ کر کہا:

"دیکھو! یہ ملکہ سحر ہے کہ سحر کی سنہری شعاع اسے سنہرا تاج پہنا رہی ہے اور اس کا ماتھا چوم رہی ہے۔ اے ملکہ سحر! کامیابی سے حکمرانی

لہ بھونرے سی شکل کا زیور جسے فراعنہ اپنے گلے میں پہننے اور تاج میں لگاتے تھے۔ مترجم

کرو روشن دنوں میں یہاں تک کہ تمہاری زندگی کی رات آجائے اور ایک بار پھر میرے پاس آجاؤ۔"

اور اس نے اپنی بچی کو سینے سے لگالیا۔ پھر کماح کو اپنے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ اور بچی کو اس کی آغوش میں دے دیا۔

"میرا کام پورا ہوا۔" وہ بڑبڑائی۔ "میں اپنا فرض ادا کر چکی۔ اب میں اپنے سرتاج کے پاس جا رہی ہوں جو میرے منتظر ہیں۔"

اور وہ پیچھے کی طرف گری۔

ملکۂ مصر اور فرعون خفرا کی بیوہ مر چکی تھی۔

چھٹا باب

نِفرا

عجیب، بے حد عجیب تھی کتاب حیات جو شہزادی نِفرا کے سامنے ورق ورق کھلتی رہی۔

بہت بعد کے برسوں میں جب اس نے اپنے ماضی میں دیکھا تو اسے بہت سے ستونوں والے وسیع و عریض کمرے یاد آئے اور وہ دیواریں یاد آئیں جن پر عجیب و غریب تصویریں بنی ہوئی تھیں اور وہ بت یاد آئے جو اپنی پتھر کی آنکھوں سے اسے دیکھا کرتے تھے۔ اور پھر سفید پوش مردوں اور عورتوں کے غول تھے جو اندھیرے حجروں میں اور ستونوں والے بڑے کمروں میں پر اسرار روحوں کی طرح خاموشی سے نقل و حرکت کرتے تھے اور پھر یہ روحیں بتوں کے سامنے جھک کر سرگوشیوں میں اور کبھی بلند آواز میں گیت گایا کرتی تھیں۔ یہ گیت اور یہ سرگوشیاں نفرا کو برسہا برس تک خواب میں پریشان اور خوفزدہ کرتی رہیں۔ اس کے علاوہ پر وقار کماح تھی جس سے نفرا بہت زیادہ پیار کرتی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ اس سے ڈرتی بھی تھی۔ اور پھر وہ حبشی دیو تھا جس کا نام رو تھا جو اپنے ہاتھ میں زبردست کلہاڑا لیے رات دن سائے کی طرح اس کے ساتھ لگا رہتا تھا۔ اس دیو کو وہ دل و جان

سے چاہتی تھی اور اس سے ذرا بھی ڈرتی نہ تھی۔

اور ان سب سے بالا ایک بے حد بوڑھے آدمی کی تصویر تھی جس کی ڈاڑھی برف کی طرح سفید تھی اور آنکھیں شعلوں کی طرح روشن تھیں جسے وہ بعد میں کاہنِ اعظم کے طور پر پہچاننے لگی اور جس کا احترام لوگ اتنا کرتے تھے جیسے وہ کوئی دیوتا ہو۔

نفرا کو یاد تھا کہ اکثر دفعہ آدھی رات کے وقت جب اس کی آنکھ کھل جاتی تھی تو یہ بوڑھا کاہن ایک ہاتھ میں چراغ لیے اس پر جھکا ہوا ہوتا تھا اور دن کے وقت جب اس کی مڈبھیڑ نیم تاریک حجروں یا ستونوں والے کمروں میں اس بوڑھے سے ہو جاتی تو وہ اسے بڑی خوش آئند دعائیں دیتا۔ بچپنے کے تصور میں اس کے لیے یہ بوڑھا کوئی انسان نہیں بلکہ بھوت تھا جسے دیکھ کر بچوں کو مارے خوف کے بھاگ جانا چاہئے لیکن یہ بھوت بے حد رحم دل اور بہت پیارا تھا کیوں کہ اکثر دفعہ وہ اسے عمدہ مٹھائی اور کبھی کبھی بیحد پیارے پھول دیتا تھا اس ٹوکرے میں سے اٹھا کر جسے ایک "برادر" لیے ہوئے ہوتا۔

بچپن ختم ہوا اور لڑکپن آیا۔ اب بھی وہی حجرے اور نیم تاریک کمرے اور وہی سفید پوش لوگ تھے لیکن اب اسے کماح کے ساتھ اور کالے دیوداور دوسرے لوگوں کی معیت میں ان زیر زمین کمروں سے باہر جانے کی اجازت تھی لیکن دن میں نہیں بلکہ رات کے وقت جب پورا چاند شفاف اور تاروں بھرے آسمان کی نیلاہٹوں میں تیر رہا ہوتا۔

اور یوں پہلی دفعہ وہ اس خوفناک ابوالہول سے متعارف ہوئی جس کا دھڑ شیر کا اور چہرہ آدمی کا تھا اور جو اپنے پنجے صحرا کی ریت میں گاڑے بڑے وقار سے بیٹھا ہوا تھا۔ ابتدا میں وہ ابوالہول سے ڈرتی رہی لیکن بعد میں وہ اس سے

مانوس ہوگئی اور پھر وہ اس سے پیار کرنے لگی کہ اس سنگین چہرے میں اسے دوستانہ پن نظر آیا۔ ابوالہول اپنی پتھر کی آنکھوں سے آسمان کی طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس کے اسرار معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اکثر دفعہ وہ ابوالہول کے سامنے ریت پر بیٹھ جاتی، کیماح اور رو کو دور چلے جانے کا حکم دیتی اور پھر اپنے معصوم راز ابوالہول سے کہتی اور خود ہی جواب دیتی کیوں کہ اس کے سنگین ہونٹوں سے نفرا کو کوئی جواب نہ ملتا۔

اور پھر ابوالہول کے پیچھے تین اہرام تھے جو اپنی چوٹیاں آسمان میں کھبوئے دے رہے تھے۔ اہرام کے قدموں میں مندر تھے جہاں کبھی ان فراعنہ کی روح کے لیے، جو ان اہرام میں دفن تھے، دعائیں کی جاتی تھیں۔ اور پھر بہت چھوٹے مقبرے تھے جو، نفرا نے سمجھ لیا، ان کے بچوں کے ہوں گے۔ نفرا ان اہرام کی پرستش کرتی تھی کیوں کہ اس کا خیال تھا کہ انہیں دیوتاؤں نے بنایا ہے یہاں تک کہ اس کے اتالیق تاؤ نے بتایا کہ یہ اہرام دیوتاؤں نے نہیں، بلکہ انسانوں نے بنائے ہیں اور یہ کہ یہ دراصل فراعنہ کی قبریں ہیں۔

"بڑے عظیم بادشاہ رہے ہوں گے وہ کہ ایسی زبردست ان کی قبریں ہیں میں ان بادشاہوں کو دیکھنا چاہتی ہوں۔" نفرا نے کہا۔

"شاید ایک دن دیکھ لوگی۔" تاؤ نے جواب دیا جو بے حد عالم آدمی اور بہت سی باتوں میں نفرا کا معلّم تھا۔

نفرا کے علاوہ اس جماعت میں دوسرے بھی بچے تھے جو شادی شدہ "برادروں" اور "خواہروں" سے پیدا ہوئے تھے۔ ان لوگوں کا ایک مدرسہ تھا نفرا بھی اس مدرسہ میں تھی۔ جماعت کے عالم "برادر" انہیں درس دیتے تھے جماعت کا ہر فرد پڑھا لکھا تھا کیوں کہ حلقۂ سحر کے اراکین معمولی لوگ نہ تھے

حالاں کہ ان کے ملازم اور وہ لوگ جو دارالسلطنت کی حدود کے قریب کھیتی باڑی کرتے تھے بظاہر عام کاشت کاروں کی طرح ہی معلوم ہوتے تھے۔ انھیں دیکھ کر کوئی کہہ نہ سکتا تھا کہ یہ ان اسرار میں شریک ہیں جنھیں ظاہر نہ کرنے کی انہوں نے بڑی سخت قسم کھائی ہے۔

جلد ہی نفرا مدرسہ کی سردارن بن گئی۔ اس لیے نہیں کہ وہ شہزادی تھی بلکہ اس لیے کہ وہ ذہین تھی اور علم کی پیاسی۔ لیکن وہ جماعت کی دوسری بچیوں کی طرح ہی سفید اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہنتی تھی۔ اور اس کے جسم پر کوئی زیور نہ ہوتا تھا کیوں کہ حلقۂ سحر کے ارا کین کو، چاہے وہ مرد ہوں یا عورت، زرق برق لباس اور زیورات پہننے کی اجازت نہ تھی کہ اس طرح انسانوں میں تفریق اور اونچ نیچ پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ سب کے سب ایک ہی سطح پر تھے اور ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

لیکن نفرا کی تعلیم صرف مدرسے تک محدود نہ تھی۔ اس کے لیے دوسرے علوم بھی سیکھنا ضروری تھا۔ چنانچہ اکثر دفعہ تاؤ اسے اور اس کی انا کماح کو اس خفیہ اور نجی حجرے میں لے جاتا جو زمانۂ قدیم میں ایک زبردست کاہن کی قیام گاہ رہ چکا تھا۔ اور وہاں نفرا کو بہت سی خفیہ باتیں اور بہت سے راز سکھاتا۔

اور یوں تاؤ نے اسے بابل کی زبان سکھائی، ستاروں اور سیاروں کی چال اور اس کے اثرات سے آگاہ کیا، مذہب کے اسرار بتائے، دیوتاؤں کی قوتوں سے اسے واقف کیا اور اس زبردست قوت کے متعلق بتایا جو پوری کائنات پر محیط تھی اور یہ دیوتا اس قوت تک پہنچنے کا وسیلہ اور اس قوت کی محض علامت تھے۔ تاؤ نے اسے بتایا کہ اسے دنیا میں اس "زبردست قوت"

کا مقصد پورا کرنے کے لیے بھیج گیا ہے کہ اسی قوت نے اس کی 'نفرا کی روح تخلیق کی ہے اور یہ کہ مقررہ وقت پر اس کی روح واپس اسی زبردست قوت کے پاس پہنچ جائے گی اور پھر ہو سکتا ہے کہ اسے دوبارہ اس دنیا میں بھیج دیا جائے کون سے مقصد کے لیے یہ'، تاؤ نے کہا، 'وہ نہیں کہہ سکتا۔ اور جب تاؤ اسے یہ باتیں بتا رہا ہوتا اور وہ غور سے سن رہی ہوتی تو کبھی کبھار کاہنِ اعظم راہو وہاں آنکلتا اور نفرا کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے دعا دیتا۔

چنانچہ یوں شہزادی نفرا ظاہری طور پر تو دوسرے بچوں کی طرح تھی، جو ہنستے تھے اور کھیلتے تھے لیکن باطنی طور پر اس کی روح دھوپ میں کھلے ہوئے کنول کی طرح کھل گئی اور یوں وہ دوسرے بچوں سے قطعی مختلف تھی۔

چنانچہ یوں سال پہ سال گزرتے رہے اور اب نفرا دوشیزہ تھی۔ سرو قد، گوری چٹی اور حسین۔ اور یہ اس کی زندگی کا وہ زمانہ تھا جب خود راہو اور تاؤ نے کماح کی موجودگی میں اس پر ظاہر کیا کہ وہ کون تھی ۔ یعنی پیدائشی طور پر شہزادی اور مصر کے تاج و تخت کی جائز حق دار۔ اس کے علاوہ انھوں نے اسے اس کے باپ کی اور ماں کی بھی کہانی سنائی اور ان بادشاہوں کے متعلق بتایا جو اس کے باپ سے پہلے گزرے تھے اور ملک کے دو حصّوں میں تقسیم ہونے کے متعلق بھی بتایا۔

جب نفرا کو یہ باتیں معلوم ہوئیں تو وہ رونے لگی۔

"افسوس کہ ایسا ہوا۔" وہ بولی۔ "کیوں کہ اب میں خوش نہ رہ سکوں گی اے مقدس باپ تمہیں لوگوں نے خانۂ ارواح کا لقب دیا ہے اور کہتے ہیں کہ

لہ مصر قدیم کے لوگ آواگون میں یقین رکھتے تھے۔ مترجم۔

تم روحوں سے گفتگو کرتے ہو چنانچہ بتاؤ کہ مجھ جیسی ایک کمزور لڑکی اتنے بہت سے مظالم اور برائیوں کا خاتمہ کرنے کے لیے اور اس ملک میں جہاں نفرت اور خون خرابہ ہے محبت اور امن قائم کرنے کے لیے کیا کر سکتی ہے؟"

"اے شہزادیٔ مصر!" راہو نے پہلی دفعہ اسے اس کے صحیح لقب سے مخاطب کیا۔ "یہ میں نہیں جانتا کیوں کہ یہ بات مجھ پر روشن نہیں کی گئی۔ تاہم مجھ پر اور ہمارے چند برادروں پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کسی انجانے طریقے سے تم یہ کام انجام دو گی۔ اور جب تم پیدا ہوئی تھیں تو روح کائنات کی دیوی ایزیس نے تمہاری مرحوم والدہ کے سامنے ظاہر ہو کر یہی کہا تھا کہ تمہیں زمینوں کو متحد کرنے والی کا خطاب دیا جاتا ہے۔

اور یہاں کماح کو یاد آیا کہ ایزیس کے ساتھ ہی ایک دوسری دیوی نے بھی ظہور کیا تھا اور اس نے نفرا کو اپنے مختلف عطیے دیئے تھے۔ لیکن وہ خاموش رہی۔ تاہم راہو نے اس کے خیالات پڑھ لیے اور بولا:

"چنانچہ اس ظہور کے متعلق اور چند خاص اسرار کے متعلق تمہیں خاتون کماح بتائیں گی اس کے علاوہ یہ تمہیں وہ تحریر بھی دکھائیں گی جو اس وقت لکھ کر سر بہ مہر کر دی گئی تھی اور اس قسم کا نوشتہ بھی تمہیں دکھایا جائے گا جو بیس لنے اور برادری کے چند خاص آدمیوں نے تمہاری ماں کے سامنے کھائی تھی، خیر۔ تو اب میں مطلب کی بات کرتا ہوں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ایک مقررہ دن، جس کا اعلان کر دیا جائے گا، ہم یہاں تمہارے سر پہ تاج رکھ کر تمہیں مصر کی ملکہ تسلیم کر لیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" نفرا نے کہا۔ "بادشاہوں اور ملکاؤں کی تاجپوشی تو مندروں میں کی جاتی ہے۔ کم سے کم مجھے تو ایسا ہی سکھایا گیا ہے۔ اور پھر وہاں

بڑی رسم ادا کی جاتی ہے، بے شمار لوگ ہوتے ہیں، بڑی دھوم دھام ہوتی ہے اور نعرے لگتے ہیں۔ لیکن یہاں ۔۔۔۔"

اور اس نے چاروں طرف دیکھا۔

"نفرا! سچ کہنا۔ کیا یہ مندر نہیں ہے؟ یہ مصر کا قدیم ترین اور مقدس ترین مندر ہے" راہو نے کہا۔ رہیں دوسری باتیں تو ۔۔۔ سنو۔ ہماری برادری بظاہر بے حد حقیر، ادنیٰ اور معمولی سی جماعت ہے۔ وہ جماعت جس کے اراکین اہرام اور مقابر میں رہتے ہیں اور ان مقامات کے قریب تک لوگ نہیں آتے کیونکہ مشہور ہے کہ یہ اہرام اور یہ مقابر آسیب زدہ ہیں۔ لیکن میں تمہیں بتاتا ہوں نفرا کہ ہماری جماعت بڑی پرقوت ہے۔ حلقۂ سحر کوئی معمولی جماعت نہیں ہے اور اس کی رسائی اتنی دور تک ہے کہ جہاں بادشاہ کی بھی نہیں۔ یہ بات تمہیں اسوقت معلوم ہو جائے گی جب تمہیں حلف کے ساتھ باقاعدہ حلقۂ سحر میں شامل کر لیا جائے گا۔ اس جماعت کے چیلے ہر جگہ ہیں۔ دریائے نیل کے مخرج سے لے کر اس کے ڈیلٹا تک اور ان سرزمینوں میں بھی جو سمندر پار ہیں۔ اور جیسا کہ ہمارا اعتقاد ہے آسمانوں پر بھی ہیں۔ اور یہ سب کے سب ان احکامات کی تعمیل کرتے ہیں جو یہاں سے، ان مقابر سے، اور ان نیم تاریک حجروں سے جاری کئے جاتے ہیں اور یہ لوگ ان احکامات کی تعمیل اتنی شدت سے کرتے ہیں گویا یہ دیوتاؤں کی آواز ہو۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر آپ تانیس میں کھلے بندوں بیٹھنے کے بجائے یہاں مقبروں میں چھپے ہوئے کیوں رہیں؟"

"اس لئے کہ ظاہری قوتیں اور اختیارات محض جنگ جیت کر حاصل کئے جا سکتے ہیں لیکن ہم نے جنگ نہ کرنے کی قسم کھائی ہے کہ ہماری بادشاہت روحانی

ہے۔ یہ ہو سکتا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ مقدر ہو چکا ہو کہ اعلانِ جنگ ہو اور پھر ہمارے مقاصد پورے ہوں۔ لیکن یہ ہماری برادری نہ ہوگی، جو علمِ جنگ بلند کرے گی یا انسانوں کا خون بہائے گی۔ اِلّا یہ کہ ایسا خود حفاظتی کے لیے کیا جائے۔ کیوں کہ ہم نے امن اور رحم دلی اور عدم تشدد کی قسم کھائی ہے۔"

"یہ معلوم کر کے مجھے خوشی ہوئی" نفرا نے کہا۔ "اچھا، اب مقدس باپ میں آرام کرنا چاہتی ہوں کیوں کہ بہت تھک گئی ہوں۔"

جس دن یہ راز نفرا پہ ظاہر کیے گئے اس کے ایک سال بعد لیکن رسمِ تاجپوشی سے قبل جس کی پیشین گوئی کی گئی تھی، نفرا کے ساتھ ایک سنسنی خیز بات ہوئی۔

یہ نفرا کا معمول تھا کہ وہ اس قبرستان میں بھٹکا کرتی تھی جس میں مصرِ قدیم کے وہ امرا اور شہزادے دفن تھے جو نفرا کے زمانے سے ہزاروں سال پہلے مصر کی فضا میں سانس لے چکے تھے۔ ان کی موت کو اتنا طویل زمانہ گزر گیا تھا کہ ان قبروں میں سونے والوں کے نام تک کسی کو یاد نہ تھے۔ ان قبرستانوں میں جب وہ گھومنے جاتی تو اس کے ساتھ کوئی نہ ہوتا سوائے اس کے محافظِ خاص رو کے۔ کماح تو اب بوڑھی ہو چکی تھی اور پتھروں کے ملبے اور ریت میں چلنا اب اس کے بس کا روگ نہ رہا تھا۔

اس کے علاوہ اب نفرا کو تنہائی پسند تھی تاکہ وہ سکون اور اطمینان سے ان تمام باتوں پر غور کر سکے جو اس پر ظاہر کی گئی تھیں۔ یعنی خود اس کی زندگی کی داستان، اس کا مستقبل اور وہ عظمت جس کی اس نے خواہش نہ کی تھی لیکن

جو اس پر گویا لاد دی گئی تھی۔

اس کے علاوہ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر بڑی چونچال اور چاق و چوبند تھی چنانچہ مندر کی چار دیواری میں اس کا دم گھٹتا تھا اور کھلی فضا کے لیے وہ تڑپ اٹھتی تھی۔ فطرتاً وہ بلندیوں کی رسیا تھی۔ اسے بلند مقامات پر چڑھ کر وہاں سے نیچے، اپنے قدموں میں پھیلی ہوئی دنیا کو دیکھنا پسند تھا۔ چنانچہ یوں اونچے آثارِ قدیمہ پر اور کم بلند اہرام کی چوٹیوں پر چڑھنا اس نے اپنا معمول بنا لیا اور تب اسے پتہ چلا کہ وہ آسانی سے بلندیوں پر چڑھ سکتی تھی، اور اسے چکر بھی نہ آتے تھے۔

نفرا کی ان دھنوں کی اطلاع راہو نے کماح کو دی۔ اور جب نفرا نے کماح کی ایک نہ سنی تو اس نے تاؤ کو مطلع کیا اور اب زندگی میں پہلی دفعہ کماح نے نفرا کو زبردست ڈانٹ پلائی اور کہا کہ اب وہ بچی نہ تھی کہ ایسی اچھل کود کیا کرتی تھی۔

چنانچہ راہو نے حسب معمول کاہنوں کی مجلس مشاورت طلب کی۔ کسی نے ایک رائے دی، کسی نے دوسری۔ کوئی کسی نتیجے پر نہ پہنچا چنانچہ راہو نے اعلان کیا کہ وہ روحِ اعلیٰ سے مشورہ طلب کر کے بتائے گا کہ کیا کیا جائے۔

اور آخر کار اس نے کماح سے کہا کہ وہ نفرا سے کچھ نہ کہے، اسے سرزنش نہ کرے، اسے اس کے حال پر چھوڑ دے، وہ جہاں جانا چاہے اسے جانے دے، اور جن بلندیوں پر چڑھنا چاہے چڑھنے دے کیوں کہ، اس نے کہا، اس پر ظاہر کیا گیا ہے کہ کسی اور کو چاہے نقصان پہنچ جائے نفرا کو کبھی کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

"کماح! ایسی معمولی معمولی باتوں کے لیے اسے ٹوکنا اور اس کی ہمت

توڑنا مناسب نہیں ہے۔" راہب نے کہا۔ "خصوصاً اس لیے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے گا۔ رہے اس کے دشمن چیرداہے تو وہ اس مقام کے قریب آنے کی جرأت نہیں کر سکتے اس کے علاوہ رو تو اس کے ساتھ ہوتا ہی ہے جو اس پر نظر رکھتا ہے کہ وہ کسی مرد سے بات نہ کرے بلکہ صرف اپنے دِل اور یہاں مدفون مُردوں کی مقدس روحوں سے بات کرے۔"

"لیکن کوئی تو ایسا ہو گا جو یہاں آنے کی جرأت کر بیٹھے گا۔ اور اس سے پہلے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں نفرا اس سے گفتگو کر بیٹھے۔" کماح نے جواب دیا۔

"مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ اب تم جاؤ۔" راہب نے کہا۔

چنانچہ اپنی اس پہلی فتح کے بعد نفرا، جو جوان اور مستقل مزاج اور سرپھری تھی، نڈر بن گئی اور اس نے اپنا بھٹکنا جاری رکھا بلکہ اس سے بڑھ کر کچھ اور کر گزری۔

حلقۂ سحر کے خدمت گاروں میں ایک عرب خاندان بھی تھا جس کے افراد کا پیشہ نسلاً بعد نسل اہرام پر چڑھنا رہا تھا۔ یہ لوگ اہرام کی سنگ مرمر کی سطح پر کے خاص خاص ابھاروں اور چھوٹے چھوٹے شگافوں سے واقف تھے اور ان ہی ابھاروں کو پکڑ کر اور شگافوں میں پنجے ٹکا کر کسی بھی اہرام پر چڑھ کر اس کی چوٹی پر پہنچ جاتے تھے بلکہ ان کے یہاں یہ رسم تھی کہ جب تک کوئی جوان اہرام کی چوٹی پر نہ چڑھتا شادی نہ کر سکتا تھا۔ ان اہرام پر چڑھنے والوں کے ریخ کے ساتھ نفرا اکثر و بیشتر باتیں کیا کرتی تھی۔ اور محض اسے خوش کرنے کے لیے شیخ اور اس کے بیٹے کئی دفعہ تینوں اہرام پر چڑھے تھے اور پھر ان چکرا دینے والی بلندیوں پر سے صحیح سلامت اتر آئے

تھے۔

"جب تم ان پر چڑھ سکتے ہو تو میں کیوں نہیں چڑھ سکتی؟" آخر کار اس نے شیخ سے پوچھا۔ "میں ہلکی پھلکی ہوں اور میری ٹانگیں پھرتیلی ہیں اور نہ تو مجھے خوف ہے اور نہ ہی سر چکراتا ہے۔"

شیخ الاہرام نے، کہ وہ اسی لقب سے مشہور تھا، حیرت سے نفرا کی طرف دیکھا اور سر ہلا کر بولا:

"یہ ناممکن ہے۔ ان اہرام پر کبھی کوئی عورت نہیں چڑھی سوائے روحِ اہرام کے۔"

"یہ روحِ اہرام کون ہے؟"

"بانو! یہ تو ہم نہیں جانتے کیوں کہ یہ ہم نے اس سے کبھی پوچھا نہیں۔ اور جب ہم پورے چاند کی راتوں میں اسے اہرام کی بلندیوں پر دیکھتے ہیں تو اپنے چہرے ڈھانک لیتے ہیں۔"

"کیوں ڈھانک لیتے ہو؟"

"اس لیے کہ ہم ان لوگوں کی طرح پاگل نہ ہو جائیں جنہوں نے روحِ اہرام کو دیکھنے کی جرأت کی تھی۔"

"وہ لوگ پاگل کیوں ہو گئے؟"

"اس لیے کہ بے پناہ حسن آدمی کو پاگل کر دیتا ہے جیسا کہ شاید ایک دن خود تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

شیخ الاہرام کے یہ الفاظ سن کر نفرا کا چہرہ شرم سے سُرخ ہو گیا۔

"یہ روحِ اہرام کون ہے اور کیا ہے؟" نفرا نے جلدی سے پوچھا۔ "اور کیا کرتی ہے وہ؟"

"ہم یقین سے تو نہیں کہہ سکتے لیکن روایت یوں ہے کہ بہت پہلے اس ملک کی ایک کنواری ملکہ تھی جس نے شادی نہ کی تھی کیوں کہ اسے ایک بے حد کم درجہ مرد سے محبت تھی۔ اب یوں ہوا کہ اجنبیوں نے مصر پر چڑھائی کی۔ اور اسے فتح کر لیا۔ کیوں کہ مصر خانہ جنگیوں کی وجہ سے کمزور ہو رہا تھا۔ پھر یوں ہوا کہ اجنبیوں کے بادشاہ نے ملکہ کا حسن دیکھا تو اس پر عاشق ہو گیا اور اس خیال سے بھی اس سے شادی کرنے کا خواہاں ہوا کہ ملکہ سے شادی کر کے وہ مصر پر اپنی حکومت کی بنیادیں مضبوط کر سکے گا۔ ملکہ نے اس کی بیوی بننے سے انکار کر دیا تو بادشاہ نے اسے جبراً اپنی بیوی بنانا چاہا اس پر ملکہ بھاگ گئی اور انتہائی مایوسی کے عالم میں اس اہرام پر چڑھ گئی جو تینوں اہرام میں بڑا اور سب سے بلند ہے۔ بادشاہ اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ ملکہ نے اہرام کی چوٹی پر سے چھلانگ لگا دی۔ اس کی ہڈیوں کا سرمہ بن گیا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ پر غشی طاری ہو گئی۔ اور وہ بھی اوپر سے نیچے گرا۔ اس کے بعد ان دونوں کو کسی ایک اہرام کے خفیہ حجرے میں دفن کر دیا گیا۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ انھیں کون سے اہرام میں دفن کیا گیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ دوسرا اہرام ہے کیوں کہ روح اہرام کو زیادہ تر اسی اہرام پر دیکھا گیا ہے۔"

"دلچسپ کہانی ہے۔" لفرا نے کہا۔ "بس یہاں ختم ہو جاتی ہے یہ داستان ؟۔"

"نہیں۔ کیوں کہ اس کے ساتھ ایک پیشین گوئی وابستہ ہے۔"

"کیسی۔ ؟"

"پیشین گوئی یہ ہے کہ جب دوسرا بادشاہ مصر کی دوسری ملکہ کے

پیچھے اس اہرام پر چڑھے گا جہاں سے وہ بادشاہ گرا تھا اور وہاں پہنچ کر اس دوسری ملکہ کا پیار جیت لے گا تو پھر یہ انتقام جو روح، جو ہزاروں سال سے بھٹک رہی ہے، قرار پائے گی۔ اور مردوں کو پاگل کر کے تباہ نہ کرے گی۔

" میں دیکھوں گی اس روح اہرام کو۔" نفرا نے کہا۔ " اور چوں کہ میں عورت ہوں اس لیے اس کا حسن مجھے پاگل نہ کر سکے گا۔"

" بانو! چونکہ تم عورت ہو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ وہ تم پر ظاہر بھی نہ ہو گی اس کے باوجود ممکن ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے لیے تمہاری روح کو اپنی بنا لے۔"

" میری روح میری اپنی ہے اور دوسرا کوئی اس پر قبضہ نہیں کر سکتا۔" نفرا نے غصے سے کہا۔ " اور مجھے اس روح کے وجود میں بھی یقین نہیں۔ تم نے اور تمہارے بیوقوف ساتھیوں نے جو دیکھا ہے وہ چاندنی کا سایہ ہے جو قبرستان میں سے گزرتا ہے۔ چنانچہ اب تم مجھے ایسی بے سر و پا کہانیاں نہ سناؤ۔"

" تو پھر مقبروں میں دو تین آدمی ایسے بھی موجود ہیں جو ہم سے زیادہ بے وقوف ہیں اور پاگل بھی۔ اور وہ تمہیں چاندنی کے اس سائے کے متعلق ہم سے زیادہ ہی کچھ بتا سکیں گے۔" شیخ نے جواب دیا اور نفرا کے سامنے جھک کر رخصت ہونے لگا۔

" ٹھہرو۔" نفرا نے کہا۔ " تم دوسروں سے زیادہ ماہر اور تجربہ کار ہو چنانچہ میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے اہرام پر چڑھنا سکھاؤ۔ چنانچہ ہم تیسرے اہرام سے، جو سب سے چھوٹا ہے، ابتدا کرتے ہیں۔ اور اسی وقت دوسرے اہرام پر بعد میں چڑھیں گے۔ جب میں مشاق اور عادی ہو جاؤں گی۔"

شیخ حیرت سے نفرا کی صورت تکنے اور حجت کرنے لگا۔

"شیخ الاہرام! تمہیں مقدس راہبہ اور حلقۂ سحر کے مشیروں کی طرف سے ہدایت نہیں کی گئی کہ ہر معاملہ میں میرے حکم کی تعمیل کی جائے؟"

"ہاں بی بی بانو۔ لیکن یہ میں نہیں جانتا کہ ہمیں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کیوں کرنی ہے؟"

"یہ میں بھی نہیں جانتی شیخ الاہرام۔ خصوصاً یہ دیکھتے ہوئے کہ تم نہ صرف میرے بزرگ ہو بلکہ اس صورت میں عظیم بھی ہو کہ میں اہرام پر نہیں چڑھ سکتی جب کہ تم چڑھ سکتے ہو۔ تاہم تمہیں حکم مل چکا ہے اور تم جانتے ہی ہو کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے جو حلقۂ سحر کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ تو اب آؤ۔ شروع کریں۔"

شیخ نے حجت کی، بحث کی، دلیلیں دیں، گڑگڑایا، ہاتھ جوڑے اور تقریباً رو پڑا۔ لیکن ہوا یہ کہ آخر میں نفرا نے کہا:

"اگر تم اہرام پر چڑھتے ڈرتے ہو تو میں اکیلی چڑھوں گی اور پھر تم جانو میں اوپر سے گر بھی سکتی ہوں۔"

نتیجہ یہ ہوا کہ عاجز اور پریشان شیخ نے اپنے بیٹے کو بلایا جو بے حد پھرتیلا جوان تھا اور اہرام پر پہاڑی بکرے کی طرح چڑھ سکتا تھا۔ شیخ نے اس سے رسا لانے کو کہا۔ وہ کھجور کے ریشوں کو بٹ کر بنایا ہوا رسا لے آیا۔ رسا نفرا کی کمر سے باندھ دیا گیا۔ لیکن اب ایک اور مصیبت آئی۔ رو، جو یہ ساری باتیں دم بخود کھڑا سن رہا تھا، ایک دم سے آگے بڑھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم لوگ؟" اس نے کڑک کر پوچھا۔ "میری آقازادی

کو غلاموں کی طرح رسّے سے کیوں باندھ رہے ہو؟"

شیخ نے اسے بتایا اور نفرا نے گردن ہلادی۔

"لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔" رو نے کہا۔ "مالکن جہاں بھی جائیں وہاں میرا بھی جانا فرض ہے۔"

"تو پھر رو۔" نفرا نے کہا۔ "آؤ۔ میرے ساتھ اس اہرام پر چلو۔"

"اہرام پر!" رو نے کہا۔ "مالکن! میری طرف دیکھو اور بتاؤ کہ میں بلّی ہوں یا بندر کہ چکنے پتھر پر زمین سے آسمان تک چڑھ جاؤں۔ اس سے پہلے کہ رسّے کا سرا آجائے میں اوپر سے گر کر اپنی گردن توڑ بیٹھوں گا۔ نہیں بھائی نہیں۔ میں تن تنہا دس آدمیوں کا مقابلہ تو کر سکتا ہوں۔ لیکن یہ ___ ایسی دیوانگی نہیں کر سکتا۔"

"تم سچ کہتے ہو۔ میں سمجھتی ہوں، رو، تم عمدہ کوہ پیما نہ ہو اور نہ بن سکتے ہو۔" نفرا نے کہا۔ اور حبشی کے زبردست جسم کی طرف دیکھا جیسے گزرے ہوئے سال ذرا بھی کمزور اور دبلا نہ کر سکے تھے۔ "اچھا اب تم اپنی زبان بند رکھو کیوں کہ ہم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں اگر تم اہرام پر نہیں چڑھ سکتے تو نیچے، اس کے قدموں میں ٹھہرے رہو اور اگر میرا پیر پھسل جائے اور میں گر دوں تو مجھے ہوا میں ہی اچک لینا۔"

"گر دو تو اچک لوں۔!" رو نے حیرت سے کہا۔ "گر دو تو اچک لوں؟"

مزید کچھ کہے بغیر نفرا تیسرے اہرام کے قدموں میں جا کھڑی ہوئی شیخ الاہرام نے بھی سمجھ لیا تھا کہ اس ضدی اور سرپھری لڑکی سے بحث کرنا فضول تھا چنانچہ اس نے اس رسّے کا، جس کا ایک سرا نفرا کی کمر سے بندھا ہوا تھا، دوسرا سرا اپنی کمر سے باندھا اور اس راستے

سے، جس سے وہ واقف تھا، اہرام پہ چڑھنے لگا۔ نفرا اس کے پیچھے تھی۔ اس نے چپل اتار دیئے تھے۔ اور جبہ گھٹنوں سے اوپر اٹھا کر نچلا سرا نیفے میں اڑس لیا تھا۔ اس کے پیچھے شیخ کا لڑکا آرہا تھا جو نفرا کے ایک ایک قدم پر نظر رکھ رہا تھا۔

"تم دونوں، باپ بیٹا، سن لو" رو نے بدیخ کر کہا۔ "اگر میری مالکن اوپر سے گری تو تمہاری خیریت اسی میں ہوگی کہ اس تودے کی چوٹی پر ہمیشہ کے لیے رکے رہو کیوں کہ اگر تم نیچے آئے تو میں اپنے کلہاڑے سے تم دونوں کی گردنیں اڑادوں گا۔"

"اگر تمہاری مالکن گری تو اس کے ساتھ ہم بھی گریں گے۔ اور دیوتا گواہ ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو قصور ہمارا نہ ہوگا۔" شیخ نے کہا جو اہرام کی سطح سے سینے کے بل چھپکلی کی طرح چپکا ہوا تھا۔

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کھیل میں نفرا بے حد ہوشیار اور تیز ثابت ہوئی، اس کی نظر عقاب کی، ہمت شیر کی، اور پھرتی بندر کی تھی۔ جہاں جہاں اس کے راہبر نے پیر رکھے تھے ٹھیک اسی جگہ پیر رکھ کر وہ اوپر چڑھتی رہی یہاں تک کہ وہ اہرام کی نصف بلندی چڑھ گئے۔

"آج بس اتنا ہی کافی ہے۔" شیخ نے کہا۔ "ہماری قوم کا کوئی بھی مبتدی اپنی پہلی مشق میں اس سے آگے نہیں چڑھتا۔ یہ ضابطہ ہے تھوڑی دیر سستا لو اور پھر اترنا شروع کرو۔ میرا لڑکا تمہارے پیر ان مقامات پر رکھتا جائے گا جہاں تمہیں پیر رکھنے ہیں۔"

"اچھا۔" نفرا نے کہا۔

اور وہ آہستہ آہستہ گھوم گئی جیسا کہ خود شیخ گھوم گیا تھا۔ اور تب اس نے دیکھا کہ اس کے نیچے کچھ نہ تھا سوا خلا کے جس کے اختتام پر رو کھڑا ہوا تھا جو بہت چھوٹا، بالشتیے جتنا، دکھائی دے رہا تھا۔

اور اب پہلی دفعہ نفرا کا سر چکرانے لگا۔

"میرا سر چکرا رہا ہے" وہ بولی۔

"تو پھر اے بانو! ایک بار پھر گھوم کر سیدھی ہو جاؤ"

نفرا گھوم گئی اور اس کی قوت عود کر آئی۔

"اب میں ٹھیک ہوں" وہ بولی

"تو پھر اے بانو ایک بار پھر گھوم کر سیدھی ہو جاؤ۔ کیوں کہ اس دفعہ تم نے ایسا نہ کیا تو پھر کبھی نہ کر سکو گی۔"

دوسری دفعہ اس نے اس ہدایت پر عمل کیا اور اب اس کا سر نہ چکرایا۔ اس کی روح نے اس کے جسمانی خوف پر فتح حاصل کر لی تھی۔ اس کے بعد اترنا آسان تھا۔ کیوں کہ اب وہ دیکھ سکتی تھی کہ ہاتھ کہاں رکھنے ہیں اور پیر کہاں رکھنے ہیں۔ اس کے علاوہ شیخ کا لڑکا، جو اہرام سے سینے کے بل چمٹا اتر رہا تھا، نفرا کو بتا رہا تھا کہ اسے پیر کہاں رکھنے ہیں۔ چنانچہ یوں وہ صحیح سلامت اتر آئی۔ اور ریت پر بیٹھ گئی۔ وہ ہانپ رہی تھی اور مسکرا کر رو کی طرف دیکھ رہی تھی۔ رو اپنے چغے کے دامن سے اپنے چہرے پر سے پسینہ پونچھ رہا تھا۔ اور اس کی آنکھیں حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں۔ کیوں کہ اس نے پہلے کبھی ایسا خوف محسوس نہیں کیا تھا جیسا کہ اس وقت کر رہا تھا۔

"بانو!" شیخ نے نفرا کی کمر پر سے رسّہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اب

تھو۔ بھر پائیں اہرام سے یا ابھی شوق باقی ہے؟"

"بالکل بھی نہیں۔" نفرا نے ایک دم سے کھڑے ہو کر اور تالی بجا کر کہا۔ "مجھے تو بہت مزہ آیا۔ اور میں اس وقت تک بقول تمہارے بھر نہ پاؤں گی جب تک کہ چاندنی رات میں اکیلی اہرام پر نہیں چڑھتی جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ تم کر سکتے ہو۔"

"آسمانوں کی ملکہ دیوی ایزیس کی قسم"۔ شیخ نے دونوں بازو پھیلا کر حیرت سے کہا۔ "یہ تو کوئی لڑکی نہیں دیوی ہے شاید۔ یا روح اہرام ہے جو اس لڑکی کی شکل میں دنیا میں آئی ہے۔"

"بے شک"۔ نفرا نے کہا۔ "میں شاید وہی ہوں۔ روح اہرام۔ اچھا۔ اب کل اسی وقت تم مجھے اسی جگہ ملنا۔ کل ہم چھوٹی اہرام کی چوٹی پر چڑھیں گے۔"

اور اس سے پہلے کہ شیخ کچھ کہتا نفرا چپل پہن کر چل دی۔ رد اس کے پیچھے بھاگا۔ وہ اس قدر حیرت زدہ تھا کہ اس کی زبان گنگ ہو گئی تھی۔

نفرا نے جو کرنے کا ارادہ کیا تھا یہ محض اس کی ابتدا تھی۔ اس وقت اس کی پرشوق اور گویا سیمابی فطرت کا ایک مرکز تھا ـــ اہرام پر چڑھنے کی مہارت حاصل کرنا۔ یہ ایک چھوٹا سا عزم تھا لیکن اس کے لیے، جب کہ وہ سن بلوغ کو پہنچی تھی، یہ بہت بڑی بات تھی۔ اسے بتایا گیا تھا کہ پیدائشی طور سے وہ مصر کی ملکہ تھی۔ اس انکشاف نے اس پر کچھ زیادہ اثر نہ کیا تھا کیوں کہ ان ویران معبدوں اور مقبروں میں رہنے کی وجہ سے مصر کی حکومت اسے ایک خواب معلوم ہوتی تھی۔ ایک ایسا خواب جس کی تعبیر دور، بہت دور ہو۔ لیکن اہرام قریب تھے

اور وہ ان اہرام کی ملکہ بننے کی خواہش مند تھی۔ اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس کے اجداد نے یہ اہرام اپنے مقبروں کے لیے بنائے تھے۔

اس کے علاوہ روح اہرام کی روایت نے بھی اسے متاثر کیا تھا۔ اس ملکہ نے، جو خود نفرا کی طرح خوب صورت تھی۔ اس سے بچنے کے لیے، جس سے وہ نفرت کرتی تھی، اپنے آپ کو اہرام کی چوٹی پر سے گرا دیا تھا اور وہ بھی، جس نے اس کے ملک کو ذلیل کیا تھا، اسی اہرام پر سے گرا تھا اور یوں فاتح اور مفتوح کا ایک سا انجام ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اس داستان میں ایک بڑی خوبصورت بات تھی جس نے نفرا کے دل کو چھو لیا تھا۔ یعنی یہ کہ کسی زمانے میں ایک دوسری جوان اور خوبصورت ملکہ اس اہرام پر چڑھے گی اور اس کے پیچھے اس کا عاشق ہوگا اور یہ کہ اہرام کی چوٹی پر، اس چکرا دینے والی بلندی پر، ان کی نفرت محبت میں تبدیل ہو جائے گی یا نفرت محبت کی آگ میں جل جائے گی اور یوں ملک مصر پر رحمت نازل ہوگی اور ان دونوں کا ملاپ مبارک ثابت ہوگا اور یوں وہ حکومت قائم ہوگی جس کی وہ سب آرزو کرتے تھے۔

تاہم نفرا اب تک محبت سے واقف نہ تھی، جانتی نہ تھی کہ پیار کیا ہوتا ہے۔ لیکن قدرت اس کے دل میں اور اس کی روح میں اپنا کام کر رہی تھی اور وہ اس اثر انگیز کہانی کا مطلب سمجھنے لگی تھی۔ اور مبہم خیالات اس کی خوابیدہ روح کو گرمانے لگے تھے۔ بہر حال فی الحال تو اس کی ایک ہی آرزو تھی، وہ کام کرنے کی جو آج تک کوئی عورت نہ کر سکی تھی۔ اہرام کو فتح کرنا۔ لیکن یہ وہ نہ جانتی تھی کہ یہ علامت تھی اس بات کی کہ آئندہ اس کی راہ میں بڑے بڑے خطرات آئیں گے جن پر وہ اپنی قوتِ ارادی سے قابو حاصل کرلے گی اور انہیں اپنے فاتح قدموں تلے روند دے گی۔

اس کے علاوہ اسی درمیان میں عبادت اور اس زبردست قوت، سے، جسے خدا کہتے ہیں، رابطہ قائم کرنے کی خواہش نے بھی اس کے دِل میں جنم لیا۔ یہ ماں باپ یا کسی اور کی تعلیم کا نتیجہ نہ تھا بلکہ یہ خواہش خود بخود پیدا ہو گئی تھی۔ خدا یا دیوتا سے رابطہ قائم کرنے کی خواہش نے زور پکڑا اور اس پر ایک ایسی دھن سوار ہوئی جسے کچھ لوگ دیوانگی کہیں گے۔ ایسی دھن ان پر سوار ہوتی ہی ہے جو لڑکپن سے گزر کر سِنِ بلوغ میں قدم رکھتے ہیں یا جوانی سے گزر کر بڑھاپے کے دھندلکے میں داخل ہوتے اور موت کے اندھیرے گڑھے کی طرف بڑھتے ہیں۔ یہ خیال تھا اس کا، یا یہ دھن تھی اس کی کہ اہرام کی چوٹی پر کی مکمل تنہائی میں ہی وہ عظیم روح سے رابطہ قائم کر سکے گی۔ یہ شاید حماقت تھی لیکن بڑی شان دار حماقت تھی کیوں کہ ایک ہی سال کے اندر اس نے سارے اہراموں پر چڑھنا سیکھ لیا تھا اور وہ بھی اکیلے۔

شیخ اور اس کے لڑکوں کی عمر اہراموں پر چڑھتے گزری تھی۔ یہ فن صدیوں سے ان کے خاندان میں چلا آ رہا تھا چنانچہ وہ ایک لڑکی کو اس فن میں ایسی ماہر دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہوا کہ نفرا چاندنی راتوں میں کسی بھی اہرام پر شیخ اور اس کے لڑکوں کی سی پھرتی اور آسانی سے چڑھ جاتی تھی۔

اس کی یہ مہارت دیکھ کر شیخ اور ان کا خاندان نفرا کے سامنے جھک گیا اور اس سے درخواست کی کہ وہ ان کی سردار بننا قبول کر لے کیوں کہ اہرام چڑھنے میں وہ ان سب پر بازی لے گئی تھی۔ اس پر نفرا نے ہنس کر کہا کہ اہرام پر چڑھنا کوئی بڑی بات نہیں۔ اور یہ کہ وہ ان کی سردار نہ بنے گی۔ اور پھر اس نے حکم دیا کہ شیخ اور اس کے بیٹوں کو انعام دیا جائے

اس کے بعد نفرا کے لیے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ اسے اجازت تھی کہ وہ جب چاہے، جس اہرام پر چاہے چڑھ سکتی ہے۔ اور شیخ اور اس کے بیٹوں کی مدد کے بغیر۔

لیکن آخر کار اسی آزادی سے ایک مصیبت آئی۔

ساتواں باب

سازش

جیسا کہ کہا گیا نفرا دُھن کی لڑکی تھی۔ چنانچہ جب اسے دھن سماتی وہ اہرام پر چڑھتی اور اترتی عموماً طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت۔ اور زمین سے کافی اوپر اہرام کی چپٹی چوٹی پہ کھڑے ہوکر تنہائی میں عبادت کرتی۔ یہ اس نے اپنی عادت بنالی تھی۔ یا وہ عبادت نہ کرتی اور نیچے پھیلی ہوئی دنیا کو دیکھتی اور سوچتی کہ یہ دنیا اسے کیا دے گی۔ اور پھر اس کے کنوارے دماغ میں بہت سے خیالات ہجوم کر آتے۔

اب یوں ہوا کہ اس کی اس عادت سے حلقۂ سحر کے اراکین کے علاوہ وہ لوگ بھی واقف ہو گئے جو اس علاقے کی، جو زمین مقدس کہلاتا تھا سرحد پر رہتے تھے۔ یا اس طرف سے سفر کر کے ایک سے دوسری سمت کی طرف جاتے تھے۔ غالباً یہ تو بتایا جا چکا ہے کہ اس سرحد میں کوئی بھی اجنبی قدم تک رکھنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ لیکن کیونکہ اہرام کافی بلند تھے اس لئے ان کی چوٹی پر کھڑی ہوئی نازک بدن نفرا طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت آسمان کے پس منظر میں دور دور سے حتیٰ کہ دریائے نیل پر سے بھی، جب اس میں طغیانی آئی ہوئی ہو، دیکھی جا سکتی تھی۔ چنانچہ یوں ہوا کہ بہت سوں نے نفرا کو خود روح اہرام سمجھا جس کے متعلق مشہور تھا کہ جب وہ ظاہر ہو گی تو مصر پر مصیبت

آئے گی۔ اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی۔ کیوں کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ کوئی عورت اہرام کی بلندیوں پر چڑھ سکتی ہے۔

چنانچہ اس عجوبے کی خبر ملک کے طول وعرض میں پھیل گئی اور آخر کار مصر کے فرمانروا ہیکسوس یا گڈریئے بادشاہ ایپیپی کے دربار تک بھی پہنچ گئی۔

ایک شام نفرا دوسرے نمبر کے اہرام کی چوٹی پر چڑھی اور وہاں کی تنہائی سے محظوظ ہونے کے بعد نیچے اترنے لگی، لیکن چوں کہ سورج غروب ہو چکا تھا اور دن کی روشنی ختم ہو رہی تھی اس لیے اس نے نسبتاً آسان اور چھوٹے راستے سے اترنا شروع کیا۔ چنانچہ یوں وہ اس طرف اترنے کے بجائے جہاں رو اس کا انتظار کر رہا تھا، اہرام کے کونے کے پیچھے اور مغربی پہلو کی طرف اتری جہاں افقِ مغرب پر دن کی آخری اور مرتی ہوئی روشنی کانپ رہی تھی۔

زمین پر اتر کر اس نے رو کی تلاش میں اِدھر اُدھر دیکھا، لیکن رو کے بجائے اس کی نظر چار آدمیوں پر پڑی جو اسی کی طرف آ رہے تھے۔ ابتدا میں نفرا نے ان خیال سے اس کی طرف دھیان نہ دیا کہ یہ شیخ الاہرام کے آدمی ہوں گے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ دن کی بجھتی ہوئی روشنی میں وہ انہیں پہچان بھی نہ سکی تھی۔ وہ سمجھی کہ شیخ کے آدمی یہ معلوم کرنے آ رہے تھے کہ وہ اس نئے راستے سے کیوں اتری تھی۔ چنانچہ وہ منتظر کھڑی رہی یہاں تک کہ وہ چاروں قریب آ گئے۔ آنے والے ذرا ہچکچائے جیسے اس سے ڈر رہے ہوں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا:

"یہ عورت ہو یا روح یا کوئی اور — پکڑ لو اسے — دیکھو۔ بھاگنے نہ

پائے۔ اس کے عوض بڑا زبردست انعام ملے گا ہمیں۔"

اور انعام کے لالچ میں وہ نفرا کی طرف لپکے۔ اب نفرا کو خطرے کا احساس ہوا اور وہ بھاگ کر ایک بار پھر اہرام پر چڑھنے لگی۔ اور وہ چند فٹ اوپر چڑھ چکی تھی کہ ان چاروں میں سے کسی ایک نے اس کے ٹخنے پکڑ کر نیچے گھسیٹ لیا۔

"ردا!" وہ زور سے چلائی۔ "دوڑو۔ میری مدد کو آؤ — یہ لوگ مجھے لیے جا رہے ہیں۔"

اب اتفاق ایسا ہوا کہ رد قریب ہی تھا۔ اہرام کے ترچھے زاویئے کی دوسری طرف۔ جب نفرا نیچے اتر رہی تھی تو چونکہ وہ دوسری طرف سے اتری تھی اس لیے دفعتہً اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ رد ایک دم سے پریشان ہو کر اہرام کے مغربی پہلو کی طرف بڑھا جہاں مرتے ہوئے دن کی روشنی نسبتاً کچھ زیادہ تھی۔ یکایک اس نے نفرا کو پکارتے سنا۔ وہ زاویئے کی طرف بھاگا۔ گھوم کر دوسری طرف پہنچا تو دیکھا کہ نفرا زمین پر تھی اور اسے چار آدمیوں نے گھیر بلکہ دبوچ رکھا تھا۔ تین اسے رسے سے باندھ رہے تھے اور چوتھا اس کے منہ پر کپڑا باندھ رہا تھا۔

رد اپنا ہیبت ناک کلہاڑا بلند کر کے ایک فلک شگاف نعرے کے ساتھ ان پر جھپٹ پڑا۔ اس نے، جو نفرا کے منہ پر کپڑا باندھ رہا تھا، سب سے پہلے رد کو دیکھا ایک کالا دیو دانت نکالے ان کی طرف آ رہا تھا۔ دیکھنے والے نے اسے بھیانک محافظ روح سمجھا۔ وہ لرز گیا اور اس نے جان بچا کر بھاگ جانا چاہا۔ بھیانک کلہاڑا بجلی کی طرح گرا اور جان بچانے کے لیے بھاگنے کی کوشش کرنے والا اپنی جان سے گیا۔ اور پھر دوسرے نے بھی جس نے سمجھا تھا کہ یہ کوئی شیر

گر جاتا تھا، اسے دیکھا اور لمحہ بھر کے لیے حیرت و خوف سے پتھر بن گیا دوسرے ہی لمحہ رواں ان کے سروں پر تھا۔ اس نے کلہاڑا پھینک دیا۔ اس نے دو آدمیوں کو، جو قریب تھے، گردنوں سے دبوچ لیا۔ اور بڑے زور سے ان کے سر آپس میں ٹکرا دیئے۔ اور پھر اپنی فوق الفطرت قوت کو بروئے کار لا کر ان میں سے ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں طرف کئی فٹ دور پھینک دیا۔ وہ دونوں جہاں گرے وہیں پڑے رہے کیوں کہ مر چکے تھے۔ چوتھے آدمی نے خنجر نکال لیا تھا یا تو رو پر وار کرنے کے لیے یا نفرا کی جان لینے کے لیے۔ لیکن جب اس نے اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھا تو اس کی ساری بہادری کوچ کر گئی چنانچہ خوف کی ایک چیخ کے ساتھ اس نے خنجر پھینک دیا اور سر پر پیر رکھ کر بھاگا۔ رو نے زمین پر سے خنجر اٹھایا اور پھینک کر مارا۔ تکلیف کی ایک چیخ نے بتا دیا کہ رو کا نشانہ خطا نہ کر گیا تھا حالاں کہ اندھیرے کے سایوں کی وجہ سے وہ بھگوڑے کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ رو اس کے تعاقب میں بھاگ پڑا ہوتا لیکن نفرا نے، جو اب اٹھ کھڑی ہوئی تھی، اسے روکتے ہوئے کہا:

"یہیں ٹھہرو۔ ممکن ہے ان کے دوسرے ساتھی بھی ہوں۔"

"سچ کہتی ہو۔" رو نے کہا۔ "لیکن خنجر اس کتے کے لگا ضرور ہے۔"

مزید کچھ کہے بغیر اس نے نفرا کو یوں اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا جیسے وہ بچی ہو۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے اپنا کلہاڑا اٹھایا اور لاشوں کی طرف ایک نظر بھی ڈالے بغیر نفرا کو سینے سے لگائے ہوئے وہ اہرام کی مغربی بنیاد کے ساتھ ساتھ بھاگ پڑا یہاں تک کہ وہ قبرستان میں پہنچ گئے اور اب کوئی انھیں دیکھ نہ سکتا تھا۔

" آقا زادی! بس اب یہ تمہاری مہم جوئی اور شرارتوں کا خاتمہ ہے"۔ رد نے قدرے سختی سے کہا۔ وہ کانپ رہا تھا۔ خوف سے نہیں بلکہ اس خیال سے کہ اگر وہ نہ پہنچ جاتا تو جانے کیا ہو جاتا۔

" واقعی اگر تم نہ آجاتے تو جانے اس وقت میں کہاں ہوتی"۔ نفرا نے جواب دیا۔ " میرے بے حد اچھے رد! اب مجھے اتار دو کہ میری سانس تھکانے آگئی ہے۔ بہر حال اتنا تو ضرور کہوں گی کہ آج ایک سبق ملا ہے مجھے۔"

جب یہ واقعہ بیان کیا گیا تو کماح اور حلقۂ سحر کے ارا کین پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی۔ حتیٰ کہ 'تاؤ' کا بھی یہی حال ہوا۔ صرف راہوپر سکون رہا۔

" دوشیزہ کو کبھی کوئی گزند نہ پہونچے گا"۔ وہ بولا۔ " یہ بات مجھے ان سے معلوم ہوئی ہے جو کبھی جھوٹ نہیں کہتے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میں نے نفرا کو اہرام پر چڑھنے کی اجازت دی تھی۔ بہتر ہے کہ وہ ابھی سے خطرات کا مقابلہ کرنا اور ان پر فتح پانا سیکھ جائے۔ تاہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج جو کچھ ہوا وہ آنے والے خطرات کی تمہید تھی اس لیے آئندہ ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے۔"

پھر اس نے ان کی لاشیں لانے کے لیے، جنھیں رد نے قتل کیا تھا، اپنے آدمی بھیج دیئے۔ اور انہیں ہدایت کی کہ وہ چوتھے زخمی آدمی کو تلاش کریں اور اگر وہ مل جائے تو اسے پکڑ کر زندہ لے آئیں۔ لیکن یہ چوتھا نہ ملا۔ البتہ ریت پر خون کے دھبے ملے جو آگے جا کر غائب ہو گئے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ زخمی اپنے زخم کا خون روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور چٹانوں اور پتھروں پر چلتا ہوا کسی طرف چلا گیا تھا۔ چنانچہ یوں اپنے قدموں کے نشان بھی

نہ چھوڑ گیا تھا۔

البتہ مُردے آپ اپنی کہانی کہہ رہے تھے۔ یہ چرواہے قوم سے تھے اور ان میں سے دو نے وہ لباس پہن رکھا تھا جو بادشاہ اپیپی کے دربار میں پہنا جاتا تھا۔ تیسرا معلوم ہوتا تھا کہ راہبر تھا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کن لوگوں میں سے تھا کیوں کہ رد کا کلہاڑا اس کے سر پر پڑا تھا۔ اور جس کے سر پر رد کا کلہاڑا پڑ جائے اسے کون شناخت کر سکتا تھا؟

چنانچہ یہ لاشیں گدھوں اور لومڑیوں کی خوراک بننے کے لیے صحرا میں پھینک دی گئیں۔ تاکہ جب ان کے "کا" واپس آنا چاہیں تو انہیں رہنے کے لیے جسم نہ ملیں اور ان کی روحوں کو کاہن راہو نے سراپ دیا کہ وہ کبھی سکون نہ پائیں۔

چنانچہ یہاں یہ معاملہ ختم ہوا۔ عارضی طور پر سہی۔ لیکن اس کے خاتمہ کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ اب طلوعِ آفتاب یا غروبِ آفتاب کے وقت کوئی بھی نفرا کو کسی بھی اہرام کی چوٹی پر کھڑی نہ دیکھتا تھا۔

اور اُدھر یہ ہوا کہ ایک زخمی آدمی، جو نقاہت سے لڑکھڑا رہا تھا، اور جس کی کمر پر پٹی بندھی تھی اور جو بار بار خون تھوک رہا تھا جیسے اس کے پھیپھڑے میں سوراخ ہو گیا ہو، شہر تانیس میں داخل ہوا اور سیدھا بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ پہرے دار اسے جانتے تھے چنانچہ اسے فوراً اندر پہنچا دیا گیا۔ وہاں اس زخمی آدمی نے اپنی کہانی ایک بڑے افسر کو سنائی۔ افسر نے بڑے غصے میں یہ کہانی سنی۔ اور

کاتب کو حکم دیا کہ اسے لفظ بہ لفظ لکھ لے۔ جب وہ خاموش ہوا تو افسر نے اس زخمی آدمی کو سخت سست کہا کیوں کہ وہ ناکام لوٹا تھا۔

"تو یہ میرا قصور ہے کیا؟" زخمی آدمی نے کہا۔ "کیا یہ عقل مندی ہے کہ ان لوگوں کو، جو عورتوں کی کوکھ سے پیدا ہوئے ہیں، ایک روح یا چڑیل کو گرفتار کرنے کے لیے بھیج دیا جائے؟ کیونکہ کوئی بھی لڑکی، جس کی رگوں میں گرم خون گردش کر رہا ہو، اہرام پر، جن کی سطح پر چکنے اور چمک دار سنگ مرمر جڑے ہوئے ہیں، گلہری کی طرح چڑھ اور اتر نہیں سکتی۔ لیکن ہم نے اپنی آنکھوں سے اس لڑکی کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ کیا آپ کی یہ توقع خلاف عقل نہیں ہے کہ آپ کے بھیجے ہوئے آدمی اس کالے شیطان کا کامیاب مقابلہ کریں جو اس دنیا کا نہیں بلکہ آمنتی سے نکل کر آیا ہو؟ اور جو اتنا لمبا چوڑا ہو جتنا کہ دنیا کا کوئی انسان نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور جس کی آواز شیر کی دھاڑ سے زیادہ دہشت ناک ہو اور جو اپنے ہاتھوں سے آدمیوں کی کھوپڑیاں یوں توڑ دے جیسے وہ کچے انار ہوں؟ بے وقوف تھا میں کہ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور بڑے انعام کی لالچ میں آگیا اور بیوقوف تھے میرے ساتھی جو اب آمنتی میں بیٹھے اپنی حماقت پر افسوس کر رہے ہوں گے۔ کیونکہ پورا مصر جانتا ہے کہ حلقۂ سحر کی مقدس زمین کی بے حرمتی کرنے کا نتیجہ موت ہی ہے۔ لاؤ۔ میرا انعام لاؤ کہ میں اسے اپنے بچوں میں تقسیم کر دوں۔"

"انعام!" افسر نے دانت پیس کر کہا۔ "اگر تم زخمی نہ ہوتے تو تمہیں لوہے کی گرم سلاخوں سے مارا جاتا۔ جاؤ۔ کتے چلے جاؤ۔"

"میں کہاں جاؤں" زخمی نے کہا۔ "مجھ پر تو سراپ پڑا ہے۔"

"وہاں جاؤ۔ جہاں لعنتی جاتے ہیں" افسر نے کہا۔ اور اپنے ملازموں کو اشارہ کیا۔

اور ملازموں نے اسے اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ اس جگہ چلا گیا جہاں لعنتی جاتے ہیں کیونکہ وہ خنجر، جو روبے نے اسے پھینک کر مارا تھا اور جس نے اس کا پھیپھڑا چھید دیا تھا، زہر میں بجھا ہوا تھا۔

اب افسر اس کمرے میں گیا جہاں بادشاہ ایپیپی اپنے چند مشیروں اور اپنے جوان بیٹے شہزادہ خیان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ شہزادہ خیان ولی عہد تھا۔ ایپیپی ادھیڑ عمر کا جیم شحیم آدمی تھا جس کی ناک طوطے کی چونچ جیسی تھی اور آنکھیں چیاں سی اور کالی تھیں۔ وہ غصے کا سخت تیز تھا فطرتاً ظالم، کینہ توز اور انتقام جو تھا تاہم ذہین اور برائی سے ڈرنے والا تھا۔

اس کا بیٹا خیان اس سے قطعی مختلف تھا۔ اس کی ماں شاہی خاندان کی ایک مصری عورت تھی۔ جس سے ایپیپی نے سیاسی وجوہات کی بنا پر شادی کی تھی۔ ایپیپی اپنی بیوی کو بہت زیادہ چاہتا تھا اور جب وہ اپنے پہلے اور اکلوتے بیٹے خیان کو جنم دیتے ہوئے مر گئی تو ایپیپی نے اس کا بہت سوگ منایا اور دوسری شادی نہ کی۔ کسی عورت کو ملکہ نہ بنایا حالاں کہ اس کے حرم میں بہت سی عورتیں تھیں لیکن کوئی ملکہ نہ بنی تھی۔ اور اب اس کا بیٹا خیان جوان ہو گیا تھا۔ یہ خیان فطرتاً نرم دل اور نرم مزاج تھا اور چرواہوں کی کوئی بات اور کوئی عادت اس میں نہ تھی۔ خیان بے حد ہوشیار، ذہین اور قبول صورت تھا۔ اس نے علم حاصل کیا تھا۔ وہ

ایک بہادر سپاہی اور شوقین اور ماہر شکاری تھا۔ فطرتاً امن پسند تھا اور اس کے اخلاق ایسے تھے کہ جو بھی اس سے ایک بار ملتا اس کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ مصر کو عظیم اور پرقوت بنانے کی خواہش اس کے دل میں موجود تھی۔

اب ان سب کے سامنے بوڑھا وزیر آنامتھ آیا اور اس نے پاپیرس پر لکھی ہوئی وہ کہانی پڑھ کر سنائی جو زخمی آدمی نے بیان کی تھی۔

ایپیپی غور اور توجہ سے سنتا رہا۔

"جانتے ہو وزیر کہ یہ لڑکی کون ہے جو اہراموں پر یوں چڑھتی اترتی ہے جس طرح کہ دیوار پر لکھی ہے؟" آخر کار ایپیپی نے پوچھا

"نہیں شاہِ مصر۔ البتہ آپ فرمائیں تو اندازاً کہہ سکتا ہوں" وزیر نے جواب دیا۔

"تو سنو۔ میں بتاتا ہوں۔ یہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ جنوبی مصر کے فرعون خفرا کی بیٹی ہے جو برسوں پہلے ہم سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا تھا۔ تمہیں یاد ہوگا کہ جب ہمیں معلوم ہوا کہ خفرا کے گھر بیٹی نے جنم لیا ہے تو ہم نے چند تھیبس والوں کو رشوت دے کر اسے اور اس کی ماں ملکہ ریما کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان کے دیوتاؤں نے ان کی مدد کی کیوں کہ ریما اور اس کی بیٹی ہمارے ہاتھ نہ آئیں۔ اور بچ کر نکل گئیں اور جو آدمی انھیں گرفتار کرنے گئے تھے ان میں سے صرف ایک اپنی جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو سکا۔ اس آدمی نے قسم کھا کر کہا کہ اس کے ساتھیوں کو اس کالے دیو نے قتل کر دیا جو ملکہ اور اس کی بیٹی کا محافظ تھا۔ اب مجھے یاد ہے کہ ایک ایسا کالا دیو تھا جس نے فرعون خفرا کے ساتھ ہم سے جنگ کی تھی اور جب خفرا مارا گیا تھا تو وہ خفرا کے ساتھ

اٹھا کر میدان جنگ سے نکل گیا تھا۔ اور آگے سنو اسی کالے دیو کو ایک تجارتی جہاز پر دیکھا گیا تھا۔ اور اسی جہاز پر دو عورتیں اور ایک بچی تھی۔ اور انھوں نے بے شک وشبہ بھیس بدل رکھا تھا۔ عیاری سے کام لے کر یہ تینوں ممفس کے قریب میرے افسروں کے ہاتھوں سے بچ نکلے، جنھیں بعد میں ان کی بے پروائی کی سزا دی گئی۔ خیر تو بعد میں یہ خبر ملی کہ وہ لوگ بابل چلے گئے۔ لیکن بابل میں ہمارے جاسوس موجود ہیں۔ اور انھوں نے ریما اور اس کی بیٹی کے بابل پہنچنے کے متعلق ہمیں کوئی اطلاع نہیں بھیجی۔ اگر ریما اپنے باپ کے پاس بابل پہنچ گئی ہوتی تو یقیناً اس نے ہمارے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا ہوتا کیوں کہ اس کے ساتھ ہمارے جھگڑے پرانے ہیں۔ لیکن ریما کے باپ شاہ بابل وتیناح نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی۔ چنانچہ ریما بابل نہیں پہنچی۔ اب دو ہی امکانات ہیں۔ یا تو دونوں ماں بیٹی کہیں راستے ہی میں مر گئیں یا مصر میں ہی کہیں چھپی ہیں۔

"آپ کا اندازہ صحیح ہے اے فرعونِ مصر۔" وزیر نے کہا۔ اور دوسرے مشیروں نے ہاں میں ہاں ملائی۔

"پچھلے ایک عرصے سے" ایپیپی نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ افواہ ملک کے طول وعرض میں گشت کر رہی ہے کہ مصر کی ملکہ زندہ ہے۔ اور بہت جلد مصر کے تخت کا دعویٰ کرے گی کہ یہ اس کا جائز حق ہے۔ یہ افواہ بھی ہے کہ وہ اس عجیب حلقہ میں مقیم ہے جس کے اراکین زبردست قوتوں کے مالک ہیں، بڑے عالم ہیں اور کاہن ہیں۔ اور یہ لوگ اہرام کے قریب قبرستان میں رہتے ہیں۔ اور یہ گروہ حلقۂ سحر

کے نام سے مشہور ہے۔ اسی حلقہ کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے اے وزیر آمنتھ، تم نے، میری مرضی کے خلاف، چند نڈر آدمیوں کو بھاری انعام کا لالچ دے کر اہرام کی طرف بھیج دیا تھا کہ وہ یہ معلوم کریں کہ یہ حلقۂ سحر والے باغی تو نہیں ہیں اور یہ کہ وہ لڑکی جو اہرام پر چڑھتی ہے حقیقت میں مصر کی شہزادی ہے یا کوئی شعبدہ باز ہے۔"

"یا کوئی روح ہے۔" وزیر نے لقمہ دیا۔ "کیوں کہ یہ تو ناممکن ہے کہ کوئی انسانی عورت اہرام پر چڑھ سکے اس کے علاوہ روح اہرام کے متعلق بہت سی روایتیں ہیں۔"

"ہو سکتا ہے وہ روح ہو حالانکہ مجھے روحوں کے وجود میں یقین نہیں۔ خیر تو تمہارے بھیجے ہوئے آدمی گئے، مقدس سرزمین میں داخل ہوئے، انھوں نے چڑھنے والی کو اہرام پر سے اترتے دیکھا اور حالانکہ میں نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا، انھوں نے اس لڑکی کو پکڑ لیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کوئی روح نہیں بلکہ گوشت و پوست کی انسان ہے۔ لڑکی نے مدد کے لیے پکارا اور ایک کالا دیو۔ یاد رہے ایک کالا دیو اس کی مدد کو دوڑ آیا۔ اس کالے دیو نے تین آدمیوں کو قتل کر دیا اور چوتھے آدمی کا خنجر خود اسے پھینک کر مارا۔ اور اسے بھی سخت زخمی کر دیا۔ اور یوں وہ لڑکی فرار ہو گئی اور حلقۂ سحر کے ارکین چوکنے اور ہوشیار ہو گئے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ خود شہزادی نفرا ہے۔ اور اس کی حفاظت وہی حبشی کر رہا ہے جو نفرا کے باپ کی لاش اٹھا کر میدانِ جنگ سے نکل گیا تھا۔"

کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگ مکھیوں کی طرح بھنبھنا اٹھے۔ جب یہ بھنبھناہٹ

مدھم ہو کر ڈوب گئی تو اپیپی نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

"میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ معاملہ بے حد خطرناک ہے چنانچہ ہمیں اسے رو برو دیکھنا چاہیئے۔ ہم ہیکسوس یا گڈریئے باچرواہے کون ہیں؟ نسلوں پہلے ہم نے مصر پر چڑھائی کی، اس کی زرخیز زمینوں پر قبضہ کیا، اور اس کے بادشاہ کو شکست دے کر تھیبس کی طرف ڈھکیل دیا۔ اور شمالی مصر پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ ہم ایک بیرونی اور غاصب قوم ہیں۔ شمالی مصر پر اب بھی میرا قبضہ ہے اور اب ایک حد تک جنوب بھی میرے قبضہ میں ہے کیوں کہ وہاں کے امرا کو اور سرداروں کو ہم نے سونے کی زنجیریں پہنا کر اپنا بنا لیا ہے۔ اس کے باوجود ہم خطرے میں ہیں کیوں کہ بابل سے مسلسل جنگوں نے ہمیں کمزور کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری قوم کے زیادہ تر لوگوں نے مصریوں سے شادیاں کر لی ہیں بلکہ خود میں نے بھی ایک مصری عورت سے شادی کر کے اسے ملکہ بنایا تھا چنانچہ چرواہوں پر نیل کے باسیوں کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ یہ مصری بڑے سرکش اور مکار ہیں اس کے علاوہ وہ اپنی قدیم رسومات، روایتوں اور اس شاہی خاندان کے وفادار ہیں جس نے ان پر ہزاروں سال تک حکومت کی ہے۔ اگر ایک دن انھیں یقین ہو گیا کہ مصر کے تاج و تخت کی وارث زندہ ہے تو یہ لوگ نیل کے سیلاب کی طرح ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہو جائیں گے اور ہمیں غرق کر دیں گے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اس شہزادی کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی اس برادری کا بھی جو حلقۂ سحر کے نام سے مشہور ہے۔"

کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی۔ چند ثانیوں تک حاضرین بت بنے

بیٹھے رہے اور تب شہزادہ خیان اپنی کرسی پر سے، جو تخت کے عین قدموں میں تھی، اٹھا، کورنش بجا لایا اور کہا:

"اے میرے والد، شاہِ مصر! میری عرض سنیے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں نے بہت پڑھا ہے اور مصر قدیم کے اسرار اور روایتوں کی معلومات حاصل کی ہیں، چنانچہ ان روایتوں سے اور قدیم تحریروں سے اور چند کاہنوں سے اس حلقہ سحر کے متعلق بہت سی باتیں سنی ہیں۔ یہ ایک قدیم جماعت ہے جس کے لوگ تلوار سے نہیں بلکہ روحانی قوتوں کے ذریعہ جنگ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مصر میں ہزاروں لوگ اس کے پیرو ہیں حالاں کہ خود حلقہ والے اس سے واقف نہیں۔ ممکن ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ اس برادری کو ماننے والے آپ کے دربار میں بھی موجود ہیں حتیٰ کہ وہ بابل کے دربار میں بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اس حلقہ کا سردار ایک زبردست پیش گو اور بوڑھا کاہن ہے جس کا نام راہمو ہے اگر ہم اسے انسان کہہ سکیں تو وہ انسان ہے ورنہ وہ فوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے جو دیوتاؤں سے رابطہ قائم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ سب، جو اس کے ماتحت ہیں، دیوتاؤں کی حفاظت میں رہیں۔ آخر میں یہ کہ اس صلح نامہ کی رو سے جو ہمارے اجداد سے کیا گیا تھا اور جس پر ہمارے بادشاہ عمل کرتے آئے ہیں اور جس پر آپ بھی عمل کرتے رہے ہیں۔ اس علاقے کو، جہاں یہ لوگ بسے ہوئے ہیں، مقدس تسلیم کیا گیا ہے جس کی بے حرمتی کرنے کی اجازت نہیں۔ اور جو بھی اس کی بے حرمتی کرے گا اس پر سراپ پڑے گا اور یہ سراپ ان لوگوں پر پڑا جنھوں نے آپ کی مرضی اور میری مرضی کے خلاف بھی اس صلح نامہ کی خلاف ورزی کرکے اس مقدس زمین میں داخل ہوئے اور اپنی جاسوسی پر ہی اکتفا نہ کرکے ایک خاص دوشیزہ یا روح کو پریشان کیا۔ حالاں کہ صلح کی رسم اور

حلف کے مطابق اس زمین میں کسی کو بھی نہ تو داخل ہونا چاہئے اور نہ ہی مقبروں میں رہنے والوں کو پریشان کرنا چاہئے۔ چنانچہ اے میرے باپ! اے فرعون! میری آپ سے درخواست ہے جو کچھ ہوا ہے اس سے سبق لیں اور اس برادری کو اور اس دوشیزہ کو، جو آپ کے خیال میں مرحوم فرعون کی بیٹی ہے، اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ اگر آپ نے اس برادری کو اور اس دوشیزہ کو نقصان پہونچانے کی کوشش کی تو مجھے یقین ہے کہ آپ پر اور ان لوگوں پر، جو آپ کے وفادار خادم ہیں، تباہی نازل ہوگی۔"

اور اب بادشاہ کو غصہ آگیا۔

"شہزادے!" اس نے جھنجلا کر کہا۔ "تمہاری باتوں سے تو کسی کو بھی یہ شک ہو سکتا ہے کہ تم بھی اس حلقۂ سحر کے ایک رکن ہو۔ جب خود ہمارے تاج و تخت کو خطرہ لاحق ہو تو پھر صلح نامے اور حلف کی کیا اہمیت باقی رہ جاتی ہے؟ ملک میں بد امنی پھیلی ہوئی ہے اور بابل کا بادشاہ ہمیں مسلسل پریشان کر رہا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ وہ کہتا ہے کہ ہم نے اس کی شہزادی پر ظلم کیا ہے جو خفرا کی بیوی ہے۔ یا اسے قتل کر دیا ہے۔ تم یہ بات نہیں جانتے لیکن میں جانتا ہوں کیوں کہ حال ہی میں مجھے بابل کے بادشاہ کا خط ملا ہے اور اس نے اپنے خط میں یہ بات لکھی ہے۔ چنانچہ میں کہتا ہوں کہ تم پسند کرو یا نہ کرو سازشیوں کے اس گھونسلے کو ہمیں بکھیر دینا ہے، ختم کر دینا ہے۔"

"اے فرعون! ایک خیال آیا ہے مجھے۔ کیا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے؟ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ حلقۂ سحر سے کئے گئے حلف کو توڑے بغیر آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں؟ کیا نہیں ہو سکتا کہ جو گرہ سے مر سکتا ہو اسے ہم زہر نہ دیں؟ کیوں کہ شہزادے خیان کی طرح میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ اس حلقۂ سحر

کی حفاظت دیوتا کر رہے ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ یہ دوشیزۂ اہرام، مرحوم فرعون خفرا کی بیٹی ہے اور ممکن ہے آپ کا خیال صحیح ہو۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو سنیئے یہ ہے میری تجویز۔ آپ کاہن راہو کے پاس اپنی سفارت بھیج کر یہ درخواست کریں کہ اس لڑکی کو آپ کی زوجیت میں دے دیا جائے کہ وہ آپ کی ملکہ بنے اور آپ جانیے وہ باقاعدہ ملکہ بن سکتی ہے کہ اب آپ کی کوئی ملکہ ہے نہیں۔ اس طرح آپ پورے مصر کو پیار کے بندھن میں باندھ لیں گے، اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ اور آپ کے ہاتھ بھی بے گناہوں کے خون سے رنگین نہ ہوں گے۔"

اور اتنا کہہ کر وزیر آناتھ بیٹھ گیا۔

وزیر کی اس تجویز پر شہزادہ خیان نے بے اختیار ایک قہقہہ لگایا اور دوسرے مشیر مسکرائے لیکن اپیپی، آناتھ کی صورت تکنے لگا اور پھر سر جھکا کر سوچنے لگا آخر کار اس نے سر اٹھایا اور کہا:

"آناتھ! تم نے بڑی عقل مندی کی بات کہی ہے۔ بے شک۔ شیر کے بچے کو مارا بھی جا سکتا ہے اور اسے پالا بھی جا سکتا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شیر کا پالتو بچہ بڑا ہو کر شیر ہی بنتا ہے اور پھر جنگل کی اور شکار کی آرزو کرنے لگتا ہے۔ تاہم تمہاری تجویز مناسب ہے۔ کیوں نہ میں اس دوشیزہ سے، جو مجھے یقین ہے کہ شہزادی ہی ہے، شادی کر کے چرواہے اور مصر کے اصل فراعنہ کے خاندانوں کو ایک کر دیں؟ اس شادی سے ہمارے اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ مصر میں امن ہوگا اور پھر شاید ہم بابل کی دھمکیوں کا جواب دے سکیں گے۔ لیکن اس سلسلے میں شہزادہ خیان کیا کہتے ہیں؟ میں اتنا بوڑھا بھی نہیں ہوں۔ چنانچہ اس شادی کے بعد ملکہ کے بطن سے اولاد ہو گی، اور

مصر کے قانون اور رسم کے مطابق مصری ملکہ کے بطن سے پیدا شدہ بڑا لڑکا یا لڑکی مصر کے تاج و تخت کی وارث ہو گی تاکہ فراعنہ کے حقیقی خاندان ہی میں رہی مصر کی حکومت رہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ شہزادے خیان کو اپنی ولی عہدی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔"

اور اب وزیر کی اور وہاں موجود ہر شخص کی نظریں خیان کی طرف اٹھ گئیں وہ لوگ حیران تھے کہ دیکھیں شہزادہ کیا جواب دیتا ہے۔

چند ثانیوں شہزادہ خیان نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر وہ ہنسا' اور اس نے کہا:

"تو اب صورتِ حال یہ ہے۔ اگر وہ لڑکی زندہ ہے جو فرعون خفرا کی بیٹی اور اس کے تاج و تخت کی جائز وارثہ ہے تو پھر وہ ان فراعنہ کے قدیم سلسلے سے ہے جس نے ہزاروں برس تک اس مصر پر حکومت کی ہے جس کا ایک ٹکڑا اہم چرواہوں نے توڑ لیا ہے۔ اور یہ کہ اگر یہ لڑکی میرے والد سے شادی کرنے کے لیے رضامند ہو جائے اور اگر اس شادی سے بچہ پیدا ہو تو پھر مجھے' موجودہ ولی عہد کو' اپنے حق سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ بہرحال اس معاملے میں بے شمار "اگر" ہیں۔ اور ان بہت سے "اگر" کو پورے ہونے میں بہت سے برس لگ جائیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا میں اس بے امن جنوبی مصر کا اور جنگوں اور مصائب کے تخت کا وارث بننے کی خواہش میں اتنا اندھا اور خود غرض بن گیا ہوں کہ مجھے مصر کے امن و سکون اور مصر بالا اور مصر زیریں کے ایک ہونے کی کوئی پروا نہیں؟ انسان کی زندگی بہت مختصر ہے اے فرعون۔ چاہے وہ بادشاہ ہو یا مزدور اسے بہرحال مرنا ہے۔ اور یہ اچھا ہے اور انسان کے حق میں بہتر ہے کہ مرنے کے بعد دنیا

اسے خود غرض اور ظالم کے طور پر نہیں بلکہ امن کے فرشتے کے طور پر یاد کرے میں یہ پھٹا ہوا تاج اور جنگ اور بدامنی کے شعلوں سے جھلستا ہوا شاہی لبادہ پہننے کے لیے تیار نہیں ہوں کیوں کہ اگر یہ میں نے پہنا بھی تو اپنی مرضی سے نہیں بلکہ مجبوراً اور جبراً پہنوں گا۔"

"خیان! میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہ خیال غلط نہیں ہے شاید۔ کہ تم حلقۂ سحر کے رکن ہو۔ کیوں کہ اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو میں نے اپنے باپ کو ایسا جواب نہ دیا ہوتا۔" حیرت زدہ اپیپی نے کہا۔ "تاہم یوں ہی ہوگا جیسا تم نے کہا ہے۔ کیوں کہ آدمی خود اپنے خواب دیکھتا ہے جو اسی کے ہوتے ہیں۔ اور اپنی حماقتوں کا خمیازہ بھگتتا ہے جو اسی کی ہوتی ہیں۔ چنانچہ اب میں تمہاری باتوں سے ہی اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میرے تخت کے وارث کے طور پر تم اس تجویز کے خلاف نہیں ہو۔ جو میرے نزدیک تو بڑی ہی مجنونانہ ہے تاہم آزمانے کے قابل ہے ہر چند کہ آخر میں اس سے تمہیں نقصان پہنچ جانے کا خدشہ ہے۔ اچھا، تو سنو شہزادے۔ میں خود تمہیں اپنا سفیر بنا کر اس کاہن راہب اور حلقۂ سحر کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں کیونکہ تم عالم، ہوشیار، سیاست داں اور زیرک ہو۔ کہو یہ منظور ہے نہیں؟"

"اقرار یا انکار کرنے سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اے فرعون آپ کے سفیر کی زبان پر کون سے الفاظ رکھے جائیں گے۔ جنگ کے یا امن کے؟"

"دونوں کے۔ تم حلقۂ سحر کے کاہن سے یوں کہو گے کہ فرعونِ شمال کو افسوس ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف اس کے چند پاگل خادموں نے اس صلح نامے کی خلاف ورزی کی جو چیرداہوں اور حلقۂ سحر کے درمیان ہوا تھا۔ ان پاگلوں کو ان کے کیے کی سزا مل گئی۔ تاہم فرعونِ شمال نے ان کے جرم کے کفارے

کے طور پر دیوتاؤں کی قربان گاہ پر چڑھادے چڑھائے ہیں۔ پھر میرا سفیر اس سے دریافت کرے گا کہ کیا سچ ہے کہ خفرا اور ریما کی بیٹی نفرا ان لوگوں کے ساتھ مقیم ہے۔ اب اگر میرے سفیر پر ظاہر ہو جائے کہ سچ ہے — حالانکہ یہ ناممکن ہے کیونکہ وہ لوگ اسے کہیں چھپا دیں گے اور اس کے موجود ہونے سے انکار کریں گے۔ تو پھر میرا سفیر ان سب کی اور خود نفرا کی موجودگی میں ہماری شادی کا پیغام دے گا اور یوں کہے گا کہ بادشاہ اپیپی جو ابھی ادھیڑ عمر کا ہی اور بوڑھا نہیں ہوا ہے اور جس کی ملکہ کا انتقال ہو چکا ہے، شہزادی نفرا کو اپنی جائز بیوی اور ملکہ بنانا چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ تم یہ بھی کہو گے اے خیان کہ تمہاری رضامندی ہم نے حاصل کر لی ہے چنانچہ اس کے بطن سے جو بچہ پیدا ہو گا وہ میرے بعد مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج اپنے سر پر رکھے گا۔ یہ سب باتیں میرا سفیر تحریر کرے گا اور اس پر میری اور خود اپنی مہر لگائے گا اور اس کی ایک نقل کاہن راہو کو دے گا۔"

"یہ تو ہوئے امن کے الفاظ جو میں نے سنے اور سمجھے۔ اب میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جنگ کے الفاظ کیا ہیں" خیان نے پوچھا

"بے حد صاف اور سیدھے اے خیان۔ اگر یہ لڑکی نفرا زندہ ہے اور ان لوگوں کے درمیان موجود ہے اور اگر میرا پیغام ٹھکرا دیا جائے تو پھر تم کہو گے کہ میں نے، شاہ اپیپی نے وہ صلح نامہ پھاڑ دیا اور ہمارے اور حلقۂ سحر کے درمیان ہوا تھا چنانچہ اب میں حلقۂ سحر کا خاتمہ کر دوں گا کہ یہ وہ جماعت ہے جو ہمارے خلاف سازش کر رہی ہے۔"

"اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ان کے درمیان ایسی کوئی لڑکی موجود نہیں ہے تو پھر؟"

"تو پھر انہیں کوئی بھی دھمکی دیئے بغیر واپس آجاؤ گے۔"

"اے فرعون! شام کی جنگ سے واپس آنے کے بعد اس دربار میں میرا دل نہیں لگ رہا اور میں زندگی کی یکسانیت سے اکتا گیا ہوں۔ اب یہ نیا کام ہے اور میرے لیے دلچسپ بھی۔ چنانچہ آپ اگر مجھے اپنا سفیر بنا کر بھیجنا چاہتے ہیں تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔" چند ثانیوں تک سوچتے رہنے کے بعد خیان نے کہا۔ "تاہم کیا یہ مناسب ہے کہ میں شہزادہ خیان ہی کے طور پر وہاں جاؤں؟ بے شک تاج و تخت آپ کا ہے اور آپ جسے چاہیں دے سکتے ہیں اور اب تک دنیا مجھے آپ کے ولی عہد کے طور پر ہی دیکھ رہی ہے چنانچہ حلقۂ سحر کے اراکین ایسے سفیر پر شک کریں گے اور ہو سکتا ہے اپنی مقصد براری کے لیے اس کا استعمال کریں۔ یعنی اسے بطور یرغمال اپنے پاس روک لیں۔"

"وہ روکیں یا نہ روکیں البتہ ممکن ہے میں خود تم سے بطور یرغمال ان کے پاس رہنے کا حکم دوں جب تک کہ میری شادی نفرا سے نہیں ہو جاتی کیونکہ ایک بات سمجھ لو۔ اگر نفرا زندہ ہے تو میں بہر طور اس سے شادی کروں گا کیونکہ اپنے تاج و تخت کو محفوظ رکھنے کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔ اور اس معاملے میں جو بھی میری مخالفت کرے گا وہ میرا دشمن ہے چاہے وہ کاہن راہو ہو یا کوئی اور۔ یقین کرو وہ زندہ نہ رہے گا۔"

"بڑے فوری فیصلے ہوتے ہیں آپ کے اے میرے والد۔ ایک گھنٹہ پہلے ایسا کوئی خیال آپ کے دماغ میں نہ تھا اور اب اس کے علاوہ کوئی دوسرا خیال نہیں ہے۔"

"بے شک نہیں ہے۔ کیوں کہ وزیر آناتھ نے ہمیں جو راستہ بتایا ہے

وہ کامیابی کا راستہ ہے جو بہت جلد ہمیں انتہائی عروج پر پہنچا دے گا۔
وزیر آنا تھ! تمہارے اس بے حد شاندار مشورے کے لیے ہم تمہارے مشکور ہیں۔ اور تمہیں انعام سے نوازدیں گے۔ خیان! اگر تم اس مہم کو خطرناک سمجھتے ہو ــــ اور بے شک یہ خطرناک ہی ہے ــــ تو صاف صاف کہہ دو تاکہ ہم کسی اور کو اپنا سفیر بنا کر بھیج دیں حالاں کہ ہماری خواہش تو یہی ہے کہ تم ہی جاؤ۔ قبرستان میں رہنے والے یہ لوگ بڑے تیز نظر اور جادوگر ہیں چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم بھیس بدل کر اور نام بدل کر گئے تب بھی وہ تمہیں پہچان لیں گے۔ تاہم یہ ہم تم پر چھوڑتے ہیں، چاہے تم شہزادہ خیان کے طور پر جاؤ، چاہے ہمارے ایک درباری کے روپ میں یا ایک متمول آدمی کے بھیس میں۔"

"کیوں نہیں اے فرعون!" خیان نے ہنس کر کہا۔ "کیونکہ پانسہ سیدھا پڑا تو پھر میں ایک متمول آدمی بن جاؤں گا بادشاہ کے بہت سے بیٹوں میں سے ایک حالانکہ آج صبح تک میں ولی عہد تھا۔ بہرحال اگر ایسا ہو جائے جیسا آپ چاہتے ہیں تو کیا وہ جائداد میرے پاس ہی رہنے دی جائے گی۔ جو ماں کی طرف سے مجھے ملی ہے۔ اور اس کا محصول بھی وصول کرنے کا مجھے حق ہوگا؟ کیوں کہ آپ جانیے کہ مجھے تاج و تخت کی بے شک پروا نہیں تاہم میں آرام و آسائش سے تو اپنی زندگی گزارنا ہی چاہتا ہوں۔"

"خیان! سب کے سامنے ہم قسم کھاتے ہیں کہ تمہاری جائداد تمہاری ہی رہے گی۔ ہماری یہ قسم اور ہمارا یہ اعلان تحریر کر لیا جائے تاکہ سند رہے۔"

"میں شاہِ ایپیپی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تو اب مجھے رخصت کی

اجازت دی جائے۔ اس سے پہلے کہ وہ زخمی آدمی مر جائے میں اس سے چند سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے ایسی باتیں بتائے جو اس مہم میں میرے لیے کار آمد ثابت ہوں۔"

اور خیان، بادشاہ کو سلام کر کے رخصت ہوا۔

ایپیپی اسے جاتے دیکھتا رہا اور جب وہ چلا گیا تو دل میں بولا:

"بلاشبہ خیان کا دل بہت بڑا ہے۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو تاج و تخت سے محروم کیے جانے پر ہمارے خلاف علم بغاوت بلند کر دیتا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں خیان کو اس کے جائز حق سے محروم کر رہا ہوں۔ لیکن کیا کیا جائے مجبوری ہے۔ اگر نفرا زندہ ہے تو میں اسے اپنی ملکہ بناؤں گا اور تاج و تخت اس کی اولاد کے حوالے کر دوں گا۔ کیوں کہ اسی طرح میں اور مصر کے لوگ بھی سکون کی نیند سو سکیں گے۔"

اور پھر اس نے سر اٹھا کر کہا:

"دربار برخواست کیا جاتا ہے۔ اور خیال رہے افسوس ہے اس کے انجام پر جو آج کی کارروائی کا راز فاش کرے گا۔ قسم ہے اپنے اجداد کی روحوں کی کہ ہم اسے بھوکے شیروں کے سامنے پھینک دیں گے۔"

آٹھواں باب

وقائع نگار راسمہ

پچھلے باب میں جس دربار کا ذکر کیا گیا ہے اس کے ٹھیک تیس دن بعد ایک پیغامبر اس علاقے کی سرحد پر نمودار ہوا جو "مقدس علاقہ" کہلاتا تھا اور اس پیغامبر نے وہاں کھیت میں کام کرتے ہوئے ایک کاشت کار سے کہا کہ اس کے پاس ایک تحریری پیغام ہے جو وہ کاہن راہبو کو پہنچا دے۔

کاشت کار احمقوں کی طرح پیغامبر کی صورت تکتا رہا اور پھر بولا:

"یہ حلقۂ سحر کیا ہے اور اس کا یہ کاہنِ اعظم کون ہے؟"

"میرے دوست! اس سوال کے متعلق میرے لیے تم خود ہی تحقیق کر لو۔ پیغامبر نے کہا اور کاشتکار کے ایک ہاتھ میں پاپیرس کا پلندہ، جس پر تحریر تھی، اور دوسرے ہاتھ میں رشوت کے طور پر خاصی بھاری رقم تھما دی۔ "میں صبح یا شام کے وقت سامنے والے کھجور کے جھنڈ میں تمہیں عبادت کرتا ملوں گا"

کاشت کار چند ثانیوں تک اپنا سر کھجاتا رہا اور پھر بولا ایسے سخی داتا کی خاطر وہ پتہ چلانے کی کوشش کرے گا کہ یہ حلقۂ سحر کیا ہے اور اس کا کاہن کون ہے۔

دوسرے دن صبح وہی کاشتکار واپس آیا اور اس نے پاپیرس کا دوسرا پلندہ پیغامبر کو دیتے ہوئے کہا کہ ایک انجانے شخص نے اسے یہ پلندہ دے

کر کہا ہے کہ وہ یہ پلندہ پیغامبر کو دے دے اور اس سے کہے کہ وہ اسے بادشاہ اپیپی تک پہنچا دے جو تانیس میں ہے۔ پیغامبر نے کاشتکار کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ وہ کسی بادشاہ اپیپی سے واقف نہیں ہے اور نہ یہ جانتا ہے کہ تانیس کہاں ہے۔ تاہم وہ پتہ لگانے اور یہ تحریر اس تک پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اس کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر خوش دلی سے مسکرائے اور رخصت ہوئے۔

اس کے چند دنوں بعد یہ تحریر بادشاہ اپیپی کا خاص کاتب اسے پڑھ کر سنا رہا تھا۔

تحریر یوں تھی:

"دنیا کی حکمراں روح عظیم اور اس کے خادم آدر آمنتی کے دیوتا اوزیرس کے نام سے سلام ہو بادشاہ اپیپی کو جواب مصر زیریں کے شہر تانیس میں مقیم ہے۔

اے بادشاہ اپیپی ہمیں ــــ یعنی کاہن راہو اور حلقۂ سحر کے اراکین کو جو اہرام کے سائے ہیں اور ابوالہول کی پناہ میں رہتے ہیں ــ تمہارا پیغام مل گیا۔ اور ہم نے اس پر غور کیا۔ جان لو اے بادشاہ کہ تمہارے چند افسروں کے ہاتھوں ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی لیکن یہ افسر کیفر کردار کو پہنچے جیسا کہ ہر وہ شخص پہنچ جائے گا جو ہمارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا۔ لیکن ہم نے اس برائی سے درگزر کیا کہ یہی ہماری فطرت ہے۔ چنانچہ ہم تمہارے پیغامبر کو جسے تم کسی خاص مقصد کے لیے ہمارے پاس بھیجنا چاہتے ہو خوش آمدید

کہیں گے۔ اور جان لوائے بادشاہ کہ اس پیغامبر کو، خواہ کوئی بھی ہو، ہمارے پاس تنہا آنا ہے۔ کیوں کہ مقدس علاقے میں ایک سے زیادہ اجنبی کو داخل ہونے دینا ہمارے حلقے کے اصول کے خلاف ہے۔ اب اگر تمہیں منظور ہو تو تمہارے پیغامبر کو چاہیئے کہ وہ دوسرے پورے چاند سے پہلے کھجور دل کے اسی جھنڈ میں پہنچ جائے جہاں یہ پلندہ تمہارے اس پیغامبر کو دیا گیا ہے۔ وہاں ہمارے خادموں میں سے ایک اسے ملے گا اور اسے ہم تک پہنچا دے گا۔ اس کا ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ تمہارے پیغامبر کو ہمارے ہاتھوں کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

جب ایپیپی نے یہ خط سنا تو اس نے شہزادہ خیان کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کیا اب بھی وہ سفیر بن کر حلقۂ سحر کے کاہن کے پاس جانا چاہے گا اور اس جگہ جانے کی جرأت کرے گا جس کے متعلق مشہور ہے اور لوگ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ آسیب زدہ ہے

"کیوں نہیں۔" خیان نے جواب دیا۔ "اگر وہ لوگ میرے ساتھ دھوکا ہی کرنا چاہتے ہیں تو پھر محافظ دستہ بھی مجھے بچا نہ سکے گا اور نہ ہی روحیں اور آسیب سپاہیوں سے ڈرتے ہیں۔ اب اگر مجھے جانا ہی ہے تو بہتر یہی ہوگا کہ اکیلا جاؤں۔ اور پھر اس خط میں صاف صاف لکھا ہے کہ اگر میں تنہا نہ گیا تو پھر مجھے بھی اس مقدس علاقے میں داخل نہ ہونے دیا جائے گا۔"

"جیسی تمہاری مرضی بیٹے۔" ایپیپی نے کہا۔ "تو جاؤ۔ اب تیاری کرو

کل ہمارا تحریری پیغام وزیر تمہیں دے جائے گا اور ساتھ میں ہماری ہدایتیں بھی۔ اس کے علاوہ ایک راہبر بھی ہم بھیج دیں گے جو تمہیں اس جگہ تک پہنچا دے گا جس کا انتخاب اس کاہن نے کیا ہے۔ جاؤ اور کامیاب واپس آؤ۔ اور اس دوشیزہ کو اپنے ساتھ واپس لے کر آؤ۔ بے شک وہ اپنے لوگوں کی عورتوں کے ساتھ آسکتی ہے۔ یاد رکھو خیان کہ اسی طرح تم ہماری مہربانیوں کے مستحق ہو گے۔"

"تو میں جارہا ہوں ۔" خیان نے کہا۔ "شاید میں واپس آؤں شاید میں واپس نہ آؤں۔ جیسی دیوتاؤں کی مرضی۔"

چنانچہ بادشاہ کے دیئے ہوئے تحائف برادران سحر کے لیے، ان کے دیوتاؤں کے لیے بھینٹ اور شہزادی نفرا کے لیے ہیرے جواہرات کے تحائف لے کر اور پوری تیاری کر کے شہزادہ خیان روانہ ہوا۔ یہاں ہم یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ خیان بطور ایک شہزادے کے روانہ نہ ہوا بلکہ جب وہ تانیس سے چلا ہے تو وہ بادشاہ کے دربار کا ایک وقائع نگار راسہ تھا۔ وہ تانیس سے یوں خفیہ طور سے نکلا کہ کسی کو اس کی روانگی کا پتہ نہ چلا اور اس جہاز میں دریائے نیل پر سفر شروع کیا جس کے ملاحوں نے اسے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ حالاں کہ انہیں بادشاہ کی طرف سے حکم مل چکا تھا کہ وہ اس مسافر کے ہر حکم کی تعمیل کریں۔ اس کے باوجود انہوں نے اسے شہزادہ نہیں بلکہ ایک معمولی وقائع نگار ہی سمجھا جس کا نام راسہ تھا اور جو بادشاہ کے کسی ضروری کام سے جارہا تھا۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ جو چھ محافظ تھے انھوں نے بھی خیان عرف راسہ کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا کیوں کہ ان محافظوں کو خصوصیت سے ایک دور دراز کے شہر سے بلایا گیا تھا۔

یہ بحری سفر ختم ہوا۔ اور ٹھیک مقررہ دن خیان محافظ اور بادشاہ کے تحائف اور عطیات وغیرہ کے ساتھ کھجوروں کے اس جھنڈ میں پہنچ گیا جس کا پتہ پچھلے پیغامبر نے دیا تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے محافظوں کو رخصت کیا۔ محافظ اپنے دلوں میں شکوک لیے رخصت ہوئے، تاہم وہ خوش تھے کہ رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے اس مقام سے نکل جائیں گے کیوں کہ ہر مصری کی طرح ان کے نزدیک بھی یہ مقام آسیب زدہ تھا۔ انھیں بھی یقین تھا کہ رات کو یہاں روحِ اہرام نظر آتی ہے جس کی آنکھیں مردوں کو پاگل کر دیتی ہیں۔

محافظوں کے افسر نے خیان سے کہا:

"وزیر آمانتھ کے حکم کے مطابق ہم جا رہے ہیں آقا راسہ۔ ہم اور یہ جہاز بھی، جس میں آپ نے سفر کیا ہے، ممفس کے گھاٹ پر موجود رہیں گے کہ آپ جب بھی بلائیں گے ہم مع جہاز یہاں حاضر ہو جائیں گے۔ حالاں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اب آپ کو کسی جہاز کی ضرورت نہ پڑے گی۔"

"کیوں نہ پڑے گی کپتان؟" خیان عرف راسہ نے پوچھا۔

"اس لیے کہ یہ مقام سخت منحوس ہے اور کہتے ہیں جو شخص بھی اس سامنے والے ریگزار میں داخل ہو جاتا ہے کبھی واپس نہیں آتا۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس شخص کے ساتھ کیا واقعہ ہوتا ہے؟"

"یہ تو ہم نہیں جانتے البتہ سنا ہے کہ اسے ایک اندھے کنوئیں میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ وہیں قید رہتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے۔ اور اگر وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے (جیسا کہ کبھی ہوتا ہے) جیسے کہ آپ ہیں، تو پھر اس کی مڈبھیڑ روحِ اہرام سے ہو جاتی ہے جو چاندنی راتوں میں یہاں

بھٹکتی رہتی ہے۔"

"پھر کیا ہوتا ہے؟"

"پھر وہ اس روحِ اہرام کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔"

"تو یہ روحِ اہرام بہت زیادہ خوب صورت ہے؟"

"بے انتہا۔"

"اگر وہ اتنی ہی حسین ہے تو پھر مردوں کے ساتھ بہت ہی برا ہو سکتا ہے کپتان۔"

"نہیں آقا راسہ۔ کیوں کہ جب وہ روحِ اہرام کے ہونٹ چومتا ہے تو وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہے اور وہ ایک دم سے پاگل ہو کر اس حسینہ کے پیچھے بھاگتا ہے اور بھاگتا رہتا ہے یہاں تک کہ صحرا کے ریت پر گر پڑتا ہے اور اول فول بکنے لگتا ہے اور اگر زندہ رہ جاتا ہے تو عمر بھر بس اسی حال میں رہتا ہے۔ یعنی مجنوں۔"

"تو وہ اس روحِ اہرام کو پکڑ کیوں نہیں لیتا؟"

"اس لیے کہ وہ روح ہے اس لیے اہرام پر آسانی سے چڑھ جاتی ہے لیکن وہ آدمی چڑھ نہیں سکتا۔ اور جب وہ دیکھتا ہے کہ اس حسینہ کو حاصل نہیں کر سکتا تو پھر اس کا دماغ کھولنے لگتا ہے۔ اور پھر وہ آدمی آدمی نہیں رہتا۔"

"کپتان! تم تو مجھے خوفزدہ کیے دیتے ہو۔ ایک عالم واقعہ نگار کے لیے یہ بڑا ہی برا انجام ہے۔ تاہم میں بادشاہ کے حکم سے چلا ہوں اور اگر اس حکم سے سرتابی کی تو میری گردن ماردی جائے گی۔"

"ہاں۔ یہ میں سمجھ سکتا ہوں آقا راسہ۔ کیوں کہ یہ بادشاہ ایپی بڑا

بھی مغلوب الغضب اور خبطی ہے اور اس کا حکم نہ ماننے والے کا یا اس کے ارادے سے اختلاف کرنے والے کا انجام عبرت انگیز اور لرزہ خیز ہوتا ہے۔"

"اگر ایسا ہی ہے کپتان تو پھر تمہارے ساتھ واپس جانے سے تو یہی بہتر ہے کہ یہاں کے آسیبوں اور اس روحِ اہرام کی دیوانہ بنا دینے والی آنکھوں کا خطرہ مول لے لیا جائے۔ لیکن اتنا بتا دوں کہ میں نے اپنی گردن میں ایک تعویذ ڈال رکھا ہے جو پہننے والوں کو آسیبوں، بدروحوں اور مقبروں میں رہنے والوں کے جادو سے محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ مجھے اس تعویذ کی قوتوں اور خود اپنی دعاؤں پر بھروسہ ہے۔ چنانچہ امید تو ہے کہ بہت جلد ہماری تمہاری ملاقات اسی جہاز پہ ہو گی لیکن اگر تمہیں خبر ملے کہ میں مر چکا ہوں تو میری تم سے درخواست ہے کہ اوزیرس کی قربان گاہ پر میری روح کے چڑھاوا چڑھا دینا۔"

"اس کا میں وعدہ کرتا ہوں آقا راسہ کیوں کہ میں آپ کو پسند کرنے لگا ہوں اور اگر آپ مر گئے تو اس کا مجھے افسوس ہو گا۔" افسر نے کہا جو بڑا نرم دل تھا۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رخصت ہوتے ہوئے اس نے مزید کہا:

"شاید فرعون یا وزیر کسی وجہ سے آپ سے خفا ہیں اور ان میں سے کسی ایک نے آپ سے نجات حاصل کرنے کا یہ راستہ سوچا ہے۔"

"غالباً یہ افسر سچ کہتا ہے۔" خیان نے سوچا۔ "لیکن اس سے کیا فرق پڑ جائے گا۔ میرے بغیر بھی دنیا کے کاروبار چلتے رہیں گے۔ کسی کے پیدا ہونے اور کسی کے مرنے سے کیا فرق پڑ جاتا ہے۔"

اور پھر وہ کھجوروں کے اس جھنڈ میں زمین پر بیٹھ گیا اور کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر عظیم الشان اہراموں کو دیکھنے لگا جن کو اس نے اب تک دور سے ہی دیکھا تھا۔

اگر یہ شہزادی زندہ ہے ۔ اس نے سوچا ۔ تو پھر میں تاج و تخت سے محروم کر دیا جاؤں گا۔ اور اگر کامیاب نہ لوٹا تب بھی شاید محروم کر دیا جاؤں گا کیوں کہ میرے والدان لوگوں کو معاف نہیں کرتے جو ناکام رہتے ہیں۔ بہر حال اگر ایسی کوئی شہزادی نہیں ہے یا اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے حق میں بہتر ہوگا۔ لیکن ایک بات تو بہر حال یقینی ہے۔ ایسی کوئی لڑکی ہے ضرور جو اہراموں پر چڑھتی ہے۔ کیوں کہ مرنے سے پہلے مقبروں کے اس چور نے قسم کھا کر مجھ سے کہا تھا کہ اس نے اس لڑکی کو دیکھا ہے۔ اس نے قسم کھا کر یہ بھی کہا تھا کہ وہ بے حد خوب صورت ہے۔ اتنی کہ ایسی حسین عورت اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اس سے تقریباً یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ شہزادی نہیں ہو سکتی کیوں کہ شہزادیاں خوب صورت نہیں بلکہ بد صورت ہوتی ہیں کہ دیوتا انسان کو ہر چیز نہیں دے دیتے۔ دولت دیتے ہیں تو حسن نہیں دیتے اور حسن دیتے ہیں تو دولت نہیں دیتے۔ اس کے علاوہ شہزادیاں اہراموں پر نہیں چڑھتیں بلکہ کاہلی سے گھر میں لیٹی رہتی اور مرغن غذائیں اور مٹھائیاں کھا کھا کر موٹی ہوتی جاتی ہیں۔ شاید وہ جسے مرتے ہوئے چور نے دیکھا تھا روح ہی ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو دیوتا کریں کہ میں بھی اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں پھر چاہے میں پاگل ہی کیوں نہ ہو جاؤں۔ ۔ اور پھر۔۔۔ یہ پسران سحر بھی عجیب ہیں۔ ان کے متعلق میں نے جو کچھ سنا ہے اس کی بنا پر ہی میں یہ کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ مجھے قتل نہ کریں گے۔ اگر انھیں یہ پتہ چل جائے

کہ میں شہزادہ خیان ہوں تب بھی نہیں۔ مجھے قتل کرنے سے انہیں فائدہ بھی کیا ہوگا کیونکہ میرے علاوہ بھی بہت سے شہزادے ہیں اور ویسے بھی بادشاہ اپنے شاہی عصا سے چھو کر کسی کو بھی شہزادہ بنا سکتا ہے۔"

اور یوں سوچتے سوچتے شہزادہ خیان سو گیا کیونکہ دوپہر بہت گرم تھی اور وہ تھکا ہوا تھا اور کشتی پر اسے ذرا بھی سونے کو نہ ملا تھا۔

جب کھجوروں کے جھنڈ میں سو رہا تھا تو کاہن راہو، تاؤ اور شہزادی نفرا معبد کے کمرے میں، جہاں وہ رہتے تھے، جمع تھے اور مشورہ کر رہے تھے۔

"اے کاہنِ اعظم! بادشاہ کا سفیر اس طرف کے کنارے پر اترا ہے" تاؤ نے کہا۔ "اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں منتظر بیٹھا ہوا ہے۔"

"اس سلسلے میں کوئی اور اطلاع ملی ہے تمہیں تاؤ؟" راہو نے پوچھا "اگر ملی ہے تو کہو کیونکہ مجھے حکم مل گیا ہے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جبکہ ہمیں اپنی خاتونِ مصر کو" اور اس نے نفرا کی طرف اشارہ کیا "اپنے سارے مشوروں میں شریک کرنا ہے۔"

"ہاں اے کاہنِ اعظم۔ ہمارے ایک برادر نے، جو بادشاہ اپیپی کے درباریوں میں سے ہے ___ شہزادی! یوں چونکنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے برادر ہر جگہ موجود ہیں ___ اطلاع بھیجی ہے، اس ذریعہ سے جس سے آپ واقف ہیں، ___ کہ اس سفارت کا تعلق ایک خاص خاتون سے ہے۔ مختصر یہ کہ جب چار آدمی ہماری خاتون کو اٹھائے جانے

کی کوشش کر رہے تھے تو حبشی رو نے یہ غلطی کی کہ اس نے تین کو ٹھکانے لگا دیا لیکن چوتھے کو زندہ نکل جانے دیا حالانکہ اس نے اس چوتھے کو بری طرح سے زخمی کر دیا تھا۔ یہ چوتھا تائیس کے دربار میں پہونچا اور اس نے بیان دیا جس نے ان افواہوں کی، جو بادشاہ اپیپی تک پہونچی تھیں، تصدیق کر دی کہ ایک بچی جو بادشاہ کے فرستادوں کے ہاتھوں سے بچ نکلی تھی اب یہاں، ہمارے ساتھ رہتی ہے۔ اور یہ کوئی اور نہیں، بلکہ فراعنہ کے قدیم سلسلے کی شہزادی ہے۔"

"یہ بادشاہ ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔" راہو نے کہا

"بہت زیادہ ہوشیار" تاؤ نے جواب دیا۔ "اور فوراً نتیجہ اخذ کر کے فیصلہ کر لیتا ہے۔ چنانچہ وزیر آمانتھ نے، جو خود بھی بہت زیادہ ہوشیار ہے، ایک اشارہ کیا اور بادشاہ نے فوراً فیصلہ کر لیا کہ خاتون کو قتل نہ کیا جائے جیسے وہ پہلے قتل کرنا چاہتا تھا، بلکہ اپنی ملکہ بنا لیا جائے اور یوں اس کی اولاد کو تخت کی وارث بنا کر مصر بالا اور مصر زیریں کو بغیر جنگ و جدل کے متحد کر دے۔"

تاؤ کی یہ بات سن کر نفرا چونکی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی راہو بولا:۔

"اس کے اس منصوبے میں بڑی خوبیاں ہیں۔ زبردست فائدہ ہے کہ اس طرح خود ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا اور ہمارے سارے مصائب و خطرات صبح کی دھند کی طرح چھٹ جائیں گے۔ لیکن..." اس نے ایک ٹھنڈا سا سانس لے کر اضافہ کیا۔ "لیکن ہماری شہزادی نفرا کیا کہتی ہے اس معاملے میں جو آج رات کی رسم کے بعد ہماری ملکہ بن جائے گی؟"

"میں یہ کہتی ہوں"! نفرا نے سکون سے جواب دیا۔ "کہ میں وہ جنس نہیں ہوں جسے فروخت کیا جائے۔ ایک تاج یا سو تاجوں کے عوض۔ یہ شخص ایپیپی غاصب ہے اور ہماری قوم کے دشمن خانداں کے سلسلے سے ہے۔ یہ شخص صحرا کا ڈاکو ہے جس نے مصر پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ اس شخص نے جو عمر میں میرے باپ کے برابر ہے، میرے باپ کو قتل کیا ہے جو فرعون ہے" اور اس شخص نے مجھے بھی قتل کرنے کی کوشش کی تھی اور میری ماں کو بھی قتل کرنا چاہا تھا۔ اپنے ناپاک ارادے میں ناکام ہونے کے بعد اب وہ مجھے خریدنا چاہتا ہے حالاں کہ اس نے مجھے کبھی دیکھا نہیں۔ تاہم وہ مجھے اپنی دلہن بنانا چاہتا ہے۔ محض اپنا تاج و تخت بچانے کے لیے کاہنِ اعظم! مجھے یہ منظور نہیں اس کی دلہن بننے سے تو بہتر یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو اہرام پر سے گرا دوں اور سیدھی اوزیرس کے پاس پہنچ جاؤں۔"

"یہی وہ جواب ہے جس کی مجھے توقع تھی"! راہب نے مسکرا کر کہا۔ "اور اس جواب سے مجھے خوشی ہوئی۔ کیونکہ اس شادی کے کتنے ہی عمدہ فوائد کیوں نہ ہوں یہ بہر حال غیر مقدس ہے۔ جب تک حلقۂ سحر میں طاقت ہے تم اے شہزادی، بھیڑیئے ایپیپی سے محفوظ ہو۔ تاؤ! اب یہ بتاؤ کہ بادشاہ نے صرف یہی کہا ہے یا کچھ اور بھی کہا ہے؟"

"نہیں کاہنِ اعظم۔ پیغامبر جو پاپیرس کا پلندہ لے کر آیا ہے اسے جب کھول کر پڑھا جائے گا تو میرے خیال میں اس میں یوں لکھا ہوا ہو گا کہ اگر مصر کی وارثہ کو خوشی سے اس کے حوالے نہ کیا گیا تو وہ اسے بزور بازو لے جائے گا اور اگر وہ اس میں ناکام رہا تو اسے قتل کر دے گا اور پچھلے صلح نامہ کو چاک کر کے وہ حلقۂ سحر کے ایک ایک آدمی کو، بوڑھے سے

لے کر بچے تک کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"

"اچھا!" راہو نے کہا۔ "احمق ہے وہ جو خوابیدہ سانپ کو چھیڑتا ہے کہ پھر سانپ بیدار ہو کر اپنا پھن پھیلاتا اور چھیڑنے والے کو ڈس لیتا ہے جیسا کہ شاید اپیپی کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ لیکن ان باتوں کا یہ وقت نہیں ہے۔ یہ وقت اس وقت آئے گا جب اپیپی اپنا ہاتھ زہریلے ناگ کے بل میں ڈالے گا۔ فی الحال تو بادشاہ کے اس پیغامبر کو خوش آمدید کہنا ہے اور کھجوروں کے جھنڈ میں سے اسے یہاں لانا ہے۔ اس جھنڈ میں اس وقت وہ سفیر اکیلا بیٹھا ہوا ہے۔ شہزادی! تم اپنے اس لباس پر مردوں کا لباس پہن لو اور اس سفیر کو اپنی راہبری میں یہاں لے آؤ۔ رو اور خاتون کماح تمہارے ساتھ ہوں گے لیکن چھپے ہوئے اور نظروں سے اوجھل ہوں گے۔ شہزادی! تم بڑی زیرک ہو۔ یہ سفیر نوجوان ہے اور تم اس سے بہت کچھ معلوم کر سکو گی اور شاید وہ تم سے اور تم اس سے بے تکلف بھی ہو جاؤ۔ اور یہ سب کے حق میں بہتر ہے۔"

"کاہنِ اعظم! بے شک میں جاؤں گی۔ خوشی سے جاؤں گی۔" نفرا نے جواب دیا۔ "بشرطیکہ آپ کو یقین ہو کہ میرے لیے کوئی جال نہیں بچھایا گیا ہے۔"

"اس کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔" راہو نے کہا۔ "وہاں، اہرام کے قدموں میں جو واقعہ ہوا تھا اس کے بعد ہماری سرحدوں کے محافظوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور تمہاری ایک ایک حرکت پر نظر رکھی جاتی ہے حالانکہ ان نظر رکھنے والوں کو تم دیکھ نہیں سکتیں۔ چنانچہ تم بے خوف و خطر جاؤ۔ اس سفیر سے جو کچھ بھی معلوم کر سکتی ہو کر لو۔ اسے ابوانہول تک اپنے ساتھ لے آؤ۔

اور وہاں اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے یہاں لے آیا جائے گا۔"

"میں جا رہی ہوں" نفرا نے ہنس کر کہا۔ "کل مجھے ملکہ بنا دیا جائے گا اس کے بعد کیا پتہ مجھے اکیلے کہیں آنے جانے کی اجازت ہو یا نہ ہو۔"

چنانچہ وہ "تاؤ" کے ساتھ راہو کے حضور سے رخصت ہوئی۔ "تاؤ" نے خاتون کماح اور رو کو ایک مندر میں طلب کیا اور انھیں اور دوسروں کو، جو وہاں منتظر معلوم ہوتے تھے، چند احکامات دیئے۔ اس طرف سے فرصت پا کر وہ راہو کے پاس واپس آیا اور اس کے بوڑھے چہرے پر نظریں گاڑ کر بے حد دھیمی آواز میں کہا۔

"کاہنِ اعظم! تم بڑے عالم اور غیب داں ہو تو کیا تمہیں اس سفیر کا نام اور درجہ معلوم نہیں؟"

اور اب راہو نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اور یوں کہا:

"اے تاؤ! میرے دل میں یہ بات آئی ہے، یہ نہ پوچھو کہ کہاں سے اور کیسے کہ یہ شخص ایک معمولی درباری کے بھیس میں سفر کر رہا ہے، یہ میں نہیں جانتا کہ کس نام سے کر رہا ہے، لیکن حقیقت میں یہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ خود شہزادہ خیان ہے، اپیپی کا وارث۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا اور بلا وجہ نہ تھا۔ اب یہ بتاؤ کاہنِ اعظم کہ خیان کے متعلق تمہیں کچھ معلوم ہے؟"

"بہت کچھ معلوم ہے۔ بادشاہ کے دربار میں ہمارے جو برادر ہیں وہ اس شہزادے پر بچپن سے نظر رکھ رہے ہیں اور ان کی رپورٹ بڑی اطمینان بخش اور عمدہ ہے۔ اس نے چند غلطیاں کی ہیں جیسی کہ اس عمر میں ہر شخص کرتا

ہے۔ وہ بے دھڑک اور ناعاقبت اندیش ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس نے اس کام کا بیڑا کبھی نہ اٹھایا ہوتا۔ اور وہ بھی چند عجیب شرطوں کے ساتھ اس کے علاوہ یہ کہ خیان چرواہے سے زیادہ مصری ہے کیوں کہ اس کی رگوں میں اس کی ماں کا خون باپ کے خون سے بالا ہے۔ اور اگر وہ دیوتاؤں کی پرستش کرتا ہے تو مصر کے دیوتاؤں کی پرستش کرتا ہے۔ یہ "اگر" میں نے اس لیئے کہا کہ یہ خیان فلسفی ہے۔ اس کے علاوہ عالم ہے، بہادر ہے، خوبصورت ہے، نرم دل ہے، وسیع القلب ہے، خوش گو اور خواب دیکھنے والا ہے، جو شاید پورے نہ ہوں گے اور اس کا ایک خواب ہے مصر کے زخموں پر مرہم رکھنا۔ مختصر یہ کہ وہ ایسا آدمی ہے کہ اگر میری کوئی بیٹی ہوتی تو اسے اس کی زوجیت میں دے دیتا۔ تو خیان کے متعلق جو رپورٹ مجھے ملی ہے وہ ایسی ہے۔ تمہاری اس سے بہتر ہے۔؟"

"میری اور تمہاری رپورٹ میں سرِ مو فرق نہیں۔ تاہم یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اس سفارت پر کیوں آیا ہے، خصوصاً یہ جانتے ہوئے کہ اگر یہ سفارت کامیاب رہی تو وہ تاج و تخت سے محروم کر دیا جائے گا۔؟"

"میرے خیال میں اس لیے تاؤ کہ اس نے مہم جو طبیعت پائی ہے اور اس لیے بھی کہ اسے نئی نئی چیزیں دیکھنے اور نئی نئی باتیں معلوم کرنے کا شوق ہے۔ اس کے علاوہ اسے ہمارے عقائد سے دلچسپی ہے، اس کا دل ہمارے عقائد کی طرف کھنچتا ہے۔ چنانچہ وہ بذاتِ خود ان کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے اور جانتا نہیں وہ جو تلاش کر رہا ہے اس سے زیادہ اسے ملے گا۔"

"تو اسی امید سے تم نے نفرا کو اس کے پاس بھیجا ہے۔؟"

"بے شک، جب میں نے یہ کہا تھا کہ ایپیپی نے جس شادی کا ارادہ کیا ہے اس میں بہت سے فائدے ہیں تو میرا مطلب یہ نہ تھا کہ نفرا کو چرواہے شیر کے سامنے پھینک دیا جائے بلکہ یہ تھا کہ نفرا اور خیان کی شادی ہو جائے تو اس شادی میں ہمارے لیے فائدے ہیں۔ مصر کو متحد کرنے کا اس سے بہتر ذریعہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اتنے مضبوط اور پُرقوت ہوتے کہ اعلانِ جنگ کر سکتے تب بھی ہم اصولاً جنگ سے نفرت کرنے والے رہے ہیں اور اپنا مقصد خون خرابے سے حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن ایسی تجویز پیش کرنا ہی بہ ذات خود شکست اٹھانا ہے کیوں کہ خود نفرا صاف لفظوں میں کہہ چکی ہے کہ وہ بکاؤ نہیں ہے۔ صرف اس کا دل اس کا راہبر ہے چنانچہ وہ کسی کی نہیں صرف اپنے دل کی بات مانے گی۔"

"اور عورت کا دل ایک معمولی سفیر کی طرف اتنی آسانی سے نہیں کھنچتا جتنی آسانی سے ایک شہزادے کی طرف کھنچ جاتا ہے۔ اگر وہ، جو گھوڑوں کے جھنڈ میں بیٹھا ہوا ہے، نفرا کا دل لبھا نہ سکا تو پھر کیا ہوگا؟"

"تو پھر یہ قصہ ختم ہو جائے گا۔ تاؤ اور ہمیں کوئی دوسرا راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔ یہ فیصلہ وقت کرے گا تاؤ۔ ہم نہیں کر سکتے۔ سنو۔ یہ سفیر، جو کسی بھی نام سے یہاں آیا ہے، وہ بات معلوم کرنے آیا ہے جس سے ہزاروں واقف ہیں، یعنی یہ کہ فرعون خفرا کی بیٹی اور مصر کے تخت کی وارثہ ہمارے درمیان مقیم ہے یا نہیں۔ اب یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم انکار کریں یا اقرار۔ اب تم ہی کہو کہ ہمیں کیا کرنا ہے؟"

"اگر ہم نے انکار کیا تو وہ کسی نہ کسی طرح حقیقت معلوم کر کے ہمیں جھوٹا اور بزدل یقین کرلے گا۔ اگر ہم نے اقرار کیا تو وہ اور دنیا جان لے گی کہ

ہم لوگ سچے آدمی ہیں۔ بہادر ہیں اور سچائی کی دیوی کے سامنے ہم نے جو قسم کھائی ہے وہ جھوٹی نہیں ہے۔ چنانچہ میں تو کہتا ہوں کہ اقرار کرلو۔ اور جو بھی انجام ہو اس کا اسے قبول کرلو۔"

"میں بھی یہی کہتا ہوں اور ہمارے اراکین مجلس بھی یہی کہتے ہیں۔ آج رات مندر کے بڑے کمرے میں، مصر اور دوسرے ممالک کے نمائندوں کی موجودگی میں، نفرا کے سر پہ تاج رکھ کر اسے ملکہ تسلیم کرلیا جائے گا اور تم جانو یہ بات چھپی نہ رہے گی کہ مقبروں کی چمگادڑیں تک اس حقیقت کی خبر ملک کے طول و عرض میں پہنچا دیں گی۔ چنانچہ مجھے تو یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رسم کے وقت یہ سفیر بھی وہاں موجود رہے اور اگر ایسا ہوا تو پھر وہ اس کی اطلاع اپیپی کو دے۔ ایک دوسری بات بھی ہے جس کی اطلاع وہ اپیپی کو دے گا۔ یعنی یہ کہ یہ نئی ملکہ اپیپی کی زوجیت میں جانا پسند کرتی ہے یا نہیں۔"

"اس کا جواب تو ہمیں معلوم ہے کاہنِ اعظم! لیکن اس کے بعد کیا؟"

"اس کے بعد۔ بابل۔ سنو تاؤ۔ ہمیں ختم کرنے اور ملکہ کو پکڑنے کے لیے اپیپی فوج روانہ کرے گا لیکن ختم کرنے کے لیے اسے کچھ نہ ملے گا کیوں کہ حلقۂ سحر کی اپنی پناہ گاہیں ہیں۔ اور مصر تک بہت سے مقابر اور زمین دوز قبرستان ہیں جہاں سپاہی قدم رکھنے کی جرأت نہ کریں گے۔ رہی ملکہ، تو وہ بھی یہاں سے دور، بہت دور ہوگی۔ اپیپی اگر سراب چاہتا ہے تو سراب اس پر پڑنے دو۔ اور سراب اسے پڑھے گا جب کہ سیکڑوں اور ہزاروں بابلی، اپنی مرحوم شہزادی ربا کی دہائی کے جواب میں، ٹڈی دل کی طرح تانیس پر ٹوٹ پڑیں گے۔"

ڈھیلے اور نیچے چغے میں لپٹی ہوئی نفرا کھجوروں کے جھنڈ کی طرف جا رہی تھی۔ خاتون کماح اور حبشی رد اس کے پیچھے چل رہے تھے اور کماح جھنجھلاہٹ سے بڑبڑا رہی تھی۔

"دن سخت گرم ہے"۔ وہ بولی۔ "اور آسمان سے ایسی برستی آگ میں بے وقوف ہی گھر سے نکلتے ہیں۔ آج رات وہ رسومات ادا کی جانے والی ہیں، جن میں تم، اے شہزادی، ایک زبردست کردار ادا کرنے والی ہو۔ اب کیا یہ مناسب ہے کہ ہم اور تم اپنے آپ کو یوں تھکا ماریں جب کہ تمہارا لبادہ اور زیورات ابھی تیار کرنے باقی ہیں؟ یہ کونسی نئی دھن ہے تمہاری؟ کس کی تلاش ہے تمہیں؟"

"اس کی جس کی تلاش، جیسا کہ خود تم نے مجھے سکھایا ہے، ہر عورت کو رہتی ہے۔ یعنی مرد کی۔" نفرا نے اپنی شیریں اور تمسخر انگیز آواز میں کہا۔ "میں سمجھتی ہوں کہ اس سامنے والے کھجور کے جھنڈ میں ایک مرد ہے اور میں اس کی تلاش میں وہاں جا رہی ہوں۔"

"تو گھر کے قریب مرد نہیں ہیں کیا بشرطیکہ ہم مقبروں کو گھر کہہ سکیں؟ البتہ یہ سچ ہے کہ یہ مرد سفید داڑھیوں والے پجاری ہیں جنھیں اپنی روح کے علاوہ اور کسی کی پروا نہیں۔ یا پھر کاشت کار ہیں جو دن بھر محنت کرتے ہیں اور رات کو یہ خواب دیکھتے ہیں کہ اس سال دریائے نیل کتنی کیچ اور مٹی لا کر بچھائے گا۔ لو، یہ ہے کھجوروں کا جھنڈ۔ یہاں مجھے تو کوئی مرد نظر نہیں آ رہا۔ اور اب میں اس لعنتی ریت میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتی اور یہ ہے کسی دیوتا یا کسی بادشاہ کا مجسمہ جس کا نام ہزاروں برس سے

کسی نے نہیں سنا۔ یہ دیوتا ہو یا بادشاہ بہر حال یہ سایہ تو دے رہا ہے جس میں میں بیٹھی ہوں۔ اور اگر تم عقل مند ہو تو تم بھی ایسا ہی کرو گی اور ہمارا یہ وفادار رو تمہارے اس مرد کو تلاش کرے گا حالانکہ جب تمہارا یہ مرد ایک کالے دیو کو ہاتھ میں کلہاڑا لیے اپنے سفید دانت چمکاتے دیکھے گا تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائے گا۔"

"میں بھی اسے تلاش کروں گی۔" نفرا نے کہا۔ "رو! تم میرے ساتھ چلو جیسا کہ تمہیں چلنا ہی چاہیئے کہ یہی تمہارا فرض ہے۔"

"چلئے آقا زادی۔" رو نے سر خم کر کے جواب دیا۔

اور نفرا قدرے دائیں طرف سے جھنڈ میں داخل ہوئی اور رو کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے پیچھے ہی رہے لیکن اپنے آپ کو چھپائے رکھے جھنڈ میں چند قدم چلنے کے بعد ہی اس کی نظر ایک افسر پہ پڑی جس نے اپنے چغے پر چہرہ دار بادشاہ کا علامتی تمغہ لگا رکھا تھا اور اس کے قریب چند پیکیٹ رکھے ہوئے تھے اور خود کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگائے گہری اور بے خبر نیند سو رہا تھا۔

دفعتہً نفرا کو ایک خیال آیا۔ اور اس نے رو کو دبے پاؤں اس سوئے ہوئے شخص کے قریب جانے اور پیکیٹ اٹھا کر اس جگہ لے جانے کو کہا جہاں کماح بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر اس نے رو سے کہا کہ جب وہ اس شخص کو ابوالہول کی طرف لے جارہی ہو تو وہ سارے پیکیٹ اٹھا کر، کماح کو اپنے ساتھ لے کر اس طرح ان کے پیچھے پیچھے آئے کہ افسر اسے اور کماح کو دیکھ نہ سکے۔

چنانچہ رو نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس طرح کہ افسر کی آنکھ نہ کھلی

کیوں کہ رو دیو ہیکل ہونے کے باوجود کوئی کام بوقت ضرورت بجد خاموشی سے کر سکتا تھا۔ وہ سامنے پیکٹ اٹھا کر مجسمے کے پیچھے غائب ہو گیا جہاں سے وہ، نفرا جانتی تھی، اس پر نظر رکھ رہا تھا۔ اِدھر نفرا دوسرے تنے سے ٹیک لگائے کھڑی اس اجنبی کا معائنہ کر رہی تھی پہلی نظر میں اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ پہلے کبھی اس نے ایسا قبول صورت اور دل میں گھر کر لینے والا مرد نہیں دیکھا تھا۔

"اگر اس کی آنکھیں بھی، جو بند ہیں، اتنی ہی خوب صورت ہیں، جتنا کہ اس کا چہرہ ہے تو پھر یہ مردانہ حسن کا مکمل ترین نمونہ ہے۔" نفرا نے دل میں کہا۔ "اس کے علاوہ یہ ان لوگوں میں سے معلوم ہوتا ہے جن کی روح جسم کی راہبری کرتی ہے نہ کہ جسم روح کی۔"

اور جب اس نے یوں سوچا تو پھر کسی چیز نے، ایک نئے احساس نے، جو اس نے پہلے کبھی محسوس نہ کیا تھا، اس کے وجود کو جھنجھوڑ دیا۔ اور وہ قدرے خوفزدہ ہو گئی حالاں کہ یہ نہ سمجھ سکی کہ یہ خوف کیوں تھا اور کاہے سے تھا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ چند منٹوں تک تھکا ہوا خیان آنکھیں بند کئے سوتا رہا اور نفرا اسے دیکھتی رہی۔ آخر کار خیان نے جنبش کی، اس نے اپنے بازو یوں پھیلائے جیسے خواب کو آغوش میں لینا چاہتا ہو پھر اس نے جمائی لے کر آنکھیں کھول دیں۔

"اس کے نقوش کی طرح آنکھیں بھی خوب صورت ہیں۔" نفرا نے خوش ہو کر سوچا۔

اور وہ کھجور کے تنے کے پیچھے چھپ گئی۔

اور اب میاں کو وہ پیکٹ یاد آئے جو وہ ساتھ لایا تھا، سونے اور جواہرات یاد آئے اور وہ انہیں تلاش کرنے لگا۔

"دیوتاؤں کی قسم۔ غائب ہو گئے۔" اس نے اونچی آواز میں کہا، جس میں ہر چند کہ پریشانی تھی لیکن بے حد نرم اور میٹھی تھی۔ "یہ کیسے ہوا کہ میری چیزیں غائب ہو گئیں اور مجھے پتہ بھی نہ چلا حالانکہ وہ میرے ہاتھ کے نیچے ہی تھیں؟ لوگ سچ ہی کہتے ہیں کہ یہاں بھوت اور آسیب بستے ہیں۔"

اب نفرا تنے کے پیچھے سے نکل کر سامنے آئی۔ وہ سر سے پاؤں تک چنے میں لپٹی ہوئی تھی۔

"کچھ کھو گیا ہے صاحب؟" وہ بولی۔ "میں کچھ مدد کر سکتا ہوں آپ کی؟"

"ہاں۔ میری چند چیزیں مجھے واپس دے دو جو، میں سمجھتا ہوں، تم نے چرائی ہیں جوان۔ یعنی۔ میرا مطلب ہے۔ بشرطیکہ تم مرد ہو کیوں کہ تمہاری آواز ....."

"میری آواز پڑ گئی ہے صاحب۔" نفرا نے حتی الامکان اپنی آواز بھٹا کر کہا۔

"تو پھر تمہاری آواز غلط طور سے پڑی ہے۔ کیوں کہ پڑی ہوئی آواز کھردری اور ناگوار بن جاتی ہے نہ کہ عورتوں کی آواز جیسی باریک اور شیریں۔ خیر، چھوڑو اس بحث کو اور مجھے میری چیزیں لوٹا دو مبادا۔ مبادا۔ میں تمہیں قتل کر دوں۔"

"اور اس طرح آپ نہ صرف اپنی چیزیں بلکہ شاید اور بھی بہت کچھ

ہمیشہ کے لیے گنوا بیٹھیں گے۔"

"تم معلوم ہوتا ہے ڈرتے نہیں۔ کون ہو تم؟"

"میں وہ راہبر ہوں جس کے سپرد آپ کو لے جانے کی خدمت کی گئی ہے۔ بشرطیکہ آپ بادشاہ اپیپی کے افسر ہوں۔"

"کہاں لے جانے کی خدمت؟"

"اس جگہ جہاں آپ کو اس وقت تک قیام کرنا ہے جب تک کہ آپ کو حلقۂ سحر کے اراکین کی مجلس میں پیش نہیں کیا جاتا۔ اس خیال سے کہ اگر بہت سے مسلح آدمی آپ کے استقبال کے لیے بھیجے گئے تو آپ انہیں دیکھ کر خوفزدہ ہو جائیں گے مجلس نے مجھے تنہا بھیجا ہے۔"

"بڑی مہربانی کی مجھ پر۔ لیکن نوجوان! یہ بتاؤ کہ میرا وہ سامان کہاں ہے جو جانے سے پہلے میرے ملازم یہاں میرے پاس رکھ گئے تھے؟"

"آپ کا سامان آپ سے پہلے پہنچ گیا جیسا کہ ابھی ابھی آپ نے کہا تھا کہ یہاں بھوت بستے ہیں۔ اور آپ جانئے بھوت جواہرات اور کپڑے وغیرہ اٹھا لے جانے میں بڑے تیز ہوتے ہیں۔"

"تو پھر وہ مجھے بھی اٹھا لے گئے ہوتے حالاں کہ میں خوش ہوں کہ انہوں نے ایسا نہ کیا کیوں کہ نوجوان! تم بڑے دل چسپ آدمی ہو۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں نوجوان کہ اپنے سامان کے سلسلے میں فی الحال تمہارے کہنے پر اعتبار کیے لیتا ہوں۔ کیوں کہ بعد میں جب پتہ چلے گا کہ تم نے جھوٹ کہا تھا تو میں اس وقت بھی تمہیں قتل کر سکتا ہوں اور اگر میں نہ کر سکا تو حلقۂ سحر کے اراکین کر دیں گے۔ کیوں کہ وہ تحائف ہی تھے جو میں اس حلقہ کے اراکین کے لیے لے کر آیا تھا۔ اچھا تو

اب کیا؟"

"میرے ساتھ تشریف لے چلئے۔"

"شوق سے میرے عزیز۔ چلو۔ راہبری کرو۔"

نواں باب

تاجپوشی

چنانچہ یوں وہ دونوں روانہ ہوئے۔ اور نفرا۔ خیان کو اس مجسمے کے قریب سے نہ لے گئی جس کے پیچھے رو اور کماح چھپے ہوئے تھے۔

"اس جگہ رہتے ہو تم؟" خیان نے پوچھا۔

"ہاں صاحب۔ یہاں اور یہاں کے آس پاس۔"

"اجازت ہو تو پوچھوں کہ جب تم مسافروں کی راہ بری نہیں کرتے تو کیا کرتے ہو؟ کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں تو کبھی کبھار ہی کوئی مسافر آجاتا ہو گا۔"

"کچھ بھی کر لیتا ہوں۔" نفرا نے جواب دیا۔ "عموماً لوگوں کے پیغام لے جاتا ہوں۔"

"اچھا۔ کہاں؟"

"کہیں بھی۔ لیکن یہ بتائیے صاحب۔ آپ اہرام سے واقف ہیں؟"

"نہیں۔ دور سے دیکھا ہے ان تودوں کو۔ کیوں کہ اب، معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہرام اس حلقے کی ذاتی ملکیت ہیں جس کا ذکر تم نے کیا ہے اور ہاں۔ میں بھی ایک پیغام لے کر آیا ہوں اسی حلقہ کے لیے سنتا ہے کہ ان اہرام کے قریب تک کوئی پھٹکتا نہیں۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ

چند بدقسمت آدمی ان اہرام کے اسرار معلوم کرنے آئے تھے ۔ یہ ابھی چند دنوں پہلے ہی کا واقعہ ہے ۔ اور بڑا عبرت ناک انجام ہوا ان کا۔ کہتے ہیں کہ ایک اہرام میں سے ایک کالا شیر نکل کر ان پر جھپٹ پڑا۔ ان میں سے تین کو تو ختم کر دیا اور چوتھے کو اس بری طرح جھنجوڑا کہ بعد میں وہ بھی مر گیا۔ یا پتہ نہیں وہ تمہارے ان بھوتوں میں سے، جنھوں نے میرا سامان غائب کر دیا ہے، کوئی بھوت تھا جو ان پر جھپٹ پڑا تھا۔ بہر حال وہ مارے گئے۔"

"بڑی حیرت انگیز کہانی سنائی آپ نے۔ حیرت ہے کہ ہمیں اس واقعہ کا آج تک پتہ نہ چلا۔ لیکن اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ ہم ایسی گوشہ نشینی کی زندگی گذارتے ہیں کہ باہر کی دنیا کی خبریں یا تو ہم تک پہنچتی ہی نہیں یا بہت کم پہنچتی ہیں۔ لیکن بڑے خوب صورت ہیں یہ اہرام۔ عظیم الشان اور مرعوب کن۔ ہیں کہ نہیں ؟ دیکھئے۔ ان کی چوٹیاں شام کے آسمان میں جیسے کھبی جاتی ہیں۔ اور وقت کی خلیج کے اس پار سے جیسے ان اہرام میں سے، مُردے ہم سے گفتگو کرتے معلوم ہوتے ہیں۔"

"نوجوان! تمہارے خیالات تو بڑے شاعرانہ ہیں حالاں کہ ان لوگوں کے، جن کا پیشہ راہبری اور پیغام رسانی ہو، خیالات ایسے نہیں ہوتے۔ بیشک وشبہ پتھروں کے یہ انبار خوبصورت ہیں۔ لیکن ان کا یہ حسن خرد کو کچل دینے والا ہے۔ لیکن میرے لیے تو یہ پتھروں کا ڈھیر ہی ہے جو نہ تو مجھے مشہور اور زبردست مرحومین کی داستان سناتا ہے اور نہ ان بے کس و مجبور غلاموں کی جن کا خون ان کی تعمیر میں پسینہ بن کر بہا۔ میں پوچھتا ہوں کیا ان بادشاہوں نے یہ اچھا کام کیا کہ ہزاروں اور لاکھوں غلاموں کے خون کا پسینہ بہا کر اور ان سے بیگار کروا کر وہ آنے والی نسلوں پر اپنی عظمت کا رعب جمانے کے لیے اپنے

مظالم کی یادگاریں چھوڑ گئے ؟"

" یہ تو میں نہیں جانتا صاحب کیوں کہ اس طرح سے میں نے کبھی سوچا ہی نہیں لیکن اتنا تو ضرور جانتا ہوں کہ دنیا میں دکھ بھی ہیں اور سکھ بھی ہیں اور دکھوں کو ہنسی خوشی ہی برداشت کرنا چاہئے کہ یہ بھی دیوتاؤں کی طرف سے ہی ہوتے ہیں۔ دکھوں کے بھی خوش گوار پھل ہوتے ہیں حالاں کہ یہ پھل ہمیں دکھائی نہیں دیتے۔ لیکن خالی خولی دکھ بے آب صحرا ہے یا بے امید کا عذاب چنانچہ دکھوں کو امید کے ساتھ برداشت کرنے میں ہی بھلا ہے۔"

خیان نے حیرت سے اپنے راہبر کی طرف بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ اس کی نقاب کی طرف دیکھا کیوں کہ چنے کی ٹوپی نقاب کی طرح اس کے چہرے پر پڑی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ ڈھنکا ہوا تھا۔

" بے حد مناسب اور اچھی بات کہی ہے تم نے"۔ وہ بولا۔ " اس علاقے کے پیغام رساں بڑے عالم ہیں۔"

" حلقہ کے برادر سخت عالم فاضل ہیں صاحب۔ اور ان کے دستر خوان سے ہم جیسے جو ان علم کے ٹکڑے چن لیتے ہیں۔ لیکن معاف کیجئے۔ میں آپ کا نام ہی پوچھنا بھول گیا۔"

" نام ! ۔ آ۔ ہاں۔ مجھے راسہ کہتے ہیں۔ وقائع نگار راسہ !"

" اچھا۔ یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ آپ وقائع نگار ہیں۔ کیوں کہ ہمارے یہاں تو وقائع نگار پٹکے سے تلوار نہیں بلکہ لکھنے کی تختیاں لٹکائے رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے ہاتھ بھی مختلف ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں تو آپ وقائع نگار سے زیادہ سپاہی، شکاری اور پہاڑوں کے جرّ ھو تیے معلوم ہوتے ہیں۔"

"کبھی کبھی میں یہ بھی بن جاتا ہوں"۔ خیان نے جلدی سے اور قدرے پریشانی سے کہا۔ "خصوصاً پہاڑوں کا چڑھ دینا۔ جب میں ملک شام میں تھا تو یہی کام کرتا تھا۔ یعنی پہاڑوں پر چڑھتا تھا۔ ارے ہاں۔ میرے عزیز راہبر میں نے ایک چڑھ دینے کے متعلق عجیب وغریب کہانیاں سنی ہیں۔ اس کے متعلق جو اہراموں پر چڑھتی ہے۔ تانیس میں یہ روایت مشہور ہے کہ ان اہراموں پر ایک روح رات کے وقت چڑھتی اور اترتی ہے اور کبھی کبھی دن کے وقت بھی۔ میں نے "روح" اس لیے کہا کہ وہ عورت نہیں ہو سکتی"۔

"کیوں نہیں ہو سکتی وقائع نگار راسہ؟"

"اس لیے کہ روایت ہے کہ یہ اہراموں پر چڑھنے والی اس قدر سخت حسین ہے کہ جو اسے دیکھتا ہے پاگل ہو جاتا ہے۔ اور میرے راہبر کبھی کوئی عورت کو دیکھ کر پاگل ہوا ہے؟ اس کے علاوہ کون عورت ہوگی ایسی جو ان چکنے پھسلواں اور سیدھے اہراموں پر چھپکلی کی طرح چڑھ جائے؟"

"وقائع نگار راسہ! اگر تم پہاڑوں پر چڑھنے والے ہو، جیسا کہ تم نے کہا ہے، تو تم جانتے ہی ہو گے یہ کام اتنا مشکل نہیں ہے جتنا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ اس جگہ ایک خاندان ایسا بھی رہتا ہے جس کے افراد نسلوں سے اہراموں پر دن کے وقت اور رات کے وقت بھی چڑھتے اترتے آئے ہیں اور اب بھی یہی ان کا پیشہ ہے۔" نفرا نے خیان کے پہلے سوال کا جواب گول کر کے جواب دیا۔

"تو پھر اگر یہاں میرا قیام زیادہ رہا تو میں ان لوگوں سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے بھی یہ فن سکھا دیں۔ ہو سکتا ہے پھر کسی ایک اہرام کی چوٹی پر میری ملاقات اس روح سے ہو جائے اور اس کے حسن کا پیالہ پی کر میں بھی پاگل بن جاؤں۔ لیکن تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ کیا واقعی ایسی کوئی روح

ہے؟ اور اگر ہے تو کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں؟ تم جانو اسے دیکھنے کی خاطر میں اپنی ساری۔۔ میرا مطلب ہے۔۔ اپنا بہت کچھ دینے کو تیار ہوں۔"

"لو۔ یہ سامنے ابوالہول ہے۔ تم نے بڑی متجسس طبیعت پائی ہے وقائع نگار اسہ۔ چنانچہ میں سمجھتی ہوں کہ تم نے اسے دور سے ہی دیکھ لیا ہوگا۔ خیر تو اب تم اسی سے یہ سوال پوچھو۔ کہتے ہیں کہ اگر اسے سوال کرنے والا پسند آجائے تو یہ دیوتا اسے جواب دیتا ہے حالاں کہ آج تک میں اس کے سنگیں ہونٹوں سے کوئی جواب حاصل نہیں کر سکا۔"

"واقعی! تو پھر مجھے بہت سے سوالات کے جوابات حاصل کرنے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ تمہارے "اس ڈھیلے ڈھالے اور لمبے چغے میں کیا چھپا ہے میرے جوان راہبر۔"

"تو پھر یہ سوال کسی اور وقت کے لیے اٹھا رکھو۔ یعنی ضروری دعاؤں اور عبادتوں کے بعد۔ اچھا۔ اب اجازت ہو تو میں تمہاری آنکھوں پہ پٹی باندھ دوں کیوں کہ ہم حلقۂ سحر کے مقدس مقامات کی سرحد پر پہنچ گئے ہیں، جہاں کے اسرار کسی اجنبی پر ظاہر نہیں کئے جاتے۔ گھٹنوں کے بل جھک جائیے وقائع نگار اسہ۔ تم اتنے لمبے ہو کہ میرے ہاتھ تمہاری آنکھوں تک نہیں پہنچ سکتے۔"

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں؟" خیاں نے جواب دیا۔ "پہلے میرا سامان چرا لیا گیا، پھر مجھے تجسس کے مگرمچھوں کے سامنے ڈال دیا گیا اور اب میری آنکھوں پہ پٹی باندھ دی جائے گی یا ایک جوان انسان میری گردن اڑا دے گا جس نے مجھے یوں پاگل کر دیا ہے جیسے وہ خود ہی روحِ اہرام ہے۔ لو بھئی۔ جھک گیا۔ باندھ دو میری آنکھوں پر پٹی۔"

"تم ایک غریب راہبر کے لیے مؤنث کا صیغہ کیوں استعمال کر رہے ہو

اور اسے چور اور شاید قاتل کیوں کہہ رہے ہو اور اسے روحِ اہرام سے تشبیہہ کیوں دے رہے ہو؟ بھئی بے حرکت بیٹھو۔ اور اپنا سر بار بار گھما کر پیچھے دیکھنے کی کوشش مت کرو مبادا پٹی باندھنے ہیں میں تمہاری ایک یا دونوں آنکھوں کو زخمی کر دوں۔ تم اپنی نگاہوں کو ابوالہول پر مرکوز کر دو اور وہ سارے معمے یاد کر لو جن کے حل تمہیں اس دیوتا سے حاصل کرنے ہیں۔"

اور اس نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک ریشمی اور خوشبو میں بسا ہوا رومال نکال کر خیان کی آنکھوں پر کس کر باندھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اٹھو۔"

"اب میں تمہارے سوال کا جواب دوں گا کیوں کہ تم اس بے چارے سے خفا نہ ہو گی یا ہو گے جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ تو سنو۔ میں نے مؤنث کا صیغہ اس لیے استعمال کیا ہے کہ جب تم پٹی باندھنے جا رہی تھیں تو میں نے نیچے دیکھنے کے بجائے اتفاقاً اوپر دیکھ لیا اور یوں میں نے تمہارے ہاتھ دیکھے جو عورتوں کے ہیں اور وہ انگوٹھی دیکھی جو تم نے پہن رکھی ہے اور جو ایک قدیم مہر ہے۔ اور جب تم مجھ پر جھکی ہو تو تمہارے بالوں کی ایک لٹ بلکہ ریشمی زلف چغے کی ٹوپی میں سے پھسل کر لٹک آئی۔ اور ....."

"کمال ہے!" نفرا نے جلدی سے خیان کی بات کاٹ دی۔ "میرا کام ختم ہوا۔ اور میں اپنی اجرت لینے جا رہا ہوں۔ اب تم اس وقائع نگار یا سفیر کو مقدس کاہن کے پاس لے جاؤ اور اپنے آدمی سے کہو کہ وہ اس کا سامان بھی وہیں پہنچا دے جس کی چوری کا الزام یہ مجھ پر سارے راستے لگاتا آیا ہے۔"

وہ، جس نے اپنا نام راسہ بتایا تھا۔ کاہنِ اعظم راہو، آقا تاؤ اور حلقۂ سحر کے بزرگ اراکین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

آخر کار راہو نے کہا:

"اے سفیرِ راسہ! ہم نے وہ تحریر پڑھ لی جو تم لے کر آئے ہو۔ یہ تحریر چرواہے بادشاہ اپیپی کی طرف سے ہے جو اس ملک مصر کے شہر تانیس میں تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ اس پیغام میں دو سوال ہیں اور ایک دھمکی ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ مرحوم فرعون خفرا اور اس کی ملکہ ریما کی بیٹی نفرا، جو مصر کے تاج و تخت کی جائز حق دار ہے، کیا زندہ ہے اور ہمارے درمیان مقیم ہے؟ اس سوال کا جواب تو تمہیں آج ہی رات کو ایک خاص رسم کی ادائیگی کے وقت مل جائے گا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ شہزادی نفرا، اگر وہ زندہ ہے۔ چرواہوں کے بادشاہ اپیپی سے شادی کر کے اس کی ملکہ بننا پسند کرے گی؟ اس سوال کا جواب خود نفرا دے گی اگر وہ زندہ ہے۔ اور اگر وہ زندہ ہے تو پھر مصر کی ملکہ ہے اور ملکہ کو اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے اپنا شوہر بنانا پسند کرے۔

"اس کے بعد یہ دھمکی ہے کہ اگر اس خاتون نے، اگر وہ ہم میں موجود ہے، بادشاہ کی شادی کے پیغام کو ٹھکرا دیا تو اپیپی اس معاہدے کو، جو اس کے اجداد اور حلقہ کے قدیم اراکین کے درمیان ہوا ہے، توڑ دے گا اور ہمیں بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دے گا۔ چوں کہ اس دھمکی کا تعلق ہم سے ہے اس لیے ہم اس کا جواب فوراً دے رہے ہیں۔ جو بعد میں لکھ لیا جائے گا۔ جواب یہ ہے کہ ہم اپیپی سے نہیں ڈرتے۔ اور یہ کہ اگر اس نے ہمیں ختم کرنے کی کوشش میں کوئی قدم اٹھایا تو عظیم اہراموں کا ایک ایک پتھر اس کے

سر پر آ پڑے گا۔ آسمانوں کے اس عذاب کی طرح جو جلد یا بدیر اس پر نازل ہونے والا ہے۔"

"اے سفیر! اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ ہم دنیا سے قطع تعلق کر کے ویرانوں میں رہتے ہیں، بظاہر تارک الدنیا کی ایک کمزور جماعت ہیں، ہم نے کبھی تلوار نہیں اٹھائی، بظاہر کمزور اور مٹھی بھر ہیں تاہم خود اپیپی بلکہ دنیا کے کسی بھی بادشاہ سے زیادہ پرقوت ہیں۔ ہم اس طرح جنگ نہیں کرتے جس طرح بادشاہ جنگ کرتے ہیں لیکن ہم ان فوجوں کو مدد کے لیے بلا سکتے ہیں جو دکھائی نہیں دیتیں کیوں کہ ہمارے ساتھ دیوتاؤں اور آسمانوں کی قوت ہے۔ چڑھائی کرنے دو اسے کہ یہاں اسے کچھ نہ ملے گا سوائے مقابر کے جو مُردوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ اور پھر وہ اپنا کان زمین سے لگا دے اور تب وہ ان فوجوں کے کوچ کی دھمک سنے گا جو اسے نیست و نابود کرنے آ رہی ہوں گی۔

یہ ہے ہمارا جواب چرواہے بادشاہ اپیپی کو۔"

"میں نے سنا کاہنِ اعظم۔" خیان نے احترام سے جھک کر کہا۔ "اور معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ اسے لکھوا بھی دیں گے کیوں کہ اپیپی سخت مغلوب الغضب آدمی ہے جسے تیز و تند الفاظ پسند نہیں اور جو ایسے الفاظ کا پیغام اسے پہونچاتا ہے وہ اس کا سر اڑا دیتا ہے۔ چنانچہ اے کاہنِ اعظم اور حلقہ کے اراکین آپ لوگوں کو میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں، وقائع نگار راسہ، ایک معمولی سفیر ہوں اور ایک پیغام لے کر آیا ہوں جس کا جواب لے کر مجھے جانا ہے اور اگر ممکن ہو تو ایک خاص معاملے کی تحقیق کر کے اس کی اطلاع پہنچانی ہے۔ رہا چرواہے بادشاہوں اور آپ کے حلقے کے درمیان معاہدہ تو اسکے

متعلق میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس پر بحث کروں۔ رہی وہ دھمکیاں جو آپ کو دی گئی ہیں اور یہ کہ ان کا انجام کیا ہوگا تو اس کے متعلق بھی میں کچھ نہیں جانتا۔ چنانچہ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ کو جو کچھ کہنا ہے اسے ضبطِ تحریر میں لے آئیں کہ میں آپ کی یہ تحریر بادشاہ ایپیپی تک پہونچا دوں۔ اس عرصے میں، جب تک میں یہاں مقیم ہوں آپ کی پناہ میں ہوں اور ساتھ ہی آپ مجھے جتنی آزادی دے سکتے ہیں عنایت فرمائیں کیوں کہ، میں سچ ہی کیوں نہ کہہ دوں، آپ کے ان مندروں پر قید خانے کا گمان ہوتا ہے۔ اور نہ ہی مجھے اپنی آنکھوں پر پٹیاں بندھوانا پسند ہے کیوں کہ یہ آپ کو سمجھ لینا چاہئے کہ میں ایک پیغامبر ہوں نہ کہ جاسوس جو آپ کے اسرار کا سراغ لگانے آیا ہو۔"

راہو نے اپنی بڑی جیسی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور کہا:

"اگر تم اپنی روح کی قسم کھا کر کہو کہ تم یہاں جو کچھ دیکھو گے اور معلوم کروگے اس کا ذکر کسی سے نہ کروگے اور یہ کہ جب تک ہم اجازت نہ دیں یہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کروگے تو پھر اے سفیر ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ جب چاہو ہمارے پاس آسکتے اور جا سکتے ہو۔ ہاں اس کی تمہیں اجازت ہے اے پیغامبر کہ تم نے اپنا نام راسہ اور پیشہ وقائع نگاری بتایا ہے اور یہ ہم نے مان لیا ہے کیوں کہ ہم نے تمہیں صاف دل اور صاف گو آدمی یقین کر لیا ہے۔ حالاں کہ شاید تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ تم بھیس بدل کر اور نام بھی بدل کر ہمارے پاس آؤ اور اسی نام سے اور اس اصلیت سے نہ آؤ جو تمہاری دربار میں ہے۔ اور ہمارا یہ خیال بھی شاید غلط نہیں ہے کہ تم ایسے نرم دل ہو کہ نہیں چاہتے کہ ایک معصوم پر مصیبت لے آؤ۔"

"میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں"۔ خیان نے ایک بار پھر جھک کہا۔" اور ان ساری باتوں کی میں قسم کھاتا ہوں۔ اب مجھے حکم دیا گیا ہے کہ حال ہی میں آپ کے خلاف جو جرم کیا گیا ہے اس کے کفارے کے طور پر میں آپ کے دیوتاؤں کے حضور چڑھاوا دھروں۔"

"ہمارا دیوتا وہ روح ہے جو سارے دیوتاؤں سے بالا ہے اور جو کل کائنات کی حکمراں ہے۔ جس کا جلوہ تاروں میں نظر آتا ہے۔ اے وقائع نگار راسہ اس پر ہم کوئی چڑھاوا نہیں چڑھاتے سوائے اپنی روحوں کے۔ نہ ہی ہم اپنے لیے تحائف وغیرہ قبول کرتے ہیں۔ کیوں کہ ہمارا کام دوسروں کی خدمت کرنا ہے۔ چنانچہ ہمیں سونا چاندی کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اے سفیر تم جو تحائف وغیرہ لائے ہو وہ واپس لے جاؤ اور بادشاہ سے کہنا کہ وہ انہیں بیواؤں اور ان مردوں کے بچوں میں تقسیم کردے جو ہمارے خیال میں اسی کے حکم سے ہم میں کی ایک ہستی کو پکڑنے اور یہاں کے اسرار معلوم کرنے آئے تھے اور ان کا وہی انجام ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔"

"اے کاہن اعظم۔ آپ نے اپنے ابھی جس نئے دیوتا کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق میں جاننا چاہوں گا چنانچہ آپ یا خود مجھے بتائیں یا کسی عالم کو مقرر کردیں جو مجھے اس کا علم دے۔"

"اگر وقت آیا تو تمہاری یہ خواہش پوری کردی جائے گی" راہو نے کہا۔

"رہی تحائف واپس لے جانے کی بات تو میری آپ سے درخواست ہے آپ انہیں اپنے تحریری جواب کے ساتھ واپس لوٹائیں اگر ممکن ہو تو میرے بہنیں کسی اور کے ہاتھ بھیجیں آپ عقلمند اور تجربہ کار ہیں چنانچہ آپ جانتے ہوں گے کہ بادشاہ یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کے تحائف،

اور عطیات ان کے منہ پر مار دئے جائیں اور وہ بھی ایسے الفاظ کے ساتھ جیسے کہ آپ نے کہے ہیں۔ اس صورت میں بادشاہ کے غصے کا ہدف سفیر اور پیغامبر ہی بنتا ہے۔"

راہو مسکرایا اور اس سلسلے میں کچھ بھی کہے بغیر بولا:

"وقائع نگار راسہ! آج رات ایک خاص رسم ادا کی جا رہی ہے ہم تمہیں اس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ اگر تم آنا پسند کرو تو مقررہ وقت پر ایک شخص تمہیں بلانے آجائے گا۔"

"شوق سے آؤں گا۔ ضرور آؤں گا۔" خیان نے جواب دیا۔

اور اس کے بعد اسے وہاں سے لے جایا گیا۔

آدھی رات ہو رہی تھی۔ خیان نے وہ لباس زیب تن کر لیا تھا جیسا کہ وقائع نگار جشن وغیرہ کے وقت پہنا کرتے تھے۔ اور اب وہ اپنے حجرے میں بستر پر لیٹا اس عجیب و غریب مقام اور اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب اس کے باسیوں کے متعلق سوچ رہا تھا۔ وہ حیرت انگیز کاہن اعظم کے متعلق سوچ رہا تھا۔ ان لوگوں کے متعلق سوچ رہا تھا جو مندر کے کمرے میں جمع تھے جہاں اسے لے جایا گیا تھا۔ اس رسم کے متعلق سوچ رہا تھا جس میں اسے شریک ہونا تھا اور اہرام اور ابوالہول کے متعلق سوچ رہا تھا جسے اس نے پہلی دفعہ دیکھا تھا۔

لیکن گھوم پھر کر اس کے خیالات اپنے اس راہبر کی طرف آجاتے تھے جو اسے کھجور دست کے جھنڈ سے لایا تھا اور اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی تھی

یہ راہبر ایک عورت تھی۔ جوان عورت جس کے ہاتھ خوب صورت اور بال ریشمی تھے اور جس نے اپنے ہاتھ کی ایک انگلی میں شاہی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ بس اس سے زیادہ وہ اس کا کچھ نہ دیکھ سکا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ حد سے زیادہ بدصورت ہو اور وہ انگوٹھی اسے کہیں پڑی ملی ہو یا اس نے چرائی ہو۔ البتہ یہ تو یقینی بات تھی کہ وہ کتنی ہی بدصورت اور خاندانی حیثیت سے کتنی ہی کم درجہ ہو، تھی بہت ذہین۔ کوئی بھی کاشتکار عورت، خواہ وہ کتنی ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو، اپنے خیالات کا اظہار ایسے شائستہ اور زوردار اور مؤثر الفاظ میں نہ کر سکتی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی اس راہبر کو، جس کی آواز اس قدر شیریں تھی، بے نقاب دیکھنے کے لیے بے قرار تھا۔

ایک بے حد بھاری اور گونجدار آواز نے اندر آنے کی اجازت چاہی خیان نے آنے کی اجازت دی اور بستر پر سے اٹھا ہی تھا کہ ایک اندھیری رات جیسا کالا دیو ہیکل آدمی، کہ ایسا زبردست آدمی اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، حجرے میں داخل ہو کر اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس کالے دیو کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا اور خونخوار کلہاڑا تھا۔

"ایں! بھائی! تم کون ہو اور یہاں کس غرض سے آئے ہو؟" خیان نے آنکھیں مل کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ پہلے تو اس نے یہی سمجھا کہ وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے۔

"میں تمہارا راہ بر ہوں،" دیو نے جواب دیا۔ "اور تمہیں اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں۔"

"دیوتاؤں کی قسم! ایک اور راہ بر اور پچھلے راہبر سے کس قدر مختلف،" خیان نے کہا۔ "اب میں سوچ رہا ہوں کہ یہ رسم، جس میں مجھے

شریک ہونا ہے، میرے قتل کی تو نہیں۔"

اور پھر وہ دل میں بولا:

"سچ مچ یہ دیو جلاد ہی ہو سکتا ہے۔ اور یہ کلہاڑا گردن اڑانے کے لیے ہی ہے۔ یا دیوتا جانے یہ ان بھوتوں میں سے کوئی ہے جو کہتے ہیں کہ یہاں بستے ہیں۔"

اور پھر اس نے رد کو مخاطب کیا۔ کیوں کہ قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ رد ہی تھا۔

"اے زمین کے دیو صاحب یا اے آسمنی کے بھوت صاحب! کیوں کہ میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو۔ بہر حال میں تمہاری معیت میں سفر کرنا نہیں چاہتا۔ میں بہت تھکا ہوا ہوں اور اس حجرے میں آرام سے اور مزے میں ہوں۔ چنانچہ شب بخیر۔ آپ تشریف لے جائیے۔"

"سفیر صاحب یا وقائع نگار صاحب یا وقائع نگار کے بھیس میں شہزادے صاحب۔ اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ شہزادے ہی ہیں کیوں کہ آپ کی شان ایسی ہی ہے اور آپ کے جسم پر میں زخموں کے جو نشانات دیکھ رہا ہوں وہ ظاہر ہے کہ قلم کے نہیں ہو سکتے۔ آپ کتنے ہی تھکے ہوئے کیوں نہ ہوں آپ اس بستر پر پڑے نہیں رہ سکتے۔ مجھے حکم ملا ہے کہ میں آپ کو کہیں اور پہنچا دوں۔ اب آپ چلتے ہیں یا میں آپ کو اٹھا کر لے جاؤں جس طرح کہ آپ کا سامان اٹھا کر لے آیا تھا؟"

"اچھا تو تم وہ چور ہو جو میرا سارا سامان چرا لے گیا اور ایک لونڈیا کو میری رہبری کے لیے چھوڑ گیا۔"

"لونڈیا!" رو گرجا۔ "کیا کہا، لونڈیا۔"

اور اس نے اپنا کلہاڑا بلند کیا۔

"تو دوست وہ اور کیا تھی؟ وہ مرد تو تھا نہیں کوئی۔ اور عورت و مرد کے بیچ کی کوئی جنس ہے نہیں۔ بیٹھ جاؤ اور بتاؤ مجھے۔ آؤ۔ بیٹھو۔ اور ایک پیالہ پیو شراب کا۔ تمہارے ان تارک الدنیا لوگوں کے پاس بہت عمدہ شراب ہے۔ ایسی عمدہ شراب میں نے تمام ——— میرا مطلب ہے بادشاہ کے دربار میں بھی نہیں چکھی۔ لو۔ پیو۔"

رو نے وہ پیالہ لیا جو خیان نے اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ وہ ایک ہی وقت میں پیالہ خالی کر گیا۔

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں" رو نے کہا۔ "تارک الدنیا لوگوں کے ساتھ رہنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ یہ لوگ زیادہ تر پانی ہی پسند کرتے ہیں حالاں کہ انہوں نے بہت عمدہ اور بہت سی شراب کہیں مقبروں میں چھپا رکھی ہے۔ اچھا۔ تو اب چلو۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ . . ."

"یہ تم پہلے بھی کہہ چکے ہو میرے دوست دیو۔ کس نے حکم دیا ہے تمہیں؟"

"اسی نے"

"اسی نے؟ کون ہے وہ اور کیا ہے؟ تمہارا مطلب اس خاتون سے ہے جو میری راہبر بنی تھی اور جس نے میری آنکھوں پر پٹی باندھی تھی؟ ٹھہرو۔ اس بے حد عمدہ شراب کا ایک پیالہ اور غٹ غٹا جاؤ۔"

رو نے پیالہ لیا اور بیٹھتے ہوئے کہا:

"تمہارا اندازہ بہت حد تک صحیح ہے" وہ بولا۔ "لیکن میری زبان پر تالا ہے۔ چلو شہزادے!"

"شہزادہ؟!" خیان نے حیرت سے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر کہا۔

"میرے دوست دیو! معلوم ہوتا ہے شراب تمہارے دماغ پر چڑھ گئی ہے بشرطیکہ شراب اتنے کم وقت میں اتنی بلندی تک پہنچ سکتی ہو۔ خیر تو کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"وہی جو میں نے کہا حالاں کہ مجھے کہنا نہ چاہئے تھا۔ تم جانتے نہیں شہزادے کہ یہ مقبروں میں رہنے والے زبردست جادوگر ہیں۔ اور سب کچھ جانتے ہیں حالاں کہ ظاہر یوں کرتے ہیں جیسے کچھ نہیں جانتے۔ یہ لوگ مجھے احمق سمجھتے ہیں — ایک بے وقوف حبشی جو صرف کلہاڑا چلانا جانتا ہے۔ اور شاید میں ایسا ہی ہوں۔ اس کے باوجود میرے دو کان ہیں اور میں سن بھی سکتا ہوں۔ اور اسی طرح مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک شہزادے اور میری طرح ایک سپاہی ہو حالاں کہ وقائع نگار کا بہروپ بھر رکھا ہے لیکن یہ بات میں نے کسی سے نہیں کہی حتیٰ کہ اپنی — خیر، جانے دو۔ یقین کرو وہ کچھ نہیں جانتی وہ تو یہی سمجھتی ہے کہ تم وہی ہو جو اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہو۔ یعنی وہ آدمی جو پاپیرس پر قلم چلاتا ہے۔ اب باتیں ختم کرو۔ چلو بھئی چلو۔ وقت گزرتا جا رہا ہے بعد میں تم مجھے بتانا کہ مصر میں اب کون کون سی جنگیں ہو رہی ہیں۔ یہاں تو جنگ کی کوئی خبر آتی ہی نہیں۔ اور تم جانو شہزادے نگراں بلکہ دایہ بننے سے پہلے میں سپاہی تھا۔"

اور خیاں کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے حجرے سے باہر لے آیا اور اسے اندھیری گزرگاہوں میں سے لے چلا یہاں تک کہ ایک گزرگاہ کے اختتام پر انھیں روشنی دکھائی دی۔

وہ مندر کے بڑے کمرے میں داخل ہوئے اس پر چھت قائم تھی۔ اور چاند کی روشنی بلند روشن دانوں میں سے اندر آ رہی تھی۔ اس کمرے

میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ خیان کہہ نہ سکا کہ یہ مرد تھے یا عورتیں کیونکہ وہ سب کے سب لمبے چغوں میں ملبوس تھے اور سب نے اپنے چہروں پر نقاب بھی ڈال رکھی تھیں اور وہ انسانوں سے زیادہ بھوت معلوم ہوتے تھے۔ کمرے کے اگلے سرے پر ایک چبوترہ تھا جو چراغوں سے روشن تھا۔ اور اس پر حلقۂ سحر کی مجلس کے اراکین بیٹھے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے چہروں پر نقابیں نہ ڈال رکھی تھیں۔ یہ لوگ نیم دائرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے درمیان قربان گاہ تھی جس پر پردہ پڑا ہوا تھا اور اس پردے نے قربان گاہ کو نصف سے زیادہ ڈھنک رکھا تھا۔ اس قربان گاہ کے سامنے ایک خالی کرسی رکھی ہوئی تھی جس کے ہتھوں پر ابوالہول کے سر بنے ہوئے تھے۔ کمرے کی ناکافی روشنی میں اس سے زیادہ دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ جب خیان کمرے میں پہنچا تو وہاں خاموشی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی رسم شروع کرنے کے لیے اس کی آمد کا ہی انتظار کیا جا رہا تھا۔

"دیر ہو گئی ہمیں۔" رو نے کہا۔

اور خیان کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک قسم کے درمیانی راستے میں سے لے چلا۔ نقاب پوش چہرے اس کی طرف گھوم گئے۔ نقاب کے سوراخوں میں سے آنکھیں اس کی طرف دیکھنے لگیں۔

وہ لوگ اس کرسی کے سامنے پہنچ گئے جو چبوترے کے سامنے تھی لیکن ذرا فاصلے پر رکھی ہوئی تھی۔ اس طرح سے کہ اس کرسی میں بیٹھنے والا سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ رو نے خیان کو دھکیل کر اس کرسی میں بٹھا دیا اور سرگوشی میں اسے خاموش اور بے حرکت بیٹھے رہنے کی ہدایت کی پھر وہ یعنی رو چلا گیا اور چند لمحوں بعد ہی چبوترے پر نمودار ہوا۔ اور قربان گاہ کی

بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔

دائیں طرف سفید بالوں والی اور بلند قامت کماح کھڑی ہوئی تھی
"پھاٹک بند کر کے وہاں پہرہ لگا دیا جائے"۔ راہو نے کہا۔

اور خیابان کے عقب میں کپڑوں کی سرسراہٹ نے بتایا کہ اس کے اس حکم کی تعمیل ہو گئی۔

اب راہو اٹھا اور اس نے یوں کہا:

"عظیم اور قدیم حلقۂ سحر کے برادرو اور بزرگو۔ تمہیں مصر کے ہر گوشے اور شہر سے، ٹائر سے، بابل و نینوا سے، سائپرس اور شام سے اور سمندر پار کے دوسرے ممالک سے یہاں طلب کیا گیا ہے۔ تم لوگ ان شہروں اور ممالک میں حلقہ کے منتخب مشیر و اراکین ہو۔ اور تمہیں وہاں لوگوں کے دلوں میں صداقت کی شمع جلانے کا فرض سپرد کیا گیا ہے اور یہی تمہارا کام ہے اور یوں تمہیں اس روح عظیم کا کام انجام دینا ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ اور ہمیں صحیح طریقے سے تمام غاصبوں اور ظالموں کا تختہ الٹنا ہے۔ یہ ہمارا مقدس فرض ہے۔

"تم سب کو اتنی ... سے کیوں طلب کیا گیا ہے؟ یہ میں تمہیں بتاتا ہوں اس لیے کہ تم ملکۂ مصر کی رسم تاج پوشی میں شرکت کر سکو۔ اس ملکہ کی جو قدیم فراعنہ کی نسل سے ہے اور جو فرعون خفرا اور ملکہ ریما کی بیٹی ہے اور یہ دونوں اب ہمارے درمیان نہیں رہے بلکہ دیوتا اوزیرس نے انھیں اپنے پاس بلا لیا ہے۔ یہ ملکۂ مصر بچپن سے ہمارے درمیان رہی ہے اور یہیں اس کی پرورش ہوئی ہے اور جو اب تم سب کے سامنے آئے گی۔ ہم حلقۂ سحر کے اراکین تمہارے سامنے قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ کوئی اور نہیں بلکہ خفرا

اور ریبا کی بیٹی شہزادی نفرا ہی ہے۔ اس کی گواہی یہ خاتون دے گی جو اس وقت آپ کے سامنے موجود ہے۔ یہ نفرا کی انا کماح ہے اور کماح نفرا کی پیدائش کے وقت وہیں موجود تھی اور تب سے اب تک اس کے ساتھ رہی ہے۔ اے حلقۂ سحر کے بزرگو! اب تمہیں اطمینان ہوا یا تم مزید ثبوت چاہتے ہو؟"

"ہمیں اطمینان ہو گیا" حاضرین نے ایک زبان ہو کر کہا۔

"تو پھر شہزادی نفرا کو، جو مصر بالا اور مصر زیریں کی جائز وارثہ ہے، مجلس کے سامنے لایا جائے۔"

راہو نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ قربان گاہ کے سامنے پڑا ہوا پردہ کھینچ لیا گیا اور اب ان سب کے سامنے نفرا کھڑی تھی جس کی تاجپوشی کی رسم کا شاہی لباس چراغوں کی روشنی میں خیرہ کن حد تک جگمگا رہا تھا اور اس نے قدیم فراعنہ کے زیورات پہن رکھے تھے۔ وہ اتنی حسین تھی کہ حاضرین کے منہ سے بے اختیار حیرت کے کلمات نکل گئے۔ اور خیان دم بخود سا اسے دیکھ رہا تھا اور جب وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا تو اسے احساس ہوا کہ نفرا کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہو گئی ہے۔

قربان گاہ پر کھڑی ہوئی حسن کی وہ مکمل ترین تصویر یوں بے حس و حرکت کھڑی ہوئی تھی کہ خیان نے سوچا کہ وہ انسان تھی یا کسی مصور کا تراشا ہوا بت یا محبت کی دیوی ہاتھر۔ دفعتہً اس کا یہ شک دور ہو گیا کیوں کہ وہ مسکرائی، قربان گاہ پر سے اتری اور چبوترے پر رکھی ہوئی منقش کرسی میں بیٹھ گئی۔ حاضرین تین دفعہ اس کے سامنے جھک گئے۔ خیان بھی ان کے سامنے جھک گیا اور جواب میں نفرا بھی تین دفعہ ان کے سامنے جھک گئی۔

اب راہو کرسی کے قریب آ کھڑا ہوا۔ اور اس نے یوں کہا:

"اے شہزادیٔ مصر! ان سچے اور صاف دل لوگوں کے سامنے، جو بہت سے ممالک سے آئے ہیں، تمہیں اس لیے لایا گیا ہے کہ تمہیں ملکۂ مصر نامزد کیا جائے۔ اور تمہاری "تاج پوشی" کی رسم ادا کی جائے۔ یہ مقدس رسم یوں خاموشی سے اور سادگی سے اور خفیہ طور سے ادا نہ کی جاتی لیکن زمانہ برا اور خطرناک ہے اور ایک بدیسی شخص، جو صحرا میں رہنے والوں کی نسل سے ہے، نصف مصر پر قابض ہے اور بزورِ شمشیر حکومت کر رہا ہے، چنانچہ یہاں، روحوں اور مُردوں کی سرزمین میں آدھی رات کے وقت خفیہ طور سے تمہاری تاج پوشی کی جا رہی ہے حالاں کہ یہ رسم سورج کی روشنی میں اور ممفس یا تھیبس کے شہر میں اور بے شمار لوگوں کی موجودگی میں ادا ہونا چاہیے تھی۔ لیکن جان لو کہ صحرا سے سمندر تک اور مصر کے ایک سے دوسرے شہر تک اور خود بادشاہ کے دربار تک یہ خبر پہنچ جائے گی کہ مصر کی ملکہ موجود ہے۔ اے شہزادی! یہ بڑا بوجھ ہے، اس میں بڑے خطرات ہیں چنانچہ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم ملکہ کے اس درجہ کو قبول کرتی ہو؟"

"قبول کرتی ہوں"۔ نفرالے نے اپنی صاف اور شیریں زبان میں کہا۔ اور خیان نے اس آواز کو فوراً پہچان لیا۔ "ہرچند کہ میں اس قابل نہیں ہوں لیکن میں اس درجہ کو قبول کرتی ہوں۔ جس کی نہ تو میں نے خواہش کی تھی اور نہ توقع۔ نہ ہی مجھے اس کے بوجھ کا خوف ہے۔ اور نہ خطرات کا کیوں کہ وہ قوت جو مجھے تخت تک پہنچائے گی، میری حفاظت بھی کرے گی۔"

حاضرین تقریباً بھنبھنا اٹھے۔ حتیٰ کہ خیان کی زبان سے بھی تعریفی

کلمات نکل گئے۔ ایک بار پھر جب خاموشی طاری ہو گئی تو راہو نے قریب رکھی ہوئی ایک پیالی اٹھائی جس میں تیل تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی پہلی دو انگلیاں تیل میں ڈبو کر نفرا کے ماتھے پر مقدس علامت بنائی۔ اب کماح نے آگے بڑھ کر سونے کا حلقہ راہو کو دیا۔ حلقے پر شاہی سانپ پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ یہ سانپ بھی سونے کا تھا۔ اب کماح نے راہو کو ہاتھی دانت کا شاہی عصا دیا۔ جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے راہو نے سونے کا حلقہ نفرا کے سر پر رکھا اور عصا اس کے دائیں ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے بعد وہ اس کے سامنے جھک گیا اور بولا:

"اس عظیم روح کے نام سے، جو کائنات کی حکمران ہے، میں راہو کاہنِ اعظم، حلقۂ سحر کے ان اراکین کے سامنے تمہیں اے نفرا مصر بالا اور مصر زیریں کی ملکہ نامزد کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ دیوتا تمہاری حفاظت اور عظیم روح تمہاری راہبری کرے۔ ابھی نہ کوئی تمہارا دربار ہے اور نہ تمہارے پاس کوئی فوج ہے اور تمہارے حقوق اور تمہارے اختیارات دوسروں نے غصب کر لیے۔ لیکن جان لو اے ملکہ کہ لاکھوں دلوں نے تمہیں ملکہ تسلیم کر لیا ہے۔ اور جان لو کہ تم اگر پانچ آدمیوں کو کسی جگہ آپس میں بیٹھے دیکھو گی تو یقین کرو ان میں سے تین تمہارے وفادار اور تمہاری رعایا ہوں گے۔ مستقبل کے متعلق ہم کچھ نہیں جانتے کیوں کہ یہ انسان کی نظر سے چھپا ہوا ہے لیکن ہم اتنا جانتے ہیں کہ مستقبل میں تمہارے لیے بڑی مسرتیں ہیں خوشگوار دن ہیں اور خوشیوں کا یہ زمانہ مختصر بھی نہیں اور یہ کہ یہ تاج، جو اس وقت ہم نے خفیہ طور سے تمہارے سر پر رکھا ہے" وقت آنے پر سرِ عام اور بے شمار لوگوں کے سامنے جگمگائے گا۔ میں مصر کی طرف سے

اور حلقۂ سحر کی طرف سے اے ملکہ اظہار عقیدت کرتا ہوں اور وفاداری کا حلف اٹھاتا ہوں۔"

اور یہ کہہ کر راہو گھٹنوں کے بل جھک گیا اور اپنا سر جھکا دیا اور پھر اس نے نئی ملکہ کی انگلیوں کو بوسہ دیا اور وہاں موجود سب لوگ جھک گئے۔

نفرا نے اپنے عصا سے سب کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور اب وہ اپنے تخت پر سے اٹھی اور اس نے کہا:

"میں ایک کمزور اور بے علم لڑکی ہوں چنانچہ اتنے بہت سے بزرگوں اور عالموں کے سامنے میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ صرف ایک بات کہتی ہوں۔ میں قسم کھاتی ہوں کہ میرا جینا اور میرا مرنا مصر کے لیے ہوگا۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ میری پیدائش کے وقت مصر کی دو دیویاں میری والدہ کے خواب میں آئی تھیں اور انھوں نے مجھے "زمینوں کو ایک کرنے والی" کا لقب دیا تھا۔ دیوتا کریں کہ یہ خواب سچا ہو۔ دیوتا کریں کہ مصر بالا اور مصر زیریں کو ایک کر سکوں۔ اور جب میں اپنے باپ کے پاس دوسری دنیا میں جاؤں تو اپنے پیچھے مصر کو متحد، عظیم اور پرقوت چھوڑ جاؤں۔ یہ ہے میری دعا۔ اور اب میں تم سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور رخصت کی اجازت چاہتی ہوں۔

"نہیں، ابھی نہیں ملکہ" راہو نے کہا۔ "جمرد اہے بادشاہ کا ایک سفیر تانیس سے آیا ہے۔ وہ جو سامنے بیٹھا ہے۔ یہ سفیر بادشاہ کا پیغام لایا ہے جس پر کل مجلس میں غور کیا جائے گا۔ لیکن ایک پیغام ایسا ہے جس کا جواب ابھی، اسی وقت اور حاضرین کے سامنے دینا ضروری ہے۔

چرد اپ بادشاہ ایبیپی نے، جس کی بیوی کا انتقال ہو چکا ہے، ملکۂ مصر کا ہاتھ طلب کیا ہے۔ اور وعدہ کیا ہے کہ آپ کے بطن سے جو اولاد ہوگی وہی مصر کے تاج و تخت کی وارث ہوگی۔ ملکہ کیا جواب ہے؟"

نفرا چونکی۔ اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔ جیسے سخت کلمات کو باہر آنے سے روک رہی ہو۔ اور پھر پرسکون آواز میں کہا:

"میں ایبیپی کا شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن دوسرے معاملات کی طرح اس معاملے پر بھی، مجلس میں غور کیا جائے خصوصاً اس لیے کہ یہ معاملہ مصر اور ملکہ کے لیے بھی بے حد اہم ہے۔ بادشاہ ایبیپی کے سفیر" اور یہاں اس نے خیال پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔" اس وقت تک ہمارے مہمان ہیں جب تک کہ ایکبار پھر بدر اچاند اہراموں پر روشن نہیں ہوتا۔ اس عرصے میں میں اس معاملے پر غور کروں گی اور ان سے مشورہ کروں گی جو دور، بہت دور رہتے ہیں۔ اس عرصے میں بادشاہ ایبیپی کے پاس ہمارے پیغامبر بھیج دیے جائیں جو اسے مطلع کریں کہ اس کے سفیر کو یہاں کیوں روک لیا گیا ہے۔ اور اگر خود سفیر پسند کریں تو ہماری طرف سے اجازت ہے کہ وہ خود جا کر اپنے آقا کو صورت حال سے آگاہ کریں۔"

اب خیال اٹھا۔ اس نے نفرا کو جھک کر سلام کیا اور کہا:

"نہیں۔ اے خاتون اور اراکین مجلس۔ مجھے حکم ہے کہ جتنے پیغامات میں لے کر آیا ہوں ان کے جواب لے کر ہی جاؤں۔ چنانچہ جب تک مجھے جواب نہیں دے دیئے جاتے میں یہیں رہوں گا۔ اب اگر آپ اپنے پیغامبر بادشاہ ایبیپی کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو بھیج دیجیے۔ انھیں روکنے یا آپ کو منع کرنے کا اختیار مجھے نہیں ہے۔"

"بس تو ایسا ہی ہوگا"۔ نفرا نے کہا۔

پھر وہ اٹھی اور حاضرین کے سامنے جھکی اور وہاں سے چلی گئی۔

اور یوں نفرا کی "تاج پوشی کی رسم نیم شبی ختم ہوئی۔

دسواں باب

پیغام

خیان تھک گیا تھا اس لیے دوسرے دن دیر تک سوتا رہا رات بھر اس نے عجیب و غریب خواب دیکھے اور جب بیدار ہوا تو اسے یہ خواب یاد نہ تھے یا اگر یاد تھے تو ان کی تفصیلات یاد نہ تھیں۔ یہ اہراموں کے خواب تھے اور نقاب پوش سایوں کے خواب تھے یا دیو کے خواب تھے جو بڑے بڑے کلہاڑے لیے ہوئے تھے، اور کھجوروں کے جھنڈ تھے جن میں ہوا آہیں بھرتی پھر رہی تھیں۔ پھر ہوا کی یہ آہیں اس عورت کی آواز میں تبدیل ہوگئیں جو اس کی راہبر بنی تھی اور یہ ویسی ہی تھی جیسی کہ اس ملکہ کی تھی جس کے سر پر مندر میں تاج رکھا گیا تھا۔

لیکن افسوس وہ سمجھ نہ سکا کہ یہ آواز کیا کہہ رہی تھی اور اپنے خواب میں وہ غصے ہو کر وہ کلہاڑے والے دیو کی طرف گھوم گیا اور اس سے کہا کہ وہ اس گیت کا ترجمہ یا مطلب اسے سمجھائے۔ اور تب کالا دیو ایکدم سے ابوالہول میں تبدیل ہوگیا۔ وہ ابوالہول کو اور ابوالہول اسے دیکھتا رہا یکایک، ابوالہول نے اپنے بڑے بڑے سنگیں ہونٹ کھولے اور اس کی آواز بادلوں کی گرج کی طرح تھی۔

"اے انسان! میں بے حد قدیم ہوں۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے؟"
گرجتی ہوئی آواز نے پوچھا۔

دفعتہً خیان خوفزدہ ہو گیا۔ اور گڑگڑا کر پوچھا:

"اے ابوالہول! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم کتنے برس پرانے ہو اور تم نے کیا دیکھا ہے؟"

"ہزاروں، لاکھوں برس پہلے"۔ پتھر کے ہونٹوں نے جواب دیا۔
"مجھے بطن آتش میں روپ دیا گیا اور پھر دنیا کی پیدائش کے کرب میں پھینک دیا گیا۔ سیکڑوں، ہزاروں برس تک میں گہرے پانی کی تہہ میں رہا اور اس کے اندھیرے میں بڑھا۔ پانی کھسک گیا اور تب میں جنگل میں پہاڑ بن کر کھڑا تھا۔ بہت بڑے بڑے جانور میرے پہلو پر رینگتے تھے اور گاڑھی دھند میں دھاڑتے تھے۔ ان کی ہزاروں نسلیں میں نے دیکھیں۔ کبھی ان کی شکل ایک سی نہ رہی بلکہ بدلتی گئی۔ دھند رخصت ہوئی اور میں نے سورج دیکھا۔ ایک بہت بڑا سرخ اور گھومتا ہوا گولا جو دن بہ دن مجھ پر طلوع ہوتا رہا۔ اس کی تیز آگ میں جنگل جھلس کر ختم ہو گئے۔ اور جہاں جنگل تھا وہاں ریت کا سمندر آ گیا۔ ہوائیں ریت کو اڑاتی اور مجھ سے ٹکراتی پھرتی تھیں اور اس ریت نے مجھے رگڑ رگڑ کر شیر کے روپ میں تراش دیا۔ اور پھر ایک دریا میرے قدموں میں بہنے لگا۔ دریائے نیل۔ اور اب میرے سائے میں درندے رہنے لگے۔ یہ درندے آپس میں جھگڑتے، ایکدوسرے کو نوچتے کھسوٹتے اور نر اور مادہ جفتی کرتے اور ان کے بچے میرے سائے میں کھیلتے۔

"لاکھوں برس گزر گئے تب دوسری قسم کے جانور آئے جن کے جسموں پر

بال تھے اور جو اپنی دو ٹانگوں پر چلتے تھے اور آپس میں جڑ جڑ کر کے پویت
تھے۔ یہ بھی ختم ہوئے اور اب، انسان آئے، کبھی ایک نسل کے کبھی دوسری
نسل کے، کبھی ایک رنگ کے اور کبھی دوسرے رنگ کے۔ ان انسانوں
کو خوراک کے لیے اور عورتوں کے لیے قبیلہ در قبیلہ ایک دوسرے کو ذبح کیا
یہ لوگ پتھروں سے اپنے دشمن کا سر پھاڑ دیتے اور بھیجا نکال کر کھا جاتے
اور پھر وہ دشمنوں کا گوشت کھانے لگے۔ پہلے وہ آدمیوں کا گوشت دھوپ
میں سینکتے تھے۔ اور پھر آگ میں کہ انھوں نے آگ جلانا سیکھ لیا تھا۔
"یہ رخصت ہوئے اور اب وہ آدمی آئے جو کھال کا لباس پہنتے تھے
اور چقماق کے پھلوں والے تیروں اور بھالوں سے شکار کرتے تھے۔ اس
سامنے والے غار میں، ان آدمیوں کی قبریں ہیں جو چپٹے پتھروں سے ڈھکی
ہوئی ہیں۔ تم چاہو تو ان قبروں کو دیکھ سکتے ہو۔ یہ لوگ سورج کو اور مجھے
پوجتے تھے۔ کیوں کہ سورج کی پہلی شعاع مجھ پر ہی پڑتی تھی۔ اور یوں میں
پہلی دفعہ دیوتا بنا۔ ایک بار پھر میرے گرد جنگ ہوئی۔ اور میرے پجاری
اور ان کے خوب صورت بچے قتل کر دیے گئے۔ ان کالی رنگت والے فاتحین
نے بھی سورج کی اور میری پرستش کی۔ اس کے علاوہ یہ لوگ بت تراش
تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سخت اور مضبوط اوزاروں سے مجھے تراش کر
یہ روپ دیا جیسا کہ اب ہے اور جیسے تم دیکھ رہے ہو۔ اس کے بعد انہوں
نے اہرام اور مقبرے بنائے جن میں بادشاہوں اور شہزادوں کو دفن کیا
جاتا تھا۔ نسلاً بعد نسلٍ میں انھیں آتے اور رخصت ہوتے دیکھتا رہا۔
یہاں تک کہ ان میں سے کوئی نہ رہا اور اب سفید پوش کاہن ان کے
بنائے ہوئے مندروں اور مقبروں اور کھنڈروں میں چلتے پھرتے ہیں

رہنے لگے جیسے کہ آج بھی رہتے ہیں۔ یہ ہے میری داستان، اے انسان، جو ابھی تو شروع ہی ہوئی ہے کیوں کہ سارے دیوتا جب چلے جائیں گے اور کوئی ان پر اور مجھ پر چڑھاوے نہ چڑھائے گا تب بھی میں موجود ہوں گا اور دنیا کے اختتام تک موجود رہوں گا جیسا کہ دنیا کی ابتدا سے ہوں۔ لیکن یہی معلوم کرنا چاہتے تھے تم مجھ سے؟"

"نہیں۔ اے ابوالہول۔ یہ بتاؤ کہ اس ہوا کا نام کیا ہے جو کھجور کے درختوں میں گاتی ہے اور جس کی آواز عورت جیسی ہے؟ کہاں سے آتی ہے وہ اور کہاں جاتی ہے؟"

"وہ ہوا" اے انسان، ابتدائے آفرینش سے چل رہی ہے اور اس وقت تک چلتی رہے گی جب تک کہ دنیا ختم نہیں ہو جاتی۔ کیوں کہ اس کے بغیر زندگی نہیں ہو سکتی۔ یہ آسمانی دیوتا کی طرف سے آتی ہے اور اسی طرف لوٹ جاتی ہے اور زمینوں اور آسمانوں میں اس کا نام محبت ہے۔"

خیان اور بھی سوال پوچھنا چاہتا تھا لیکن نہ پوچھ سکا کیونکہ دفعتہً اس کے سارے خواب غائب ہو گئے۔ اس کی آنکھ کھل گئی اور اس کے سامنے ابوالہول نہیں بلکہ سیاہ فام اور دیو قامت رو کھڑا تھا۔

"اے رو! محبت کیا ہے؟" خیان نے جمائی لے کر پوچھا:

"محبت!" حیرت زدہ رو نے کہا۔ "میں کیا جانوں محبت کے متعلق؟ بہت سی قسم کی محبتیں ہیں، مرد کی محبت عورت کے لئے یا عورت کی مرد کے لیے۔ جو ہمت کی بھیجی ہوئی لعنت اور پاگل پن ہے، پھر بادشاہوں کی محبت ہے جنگوں سے اور اقتدار سے، تاجروں کی محبت ہے دولت سے اور اس محبت سے ذلت اور چوری جنم لیتی ہے، عاقلوں کو علم سے محبت ہے

اور علم وہ پرندہ ہے جسے کبھی جال میں پھانسا نہیں جاتا۔ ماں کی محبت ہے اپنے بچے سے اور یہ بڑی مقدس چیز ہے۔ اور پھر غلام کی محبت ہے اپنے آقا سے یا آقا زادی سے جس کا وہ خادم ہے اور یہی محبت ہے جس سے میں واقف ہوں۔ راہو سے پوچھنا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب وہ محبت وغیرہ کو بھول گیا ہوگا۔ اسے تو اب دیوتا اور منتر ہی یاد ہیں"۔

"رد! میں تو پہلی قسم کی محبت کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں لیکن تم کہتے ہو کہ راہو سب کچھ بھول چکا ہوگا تو پھر اب میں کس سے دریافت کروں؟"

رد نے اپنی کالی ناک ہتھیلی سے رگڑ کر جواب دیا:

"جب دریائے نیل پر چاند طلوع ہو رہا ہو تو اس وقت جس پہلی دوشیزہ سے تمہاری ملاقات ہو جائے اسی سے پوچھنا۔ شاید وہ تمہیں بتا سکے گی میرے آقا۔ یا نہیں اگر اس میں اپنی سبکی نظر آتی ہو کیونکہ تم بیحد شریف اور عظیم ہو، تو اس سے پوچھنا جسے گزشتہ رات تم نے تخت پر بیٹھے دیکھا تھا۔ کیوں کہ اس نے بہت سے علوم حاصل کئے ہیں۔ شاید ان میں محبت کا علم بھی ہو۔ اب چلو۔ اراکین تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور وہ تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن محبت کے متعلق نہیں۔"

ایک گھنٹے بعد خیان راہو اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔

"وقائع نگار راسہ!" راہو نے کہا۔ حالاں کہ شراب کے نشے میں رد خیان کو بتا چکا تھا کہ اس کی اصلیت معلوم ہو چکی ہے لیکن راہو نے

اسے "شہزادے" کے لقب سے مخاطب نہ کیا تھا۔ "بادشاہ اپیپی کے خط کا جواب پاپیرس کے پلندے پر لکھ دیا ہے اور ہم تمہیں بتا چکے ہیں کہ ہمارا جواب کیا ہے۔ رہا اس خاتون سے، جسے تم نے گزشتہ رات ملکۂ مصر نامزد کئے جاتے دیکھا، شادی کا پیغام اور اس کا جواب تو اس کا جواب خود ملکہ آئندہ نئے چاند کی رات کو اپنی زبان سے دے گی۔ یہ ہم نے لکھ دیا ہے اور یہ بھی جتا دیا ہے کہ ایسی طویل مدت اس لیے مانگی گئی ہے کہ یہ بے حد اہم مسئلہ ہے جس پر غور کرنے کا وقت ملکہ کو ملنا چاہئے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ تم اپنی طرف سے اس خط میں کچھ لکھنا یا لکھانا چاہتے ہو تو بے شک تم ایسا کر سکتے ہو۔ مثلاً یہاں جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا۔ تمہاری یہ رپورٹ تمہارے بادشاہ تک پہونچا دی جائے گی۔"

"ٹھیک ہے کاہن۔ میں لکھ دوں گا،" خیان نے کہا۔ "حالاں کہ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ جب یہ رپورٹ بادشاہ تک پہنچے گی تو کیا ہوگا۔ اچھا۔ اب یہ بتائیے کہ نئے چاند کے طلوع ہونے تک مجھے یہاں رہنے اور آپ کی سرحدوں میں آزادی سے گھومنے کی اجازت ہے؟"

"ہاں اے وقائع نگار رسول۔ ملکہ نفرا اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں البتہ اگر تم فوراً روانہ ہونا چاہو تو بات دوسری ہے۔"

"میں یہیں قیام کرنا چاہتا ہوں۔"

"تو پھر اجازت ہے لیکن یاد رکھو یہاں کے رازوں کے متعلق، ہمارے عقائد کے متعلق، ہمارے ساتھیوں کے متعلق کبھی بھولے سے بھی کسی سے کچھ نہ کہو گے۔"

"یاد رکھوں گا۔" خیان نے فکر سے خم ہو کر کہا۔

کچھ دیر تک وہ وہیں بیٹھا اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا کہ شاید نفرا آ جائے گی۔ لیکن وہ نہ آئی۔ چنانچہ خیان اٹھا اور وہاں سے نکل کر رو کی راہبری میں اپنے حجرے میں پہنچا۔

"میرے دیو دوست! اب میں وہ خط لکھنے جا رہا ہوں جو آخر میں میری موت کا باعث بنے گا۔" خیان نے رو سے کہا۔ "لیکن وہ مصیبت ابھی دور ہے، کم سے کم ایک ماہ دور۔ چنانچہ اس عرصے میں میں اہرام اور یہاں کے دوسرے عجائبات دیکھ لینا چاہتا ہوں۔ اب۔ کل ایک نوجوان میرا راہ بر تھا جو بے حد ذہین معلوم ہوتا تھا۔ اگر وہ کہیں مل جائے اور جب تک میں ان مقابر میں مقیم رہوں تب تک میرا راہ بر بنا رہے تو میں اسے اچھی خاصی اجرت دینے کے لیے تیار ہوں۔"

رو نے اپنا مٹکے جیسا سر ہلا کر جواب دیا:

"آقا! یہ ناممکن ہے۔ وہ جوان ان بیکار آوارہ لڑکوں میں سے تھا جو منہ کھولے منتظر کھڑے رہتے ہیں کہ نوالہ ان کے منہ میں آ گرے۔ اور اگر کھانا انہیں نہیں ملتا تو وہ کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی کہیں چلا گیا ہے۔ کم سے کم آج صبح میں نے اسے نہیں دیکھا اور چوں کہ میں اس کا نام نہیں جانتا اس لیے میں کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتا کہ وہ کہاں گیا ہے؟"

"اچھی بات ہے۔" خیان نے جواب دیا۔ "حالاں کہ میرے دوست رو مجھے معاف کرنا اگر میں یہ کہوں کہ تم ٹھیک سے جھوٹ بولنا نہیں جانتے خیر، تو اب چوں کہ یہ جوان نہیں مل سکتا تو اب یہ بتاؤ کہ دوسرا راہبر کہاں ملے گا؟"

"یہ تو بہت آسان ہے آقا۔ جب تم تیار ہو جاؤ تو حجرے کے دروازے میں سے سر نکال کر تالی بجانا۔ اس جگہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی سنتا اور دیکھتا رہتا ہے اور وہ مجھے بلا بھیجے گا۔"

"یہ واقعی تم نے سچ کہا۔ بلکہ میں تو یوں محسوس کرتا ہوں کہ یہاں تو دیواریں تک سنتی اور دیکھتی ہیں۔"

"ہاں۔ یہ سچ ہے۔" روئے پر اسرار آواز میں کہا۔ اور رخصت ہوا۔

خیان نے اپنا خط لکھا۔ یہ مختصر سا خط تھا۔ حالاں کہ وہ ایک ماہر کاتب تھا۔ تاہم اسے یہ خط لکھنے میں کافی وقت لگ گیا۔ کیوں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا لکھے اور کیا سوچے۔ آخر میں اس نے جو خط لکھ کر مکمل کیا وہ یوں تھا:۔

"وقائع نگار راسہ کی طرف سے روئے زمین پر رع دیوتا کے اوتار بادشاہ ابیپی کی خدمت میں۔

آپ کے حکم کے مطابق میں، وقائع نگار راسہ حلقۂ سحر کے لوگوں میں پہنچ گیا جو اہراموں کے سائے میں اور چند خاص مقابر میں رہائش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کاہنِ اعظم راہو اور ان کے ساتھیوں نے میرا استقبال کیا۔ میں نے حضور کا خط مجلس کے سامنے پیش کیا اور حضور کے تحائف بھی نذر کئے لیکن چند مذہبی مجبوریوں کی وجہ سے انھوں نے یہ تحائف قبول نہ کئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فرعون خفرا کی بیٹی نفرا انہی لوگوں میں مقیم ہے۔ گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑے مجمع کے سامنے اس

شہزادی کو پورے مصر کی ملکہ نامزد کیا گیا اور بڑی دھوم سے اس کی رسم تاج پوشی ادا کی گئی۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ لوگ، جو اس رسم میں شریک تھے، پوری دنیا سے آئے تھے۔ حلقۂ سحر والے حضور کے خط کا جواب تحریراً دے رہے ہیں۔ یہ خط مجھے دکھایا نہیں گیا۔ آپ کی شادی کے پیغام کے جواب میں نفرانے، جو ملکہ بن کر تخت پر بیٹھی ہوئی تھی، کہا کہ وہ سوچ کر جواب دے گی۔ یہ جواب دوسرے پورے چاند کی رات کو دے گی اور یہ کہ تب تک مجھے ان ہی لوگوں میں قیام کرنا ہے۔ چنانچہ اب میں مجبوراً یہیں مقیم ہوں تاکہ آئندہ ماہ میں حسب الحکم آپ کے پیغام کا جواب حاصل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ جواب تحریراً ہوگا یا زبانی۔

آپ کا غلام
وقائع نگار راسہ"

خیان نے اس خط کی ایک نقل کی اور سوچنے لگا کہ اس کا باپ، بادشاہ ایپیپی کا اس کا اور حلقۂ سحر کے اراکین کا خط پڑھے گا تو اس کا ردعمل کیا ہوگا۔ پھر اس نے وہ کھانا کھایا جو اس کے لیے لایا گیا تھا۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے حجرے کے دروازے میں سے سر نکال کر تالی بجائی جو اسے کہا گیا تھا۔ فوراً ایک اندھیرے شگاف میں سے ردو نکل آیا۔ اس کے ساتھ ایک سفید پوش تھا۔ خیان نے سمجھ لیا کہ یہ حلقۂ سحر کا

رکن تھا ۔ یہی سفید پوش حلقہ، سحر والوں کا خط لے کر بادشاہ اپیپی کے پاس جانے والا تھا ۔ خیان نے اپنا خط بھی اسے دے دیا ۔ جب وہ چلا گیا تو رو اسے، خیان کو، اس بڑے کمرے میں لے آیا جہاں نفرا کی رسم تاج پوشی ادا کی گئی تھی ۔

" وہ سب لوگ کہاں گئے، جنہیں گزشتہ رات ہم نے دیکھا تھا ؟" خیان نے پوچھا ۔

" جب سورج طلوع ہوتا ہے آقا تو چمگادڑ کہاں چلے جاتے ہیں ۔ ؟ وہ غائب ہو جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے لیکن مر نہیں جاتے ۔ چنانچہ یہی حال حلقہ سحر والوں کا ہے ۔ انہیں نیل کے ماہی گیروں میں تلاش کرو، انہیں صحرا کے بدوؤں میں تلاش کرو، انہیں دوسرے ممالک کے بادشاہوں کے درباروں میں تلاش کرو کہیں بھی تلاش کرو لیکن نہ تو تم اور نہ ہی بدیسی بچہ وا ہے بادشاہ کے جاسوس ان میں سے کسی ایک کو پا سکیں گے ۔"

" یہ سچ ہے کہ یہ بھوتوں کی سرزمین ہے ۔" خیان نے کہا ۔ "چنانچہ میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ نقاب پوش لوگ انسان نہیں روحیں تھیں ۔"

" شاید ۔" رو نے کہا ۔

اور اب وہ لوگ ایک خفیہ دروازے سے باہر، صحرا میں نکل آئے تھے ۔

" تو اب آقا یہاں کی سیر کرنا چاہتے ہیں ؟" رو نے پوچھا ۔

" اہرام کی ۔"

چنانچہ وہ وہاں پہنچے اور خیان اہرام کی بلندی اور عظمت دیکھ کر دنگ رہ گیا ۔

" رو، ان پتھروں کے ان عظیم الشان پہاڑوں پر چڑھنا ممکن ہے ؟"

اس نے پوچھا۔

رو اسے دوسرے نمبر کے اہرام کے دوسری طرف لے آیا اور وہاں ریت پر تین آدمی بیٹھے نرسل کی بانسری بجا رہے تھے۔ یہ شیخ الاہرام اور ان کے دونوں بیٹے تھے۔

"آقا! یہ ہیں وہ لوگ جو آپ کے سوال کا جواب دیں گے"۔ رو نے کہا اور پھر ان تینوں کی طرف گھوم کر بولا:

"یہ آقا، جو سفیر اور ہمارے مہمان ہیں، معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اہرام پر چڑھنا ممکن ہے۔"

"ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے"۔ شیخ الاہرام نے جواب دیا۔ "جیسا کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا۔ آپ یہ تماشہ دیکھنا چاہتے ہیں؟"

"بے شک" خیان نے جواب دیا۔ "اور اہرام پر چڑھنے والا مناسب انعام بھی پائے گا۔ میں خود پہاڑوں پر چڑھنے والا ہوں اور میرے خیال میں اہرام پر چڑھنا ممکن نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جائیے۔ اور دیکھئے۔" شیخ الاہرام نے کہا۔

اور پھر بوڑھے اور ان کے دونوں بیٹوں نے چغے اتار کر ایک طرف رکھے اور لنگوٹ کس کر اس اہرام کی طرف بھاگے جو سامنے تھا۔ اس کے قدموں میں پہنچ کر تینوں الگ ہو گئے۔ ایک بیٹا جنوب کی طرف اور دوسرا شمال کی طرف بھاگ کر نظروں سے اوجھل ہو گیا اور بوڑھا اہرام کے مشرقی رخ پر چڑھنے لگا۔ وہ پہاڑی بکرے کی سی پھرتی اور آسانی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ خیان دم بخود کھڑا اسے اہرام پر چڑھتے دیکھتا رہا۔ بوڑھا اہرام کی چوٹی پر پہنچ گیا۔

فوراً ہی اس کے دونوں بیٹے بھی جنوب اور شمال کی طرف سے چڑھ کر چوٹی پر پہنچ گئے اور پھر ایک چوتھا شخص بھی چوٹی پر نمودار ہوا جو سر سے پیر تک سفید لباس میں ملبوس تھا۔

"یہ چوتھا کون ہے؟" خیان نے کہا۔ "تین آدمیوں نے چڑھنا شروع کیا تھا لیکن یہ چوتھا کہاں سے آگیا؟"

روے نے آنکھیں پھاڑ کر اور پھر آنکھیں مل کر اوپر دیکھا اور احمقوں کی طرح سر ہلا کر بولا:

"معلوم ہوتا ہے چمکیلے پتھروں نے آپ کی نظر خیرہ کر دی ہے۔ میں تو صرف تین ہی کو دیکھ رہا ہوں۔ شیخ الاہرام اور اس کے دو بیٹے۔"

خیان نے دوبارہ چوٹی کی طرف دیکھا اور کہا:

"ہاں۔ اب تو تین ہی ہیں۔ لیکن کچھ دیر پہلے چار تھے۔"

تھوڑی دیر بعد ہی شیخ الاہرام اور اس کے دونوں بیٹے مشرقی پہلو پر سے نیچے اترنے لگے۔ آخرکار وہ تینوں نیچے پہنچ گئے۔ اپنے چغے پہنے، خیان کے سامنے آکر احترام سے کمر میں سے جھک گئے اور پوچھا کہ اب اسے یقین آیا کہ اہرام پر چڑھا جا سکتا ہے۔

"ہاں۔ یہ تو یقین ہو گیا کہ اس اہرام پر تو چڑھا جا سکتا ہے حالانکہ دوسرے اہراموں کے متعلق میں یہ نہیں کہہ سکتا۔" خیان نے جواب دیا۔ "اس سے پہلے کہ میں تمہیں وہ انعام دوں جس کا مستحق تم نے اپنے آپ کو ثابت کر دیا ہے یہ بتاؤ شیخ کہ تم اور تمہارے بیٹے نیچے تو تین تھے لیکن اہرام کی چوٹی پر پہنچ کر چار کیسے بن گئے۔"

"میں آقا کا مطلب نہیں سمجھا۔" شیخ نے سنجیدگی سے کہا۔

"میرا مطلب وہی ہے جو میں نے کہا۔ جب تم اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ اہرام کی چوٹی پر کھڑے ہوئے تھے تو تمہارے ساتھ سفید لباس میں ملبوس ایک دبلی پتلی نازک سی ایک چوتھی ہستی بھی کھڑی ہوئی تھی۔ اور یہ میں دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں"۔

"اگر آقا کہتے ہیں تو ایسا ہی ہوگا۔" شیخ نے بڑے سکون سے جواب دیا۔ "لیکن چوں کہ ہم نے کسی چوتھی ہستی کو اپنے ساتھ نہیں دیکھا۔ اور صرف آپ نے دیکھا ہے اس لیے وہ یقیناً روح اہرام تھی۔ اگر اس روح اہرام کو پورے چاند کی رات میں دیکھا ہوتا تو حیرت کی کوئی بات نہ تھی کہ اکثر لوگوں نے دیکھا ہے اسے لیکن دن کی روشنی میں اس کا دکھائی دینا بڑی حیرت کی بات ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جائے۔"

اور خیان نے شیخ اور اس کے بیٹوں سے روح اہرام کے متعلق بے شمار سوالات پوچھ ڈالے اور پوچھا کہ اگر وہ پورے چاند کی رات کو یہاں آیا تو کیا اسے دیکھ سکے گا۔ اور خیان کے ہر سوال کے جواب میں شیخ نے اور اس کے بیٹوں نے ایک زبان ہو کر ایک ہی جواب دیا کہ اس معاملے میں وہ کچھ نہیں جانتے اس طرف سے مایوس ہو کر اس نے پوچھا کہ اگر وہ انہیں منہ مانگی اجرت دے تو کیا وہ اسے اہرام پر چڑھنا سکھا دیں گے۔ اس کا انہوں نے جواب دیا کہ اراکین سحر کے حکم کے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ معاملہ بے حد خطرناک ہے اور اگر اسے کچھ ہو گیا تو اس کا خون ان کی گردنوں پر ہوگا۔ چنانچہ آخر میں خیان نے انہیں کافی انعام دیا جس کا ان تینوں نے شکریہ ادا کیا اور جب سورج غروب ہو رہا تھا تو وہ واپس مندر کی طرف جا رہے تھے۔

خیان رد۔ کے ساتھ ساتھ خیالات میں گم سر جھکائے چل رہا تھا کہ اس

نے رو کو اپنے آپ بڑبڑاتے سنا۔

"اب اس دوسرے پر بھی دیوانگی کا دورہ پڑا ہے۔ کون یقین کرے گا کہ دنیا میں ایسی پاگل ہستیاں دو ہیں؟ کیا مطلب ہے اس کا؟ یقیناً ایسی حماقت کا کوئی مطلب ضرور ہے بلکہ ہونا ہی چاہئے کیوں کہ میرے ملک حبش میں بزرگ کہتے ہیں کہ پاگل لوگوں پر دیوتاؤں کا ہاتھ ہوتا ہے اور وہ سب سے زیادہ عقلمند ہوتے ہیں۔"

وہ دو تین دفعہ اس طرح بڑبڑایا یہاں تک کہ خیان نے دفعتہً پوچھا:

"تو یہ دوسرا کون ہے جس کے دل میں دیوتاؤں نے اہرام پر چڑھنے کی خواہش بیدار کر دی ہے؟ کہیں وہ وہی تو نہیں جسے میں نے شیخ اور اس کے بیٹوں کے ساتھ اہرام کی چوٹی پر کھڑے دیکھا تھا؟"

"نہیں۔ شاید وہ تو نہیں۔" رو نے ایک دم سے چونک کر اور گڑبڑا کر جواب دیا۔ "بے شک وہ نہیں۔ کیوں کہ آج تو اسے ایک اور کام تھا۔ اسکے علاوہ مجھے معلوم ہوتا اگر وہ ......"

پھر وہ ایک دم سے خاموش ہو گیا جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو۔

"تو ایک خاتون ہے جس کا یہ پسندیدہ مشغلہ ہے۔ خیر۔ یہ تو میں نے پہلے ہی سے سمجھ لیا تھا بلکہ معلوم کر لیا تھا۔ اور رو میرے دوست، معلوم ہوا کہ تم اس خاتون کو جانتے ہو۔ اب اگر تم ایسا انتظام کر دو کہ میں اہرام پر چڑھنے کا سبق اس کے ساتھ ساتھ لوں تو یقین کر دو تم بہت جلد خاصے دولت مند بن جاؤ گے۔"

"لو، یہ آ گیا مندر کا دروازہ۔" رو نے مسکرا کر کہا۔ "اور کاہن نمبر دو تاؤ نے مجھ سے کہا ہے کہ تم سے کہہ دوں کہ آج رات کا کھانا تم اس کے

اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ کھاؤ گے۔"

"جو حکم"۔ خیان نے کہا۔

اور اس نے سوچا کہ تاؤ کے ساتھیوں میں شاید وہ حسینہ بھی ہو جسے اس نے مصر کی ملکہ بنتے دیکھا تھا۔ لیکن اس کی یہ امید پوری نہ ہوئی کیونکہ تاؤ کے ساتھ اس کے دو بوڑھے مشیر تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر اٹھے اور خاموشی سے چلے گئے اور خیان کو تاؤ کے ساتھ اکیلا چھوڑ گئے۔ اور اب یہ دونوں آپس میں باتیں کرنے اور ایک دوسرے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

چنانچہ خیان کو پتہ چلا کہ تاؤ، جس کا درجہ راہو کے بعد تھا، مصری نہ تھا لیکن ایک امیر اور مشہور خاندان کا فرد تھا۔ وہ ایک سپاہی اور سیاست داں تھا اور چاہتا تو شام یا قبرص کا (یہ اس نے نہ بتایا کہ کہاں کا) بادشاہ بن سکتا تھا۔ لیکن وہ یہ سب چھوڑ کر حلقۂ سحر کا کاہن بن گیا۔ اور دنیا ترک کر دی۔

خیان نے پوچھا کہ وہ تخت پر بیٹھ کر حکومت کر سکتا تھا اور اپنی اولاد کو اپنے سامنے پھلتے پھولتے دیکھ سکتا تھا پھر اس نے دنیا چھوڑ کر اس خفیہ جماعت میں شامل ہونا کیوں پسند کیا۔

"معلوم کرنا چاہتے ہو؟ اچھی بات ہے۔ سنو۔" تاؤ نے کہا۔ "اس لیے کہ مجھے امن کی تلاش تھی۔ امن مصر کے لیے اور ساری دنیا کے لیے۔ اور مجھے سکون کی تلاش تھی اپنی روح کے لیے اور دولت، شان و شوکت اور حکومت میں سکون نہیں ملتا۔ وہاں تو صرف لالچ ہے۔ زیادہ دولت حاصل کرنے کی اور زیادہ قوت حاصل کرنے کی جس کا نتیجہ جنگ ہے۔ وقائع نگار راسہ۔"

اس نے غور سے خیان کی طرف دیکھتے ہوئے اضافہ کیا۔ "اگر تم وہ نہ ہوتے جو ہو بلکہ کوئی اور ہوتے ـــ مثلاً شہزادے ـــ اور اگر تمہیں ہمارے حلقہ کی تعلیم دی جاتی تو یقین کرو میری طرح تم بھی دنیا چھوڑ دیتے۔"

"کاہن تاؤ! اگر میں شہزادہ ہوتا تو شاید میں بھی ایسا ہی کرتا جیسا تم نے کیا حالانکہ دوسرے راستے بھی روحانی سکون تک جاتے ہیں ـــ مثلاً خدمتِ خلق کا راستہ ـــ خانقاہوں سے اور مقبروں میں رہ کر جو کچھ کیا جاسکتا ہے اس سے بہتر طریقے سے دنیا میں رہ کر کیا جاسکتا ہے۔"

"سچ کہا اور خوب کہا۔"

"اس کے باوجود" خیان نے کہا۔ "چوں کہ مجھے علم کی پیاس ہے میں تمہارے حلقہ کے اسرار معلوم کرنا پسند کروں گا اور یہ جاننا چاہوں گا کہ تم لوگ کس طرح سے اور کون سے ذریعہ سے پوری دنیا کے لیے امن و سکون حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ جب تک میں یہاں مقیم رہوں، کوئی مناسب آدمی مجھے یہ تعلیم دے؟"

"میرے خیال میں ممکن ہے لیکن اس کے متعلق ہم پھر کبھی فرصت سے گفتگو کریں گے۔ اس وقت تم جاکر سو رہو۔ وقائع نگار راسہ۔ اور اس مشکل راستے پر قدم رکھنے سے پہلے اپنے دل سے مشورہ کرلو۔"

اور تاؤ اٹھا اور تب خیان کو اس کے حجرے تک پہنچانے تک رو آگیا۔

گیارہواں باب

چوٹ

دوسرے دن صبح رد نے خیان کو مطلع کیا کہ شیخ الاہرام کو حکم بھیج دیا گیا ہے کہ وہ خیان کو اہرام پر چڑھنے کا فن سکھا دے بشرطیکہ وہ سیکھنا چاہے چنانچہ وہ فوراً ہی رو کے ساتھ چل پڑا۔ اور سب سے چھوٹے اہرام کے قدموں میں بوڑھے اور اس کے دونوں بیٹوں کو منتظر پایا۔ چند ثانیوں بعد ہی وہ اپنا زیادہ تر لباس اتار کر اپنا سبق اسی طرح شروع کر چکا تھا، جس طرح کہ نفرا نے شروع کیا تھا ـــ یعنی کمر سے رسّا باندھ کر۔ خیان جوان، مضبوط اور جوشیلا اور دھن کا پکا تھا اور پھر پہاڑوں پر چڑھنے کی اسے مشق بھی تھی اس لیے وہ بڑا ہوشیار اور تیز شاگرد ثابت ہوا اور اہرام کی دو تہائی بلندی تک چڑھ گیا کہ اسی حد تک اسے چڑھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اس بلندی تک پہنچنے کے بعد وہ گھوم کر سیدھا ہو گیا جیسا کہ نفرا نے کیا تھا۔ اور پھر وہ اپنے راہبروں کی مدد کے بغیر نیچے اترنے لگا لیکن مصیبت کو آنا تھا سو آئی۔ وہ زمین سے کوئی چالیس فٹ اوپر تھا شیخ اس کے آگے تھا اور نیچے اتر چکا تھا اور وہاں کھڑا رو سے باتیں کر رہا تھا، جب خیان نے شیخ کے اس بیٹے سے، جو اس کے پیچھے اور اوپر تھا، کہا کہ وہ رسّا نیچے پھینک دے کہ اب اس کی ضرورت نہ تھی۔ ساتھ ہی

اس نے اپنی کمر پر بندھے ہوئے رسّے کے سرے کی گرہ کھول دی۔

کھلا ہوا رسّا پھسل کر گرا لیکن ذرا نیچے پہنچ کر ایک ابھرے ہوئے سنگ مرمر کے ٹکڑے میں پھنس گیا اور خیان نے نہ دیکھا۔ چنانچہ وہ آسانی اور بے پروائی سے اترتا رہا۔ اور جب اس نے اس ابھرے ہوئے سنگ مرمر پر پاؤں رکھا تو رسّا اس کے پیر کے نیچے تھا۔ رسّا اس کے پیر تلے اور اس کے بوجھ سے ریٹ کر پھسلا اور خیان اپنا توازن کھو بیٹھا۔

دوسرے ہی لمحے وہ اہرام کے چکنے پہلو پر پھسلتا ہوا نیچے آ رہا تھا لیکن اس طرح کہ اب اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں۔ وہ سر کے بل نیچے آ رہا تھا۔ شیخ اور رد نے بہ یک وقت اسے گرتے دیکھا۔ اور اہرام کی طرف بھاگے کہ اسے تھام لیں۔ ایک ہی لمحے بعد وہ ان پر گرا لیکن اتنی قوت سے کہ شیخ اور رد لڑکھڑا کر ادھر ادھر ہٹ گئے تاہم انہوں نے اسے دائیں بائیں سے پکڑ لیا۔ اس کے باوجود خیان کا سر زمین سے ٹکرا گیا۔ اتفاقاً ٹھیک اسی جگہ جہاں خیان کا سر ٹکرایا تھا، اہرام پر سے گرا ہوا ایک پتھر ریت کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ خیان کا سر اس پتھر سے ٹکرا گیا۔ حالانکہ اس نے اس چوٹ کو محسوس نہ کیا لیکن وہ بے ہوش ہو گیا۔

جب اسے تھوڑا تھوڑا ہوش آیا تو اس نے آوازیں سنیں جو جیسے بہت دور سے آ رہی تھیں۔ کون بول رہا تھا یہ وہ نہ دیکھ سکا کیوں کہ اس کی آنکھیں خون سے چپک گئی تھیں۔ اور اس وجہ سے یا کوئی اور وجہ سے وہ انھیں کھول نہ سکا تھا۔

"میرا تو خیال ہے کہ یہ مرا نہیں ہے۔" آواز نے کہا جو حقیقت میں طبیب کی آواز تھی۔ "گردن ٹوٹی نہیں ہے اور نہ ہی جسم کی کوئی

اور ہڈی ٹوٹی ہے۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دماغی چوٹ کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے اور وقت آنے پر اسے ہوش آجائے گا۔ اِلّا یہ کہ کھوپڑی کی ہڈی پھٹ گئی ہو جو میں معلوم نہیں کر سکا کیوں کہ زخم کے خون کی وجہ سے یہ پتہ چلانا مشکل ہے۔"

"دیوتا کریں کہ تمہارا خیال صحیح ہو۔" دوسری آواز نے جواب دیا یہ عورت کی آواز تھی۔ جو خدشے اور شک سے بھری ہوئی تھی۔ "کیونکہ پورے تین گھنٹوں سے یہ اس مقبرے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اور یوں بے حرکت ہے کہ مجھے خدشہ ہو چلا ہے کہ یہ مر.... دیکھو۔ دیکھو۔ اس نے اپنا ہاتھ ہلایا۔ زندہ ہے۔ زندہ ہے۔ ایک بار پھر اس کے دل کی دھڑکن محسوس کرو۔"

طبیب نے اس ہدایت پر عمل کیا۔

"ہُم۔ دل اب ٹھیک سے دھڑک رہا ہے"! وہ بولا: "فکر مت کرو۔ بانو۔ مجھے یقین ہے کہ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔"

"دعا مانگو۔ تم سب۔ کہ یہ تندرست ہو جائے۔" اسی عورت کی آواز نے کہا۔ اب اس آواز میں امید تھی اور غصے کی جھلک بھی۔

"اہرام پر چڑھنے والو! تم نے اس کی ٹھیک سے حفاظت نہ کی کہ رسّا اس کے پیر سے الجھ گیا اور رو! تم تو دیو ہو۔ بڑے طاقتور ہو۔ حد ہے کہ تم اس ہلکے پھلکے آدمی کا بوجھ اپنے ہاتھوں پر نہ سنبھال سکے، جو کچھ زیادہ بلندی پر سے بھی نہ گرا تھا۔"

"اے آقا زادی۔ نہ سنبھال سکا" رو کی گونجدار آواز نے جواب دیا۔ "کیوں کہ اس ہلکے پھلکے آدمی کے بوجھ نے مجھے اور شیخ کو تقریباً گرا

دیا۔ اور بیرا بازو کندھے میں سے تقریباً نکل پڑا۔ پورے چالیس فٹ کی بلندی پر سے یہ ہلکا پھلکا آدمی یوں نیچے آیا جیسے اسے گوپھیے میں رکھ کر پھینکا گیا ہو اور ....

اور عین اسی وقت خیان نے اپنے لب کھولے اور بے حد کمزور آواز میں پانی طلب کیا۔ پانی لایا گیا۔ ایک نرم و نازک ہاتھ نے اس کا سر آہستہ سے اوپر اٹھایا۔ تو بنی اس کے منہ سے لگا دی گئی، اس نے پانی پیا۔ ایک لمبا سانس لیا۔ اور دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔

ایک بار پھر اسے ہوش آیا۔ یا وہ سخت درد اسے ہوش میں لے آیا جو اس کے سر میں جیسے دھڑک رہا تھا۔ اب وہ اپنی آنکھیں کھول سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اور دیکھا کہ وہ مندر کے اپنے حجرے میں تھا کیوں کہ قریب ہی ایک تپائی پر اس کا سامان رکھا ہوا تھا۔ جس چارپائی پر وہ لیٹا ہوا تھا اس کے پائینتی کی طرف ایک پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے پیچھے سے دو عورتوں کی آپس میں باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

"اب طبیعت کیسی ہے اس کی کماح؟ ہوش آگیا اسے؟" ایک بےحد شیریں آواز نے کہا۔ اور خیان نے اس آواز کو پہچان لیا۔ یہ اس حسینہ کی آواز تھی جس کو اس نے ملکہ مصر بنائے جاتے دیکھا تھا۔

خیان نے اپنا سر اٹھا کر پردے کے سرے کی دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا کیوں کہ اس کی گردن اکڑ کر پتھر ہو گئی تھی چنانچہ وہ بے حرکت پڑا استنا رہا۔ لیکن اس کا دل خوشی سے دھڑک رہا تھا کیوں کہ اس حسینہ کو اس کی فکر تھی۔ وہ اس کی تندرستی کی طرف سے

پریشان تھی۔

"ہوش نہیں آیا اب تک" کماح نے جواب دیا۔ "حالانکہ اب تک آجانا چاہیئے تھا۔ ہمارے برادر طبیب نے، جو بے حد قابل ہے، بتایا ہے کہ اسے کوئی سخت چوٹ نہیں آئی ہے اور یہ کہ اسے بارہ گھنٹوں میں ہوش آجانا چاہیئے۔ لیکن چوبیس گھنٹے گزر گئے لیکن یہ اب تک سو رہا ہے۔ یا دیوتا جانیں بے ہوش ہے۔"

"کماح! تمہارے خیال میں یہ مر تو نہ جائے گا؟" نفرا نے پوچھا اس کی آواز میں خوف تھا۔

"نہیں نہیں۔ لیکن سر کی چوٹ ہے اس لیے یقین سے کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اور اگر ایسا ہوا تو بڑی ہی غمناک بات ہو گی کیوں کہ یہ بیحد عمدہ آدمی ہے۔ پہلے کبھی کوئی مرد ایسا نہیں دیکھا جو جسمانی طور پر اتنا مکمل اور ایسا قبول صورت ہو حالانکہ اس کی رگوں میں جو خون گردش کر رہا ہے اس میں آدھا خون لعنتی چرواہوں کا ہے۔"

"کماح! اس کے خون کے متعلق تمہیں کس نے بتایا اور کہاں سے آیا یہ؟"

"پرندے چہچہاتے ہیں اس کے متعلق۔ بہتی ہوا سرگوشیاں کرتی ہے اس کے بارے میں۔ تو کیا واقعی تم وہ نہیں جانتیں جو یہاں کا ایک ایک آدمی جانتا ہے؟"

"کیا جانتا ہے؟"

"یہی کہ ہمارا یہ مہمان دربار کا وقائع نگار یا کوئی افسر نہیں بلکہ خود شہزادہ خیان ہے جو، اگر تم نے اپیپی کو اپنا شوہر بنا لیا تو

تمہارا سوتیلا بیٹا ہوگا۔"

"کماح! اپیپی کا نام نہ لو میرے سامنے۔ مصر کے سارے دیوتاؤں کی لعنت ہو اس پر۔ رہی دوسری بات تو اس کا تو یہ ہے کہ میں نے اندازہ تو لگا لیا تھا، لیکن جانتی نہ تھی، کہ یہ راسہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ اسے بچا لو کماح۔ کیوں کہ اگر یہ مر گیا ہائے۔ میرے منہ میں خاک یہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟۔ آؤ۔ میں چل کر دیکھتی ہوں اسے اور چوں کہ سو رہا ہے اس لیے اس میں کوئی ہرج بھی نہیں ہے۔ اور میں اس کے ماتھے پر صحت یابی کی علامت بناؤں گی۔ اور اس عظیم روح سے، جس کی ہم پرستش کرتے ہیں، صحت کی دعا کروں گی۔"

"تو پھر جلدی کرو کیوں کہ اگر طبیب یا تاؤ آ گیا تو ملکۂ مصر کو مریض کے حجرے میں دیکھ کر متعجب ہوں گے۔ پھر بھی۔ جاؤ۔ جلدی کرو میں پہرہ دیتی ہوں باہر۔"

ہر چند کہ خیان نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور وہ کچھ دیکھ نہ سکتا تھا لیکن اس نے پردے کھسکائے جانے کی آواز سنی اور پھر نرم و نازک پیروں کی چاپ اس کی طرف بڑھی۔ دوسرے ہی لمحے اس نے نرم انگلیوں کا لمس اپنے ماتھے پر محسوس کیا۔ ان انگلیوں نے اس کی پیشانی پر علامت بنائی۔ ایک حلقہ۔ غالباً حلقۂ حیات۔ پھر وہ، جس نے یہ علامت بنائی تھی، غالباً اس پر جھک گئی اور اپنے لب اس کے منہ کے قریب لا کر کچھ مقدس الفاظ کہے جن کا مطلب وہ سمجھ نہ سکا اور پھر وہ لب اور قریب آئے اور صرف ایک لمحے کے لیے خیان کے ہونٹوں سے چھو گئے اور پھر فوراً ہی ہٹ گئے۔ اس کے بعد اس نے

ایک آہ سی اور پھر خاموشی۔

اور اب خیان نے آنکھیں کھول دیں۔ دو خوب صورت آنکھیں، جن میں آنسو تھے، اسے دیکھ رہی تھیں۔

"میں کہاں ہوں؟ کیا ہوا تھا؟" اس نے نحیف آواز میں کہا۔ "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مر گیا ہوں۔ اور دیوتاؤں کی کسی بیٹی نے میرے مردہ جسم میں نئی روح پھونک دی۔ آ۔ ہاں۔ اب یاد آیا۔ میرا پیر رسّے پر پڑا اور پھسل گیا چنانچہ میں نیچے گرا۔ لیکن خیر۔ کوئی بات نہیں بہت جلد میں تندرست ہو جاؤں گا۔ اور قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یکے بعد دیگرے ان تینوں اہراموں پر ایسی پھرتی سے چڑھوں گا کہ وہ روح بھی نہ چڑھی ہو گی جو ان میں رہتی ہے۔"

"ہشت۔ ہشت۔" نفرا نے کہا۔ "خادمہ یہاں آؤ۔ مریض ہوش میں آ گیا ہے اور بول رہا ہے بلکہ بکواس کر رہا ہے۔"

"اگر تم اس کے قریب رہیں اور اہرام کی باتیں کرتی رہیں تو یہ جلد ہی ہمیشہ کی نیند سو جائے گا۔" کماح نے کہا جو کمرے میں آ گئی تھی۔ اور اسے کمرے میں آتے ان دونوں میں سے کسی نے بھی نہ دیکھا تھا۔ "تم دونوں کو تلخ تجربہ نہیں ہو گیا اہراموں کا؟ کاش کہ ان بیکار بادشاہوں نے آنے والی نسلوں کو بے وقوف بنانے کے لیے یہ مقبرے نہ بنائے ہوتے"

"لیکن میں ان پر چڑھوں گا۔" خیان بڑبڑایا۔

"تم جاؤ اور اس سے کہو کہ طبیب کو بلا لائے فوراً"

خیان پہ ایک نظر ڈال کر نفرا چلی گئی۔ کماح اسے جاتے دیکھتی رہی اور پھر خیان کی طرف گھومتے ہوئے بڑبڑائی:

"بڑی عجیب چیز ہے یہ محبت۔ جو کتنوں کو موت کی آغوش میں بھیج دیتی ہے اور کسی ایک کو موت کی آغوش سے نکال کر حیاتِ نو بخشتی ہے۔ لیکن ان دونوں کی محبت کا انجام کیا ہوگا؟"

پھر اس نے خیان کو پینے کے لیے دودھ دیا اور اسے خاموشی اور سکون سے لیٹے رہنے کی ہدایت دی۔

"میری اچھی تیمار دار! تمہارے خیال میں روحِ اہرام اتنی ہی خوب صورت ہو گی جتنی کہ یہ حسینہ ہے جو ابھی ابھی یہاں سے گئی ہے؟" خیان نے پوچھا۔

"روحِ اہرام! دیوتاؤں کی قسم۔ یہ اہرام۔ اہرام سن کر تو میرے کان پک گئے ہیں۔ تو پھر یہ روح کون ہے اور کیا ہے؟"

"یہ میں معلوم کر کے رہوں گا چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ اس روح کو دیکھنے کے لیے میں بے قرار ہوں کیوں کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں گا تب تک خوش نہ رہ سکوں گا۔"

"یہ تم کہتے ہو لیکن روایت کچھ اور ہے۔" کماح نے کہا۔ "کہتے ہیں کہ جو اسے دیکھ لیتا ہے دیوانہ بن جاتا ہے۔"

"خوشی اور دیوانگی ایک ہی نہیں ہیں؟ دیوانہ بنے بغیر ہم خوش رہ سکتے ہیں کبھی؟ تمہارا کاہن اعظم خوش ہے جو زیرکوں کا زیرک اور داناؤں کا دانا ہے؟ موت کے منتظر وہ سفید پوش پرندے، جو اسے گھیرے رہتے ہیں، خوش ہیں؟ تم کبھی خوش رہی ہو؟ الّا یہ کہ برسوں پہلے رہی ہو گی۔ جب تم پر کوئی دیوانگی سوار تھی؟"

"میری پوچھتے ہو تو کہتی ہوں کہ واقعی میں خوش نہیں ہوں۔"
کماح نے چند واقعات یاد کر کے اور اس یاد سے کانپ کر کہا "شاید تم سچ کہتے ہو نوجوان۔ شاید ایسا ہی ہے جیسا کہ شرابی کہتے ہیں کہ دیوانگی میں ہی ہمیں خوشی ملتی ہے۔ لیکن اگر تم مجھے اپنی ہمدرد سمجھتے ہو تو میری بات مانو گے اور روح اہرام کی تلاش کا خیال ترک کر دو گے اور روئے زمین کی عورتوں پر ہی اکتفا کر و گے۔"

"کیا پتہ میری اچھی تیمار دار!" خیان نے اس شخص کی طرح کہا جس کا دماغ اب بھی ماؤف ہو۔ "کہ اس روح کی تلاش میں مجھے کوئی عورت مل جائے جس طرح کہ اکثر لوگوں کو عورت تلاش کرتے کرتے روحِ عظیم مل جاتی ہے؟ کیا پتہ یہ دونوں ایک ہی ہوں۔؟ غالباً یہ میں تمہیں بتاؤں گا ایک دن۔۔ جب میں پورے چاند کی رات میں کسی ایک اہرام پر چڑھ جاؤں گا۔"

"پورے چاند کی رات تو ہو چکی۔" کماح نے کہا
"پورے چاند کی اور راتیں بھی آئیں گی اور اہرام بھی اسی طرح کھڑے رہیں گے۔"

"دیوتائے شر ست مجھے تمہارے اہراموں سے" کماح نے زمین پر پاؤں مار کر کہا۔ اور خاموش ہو گئی۔ کیوں کہ اس نے دیکھا کہ خیان ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا تھا۔

"بیوقوف" وہ بولی اور مدد حاصل کرنے کے لیے بھاگی "لیکن کیا کہا تھا اس نے کہ روح کی تلاش میں اسے شاید عورت مل جائے شاید اسے عورت مل جائے گی۔ شاید یہ شہزادہ اتنا بیوقوف نہیں ہے

جتنا کہ بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو، جو اہرام پر چڑھتے ہیں، چوٹی پر شاید مسرتیں مل جاتی ہیں۔ اور مسرتیں علم اور دانائی سے بدرجہا بہتر ہیں۔"

خیان جوان تھا، طاقت ور تھا، چڑھتا خون تھا اس کا اور پھر جیسا کہ طبیب نے کہا تھا، اسے کوئی دماغی چوٹ نہ آئی تھی چنانچہ اس نے جلد ہی بستر چھوڑ دیا۔ ابھی بستر سے اٹھے اسے پانچ دن بھی نہ ہوئے تھے کہ وہ شیخ اور اس کے بیٹوں کی مدد سے اہرام پر چڑھ رہا تھا۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ گرنے کے بعد اس کی یہ دھن اور بھی پکی ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ اس بے ہوشی کے بعد اسے یہ بھی یاد نہ رہا تھا کہ اس نے کیا کہا تھا اور کیا کیا تھا۔ جب اس کا پیر پھسلا تھا اس وقت سے لے کر ہوش میں آنے تک کی کوئی بات، کوئی واقعہ اسے یاد نہ تھا۔ حتیٰ کہ یہ بھی نہیں کہ نفرا اس کے حجرے میں آئی تھی۔ اور نہ وہ گفتگو جو اس کے، یعنی نفرا اور کماح کے درمیان ہوئی تھی حالاں کہ بعد کے دنوں میں اسے یہ سب کچھ یاد آ گیا تھا۔ چنانچہ یوں ہوا کہ جہاں سے اس نے اپنا چڑھائی کا سبق چھوڑا تھا وہیں سے شروع کیا۔ اور بہت جلد ہی اس نے ایسی مہارت حاصل کر لی جس طرح کہ اس سے پہلے نفرا نے حاصل کی تھی۔

ہر روز، صبح سے لے کر اس وقت تک، جب تک کہ دن گرم اور گرمی ناقابل برداشت نہ ہو جاتی، وہ چڑھائی میں ایسی مشقت

کرنا کہ آخر کار شیخ اور اس کے بیٹے خود ہی تھک گئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ ان کا پالا کسی انسان سے نہیں بلکہ شیطان سے پڑا ہے اس کے باوجود وہ اس کی تعریف کئے بغیر نہ رہے۔

اس طرف تو یہ تھا اور اُدھر بادشاہ اپیپی کے دربار میں لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ خیان مر گیا ہے کیونکہ اس کے اہرام پر سے گرنے اور مزید اس کے مرنے کی خبر لانے والا پیغامبر، اس پیغامبر سے، جو مجلس سحر کا خط لے کر چلا تھا، پہلے ہی دربار میں پہنچ گیا تھا، مجلس کا پیغامبر حلقۂ سحر کے برادروں میں سے ایک تھا جس کا نام تامو تھا۔ جب اپیپی نے یہ خبر سنی تو اسے دکھ ہوا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو اپنے طور پر ایک حد تک، اور بہت کم حد تھی یہ، چاہتا تھا کیونکہ اس کے سخت اور خود غرض دل میں کسی کی بھی محبت کے لئے جگہ نہ تھی۔ اسے صرف اپنی ذات سے پیار تھا اور بس۔

لیکن جب حلقہ سحر کا خط اسے ملا تو اس کا دل اس کے غصے کی آگ میں جل کر نابود ہو گیا۔ اور اس نے قسم کھائی کہ اگر انہوں نے نفرا کا جسے وہ ملکۂ مصر نامزد کرنے کی جرأت کر بیٹھے تھے، ہاتھ اس کے ہاتھ میں نہ دیا تو وہ اس جماعت کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دے گا۔ اس کے علاوہ اسے یہ بھی یقین ہو گیا کہ خیان کی موت اتفاقاً نہ ہوئی تھی بلکہ اسے قصداً اہرام پر سے گرا کر ہلاک کیا گیا تھا۔ تاکہ اسے نفرا کے راستے سے ہٹا دیا جائے۔ لیکن یہ سب باتیں اس نے حلقۂ سحر والوں کو نہ لکھیں۔ بلکہ اس نے ان کے پیغامبر تامو کو قید کر کے ایسی جگہ بند کر دیا کہ وہ کسی سے خط و کتابت نہ کر سکتا تھا اور خود اپیپی چپکے ہی چپکے چند منصوبے گھڑنے

اور چند خاص تیاریاں کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تندرست ہونے کے بعد کے ہفتوں میں خیان نے نہ صرف اہرام پر چڑھنا سیکھا بلکہ اس سے زیادہ یہ بھی کیا کہ حلقۂ سحر کی برادری کے متعلق بھی معلومات حاصل کیں جیسا کہ اس سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اس سلسلے میں اسے تعلیم دی جائے گی۔ شام کے وقت دیئے کی روشنی میں کبھی تاؤ کبھی راہو اور کبھی کبھی دونوں اسے تعلیم دیتے۔ اس کے علاوہ اس مدرسہ میں ایک اور شاگرد بھی اس کے ساتھ تعلیم لے رہی تھی۔ یعنی نفرا۔

وہ میز کے ایک سرے پر بردی کاغذ اور روشنائی لے کر بیٹھتا۔ اور دوسرے سرے پر سادے اور سفید لباس میں ملبوس نفرا بیٹھتی تھی اور ایسے رخ سے بیٹھتی کہ چراغ کی روشنی میں وہ خیان کا اور خیان اس کا چہرہ دیکھ سکتا۔ اس کے پیچھے، روشنی کی حدود سے باہر اندھیرے میں، کماح اور دیو ہیکل روسنتریوں کی طرح مستعد کھڑے رہتے۔ میز کے مرکز میں، منقش کرسیوں میں، راہو اور تاؤ بیٹھتے اور انھیں حلقہ کے راز اور اعتقاد بتاتے اور جب ان دونوں میں سے کوئی شاگرد سوالات پوچھتا تو اس کے مناسب اور موزوں جواب دیتے۔

خیان کو ان لوگوں کے اعتقاد بہت بھلے معلوم ہوئے حالاں کہ اس کی پیاسی روح پوری طرح سیراب نہ ہوئی تھی تاہم اس کی تسکین ضرور ہو رہی تھی۔ آخری سبق کے دن وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے کہا:

" اے کاہن اعظم راہو! اور اے کاہن تاؤ! آپ کا مذہب میں نے

قبول کیا۔ مجھے اپنی برادری میں شامل کر لیجیے۔ البتہ ایک خاص وجہ سے، جسے میں راز ہی رکھوں گا، آپ کی دُنیوی سیاست کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ نہ اچھا نہ برا۔ نہ ہی میں اپنے آپ کو اس دنیوی سیاست سے وابستہ کرتا ہوں۔ روحانی طور پر میں آپ کا ہوں۔ رہا جسمانی طور پر میں ابھی دوسروں کا غلام ہوں۔ کہو۔ منظور ہے؟"

چنانچہ راہبو اور تاؤ آپس میں، سرگوشیوں میں، مشورہ کرنے لگے، نفرا بے چینی سے انہیں دیکھتی رہی اور خیان سر جھکائے خیالات میں گم بیٹھا رہا آخر کار بوڑھے راہبو نے کہا:

"بیٹے! تمہیں جو تعلیم دی گئی ہے وہ بہت کم وقت میں دی گئی ہے چنانچہ بہت حد تک نامکمل ہے۔ لیکن تمہارا دل حق کی تلاش میں ہے چنانچہ فی الحال تم نے جو کچھ کہا وہ ہمیں منظور ہے کیوں کہ اتنا بھی کافی سے زیادہ ہے۔ یہاں، مقابر میں، ہمیں بہت سے راز معلوم ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت تم ایسے پیدائشی خون کے اور فرض کے بندھنوں میں بندھے ہوئے ہو کہ انہیں توڑ نہیں سکتے حتیٰ کہ اپنے روحانی سکون اور اطمینان کے لیے بھی نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی تمہارے لیے نہیں ہے کہ تم تجرد اور نفس کشی کا حلف اٹھاؤ یا کسی بھی جنگ میں تلوار نہ اٹھانے کی قسم کھاؤ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ اس دنیا میں تمہارے لیے کوئی اور کام انجام دینا مقدر کیا جا چکا ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ہم جو تم سے کہتے ہیں وہ اپنی اس بہن سے بھی کہتے ہیں جو تمہارے ساتھ تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ اس کے قدم بھی اس راستے پر اٹھ گئے ہیں جو بے حد بلند اور بے حد دشوار ہے۔ چنانچہ ان بہت سی پابندیوں سے جو یہاں

کرنی پڑتی ہیں، ہم تمہیں مبرا کرتے ہیں اس کے باوجود کل ہم تمہیں تمہارے گناہوں سے پاک کر کے اپنے حلقہ میں شامل کر لیں گے لیکن یاد رکھو جو حلف تم سے لیے جائیں گے انہیں اگر تم نے توڑا تو آسمان کا قہر تم پہ نازل ہو گا۔"

چنانچہ یوں ہوا کہ دوسرے دن مندر کے بڑے کمرے میں تمام رسمیں ادا کر کے اور بڑے جشن کے ساتھ شہزادہ خیان اور ملکۂ مصر نفرا کو حلقۂ سحر کی برادری میں شامل کر لیا گیا۔ ان دونوں نے قسم کھائی کہ وہ اس حلقے کے اصول کو اپنا راہبر ستارہ بنائیں گے اور اس کے مقدس مقاصد کو آخر دم تک اپنائیں گے۔ دونوں باری باری سے سفید پوش کاہن اعظم کے سامنے جھکے۔ اور انھوں نے حلف اٹھایا اور اس بڑے کمرے کے انتہائی سرے پر کے ستونوں کے پیچھے کھڑے ہوئے حلقہ کے برادر یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور اس کے گواہ تھے پھر خیان اور نفرا کو پاس پاس بٹھا دیا گیا اور روح عظیم کی حمد گائی گئی اور ان دونوں کی روحوں کو گناہوں سے پاک کرنے کی دعا کی گئی۔ آہستہ آہستہ یہ آوازیں ڈوب گئیں، گانے والے ایک ایک کر کے رخصت ہوئے اور آخر کار کمرے میں موت کی سی خاموشی چھا گئی، اور وہ دونوں اس خاموشی میں سر جھکائے بیٹھے رہے۔

اب خیان نے سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہاں کوئی نہ تھا حتیٰ کہ رد اور کماح بھی چلے گئے تھے اور اس عظیم الشان کمرے میں وہ اور نفرا اکیلے تھے یا پھر دیوتاؤں کے بت تھے۔ ٹھنڈے اور خاموش۔ جو اپنی پتھر کی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

خیان نے نفرا کی طرف دیکھا اور کہا:

"کیا سوچ رہی ہو؟"

"سوچ رہی ہوں کہ میں نے بے حد مبارک الفاظ سنے ہیں اور مقدس دعائیں سنی ہیں جنھوں نے مجھے ایک گناہ گار عورت سے راہو کی طرح دلیہ بنا دیا ہوگا اس کے باوجود میں اب بھی یہی محسوس کرتی ہوں کہ میں جو تھی وہی رہوں۔"

"تمہیں یقین ہے کہ راہو واقعی الیسا زبردست ولی ہے؟ ایک دو دفعہ میں نے اسے ایک عام آدمی کی طرح غصے ہوتے دیکھا ہے۔ پھر کیا دسوسوں کا فقدان ۔۔۔ اور نوے برس کی عمر میں وسوسے ہوتے ہی نہیں ۔۔۔ کسی کو ولی بنا دیتے ہیں؟ رہی دوسری بات تو اس کے متعلق یہ ہے کہ بے شک ویسا ہی محسوس کرتی ہو جیسا کہ پہلے کرتی تھیں کیوں کہ تم جانو برف جتنی سفید ہوتی ہے اس سے زیادہ سفید بننا اس کے لیے ممکن نہیں۔"

"یا آگ کا اس سے زیادہ گرم بننا ممکن نہیں۔ لیکن چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ کیا موقع اور مقام ہے پرزور تقریر کرنے کا؟ اب چوں کہ ہم ایک ہی مذہبی بندھن میں بندھ گئے ہیں اس لیے اب ہم بے خوف و خطر دل کی بات ایک دوسرے سے کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ سنو۔ اس حلقہ میں داخل ہونے کے بعد بھی میں عورت ہی رہی ہوں اور شاید عورت ہی رہوں گی اور میرے دل میں اب بھی وہی جذبات ہیں جو پہلے تھے۔ سنو۔ میرے باپ کو اس نے قتل کیا ہے جسے میں دغاباز اور غاصب یقین کرتی ہوں اور اگر اس کا بس چل جاتا تو وہ مجھے بھی زندہ نہ چھوڑتا چنانچہ اب میں اس سے انتقام لینا چاہتی ہوں۔ اب میرے باپ کا وہی قاتل اور وہی دغاباز غاصب مجھے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔ اس پر بھی مجھے غصہ ہے اور اس کی اس ناپاک جسارت کی سزا ابھی میں اسے دینا چاہتی ہوں۔"

"بری بات، بہت بری بات۔" خیان نے کہا۔ اور زور زور سے اپنا سر ہلایا یا غالباً اپنے ہونٹوں کے کونوں کی خاص قسم کی پھڑپھڑاہٹ چھپانے کے لیے۔ "لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم نے ان کالے گناہوں کا اعتراف مقدس کاہن اعظم کے سامنے کیا تھا؟ اور اگر کیا تھا تو انہوں نے کیا جواب دیا؟"

"ہاں کیا تھا میرے دینی بھائی کیوں کہ اس کے علاوہ اور کچھ میرے پاس اعتراف کے لیے تھا ہی نہیں اور انہوں نے جو جواب دیا اس کی بنا پر کہہ سکتی ہوں کہ تم نے یہ غلط نہیں کہا کہ مقدس راہو کوئی ولی نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ میرے یہ خیالات میری رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی پیداوار ہیں اور فطری ہیں اور یہ جنہوں نے ٹھنڈے اور بیکار مقصد کے لیے بڑے بڑے جرم کئے ہیں انھیں اس کی سزا ملنی ہی چاہئے کہ وہ اسی کے مستحق ہیں۔ اور اگر مجھے اس مجرم کو سزا دینے کا ذریعہ بنایا گیا ہے تو مجھے یقین کرنا چاہئے کہ یہ قدرت کی ہی مرضی ہے۔ چنانچہ اس معاملے میں انہوں نے مجھے گنہگار نہیں کہا۔ لیکن اب یہ بتاؤ میرے دینی بھائی کہ تم اپنے آپ میں کوئی تبدیلی محسوس کر رہے ہو؟"

"میں یوں محسوس کرتا ہوں کہ اب میں نے صحیح اور روشن راستے پر قدم رکھا ہے کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ اب مجھے کس کی پرستش کرنی ہے۔ اب تک میں نے کسی چیز کی پرستش نہ کی تھی کیوں کہ مجھے کسی چیز کا یقین تھا ہی نہیں۔ اس کے علاوہ اب یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مجھے کہ اس نئے دیوتا کی پرستش کس طرح کی جائے۔ رہی دوسری باتیں تو ان کا یہ ہے کہ نہ تو میرے باپ کو کسی نے قتل کیا ہے اور نہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کی ہے

چنانچہ میں کسی سے بھی انتقام لینا نہیں چاہتا۔ کم سے کم فی الحال کوئی نہیں ہے اس کے باوجود ....."

اور وہ ایک دم سے خاموش ہو گیا۔

"میں سن رہی ہوں، کہتے جاؤ۔ میں سمجھتی ہوں کہ تم اتنے اچھے اتنے اچھے نہیں ہو سکتے جتنے کہ اپنے آپ کو میرے سامنے ظاہر کر رہے ہو۔"

"اچھا۔ نہیں تو۔ میں بالکل بھی اچھا آدمی نہیں ہوں۔ البتہ میں اچھا بننا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی میری مدد کرے۔ نہیں۔ راہو۔ تماؤ اور کمارح نہیں اور نہ ہی حلقۂ سحر کے سارے اراکین۔ بلکہ کوئی اور۔ کوئی بالکل مختلف ہستی۔"

"آسمانوں پر کی کوئی دیوی"۔ نفرا نے کہا۔

"شاید۔ ٹھیک کہا تم نے۔ آسمانوں پر کی دیوی ۔۔ ہم اس کے متعلق بعد میں باتیں کریں گے پہلے تو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ حق کی تلاش کرتے ہوئے میں ایک کھڈ میں گر گیا ہوں۔"

"کیسا کھڈ ؟" نفرا نے مندر کی چھت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

"ایسے کھڈ میں جس میں سے، میرے خیال میں، تنہا تم مجھے نکال سکتی ہو۔ لیکن ٹھہرو۔ پہلے تمہیں سمجھا دوں۔ پہلے تو تم یہ جان لو کہ میں جھوٹا ہوں، میں وقائع نگار راسہ نہیں ہوں۔ راسہ، جو ایک بے حد عمدہ آدمی اور اپنے فن کا استاد تھا، برسوں پہلے جب میں بچہ تھا، مر گیا، میں تو ....."

اور وہ خاموش ہو گیا۔

"۔۔ شہزادہ خیان، اپیپی کے بیٹے اور شمالی مصر کے تاج و تخت کے وارث ہو۔" نفرا نے کہا۔

"تم نے سچ کہا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے خیال میں اب میں ولیِ عہد نہیں ہوں یا اب تک ہوں تو بہت جلد نہیں رہوں گا۔ لیکن اے میری دینی بہن، تمہیں میرا نام اور عہدہ کیسے معلوم ہوا۔؟"

"خانۂ سحر میں ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ ہمیں سب کچھ معلوم ہوتا ہے پھر یہ بات بھی ہے کہ تم نے اپنی بے ہوشی میں یہ باتیں کہی تھیں یا دیوتا جانے کماح نے کہا تھا۔"

"تو پھر تم نے یہ برا کیا کہ یہ باتیں سنیں چنانچہ امید کرتا ہوں اپنے دوسرے گناہوں کے اعتراف کے ساتھ ساتھ تم اپنے اس گناہ کا اعتراف بھی کرو گی خیر۔ تو اب شاید تمہیں وہ کھنڈ بھی نظر آگیا ہوگا۔ شہزادہ خیان، ایپیپی کے تاج و تخت کا تنہا وارث، کم سے کم فی الحال حلقۂ سحر کی برادری میں شامل ہو گیا ہے اور یہ برادری بادشاہ ایپیپی کا تختہ الٹ دینا چاہتی ہے اور پھر اسی شہزادے نے ایک حسینہ کے سر پر ملکۂ مصر کا تاج رکھے جاتے دیکھا ہے اور اس طرح انہوں نے ایک طرح سے ایپیپی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں ایک طرف تو میں شہزادہ خیان ہوں اور دوسری طرف میں اس برادری کا حلفی رکن ہوں۔"

"اس کیا کروں کا جواب بے حد سیدھا اور آسان ہے۔ تمہیں بادشاہ اور حلقۂ سحر کے درمیان صلح کروا دینی چاہیے۔"

"کس طرح؟ اپنی ایک خاص دینی بہن کو اس بات پر راضی کر کے کہ وہ بادشاہ سے شادی کر لے؟ کیوں کہ اسی طرح یہ صلح ممکن ہے۔ اور یہ تم بھی جانتی ہو۔"

"یہ تو میں نے نہیں کہا۔ اور میں اس قسم کا مشورہ سننا بھی نہیں

چاہتی — ایک دیپی برادر سے بھی نہیں۔"

"نہ ہی دیپی بھائی ایسا کوئی مشورہ دینا چاہتا ہے کیوں کہ اگر اس نے ایسا مشورہ دیا اور اگر اس مشورے پر عمل ہو گیا تو یہ دیپی بھائی آسمانی دنیا میں پہنچ جائے گا۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ پھر یہ دنیا اس کے لیے ویران اور اندھیری ہو جائے گی" اور پھر وہ دونوں چند ثانیوں تک سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے۔

"دیپی بہن!" خیان نے کہا۔ لیکن نفرا سر جھکائے بیٹھی رہی تو اس نے قدرے اونچی آواز میں کہا۔ "بہن!"

"اوہ! معاف کرنا۔ ذرا اونگھ گئی تھی۔ کل رات سوئی نہ تھی۔ تو کہو کیا بات ہے؟"

"بات صرف یہ ہے کہ — تم اس بے چارے شہزادے کو اس گنبد میں سے، جس کا ذکر میں نے کیا ہے، پیار کی ریشمی ڈور کے ذریعہ نکال کر اسے بادشاہ نہ بناؤ گی؟"

"بادشاہ! کاہے کا بادشاہ؟ ان مقبروں کا اور ان میں رکھے ہوئے مردوں کا؟"

"نہیں۔ تمہارے دل کا اور اس میں جو حیات ہے اس کا۔ سنو نفرا۔ ہم دونوں مل کر میرے باپ ایپیپی کے خلاف کھڑے ہو سکتے ہیں اور اگر علیحدہ رہے تو شکست کھائیں گے کیوں کہ جب اسے حقیقت معلوم ہو گی تو وہ مجھے تو قتل کر دے گا اور اگر تم پر اس کا زور چل گیا تو وہ تمہیں گھسیٹ کر وہاں لے جائے گا جہاں تم جانا نہیں چاہتی۔ اس کے علاوہ — میں تمہیں چاہتا

چھوں نفرا۔ اس وقت سے، جب مرد کے بھیس میں میری راہبر بن کر آئی تھیں اور تمہاری آواز سن کر میں نے سمجھ لیا تھا کہ تم عورت ہو۔۔۔ اسی وقت سے میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں حالاں کہ اس وقت میں نے تمہیں ایک معمولی لڑکی سمجھا تھا۔ اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ ہمارا راستہ تاریک ہے، زبردست خطرات ہیں اس میں، ہو سکتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہمیں دور دراز ملکوں کی طرف فرار ہو جانا پڑے۔ لیکن اگر ہم دونوں ساتھ رہے تو یہ کوئی بڑا نقصان نہ ہو گا۔"

"تو پھر مصر کا کیا خیال؟ اس کام کا کیا جو میرے سپرد کیا گیا ہے اور اس حلف کا کیا جو میں نے اٹھایا ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ راستہ تاریک ہے۔ لیکن محبت کی روشنی میں ہمیں منزل مل جائے گی۔ بس اتنا کہہ دو کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو اور پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"کیسے کہہ دوں کہ میں اپنے باپ کے قاتل کے بیٹے سے محبت کرتی ہوں؟"

"اگر تم مجھے چاہتی ہو تو کہہ بھی سکتی ہو کہ یہ سچائی ہوگی، اور سچائی چھپانا بہت بڑا گناہ ہے۔ کہو۔ تم چاہتی ہو مجھے؟"

"اس کا جواب میں نہیں دے سکتی۔ نہ دوں گی۔ ابوالہول سے پوچھو۔ نہیں۔ روح اہرام سے پوچھو۔ اور اس کا جواب میرے لیے حکم ہو گا کیوں کہ وہ روح میری روح ہے ہمارے پاس ابھی ایک دن ہے۔ چنانچہ کل روح اہرام سے پوچھنا۔ بشرطیکہ تم اسے تلاش کرنے کی ہمت کر سکو۔ اور چاندنی میں وہ تمہیں مل جائے۔"

اور پھر ایک دم سے وہ اٹھی اور خیان کو دم بخود اور اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئی۔

بارہواں باب

رُوحِ اہرام

اس رات خیان کو نیند نہ آئی۔ خیالات کا بے پناہ ہجوم تھا جس نے اسے سونے نہ دیا۔ بڑے مسائل تھے۔ بڑی الجھنیں تھیں۔ وہ شہزادہ تھا۔ شمالی مصر کے تاج و تخت کا وارث تھا۔ اور وہ حلقۂ سحر میں شامل ہو گیا تھا اور اس کا باپ اس جماعت کا دشمن تھا اور اسے بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی دھمکی دے چکا تھا۔ اب یہ کیا ہوگا؟ کیا کرے وہ؟ کیا وہ یہ کر سکتا تھا کہ ایک ہاتھ سے وار کرے اور دوسرے سے بچاؤ؟ نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ چنانچہ اب، یا تو اسے شہزادہ ہی رہنا ہے یا برادر۔ یہی ایک راستہ تھا۔ چنانچہ شہزادگی کو جانے دو۔ ویسے یہ درجہ خود اس کی مرضی سے کیا اس سے لے نہیں لیا گیا؟ چنانچہ وہ اب اس کے متعلق پریشان کیوں ہو؟ چنانچہ آج سے وہ صرف حلقۂ سحر کا برادر خیان ہے۔ نہیں وہ کچھ اور بھی ہے۔ ایک پیغامبر جو بادشاہ کا ایک پیغام لے کر آیا ہے اور اس کے جواب کا انتظار کر رہا ہے اور یہ جواب اسے بادشاہ تک پہنچانا ہے اور پیغام ایک شادی کے سلسلے میں ہے کہ شہزادی بادشاہ سے شادی کرنا پسند کرتی ہے یا اس کے غضب کا شکار بننا۔

یہاں پھر اس کا کام آسان تھا۔ اسے بہرحال پیغام کا جواب، چاہے

جیسا بھی ہو، بادشاہ تک پہونچانا تھا اس کے بعد اس کا فرض ختم ہوجائے گا اور وہ حلقۂ سحر کا برادرین کر رہ جائے گا اور بس۔ اگر جواب بادشاہ کی مرضی کے مطابق ہوا تو پھر اسے 'پیغامبر کو' اس کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے گا لیکن پھر وہ تاج و تخت کا وارث نہ رہے گا۔ لیکن اگر جواب مختلف ہوا ~~ہے~~ مثلاً اس شہزادی نے بادشاہ کی بیوی بننے سے انکار کر دیا کہ وہ پیغامبر سے، جو اتفاقاً بادشاہ کا بیٹا ہے، تو پھر؟ تو پھر موت۔ یقیناً موت۔ یا فرار۔

لیکن اس خیال نے اسے مایوس نہ کیا بلکہ یہ یاد کر کے وہ مسکرایا کہ اس نئے مذہب کی تبلیغ کے مطابق سب کچھ عظیم روح کے اختیار میں ہے وہ عظیم قوت، جو آسمانوں پر ہے، جو چاہے گی سو ہو گا۔ وہ فی الحال مرنا نہ چاہتا تھا کیونکہ ابھی وہ جوان تھا اور اس کا دل ارماں بھرا تھا لیکن اگر موت آہی گئی تو اس سے وہ ڈرتا بھی نہ تھا کیونکہ یہی اسے سکھایا گیا تھا اس کے علاوہ وہ یہ بھی یقین سے نہ کہہ سکتا تھا کہ نفرا اس سے محبت کرتی تھی۔ خود اس نے محبت کا اظہار کر دیا تھا لیکن نفرا نے اس کی یہ پیش کش قبول نہ کی تھی بلکہ اس نے کہا تھا کہ اس کا جواب نہیں دے سکتی اور یہ کہ یہ بات اسے "روح اہرام" سے پوچھنی چاہئے کہ نفرا اس سے، خیان سے، پیار کرتی ہے یا نہیں۔ اس کا مطلب کیا تھا؟ روح اہرام کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اس نے تحقیقات کی تھیں اس سلسلے میں اور پتہ چلا تھا کہ یہ محض کہانی ہے ایک۔ صرف روایت ہے۔ چنانچہ جو جواب ایک عورت نہ دے سکی اسے وہ ایک روح سے کیسے حاصل کرے اور کہاں تلاش کرے اسے؟

اس سے کہا گیا تھا کہ وہ روح اہرام کو پورے چاند کی رات میں قدیم مقبرے میں تلاش کرے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ وہ ایک احمق کی طرح اس روح کو تلاش کرے گا اور اگر وہ نہ ملی تو پھر جواب بھی ظاہر ہے کہ "کچھ نہیں" ہو گا۔ اس کے بعد وہ مزید تلاش کئے بغیر راہو سے اپیپی کے پیغام کا جواب حاصل کر کے اپنا ٹوٹا ہوا دل اپنے ساتھ لیے یہاں سے چلا جائے گا۔ اس طرح بادشاہ کے غضب کا شکار وہ خود بنے گا اور اگر بچ گیا تو پھر ان دور دراز ممالک کی طرف چلا جائے گا جہاں راہو یا حلقۂ سحر والے اسے بھیج دیں گے اور وہ عورتوں کی طرف سے اور دنیا کے لذائذ کی طرف سے اپنا دل پھیر دے گا۔

بہت جلد فیصلہ ہو جائے گا۔ بہت جلد وہ اِدھر کا ہو جائے گا یا اُدھر کا۔ کل۔ پورے چاند کی رات کو جوان ملکۂ مصر اپیپی کے پیغام کا جواب دے گی۔ اور چونکہ وہ خود بادشاہ کا سفیر ہے اسلئے یہ جواب اسے ہی بادشاہ تک پہونچانا ہو گا۔ البتہ یہ بات تو ضرور تھی کہ اس نے، خیان نے، پہلے کبھی کسی سے محبت نہ کی تھی لیکن اب وہ نفرا کا پرستار تھا اور اسے اپنی بیوی بنانا چاہتا تھا یہاں تک کہ اگر وہ اسے نہ ملی تو پھر اسے کسی چیز کی پروا نہ تھی حتیٰ کہ اپنی جان کی بھی نہیں۔

مقررہ گھڑی تھی۔ مقررہ وقت تھا اور اکیلا خیان اہرام کے آس پاس کے قدیم مقبروں میں بھٹک رہا تھا۔ چوں کہ اب وہ حلقۂ سحر کی برادری میں شامل ہو چکا تھا اس لیے اب اس پر کوئی پابندی نہ تھی اور وہ بے روک ٹوک جہاں چاہے آ جا سکتا تھا۔ اس وقت وہ اداس تھا کیوں کہ اس کے نزدیک یہ تلاش احمقانہ تھی اور پھر الٹے سیدھے اندیشے اسکے

دل میں بوجھ بنے ہوئے تھے اور پھر اس مقام کی مکمل ترین خاموشی اور قطاروں میں یہاں سے وہاں تک پھیلی ہوئی قبریں، ان کے درمیان سے گذرتے ہوئے ویران اور خاموش راستے۔ اور ان سب پر سر بلند کھڑے ہوئے اہرام اس کے اعصاب پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ تلاش محبت کے لیے عجیب مقام تھا یہ۔ وہ مقام جو انسانوں کی اور ہر دنیوی جذبے کی فنا کا اعلان اپنی خاموش زبان میں کر رہا تھا۔ ان مقبروں میں سونے والوں نے بھی سیکڑوں، ہزاروں برس پہلے محبت کی تھی، نفرت کی تھی لیکن اب وہ ہر دنیوی جذبے سے بے نیاز ہوکر ابدی نیند سو رہے تھے اور خود خیان بھی بہت جلد اسی طرح کسی قبر میں سو جائے گا۔ شاید آئندہ پورے چاند کی رات کو اسی ویرانے میں کہیں اس کی بھی قبر ہوگی وہ سوچنے لگا کہ کیا پتہ یہ مُردے اپنی بے نور ٹھنڈی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے اور اس کی حماقت پر ہنس رہے ہوں۔

اس مکمل اور بھیانک خاموشی میں وہ ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ کبھی کبھی کسی لومڑی کی یا گیدڑ کے رونے کی آواز اس خاموشی کو اور بھی بھیانک بنا دیتی۔ آخر کار تھک کر اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا اور دنیا کے اسرار کے متعلق سوچنے لگا۔ انسان کہاں سے آتا ہے اور پھر کہاں جاتا ہے۔ یہ وہ مسئلہ تھا جسے خود را ہو بھی حل نہ کرسکتا تھا۔

اس نے کوئی آواز نہ سنی تاہم پتہ نہیں کیا ہوا کہ اس نے جیسے ہڑبڑا کر اپنے ہاتھ چہرے پر سے ہٹائے اور چاروں طرف دیکھا۔ بے شک وشبہ سامنے والے مقبرے کے سائے میں کسی چیز نے حرکت کی تھی۔ شاید لومڑی تھی شکار کی تلاش میں بھٹکتا ہوا کوئی شب بیدار درندہ تھا۔ نہیں۔ وہ جانور نہ تھا۔ وہ تو کوئی سرو قد سایہ تھا۔ یہ سایہ ایک مقبرے کے سائے میں سے

نکلا اور جیسے تیرتا ہوا دوسرے مقبرے کے سائے میں جاکر غائب ہوگیا۔

بے شک وہ سفید نقاب پوش عورت تھی یا بھوت تھا۔

مارے خوف کے خیان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اس کے باوجود وہ اٹھا اور اس سفید پوش سائے کے پیچھے چل دیا۔ وہ اس مقبرے کے قریب پہونچا جہاں وہ سفید سایہ غائب ہوا تھا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ سایہ، جیسے شکل اختیار کررہا تھا اور خفرا کے اہرام کی طرف جارہا تھا۔ خیان نے اس کا تعاقب کیا۔ وہ حتی الامکان تیزی سے چل رہا تھا اس کے باوجود سایہ اس سے زیادہ تیز چل رہا تھا۔ کبھی وہ سایہ نظر آتا اور کبھی کہیں غائب ہوجاتا یہاں تک کہ وہ خفرا کے اہرام کے شمالی پہلو کے قریب پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر اس نے نعرہ لگایا:

"اور خفرا (عظیم ترین خفرا)

سایہ خیان کے عین سامنے اور ایک نیزے کے فاصلے پر تھا

لیکن اس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ وہ سفید پوش سایہ اہرام پر چڑھنے لگا اور پھر ایک کھجور کے درخت کی بلندی پر پہنچ کر دفعتہً غائب ہوگیا

خیان اس دوسرے اہرام پر کئی دفعہ چڑھ چکا تھا اور جانتا تھا کہ اس کے اس پہلو پر یا کسی بھی پہلو پر کوئی راستہ یا کھڑکی یا شگاف نہ تھا۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ اس نے جس کو دیکھا تھا وہ بھوت تھا جو فضا میں تحلیل ہوگیا تھا جیسا کہ کہتے ہیں کہ بھوت تحلیل ہوجاتے ہیں۔ اس کے باوجود اس اطمینان کرنے کے لیے، حالانکہ وہ خوفزدہ تھا۔ وہ بھی اہرام پر چڑھنے لگا اور کوئی پچاس فٹ چڑھنے کے بعد ٹھٹھک گیا کیوں کہ یہاں اہرام کی عمودی دیوار میں ایک دروازہ تھا جس کے پیچھے راستہ تھا جو کہیں نیچے جارہا تھا

اس کے علاوہ اس نیچے جاتے ہوئے راستہ پر تھوڑے تھوڑے فاصلے سے چراغ رکھے ہوئے تھے۔ خیان بے حد خوفزدہ ہو گیا تھا چنانچہ وہ چند ثانیوں تک کوئی فیصلہ نہ کر سکا کہ کیا کرے۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ بھوتوں کو چراغوں کی روشنی کی ضرورت نہیں ہوتی چنانچہ اس نے جسے دیکھا وہ یا تو کوئی مرد تھا یا عورت۔ اس خیال سے اس کی ہمت بندھی اور وہ اسی راستے پر اتر گیا۔

یہ راستہ کوئی پینتیس قدم تک تنگ اور عمودی دیواروں کے درمیان نیچے اترتا چلا گیا تھا اور پھر تیس قدم تک ہموار چل کر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس چٹانی کمرے کی چھت میں پتھر کی زبردست سلیں آپس میں جوڑ کر لگائی گئی تھیں۔ ان سلوں نے اہرام کی بلندی کا پورا بوجھ سنبھال رکھا تھا۔ چھت کی ان سلوں پر رنگین تصویریں بنائی گئی تھیں۔ اس اندھیرے کمرے میں، جو اہرام کی چٹانی گہرائیوں میں بنا ہوا تھا۔ اور کچھ نہ تھا سوائے پتھر کے ایک تابوت کے۔

خیان چراغوں کی لرزاں روشنی میں دبے پاؤں چلتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے پیروں کی ہلکی سی چاپ بھی اس گہرے اور خاموش مقام پر بڑی خوفناکی سے گونج گئی۔ تابوت پر صرف ایک چراغ جل رہا تھا جس کی لو اس اندھیرے مقام میں ستارے کی طرح معلوم ہوتی تھی۔ اس اندھیرے میں اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا لیکن وہ نقاب پوش ہستی، جس کے تعاقب میں وہ یہاں تک پہنچا تھا، اسے کہیں دکھائی نہ دی یا شاید وہ اہرام کے بطن میں کہیں غائب ہو گئی تھی۔

جس فرعون کی ابدی نیند میں وہ خلل انداز ہوا تھا اس کی روح کے انتقام سے محفوظ رہنے کی دعا کر کے اس نے اپنی تلوار بے نیام کر کے ہاتھ میں لی کہ ہو سکتا تھا کہ اسے نقصان پہونچانے کے لیے دھوکے سے یہاں لایا گیا ہو، اور پھر وہ بڑی احتیاط اور چوکنّے پن سے آگے بڑھا کیوں کہ پتھر کے فرش میں، چوروں کو گرانے کے لیے، خفیہ کھڈ ہو سکتے تھے آخر کار وہ تابوت کے قریب پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ کیوں کہ دفعتہً اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔

اگر واقعی وہ ایک بھوت کا تعاقب کر رہا تھا اور اگر اس بھوت نے پیچھے سے آ کر اسے دبوچ لیا تو؟ ۔ نہیں۔ وہ، خیان، بہادر تھا۔ اور پھر بھوت طاقوں میں چراغ تو نہیں رکھتے۔ بے شک یہ چراغ بے حد قدیم تھے یہ ان کی ساخت بتا رہی تھی۔ غالباً وہی چراغ تھے جو اہرام کے معماروں نے استعمال کئے تھے یا ان لوگوں نے استعمال کئے تھے جو فرعون کی لاش کو اس کی آخری آرام گاہ میں لائے تھے لیکن چراغ ہمیشہ تو جلتے نہیں رہتے اِلّا یہ کہ یہ بھوتیا چراغ ہوں۔ ان میں جو تیل تھا وہ نیا ہوگا اور انسانی ہاتھوں نے انھیں یہاں رکھا ہوگا۔

اس خیال نے اس کی ہمت بندھائی اور وہ بے حرکت کھڑا رہا حالاں کہ کچھ ہی دیر پہلے وہ یہاں سے فرار ہو جانے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کمرے کے انتہائی سرے پر سے آواز سنائی دی۔ سرسراہٹ کی آواز۔ خیان کا دل ایک دھڑکن بھول گیا۔ اندھیرے میں ایک سفید بادل نمودار ہوا جو تیرتا ہوا اس کی طرف آیا۔

بھوت اس پر ہلّہ بول رہا تھا۔

وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ شاید اس لیے کہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکتا تھا سفید نقاب پوش ہیولا قریب آ کر ٹھہر گیا۔ اب ان کے درمیان صرف تابوت

کی چوڑائی تھی۔ خیان نے چراغ کی لو کے اوپر سے اس کی طرف دیکھا لیکن کچھ دیکھ نہ سکا کیوں کہ اس کا چہرہ ڈھنکا ہوا تھا جیسا کہ تازہ مُردے کا ہوتا ہے۔ انتہائی خوف کے عالم میں اس نے اپنی تلوار بلند کی جیسے اس غیر ارضی چیز پر وار کرنے والا ہو۔

اور تب ایک بے حد شیریں آواز نے کہا:۔

"اے روح اہرام کے متلاشی! یہ کیا طریقہ ہے استقبال کا؟"

"اس لیے کہ میں خوفزدہ ہوں" خیان نے جواب دیا۔ "نقاب پوش چیز ہمیشہ خوف طاری کر دیتی ہے خصوصاً ایسے مقام میں"۔

خیان نے یوں کہا ہی تھا کہ اس کے چہرے پر کی نقاب گر گئی اس کے سامنے حسین نفرا کھڑی تھی

"آخر ایسے مذاق کا مطلب کیا ہے ملکہ؟" خیان نے پوچھا۔

"جنوبی مصر کے تاج و تخت کا وارث مجھے ملکہ کہہ رہا ہے؟" نفرا نے طنز سے کہا۔ "لیکن یہ سچ ہی ہے۔ کیوں کہ میں اپنے اجداد کے، جن کی لاشیں یہاں رکھی ہوئی ہیں، تاج و تخت کی جائز وارثہ ہوں۔ شہزادے خیان! تمہیں روحِ اہرام کی تلاش تھی جس کا وجود صرف قصے کہانیوں میں ہے لیکن تمہیں ملکہ مل گئی جو زندہ ہے اور موجود ہے۔ اگر اب بھی تمہیں کچھ کہنا ہے تو کہہ دو کیوں کہ وقت بہت کم ہے اور جلد ہی میں چلی جاؤں گی۔"

"میں جو کچھ کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں کہنا ہے نفرا! میں تمہیں چاہتا ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم بھی مجھے پیار کرتی ہو یا نہیں؟"

"جواب صاف اور مختصر ہے۔ خیان! اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو میں

بھی تم سے پیار کرتی ہوں اور عورت کے پاس یہی وہ خزانہ ہے جسے وہ اپنے محبوب پر پوری طرح سے نچھاور کر دیتی ہے۔"

یہ الفاظ سن کر اس کا سر چکرا گیا اور پیر لڑکھڑا گئے چنانچہ گرنے سے بچنے کے لیے اس نے اپنے دونوں ہاتھ تابوت پر ٹیک دیئے۔ اس کے باوجود پہلے اسے غصہ آ گیا اور اب جو الفاظ اس کے منہ سے نکلے وہ کرخت تھے۔

"اگر یہ سچ ہے تو اے نفرا۔ اس کے اظہار کے لیے مجھے مُردوں کے اس بھیانک مقام میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟ مجھ سے ایک بھوت کا تعاقب کروانے کی کیا ضرورت تھی کہ اس تعاقب سے مجھے ایک عورت مل جائے؟ بے شک۔ تمہارا یہ مذاق بہت برا تھا۔"

"اتنا برا نہیں جتنا کہ تم نے سمجھا ہے خیان۔" نفرا نے نرمی سے جواب دیا۔" کل میں تم سے وہ نہ کہہ سکی جو کہنے کے لیے بے تاب تھی، کیونکہ، میں جو کچھ ہوں اس کی وجہ سے، یہ معاملہ مجھے دوسروں کے سامنے پیش کرنا تھا۔ کیوں کہ میں، نفرا، آپ اپنی مرضی کی مالک نہیں ہوں، بلکہ ایک اہم مقصد کی خادمہ ہوں۔ چنانچہ مجھے وقت درکار تھا یہاں تک کہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ان کی بھی وہی مرضی ہے جو میری خواہش ہے اور اس عظیم روح کی بھی خواہش ہے جو آسمانوں پر ہے۔ اگر معاملہ ایسا نہ ہوتا۔ اگر سب کی وہی مرضی نہ ہوتی جو میری خواہش تھی تو تم آج رات نہ تو تم روح اہرام کو دیکھتے اور نہ ہی ملکہ نفرا کو اور کل تم یہاں سے چلے جاتے۔"

"تو پھر را ہو اور دوسروں کو منظور ہے؟"

"ہاں۔ بلکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ لوگ شروع سے ہی اس کی آس لگائے بیٹھے تھے چنانچہ جہاں تک ممکن تھا وہ ہمیں ایک دوسرے کے قریب لائے

اور ہماری ملاقاتیں کرواتے رہے کیوں کہ انہیں یقین ہے کہ ہماری محبت سے ہی یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے اور ہماری محبت ہی مصر کو متحد کرسکے گی۔"

"لیکن ایسا ہونے سے پہلے تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔" خیان نے اداسی سے کہا۔

"جانتی ہوں۔ خیان۔ ہماری راہ میں زبردست خطرات ہیں۔ میرے خیال میں تو یہ خطرات زیادہ دور نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے میں روح اہرام بن کر تمہیں یہاں لے آئی تاکہ تم اس مقام سے واقف ہو سکو اور بہ وقتِ ضرورت یہاں چھپ سکو۔ اب میں تمہیں اس دروازے کا، جو اہرام کے پہلو میں ہے، راز بتاتی ہوں۔ یہ راز مجھے اس لیے بتایا گیا ہے کہ میں قدیم فراعنہ کے خاندان سے ہوں۔ یہ راز شیخ الاہرام کے خاندان میں نسلاً بعد نسلٍ صدیوں سے چلا آرہا ہے اور وہ اسے کسی پر ظاہر نہیں کرسکتے چاہے انہیں کتنی ہی اذیتیں کیوں نہ دی جائیں۔ دیکھو خیان۔"

نفرا نے چراغ اوپر اٹھا کر کمرے کے انتہائی سرے کی طرف اشارہ کیا۔

خیان نے چراغ کی روشنی میں دیکھا کہ وہاں بہت سے بڑے بڑے مرتبان رکھے ہوئے تھے۔

"ان برتنوں میں،" نفرا نے کہا "شراب، تیل، غلہ، خشک مچھلی اور دوسری قسم کی اشیاءِ خورد و نوش بھری ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ دروازے کے قریب، جیسا کہ تم دیکھو گے، پانی سے بھرے ہوئے مرتبان رکھے ہوئے ہیں جن میں کا پانی وقتاً فوقتاً بدلا جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں کئی لوگ مہینوں تک

رہ سکتے ہیں اور بھو کے نہیں مر سکتے۔"

"دیوتا مجھے ایسی بد قسمتی سے محفوظ رکھیں۔" خیان نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ کل کیا ہو جائے خیان۔ وہ لومڑی سب سے زیادہ محفوظ رہتی ہے جو شکاریوں سے بچ کر چھپنے کے لیے اپنا بھٹ تیار رکھتی ہے۔"

"اندھیرے میں اور دنیا سے کٹ کر بیٹھ رہنے سے تو میں مر جانا بہتر سمجھتا ہوں۔" خیان نے مشکوک آواز میں کہا

"نہیں خیان۔ اب تمہیں زندہ رہنا ہے۔ میرے لیے اور مصر کے لیے۔" نفرا نے چراغ رکھ دیا اور تابوت کے پائنتی طرف جا کھڑی ہوئی۔ خیان بھی وہاں پہنچا، اور اب وہ دونوں پاس پاس کھڑے تھے اور مقبرے کی مکمل خاموشی میں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے اور خاموشی اتنی گہری تھی کہ وہ اس میں ایک دوسرے کے دل کی دھڑکن سن رہے تھے اور ان کی زبانیں خاموش تھیں۔ ان کے پاس ایک دوسرے کو کہنے کے لیے مزید الفاظ نہ تھے۔ البتہ ان کی آنکھیں وہ کہہ رہی تھیں جو ان کے دلوں میں تھا۔ وہ ایک دوسرے کی طرف یوں جھکے جیسے نرسل ہوا کے جھونکے سے جھک جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ نفرا خیان کی آغوش میں تھی۔ اور دفعتًہ اس کے ہونٹ خیان کے ہونٹوں سے مل گئے۔

"جانِ من!" خیان نے کہا۔ "قسم کھاؤ کہ تم میری زندگی میں میرے علاوہ کسی اور سے شادی نہ کرو گی۔"

نفرا نے خیان کے شانوں پر اپنا سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ نفرا کی بڑی بڑی خوب صورت آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔

"یہ قسم کھانا ضروری ہے؟" نفرا نے بدلی ہوئی، گمبھیر اور جذبات سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "تم بڑے شکی مزاج ہو خیان۔" "میں نے تم سے ایسی کوئی قسم کھانے کو نہیں کہا۔"

"اگر تم ایسا کرتیں تو یہ حماقت ہوتی کیوں کون ایسا بے وقوف ہوگا جو تمہارے پیار میں گرفتار ہونے کے بعد کسی دوسری عورت کی طرف متوجہ ہوگا؟ لیکن مردوں میں ایسے بہت سے ہوں گے جو دنیا کی حسین ترین عورت اور مصر کی ملکہ کو اپنی بنانا چاہیں گے۔ ان میں سے ایک تو تمہارا ہاتھ طلب کر بھی چکا ہے چنانچہ اسی لیے میں تم سے درخواست کرتا ہوں نفرا کہ قسم کھاؤ"

"بہت اچھا۔ اگر اسی میں تمہاری خوشی ہے تو یونہی سہی۔ میں اس روحِ عظیم کی، جس کی ہم پرستش کرتے ہیں اور مصر کی، جس پر ہم مستقبل میں حکومت کریں گے، اور اپنے اجداد کی، جن کی ہڈیاں اس مقبرے میں دفن ہیں، قسم کھاتی ہوں کہ تمہارے علاوہ کسی اور سے شادی نہ کروں گی۔ جب تک تم زندہ رہو گے تمہاری وفادار رہوں گی اور مر جاؤ گے تو جلد ہی تمہارے پاس دوسری دنیا میں پہنچ جاؤں گی۔ اگر میں اپنی یہ قسم توڑ دوں تو اس کے جیسی بن جاؤں جو اس وقت میرے ہاتھ کے نیچے ہے۔" اور اس نے تابوت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ "اور میرا نام شاہانِ مصر کے شجرے سے مٹا دیا جائے اور دیوتا شرست میری روح کو اپنا غلام بنا لے۔ اے شکی مزاج خیان! یہ کافی ہے یا اور بھی کچھ کہوں؟"

"کافی بلکہ کافی سے زیادہ ہے۔ ہائے نفرا۔ تم نے میرے دل کو نئی حیات بخشی ہے۔ کس طرح میں تمہارا شکریہ ادا کروں، میں تمہارا پرستار ہوں کیسے خدمت کروں تمہاری؟"

نفرا نے نفی میں سر ہلایا اور کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن خیان، نفرا کو اپنی آغوش سے الگ کر کے اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا اور اس کے چغے کے دامن کو چوم کر بولا:

"اے میرے دل کی ملکہ! اے مصر کی ملکہ! یہ خیان تمہارا پرستار اور تمہارا غلام ہے۔ اس غلام کے پاس جو کچھ بھی ہے یا جو کچھ بھی ہو وہ اسے تیرے قدموں پر نچھاور کرتا ہے اور نچھاور کرے گا۔ اے ملکہ! تیرا یہ عاشق، جو تیرا شوہر بننے کا خواہشمند ہے، تیری ادنیٰ رعایا ہے۔"

نفرا نے جھک کر اسے اٹھایا۔

"نہیں۔" نفرا نے مسکرا کر کہا۔ "تم مجھ سے بلند مرتبہ ہو خیان کہ تم مرد ہو اور میں عورت ہوں۔ بہرحال ہم دونوں ایک دوسرے کی خدمت کریں گے۔ لیکن خیان! اپیپی کا کیا جو تمہارا باپ ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ میرا باپ ہو یا دیوتا بہتر ہو گا کہ وہ ہمارے درمیان میں نہ آئے۔"

"دیوتا کریں کہ ایسا ہی ہو۔ آج کی رات تو بڑی مبارک ہے خیان۔ لیکن کل ــــ ہائے! کل کیا ہو گا؟"

"یہ دیوتاؤں کے ہاتھ میں ہے چنانچہ تم کوئی فکر نہ کرو۔"

"ہاں خیان لیکن اکثر اوقات دیوتاؤں کے راستے مشکل اور دشوار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میرے والدین کو پتہ چل گیا۔ ہم دونوں کی طرح ہی وہ بھی ایک دوسرے کو چاہتے تھے لیکن یہی اپیپی ان کی موت کا باعث بنا آؤ۔ اب چلیں۔"

ایک بار پھر وہ ایک دوسرے کی آغوش میں تھے اور ایک بار پھر انہوں

نے ایک دوسرے کے ہونٹ چومے اور پھر وہ ہاتھ میں ہاتھ دیئے موت کے اس مقام سے نکل کر کھلی فضا اور چھٹکی ہوئی چاندنی میں آ گئے۔ اس جگہ پہنچ کر، جہاں اہرام میں اترنے کا راستہ تھا، نفرا نے خیان کو بتایا کہ کس طرح ایک پتھر کو دبانے سے، جو ایک چول پر گھومتا تھا، اس دروازے کو بند کیا جا سکتا اور کھولا جا سکتا تھا۔ اس نے خیان کو بتایا کہ ضرورت کے وقت کس طرح اس مقام کو پتھر کی سلاخوں اور پتھر ہی کی کیلوں سے مضبوطی سے بند کیا جا سکتا تھا۔ یہ سلاخیں اور کیلیں اہرام کے معماروں نے اس دروازے کو بند کرنے کے لیے اس وقت استعمال کی تھیں جب وہ تابوت والا خفیہ کمرہ بنا رہے تھے، تاکہ کفن چور یہ معلوم نہ کر سکیں کہ فرعون کی لاش اور خزانہ کہاں رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ نفرا نے پتھر کا وہ زبردست لٹکتا ہوا دروازہ بھی خیان کو دکھایا جسے وہ لوگ چند ہزار برس پہلے فرعون کی لاش کو یہاں رکھنے لائے تھے واپس لوٹتے وقت گرانا بھول گئے تھے۔

"دیکھا خیان؟" نفرا نے کہا۔ "اگر پتھر کے اس سرے کو ٹھوکا جائے تو یہ زبردست دروازہ نیچے آ رہے گا۔ چنانچہ اسے چھونا مت مبادا ہم اس اہرام کے بنانے والے فرعون خفرا کی ہڈیوں کے ساتھ زندہ ہی دفن ہو جائیں۔ دیکھو۔ سامنے وہ بڑا طاق ہے جہاں کبھی ایک پجاری یا سپاہی کھڑا ہوا ہوگا جو دروازے کا پاسبان تھا اور اس دروازے کے قریب پانی بھرے ہوئے وہ مرتبان ہیں جن کا ذکر میں نے کیا تھا اور ان کے قریب چراغ ہیں ان میں جلانے کا تیل اور نرسلوں کی بٹی ہوئی بتیاں ہیں اور وہیں آگ سلگانے کی چرخی اور دوسری ضروری چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔"

یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ خیان نے سب کچھ دیکھ اور سمجھ لیا ہے نفرا نے آخری چراغ بھی بجھا کر طاق میں رکھ دیا۔ پھر وہ اہرام کے پہلو پر آ گئے اور یہاں نفرا نے تین دفعہ خیان سے خفیہ دروازہ کھلوایا اور بند کروایا یہاں تک کہ وہ یہ دروازہ کھولنے اور بند کرنے میں ماہر ہو گیا اس کے بعد سنگ مرمر کے ایک لمبے ٹکڑے سے، جو ایک خانے یا حلقے میں ٹھیک سے بیٹھ جاتا تھا۔ اس نے دروازے کا پتھر مضبوطی سے بند کر دیا۔ چنانچہ اب کوئی کہہ نہ سکتا تھا کہ یہاں کوئی دروازہ یا راستہ ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ اس کے راز سے واقف ہو۔ اس کے بعد وہ نیچے اترے جہاں زمین پر ایک پتھر پڑا ہوا تھا۔ اور یہ پتھر اس خفیہ دروازے کی نشانی تھا کہ خفیہ دروازے تک پہنچنے کیلئے اسی جگہ سے اوپر چڑھنا چاہیئے۔ اہرام کے قدموں میں جڑے ہوئے پتھروں کا فرش عبور کر کے اس مندر میں پہنچے جو فرعون خفرا کی روح کے لیے بنایا گیا تھا اور جہاں کسی زمانے میں پجاری اس کے لیے دعا کرتے تھے، اور تھوڑی دیر تک وہ دونوں اس کے سائے میں کھڑے رہے کہ کہیں کوئی شب زندہ دار آوارہ گرد انہیں دیکھ نہ لے۔ یہاں وہ ایک دوسرے سے پیار بھرے الفاظ کہہ کر رخصت ہوئے نفرا اپنی قیام گاہ کی طرف ایک راستے سے گئی اور خیان دوسرے راستے سے۔

خیان مقبروں کے ویرانے میں سے گزر رہا تھا اور چاندنی بکھری ہوئی تھی اور اس کا دل خوشی سے جھوم رہا تھا کیوں کہ اسے نفرا کا، دنیا کی حسین ترین لڑکی کا پیار مل گیا تھا۔ لیکن اس خوشی کے ساتھ خوف بھی تھا کہ نہ جانے کل کیا ہو۔ کیوں کہ اب وہ جانتا تھا کہ ایپیپی کے پیغام کا جواب نفرا کیا

دے گی۔ اور چوں کہ وہ پیغام بر تھا اس لیے یہ جواب اسے ہی لے کر اپیپی کے پاس جانا تھا کہ یہ اس کا فرض تھا۔ پھر۔ پھر کیا ہوگا؟ صرف ایک امید تھی۔ اپیپی اس خیال سے صبر کرلے کہ اس سے نہیں تو وہ ملکہ اس کے بیٹے سے شادی کرنے کو تیار تھی۔ چنانچہ یوں بھی اس کا وہ سیاسی مقصد پورا ہو رہا تھا جس کے لیے وہ نفرا کو اپنی ملکہ بنانا چاہتا تھا۔ اور پھر خیان تو اپیپی کا بیٹا اور اس کے تاج و تخت کا وارث تھا ہی۔ البتہ اگر اپیپی نے نفرا کی ایک جھلک بھی دیکھ لی ہوتی تو بے شک معاملہ مختلف ہوتا کیوں کہ خیان اپنے باپ کے مزاج سے واقف تھا۔ وہ حسن پرست تھا چنانچہ وہ نفرا جیسی حسینہ کو اپنی بنانے کے لیے سب کچھ کر گزرتا۔ لیکن خوش قسمتی سے اس نے نفرا کو دیکھا نہ تھا۔ چنانچہ ہو سکتا تھا کہ وہ اسے حاصل کرنے کے لئے بہ ضد نہ ہو اور اس کے لیے راضی ہو جائے کہ اس کا بیٹا خیان اس سے شادی کرلے اور یوں قدیم فراعنہ کی حکومت بھی چرواہے بادشاہوں کو مل جائے۔

تاہم خیان کو شک تھا کہ واقعات یوں نہ ہوں گے جیسا کہ وہ سوچ رہا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ اس کے جاسوسوں کے ذریعہ اسے معلوم ہو جائے اور یقیناً ہو جائے گا، کہ اس کے بیٹے کی نسبت شاہی خاندان کی اس لڑکی سے ہو گئی ہے جس سے وہ خود شادی کرنا چاہتا تھا۔ تو ظاہر ہے کہ پھر خیان کے متعلق وہ یہی فیصلہ کرے گا کہ اس نے باپ سے غداری کی اور ایک طرح سے یہ سچ بھی تھا۔ اگر ایسا ہوا تو اپیپی غضب ناک ہو جائے گا۔ اور اپنے غصے میں اندھا ہو کر خوفناک بن جائے گا۔ ویسے وہ سخت دل اور ظالم تو تھا ہی۔ اس کے علاوہ ممکن ہے کہ وہ انتقام کی ٹھان لے۔ اور کیسا انتقام؟ غدار کے لیے سزائے موت۔ اذیت ناک موت۔ اور اس کے بعد اگر نفرا اس

کی بیوی بننے سے انکار کرے تو اس کے لیے بھی موت۔ کیونکہ بہر حال وہ مصر کی جائز ملکہ تھی اور جب تک وہ زندہ رہے گی ابیپی اپنے تخت پر سکون سے نہ بیٹھ سکے گا۔ بلکہ اس کا تاج کانٹوں کا اور اس کا تخت انگاروں کا بن جائے گا۔

چاندنی رات میں اور مقبروں کے درمیان سے گزرتا ہوا خیان اپنے دل میں سمجھ چکا تھا کہ موت اس کے روبرو تھی۔ بھیانک خیالات ہجوم کر آئے اور اس کے تصور نے اسے یوں دکھایا کہ ایک کفن پوش سایہ اس کے آگے آگے چل رہا تھا۔ موت کا دیوتا اوزیرس۔ جو اس کفن میں لپٹا ہوا تھا جو حنوط شدہ لاشوں پر لپیٹا جاتا ہے۔ اوزیرس اسے موت کی طرف لیے جا رہا تھا، لیکن۔ اوزیرس دوسری زندگی اور عاقبت کا بھی تو دیوتا تھا۔ اگر اس کے اور نفرا کے لیے حقیقت میں موت مقدر ہو چکی تھی تو قبر کے اس پار، دوسری دنیا میں ان کے لیے خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔

راہو کا یہی عقیدہ تھا اور اس پر خیان کا بھی ایمان تھا۔ اس کے باوجود وہ مرنے اور دوسری دنیا کی زندگی کے خیال سے کانپ گیا۔ یہاں تو اس نے نفرا کے گرم اور پر حیات ہونٹ چومے تھے۔ زندگی سے بھرپور نفرا نے اقرارِ محبت کیا تھا۔ لیکن قبر کے اس پار کون جانے کیا ہو۔ کچھ ہو بھی یا نہ ہو۔ کون کہہ سکتا ہے۔ بے شک۔ یقین سے کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔

خیان ابوالہول کے مندر کے خفیہ دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ وہ اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس کی محراب کے اندھیرے سائے میں سے دیوقامت

رُد نکل کر سامنے آگیا اور عجیب نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔
"اے آقا! اتنی رات گئے تم کیا روح اہرام کی تلاش میں گئے تھے؟"
رُد نے پوچھا

"اور کس کی تلاش میں؟" خیان نے جواب دیا۔
"اور وہ تمہیں ملی آقا۔ اور اس کا چہرہ دیکھا جو لوگ کہتے ہیں کہ بے حد حسین ہے؟"
"ہاں رد۔ وہ مجھے مل گئی اور میں نے دیکھا کہ لوگ غلط نہیں کہتے روئے زمین پر اس کی سی اور کوئی حسینہ نہیں ہے۔"
"اور تم دیوانہ ہو گئے ہو آقا جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جس پر روح مسکراتی ہے وہ پاگل ہو جاتا ہے؟"
"ہاں رد۔ میں دیوانہ ہوں۔ محبت کا دیوانہ۔"
"اور تم دیوانے ہو آقا تو کیا اس کے پیار کی قیمت دینے اور اس کے پیچھے دوسری دنیا میں جانے کو تیار ہو؟"
"اگر ضرورت ہوئی تو — تیار ہوں۔"

دیو قامت رد سر جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ آخر کار اس نے سر اٹھایا اور کہا:

"آقا! میں تو ایک جنگ کرنے والا اجڈ سپاہی ہوں لیکن ہم حبشیوں کو کبھی کبھی مستقبل کی خبر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس وقت میں یہاں ریت پر جو لکھا دیکھ رہا ہوں اس کی بنا پر کہتا ہوں کہ تمہاری اور اس دوسری کی بہتری اسی میں ہے آج ہی رات کو تم یہاں سے فرار ہو کر شام یا قبرص یا دریائے نیل کے اوپر جنوب میں چلے جاؤ اور وہاں چھپ کر بہتر دنوں کا

انتظار کرو۔"

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں رو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ ریت پر کی تحریر کے آخر میں تم دیوتا اوزیرس کی علامت دیکھ رہے ہو؟"

"نہیں آقا۔ نہ تمہارے لیے اور نہ ہی اس دوسری کے لیے۔ البتہ میں مستقبل قریب میں ہی بہت سا خون اور بہت سے مصائب دیکھ رہا ہوں۔"

"رو! خون خشک ہو جاتا ہے اور مصائب ختم ہو جاتے ہیں۔"

اور رو کو ریت کی طرف دیکھتا چھوڑ کر خیان مندر میں داخل ہو گیا۔

تیرھواں باب

پیغامبر

اس پورے چاند کی رات کی صبح، جب شہزادہ خیان روح کی تلاش میں چلا تھا اور اسے عورت مل گئی تھی، حلقۂ سحر کے مشیروں کی مجلس ملنے والی تھی۔

علی الصبح سرحد کے نگہبانوں نے خبر دی کہ بادشاہ اپیپی کا ایک پیغامبر کشتی سے اس طرف اترا ہے۔ اور اب وہ کھجوروں کے جھنڈ میں منتظر ہے کہ اسے بحفاظت مجلس کے اراکین تک پہنچا دیا جائے۔ اس سے پوچھا گیا کہ کاہن تامو کا کیا بنا جسے ایک پیغام کے ساتھ یہاں سے بادشاہ اپیپی کے پاس بھیجا گیا تھا تو پیغامبر نے جواب دیا کہ وہ وہاں کسی مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ چنانچہ اب وہ کبھی واپس نہ آئے گا۔ پیغام بر نے کہا کہ کم سے کم اس نے تو ایسا ہی سنا تھا۔ اس کے بعد حکم دیا گیا ہے اس پیغام بر کو مجلس تک پہنچا دیا جائے کہ وہ بادشاہ کا پیغام زبانی یا تحریری، جیسا بھی وہ لے کر آیا ہے، سنا دے یا ہاتھوں ہاتھ پہنچا دے۔

مقررہ وقت پر کاہن اعظم راہو اور مجلس کے سارے اراکین مندر کے بڑے کمرے میں جمع ہوئے۔ حلقہ کے برادر بھی نفرا کا جواب سننے کے لیے آگئے اور خیان بھی آگیا جو ہنوز اپیپی کا سفیر اور وقائع نگار راسہ تھا۔ اور آخر

میں نفرا آئی جس نے شاہی لباس پہن رکھا تھا۔ اور آج پہلی دفعہ وہ مصرِ بالا اور مصرِ زیریں کا دُہرا تاج سر پر رکھے ہوئے تھی۔ اس کے ساتھ رع تھا جو اس کا باڈی گارڈ تھا اور کماح تھی، جو اس کی اَنا تھی۔ نفرا اس تخت پر بیٹھ گئی جو اس کے لیے رکھا گیا تھا۔ یہ وہی تخت تھا جس پر وہ اس رات رونق افروز ہوئی تھی جس رات اسے ملکۂ مصر نامزد کر کے اس کی رسم تاج پوشی ادا کی گئی تھی۔ کمرے میں موجود ہر شخص اٹھ کھڑا ہوا اور سب کورنش بجا لائے۔

اور تب اعلان کیا گیا کہ بادشاہ ابیبی کا پیغام بر بادشاہ کے خطوط لیے باہر منتظر کھڑا ہے اور باریابی کی اجازت چاہتا ہے۔ حکم دیا گیا کہ اسے حاضر کیا جائے۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ دو راہبوں کی راہ بری میں کمرے میں داخل ہوا۔

خیان اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ شاید وہ اس پیغام بر کو جانتا ہو۔ پیغامبر درمیانے قد کا موٹا آدمی تھا جو چلنے میں قدرے لنگڑا رہا تھا۔ اور اس نے اپنے آپ کو ایک شال میں لپیٹ رکھا تھا اور اسی سے اس نے اپنے چہرے کا نچلا حصہ بھی ڈھنک رکھا تھا جیسے وہ سرد ہوا سے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہو۔ دفعتہً آنے والے کی نظر خیان پر پڑی جو اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پیغامبر نمایاں طور سے چونکا اور اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اور تب اس کی نگاہ نفرا پر پڑی جو اپنی ساری فتنہ سامانیوں کے ساتھ بڑے وقار سے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے حسن کی تاب نہ لا کر یا کسی اور وجہ سے آنے والا لڑکھڑا گیا لیکن پھر سنبھل کر لنگڑاتا ہوا آگے بڑھا۔ تخت کے چبوترے کے سامنے پہنچ کر وہ کمر سے جھک گیا یوں

سلام کرنے کے بعد اس نے اپنے چغے کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر پاپیرس کا لپٹا ہوا پلندہ نکالا، اپنے ماتھے سے لگایا اور راہب کو دے دیا جو چبوترے کے قریب تھا۔ راہب نے نفرا کو پیش کیا اور نفرا نے راہو کو تھما دیا جو اس کے دائیں طرف بیٹھا ہوا تھا۔

راہو نے خط کھول کر اس پر ایک نظر ڈالی اور پھر اونچی آواز میں پڑھنا شروع کیا۔

خط مختصر تھا اور یوں تھا:

"فرعون اپیپی کی طرف سے حلقۂ سحر کے نام

مجھے تمہارا خط ملا اور وقائع نگار راسہ کا بھی خط ملا۔ تمہارا پیغامبر جس نے اپنا نام تامو بتایا، ہمارے دربار میں بیمار پہنچا اور چند دنوں تک زندگی اور موت کے درمیان جھکولے کھانے کے بعد مر گیا۔ لیکن مرنے سے پہلے اس نے بتایا کہ ہمارا بھیجا ہوا سفیر و وقائع نگار راسہ اہرام پر سے گر کر مر گیا۔ مجھے شک ہے کہ راسہ کو تم لوگوں نے قتل کر دیا ہے چنانچہ ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اس کی موت کا سبب اور واقعات تفصیل سے لکھ کر بھیج دو۔

تم نے اپنے خط میں جو کچھ لکھا ہے اس کے متعلق میں اس وقت تک کچھ نہ کہوں گا جب تک کہ مجھے نفرا کا جواب نہیں مل جاتا جس کو میں نے شادی کا پیغام دیا ہے۔ اس کے جواب پر ہی اس کا انحصار ہوگا

کہ پھر میں کیا کرتا ہوں۔ یہ خط میں اپنے ایک وفادار کے ہاتھ بھیج رہا ہوں جو کوئی بڑا افسر یا عہدے دار نہیں ہے چنانچہ یہ کچھ نہیں جانتا۔ میں نے اپنے کسی افسر کو اس لیے نہیں بھیجا کہ مجھے تم لوگوں پر اعتبار نہیں ہے۔ چنانچہ اپنا جواب اس کے حوالے کر کے اسے فوراً میرے پاس بھیج دو۔ جان لو کہ اگر اس کے ساتھ بھی کوئی حادثہ ہوا تو پھر میں تم پر حملہ کر دوں گا۔

مہر ہے اس پر مصر بالا اور مصر زیریں کے فرعون ابیپی کی اور اس کے وزیر ٹاتھ کی۔

خط پڑھنے کے بعد راہوتے نے پلندہ زمین پر پھینک دیا کیوں کہ اسے غصہ آگیا تھا۔ اور اس نے پیغامبر کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔ پیغامبر فوراً پیچھے ہٹ گیا جیسے خوفزدہ ہو گیا ہو۔ اور اب وہ کمرے کے انتہائی سرے پر ایک ستون کا سہارا لیے کھڑا تھا۔ اس شخص کی طرح جو لنگڑا اور تھکا ہوا ہو۔

اور اب راہوتے نے زبان کھولی۔ اس نے کہا:

"ابیپی نے ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا جو ہم نے لکھی تھیں۔ بلکہ اس نے اپنے سفیر راسہ کے قتل کا الزام ہم پر لگایا ہے۔ وہ ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ ہمارا پیغامبر تاموو مر گیا۔ بیمار ہو کر مر گیا لیکن ہم اس بات کا یقین نہیں کرتے کیوں کہ ہمارے کسی برادر کے ساتھ جب کوئی واقعہ ہو جاتا ہے تو ہمیں چند خاص ذرائع سے اس کی اطلاع مل جاتی ہے۔ وقائع نگار راسہ! آگے آؤ۔ تاکہ ابیپی کا یہ پیغامبر اور سب دیکھ لیں کہ تم مرے نہیں ہو بلکہ زندہ ہو۔ آؤ اور

تخت کے قریب کھڑے ہو جاؤ کہ سب تمہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔"

چنانچہ خیان چبوترے پر چڑھ کر تخت کے قریب کھڑا ہو گیا۔

نفرا اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

وہ نفرا کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

اور اب راہو نے کہا:

"ملکہ! اب وقت آ گیا ہے کہ تم بادشاہ اپیپی کی درخواست کا جواب دو۔ کیا کہتی ہیں ملکہ مصر کہ وہ اپیپی کو اپنا شوہر بنانا چاہتی ہیں یا نہیں؟"

"مقدس کاہن اور حلقہ اسحر کے اراکین" ملکہ نے صاف اور شیریں آواز میں کہا۔ "میں بادشاہ اپیپی کا شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن میں اس سے شادی نہ کروں گی کہ وہ میرے والد کا قاتل ہے اور اگر اس کا بس چل جاتا تو وہ مجھے اور میری والدہ کو بھی زندہ نہ چھوڑتا۔ بس میں کہہ چکی۔"

"ملکہ کے الفاظ تحریر کر لیے جائیں کہ وہ اس تحریر پر اپنی مہر لگا دے اور ہم میں کے چند منتخب آدمی بھی بطور گواہ اس پر اپنے دستخط کر دیں۔ یہ الفاظ تحریر کر کے خط بادشاہ کے سفیر وقائع نگار راسہ کے حوالے کر دیا جائے۔ اس کی ایک نقل پیغام بر کے سپرد بھی کر دی جائے تاکہ ہمیں اطمینان ہو جائے کہ یہ تحریر بادشاہ اپیپی تک پہنچ جائے گی۔"

راہو کے اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

تاؤ نے خود تحریر لکھی اور اس کی نقلیں تیار ہو گئیں تو انہیں سر بہ مہر کر دیا گیا۔

اب راہو نے حکم دیا کہ خط حاصل کرنے کے لیے اپیپی کا پیغامبر آگے آئے۔ لیکن جب اسے تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ پیغامبر جا چکا تھا۔ جب

تحریر لکھی جا رہی تھی اور سربہ مہر کی جا رہی تھی اور سب اس طرف متوجہ تھے تو وہ وہاں سے سٹک گیا تھا اور دروازے پر کھڑے ہوئے محافظوں سے اس نے کہا تھا کہ اسے بادشاہ کے خط کا جواب دے کر رخصت کر دیا گیا ہے
اس کا تعاقب کرنے کی رائے دی گئی لیکن تاؤ نے کہا:
"جانے دو اسے وہ خوف زدہ ہو کر بھاگ گیا ہے کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اگر وہ یہاں رکا تو مر جائے گا جس طرح کہ ہمارا برادر تاموتانبیس میں مر گیا ہے۔ وہ خط یہاں چھوڑ گیا ہے لیکن اس سے کوئی فرق نہ پڑے گا کیوں کہ اس کے کانوں نے جو سنا ہے وہ اس کی زبان کہے گی۔"
چنانچہ یوں پیغامبر چلا گیا اور سوائے راہو کے کسی نے بھی اس کے متعلق مزید کچھ نہ سوچا۔

خیان کو راہو کے حجرے میں طلب کیا گیا
یہاں راہو کے ساتھ حلقہ کے چند بزرگ، تاؤ، نفرا اور کماح بیٹھی ہوئی تھی
جب خیان بیٹھ گیا تو راہو نے کہا:
"ہم شروع سے جانتے تھے کہ تم وقائع نگار راسہ نہیں ہو۔ چنانچہ شہزادہ خیان! ملکہ نے ہمیں ساری بات بتا دی ہے۔ اس نے بتایا کہ گزشتہ رات مقبروں میں جب تم گھوم رہے تھے تو اسی وقت وہاں جانے کی خواہش ملکہ کے دل میں بھی بیدار ہوئی اور وہاں تم دونوں کی ملاقات ہوئی اور وہاں تم دونوں کے علاوہ کوئی نہ تھا، اب بتاؤ کہ تم نے ملکہ سے کیا کہا اور ملکہ نے تم سے کیا کہا۔"

"مقدس کاہن! میں نے اس سے کہا کہ میں اس سے پیار کرتا اور اسے اپنی زوجیت میں لینا چاہتا ہوں، اور یہ میں نے جھوٹ نہیں بلکہ سچ کہا تھا۔" خیان نے بلا جھجک جواب دیا۔ "رہا یہ سوال کہ ملکہ نے کیا جواب دیا تو بہتر ہوگا کہ یہ خود ملکہ بتائیں۔"

"میں نے شہزادہ خیان سے کہا کہ میں نے تحفے کے بدلے تحفہ دیا اور پیار کے بدلے پیار۔ اور میں کسی اور کو نہیں بلکہ خیان کو اپنی زندگی کا مالک بناؤں گی، اب میں چاہتی ہوں کہ تم دعا کرو کہ میرا یہ انتخاب مبارک ثابت ہو، اور ہماری نسبت کے لیے حلقۂ سحر کے اراکین سے منظوری حاصل کر لو۔"

"دعائیں تو تمہارے لیے ہیں ہی اور منظوری بھی میں سمجھتا ہوں مل جائے گی۔ جان لو کہ ہم نے امید لگا رکھی تھی اور دعائیں کی تھیں کہ ایسا ہی ہو اور یوں بغیر خون خرابے کے مصر بالا اور مصر زیریں ایک ہو جائیں۔ اس کے علاوہ ہم تم دونوں کا مطالعہ کرتے رہے ہیں چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم دونوں کی جوڑی بہت عمدہ ہے، دیوتاؤں نے تمہیں ایک دوسرے کے لیے بنایا ہے۔ یہ ہے ہمارا جواب۔"

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اے مقدس باپ۔" خیان نے کہا۔

"شکریہ۔" نفرا نے آہستہ سے کہا۔

"بے شک۔" راہو نے کہا۔ "اس وقت تمہارے دل خوشی میں جھوم کر ہمارا شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن اے ملکہ اور اے شہزادے جان لو کہ تمہارے اور ہمارے سامنے زبردست خطرات ہیں چنانچہ تم دونوں کی شادی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ خطرات دور نہیں ہو جاتے۔ ابیبل نے ہمیں دھمکی دی ہے، جب اسے معلوم ہوگا کہ اس کی درخواست ٹھکرا دی گئی

ہے تو وہ مارے غصے کے دیوانہ ہو جائے گا۔ اور جب اسے پتہ چلے گا کہ کیوں اور کس کے لیے ملکہ نے اس کی درخواست ٹھکرائی ہے۔ اور تم جانو یہ بات چھپی نہ رہے گی۔ تو پھر کیا؟ خیان! کیا تم اب بھی ہمارا دہ تحریری جواب لے جانا چاہتے ہو جو پیغامبر چھوڑ کر بھاگ گیا ہے؟ یا تم ہمارے ساتھ رہنا یا پھر اس ملک سے فرار ہو کر کہیں روپوش ہو جانا چاہتے ہو کچھ عرصے کے لیے؟"

خیان چند ثانیوں تک سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا:

"میں نہیں جانتا تھا کہ میری قسمت میں کیا لکھا ہے میں نے سفیر بننا قبول کیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ بادشاہ کا پیغام لے کر جاؤں گا اور جواب لے کر لوٹوں گا بشرطیکہ زندہ رہا اور یہ اس جماعت کے متعلق جتنی بھی باتیں معلوم کر سکوں گا اتنی بادشاہ کے سامنے بیان کر دوں گا۔ اب اگر میں نے یہ قسم نہ نبھائی تو خود اپنی نظروں میں ذلیل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں یہاں اور کہیں بھی بھیس بدل کر روپوش نہیں رہ سکتا کیوں کہ میرا کام اب خطرناک ہو گیا ہے۔ میں نے حلقۂ سحر کا عقیدہ قبول کر لیا ہے اور شاہی خاندان کی خاتون کا منگیتر بن گیا ہوں تو یہ میرا ذاتی معاملہ ہے لیکن اس جہاز میں سفر کرنا جو مجھے لے جانے کے لیے مقس سے بلایا گیا ہے اور تمہارا جواب بادشاہ تک پہنچانا میرا منصبی اور عوامی فرض ہے۔ اگر یہ فرض ادا کرنے میں مجھ پر کوئی آفت آگئی تو جو دیوتاؤں کی مرضی اور اگر میں نے اپنا فرض ادا نہ کیا تو دنیا کے آخری دن تک میں بے ایمان اور نمک حرام مشہور ہو جاؤں گا۔ میں خطوط بادشاہ تک پہنچا دوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو میں بادشاہ اپیپی کو سب کچھ سچ سچ بیان کر دوں گا اور نتیجہ قسمت پر یا اس پر چھوڑ دوں گا جس کی ہم پرستش کرتے ہیں۔" نفرانے

فخر اور تعریفی نظروں سے خیان کی طرف دیکھا اور دوسروں نے کہا:
"شاباش!"

"بلند اخلاق الفاظ کہے ہیں تم نے" راہو نے کہا۔ "اور میں خوش ہوا شہزادہ خیان کیوں کہ تمہاری ان باتوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ ہماری ملکہ نے اپنا پیار کسی ذلیل اور اوچھے آدمی کو نہیں دیا۔ خطرہ زبردست ہے اور جب تک یہ ٹل نہیں جاتا تم شادی نہیں کر سکتے مبادا تمہاری دلہن شادی کے فوراً بعد ہی بیوہ بن جائے لیکن مجھے یقین ہے کہ بہت جلد عظیم روح تمہاری جھولی میں خوشیاں اور مسرتیں ڈال دے گی۔"

"ایسا ہی ہو۔" خیان نے کہا۔

"اچھا۔ اب تم دونوں سنو۔" راہو نے کہا۔ "میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ بہت جلد اس دنیا سے چلا جاؤں گا۔ کس طرح یہ فی الحال میں نہیں جانتا۔ ہاں۔ میں روشنی کا متلاشی ہوں لیکن میں اندھیرے میں جاؤں گا جہاں مجھے روشنی مل جائے گی۔ شہزادہ خیان! آج تم آخری بار میری صورت دیکھ رہے ہو۔ عمر بھر میں مصر کو متحد کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں ــــ اگر ممکن ہو تو خون بہائے بغیر۔ اب میں سمجھتا ہوں، اے شہزادے اور اے ملکہ تم دونوں یہ اتحاد کرو گے، مصر متحد ہو جائے چاہے کچھ عرصے کے لیے ہی سہی۔ اس اتحاد کو دیکھنے کے لیے میں زندہ نہ رہوں گا۔ حالاں کہ میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں کسی اور جگہ میں اس کی داستان خود تمہاری زبان سے سنوں گا۔ لیکن مرنے کے بعد بھی میری روح تمہاری راہ بری کرتی رہے گی۔ تم دونوں کی ــــ حالاں کہ تم لوگ مجھے دیکھ نہ سکو گے۔ شمالی مصر کے شہزادے خیان اور مصر کی ملکہ نفرا! میرے قریب آؤ کہ میں تمہیں برکت دوں۔"

چنانچہ دونوں آگے بڑھے اور اس بوڑھے کاہن کے سامنے جھک گئے جو اب انسان سے زیادہ روح معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اپنے پتلے اور خشک ہاتھ دونوں کے سروں پر رکھ دیئے اور انہیں برکت کی دعا دی۔ اور پھر یکایک وہ وہاں سے اٹھا اور چلا گیا۔

مجلس کے اراکین بھی یکے بعد دیگرے اٹھ کر، اپنے درجہ کے مطابق، وہاں سے چلے گئے۔ کماح اور دیو ہیکل رو بھی ان کے ساتھ چلا گیا۔ اور اب وہاں خیان اور نفرا اکیلے تھے۔

"رخصت کا وقت قریب ہے" خیان نے کہا۔

"ہاں میرے محبوب" نفرا نے جواب دیا۔ "لیکن ہمارے دوبارہ ملنے کا وقت کب اور کہاں آئے گا؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا نفرا، را ہو بھی نہیں جانتے۔ لیکن ہمت رکھو وہ وقت ضرور آئے گا۔ میرا جانا ضروری ہے۔ اور اب میں تمہاری آنکھوں میں دیکھ رہا ہوں کہ میری طرح تمہارا بھی یہی خیال ہے کہ میرا جانا ضروری ہے۔"

"ہاں۔ خیان۔ تم سچ کہتے ہو، چنانچہ جاؤ۔ جلد جاؤ۔ مبادا میرا دل ٹوٹ جائے۔ سب کچھ یاد رکھنا خیان اور وہ باتیں بھی یاد رکھنا جو ہمارے درمیان ہوئی ہیں۔ ایک بات اور۔ میں تمہیں اپنی محبت کا واسطہ دیتی ہوں کہ تم میرے متعلق کچھ بھی سنو حتیٰ کہ یہ بھی سنو کہ میں نے بے وفائی کی اور کسی اور سے شادی کر لی ہے تو اس پر یقین نہ کرنا یقین کرو بھی یقین کرنا کہ کہ اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں بھی میں تمہاری ہوں اور تمہاری رہوں گی اور کسی دوسرے کی بننے پر میں موت کو ترجیح دوں گی۔ اس کی قسم کھاتے ہو تم خیان؟"

"ہاں۔ قسم کھاتا ہوں نفرا اور یہ بھی جس طرح تم میری ہو اسی طرح میں تمہارا ہوں۔"

اور وہ ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور انہوں نے ایک دوسرے کے بوسے لیے یہاں تک کہ خیان نے ٹھنڈی سانس لے کر نفرا کو اپنے آپ سے جدا کیا اور اس کے سامنے جھک گیا اور جواب میں وہ بھی خیان کے سامنے جھک گئی۔ دروازے پر پہنچ کر خیان نے گھوم کر نفرا کی طرف دیکھا وہ حلقۂ سحر کی بہنوں کے سادے لباس میں بے حرکت کھڑی تھی اور اس لباس میں بھی وہ بہت خوبصورت معلوم ہو رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے اور پھر وہ باہر آ گیا اور موت کے دروازے کی طرح دروازہ بند ہو گیا اور اب وہ نفرا کو نہ دیکھ سکتا تھا۔

خیان اپنے حجرے میں پہنچا تو وہاں تاؤ کو اپنا منتظر پایا۔

"شہزادے"۔ اس نے کہا، "میں تمہیں یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ دریا کے ساحل پر تمہارا جہاز تیار ہے۔ تمہارا سامان اور وہ تحائف، جو آپیپی نے بھیجے تھے، اس پر پہنچا دیئے گئے ہیں۔ وہ تمہیں وہاں تک پہنچا دے گا۔"

"ہاں۔ تاؤ۔ لیکن مجھے واپس کون پہنچائے گا؟" خیان نے آہ بھر کر کہا "میں اس شخص کی طرح محسوس کر رہا ہوں جس نے ایک بے حد حسین خواب دیکھا ہو اور بیدار ہونے کے بعد یہ حقیقت اس پر واضح ہو گئی ہو کہ وہ محض ایک خواب تھا جو کبھی پورا نہ ہو گا۔"

"ہمت نہ کھو شہزادے کیوں کہ میرا خیال کچھ اور ہے۔ تاہم میں تم سے

چھپانا نہیں چاہتا اور صاف صاف کہہ رہا ہوں کہ ہم سب کے لیے بڑا خطرہ ہے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ایپی فوجیں اکٹھی کر رہا ہے کہنا یہ ہے کہ بابلیوں سے محفوظ رہنے کے لیے جو دھمکیاں دے رہے ہیں لیکن یقین سے کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کس کے خلاف فوج کشی کرنے جا رہا ہے؟ کاش کہ ہم نے اس پیغامبر سے سوالات پوچھے ہوتے جیسا کہ میں چاہتا تھا لیکن وہ بھاگ گیا جب کہ ہم اس دھوکے میں رہے کہ وہ ہمارا خط لے کر جائے گا۔"

"ہاں۔ لیکن وہ جا چکا تاؤ اور اب وقت گزر چکا۔"

"شہزادے!" تاؤ نے نیچی آواز میں کہنا شروع کیا۔ "ہو سکتا ہے کہ حلقۂ سحر اور اس کے ساتھ ایک خاتون بھی کچھ عرصے کے لیے مصر سے غائب ہو جائے اگر ایسا ہو تو تم یہ نہ سمجھ لینا کہ ہم غائب ہو گئے ہیں یا مر گئے ہیں بلکہ ہم کمک حاصل کرنے گئے ہوں گے کہاں سے یہ اس وقت میں تم پر ظاہر نہ کروں گا حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ تم خود ہی سمجھ جاؤ گے۔ شہزادے! ہمیں جنگ و جدل سے نفرت ہے لیکن اگر یہ ہم پر لادی گئی تو ہم جنگ کریں گے۔ یقیناً میں جنگ کروں گا کہ میں جوانی میں، تمہاری طرح، سپاہی تھا۔ اور ایک دستے کا افسر تھا۔ چنانچہ یاد رکھو کہ جب تک میں زندہ ہوں، حلقۂ سحر کا ایک بھی برادر یا ایک بھی بہن دنیا کے کسی بھی گوشے میں زندہ ہے، ملکہ بے گھر اور بے حمایتی نہ رہے گی۔ چنانچہ فی الحال خدا حافظ اس وقت تک غالباً اس وقت تک جب تک کہ اس خاتون کی شادی نہیں ہو جاتی اور وہ اور اس کا شوہر متحدہ مصر کے بادشاہ اور ملکہ نہیں بن جاتے۔ چنانچہ اے میرے برادر! اے میرے عزیز الوداع۔ روحِ عظیم تمہاری محافظ ہو۔"

ایک بار پھر خیان وہ ریگزار عبور کر رہا تھا جو ابوالہول اور ساحل نیل پر کے کھجوروں کے جھنڈ کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ لیکن اس دفعہ اس کا راہبر چغہ پوش نوجوان نہ تھا جس کی آواز اور ہاتھ عورت کے تھے۔ بلکہ سیاہ فام رو تھا جو خود کلامی کے سے انداز میں خیان سے یوں کہہ رہا تھا:

"تو آقا تم حقیقت میں شہزادے خیان ہو جیسی کہ افواہ تھی اور جیسا کہ میں نے اور خاتون تماح نے شروع سے ہی بھانپ لیا تھا اور اب تم میری ملکہ کے منگیتر ہو جس کی وجہ سے میں تم سے نفرت کرتا ہوں کیوں کہ جب سے تم آئے ہو میری ملکہ نے نہ تو میری طرف دیکھا ہے اور نہ مجھ سے بات کی ہے۔ لیکن سچ کہتا ہوں کہ اس طرف سے مجھے خوشی بھی ہے کہ اس نے کسی اور کو نہیں بلکہ تمہیں پسند کیا کیوں کہ تم سپاہی ہو، میں تمہیں پسند کرتا ہوں تمہارا رہو جیسا کہ تم نے اہرام کی بلندیوں پر چڑھ کر ثابت کر دیا ہے کہ میں تو کبھی ایسا نہ کر سکتا، چنانچہ جب تمہاری شادی ہو جائے گی تو میں خوشی سے تمہاری خدمت کروں گا لیکن اگر میری ملکہ کے ساتھ تمہارا سلوک اچھا نہیں رہا تو پھر میرے اس کلہاڑے سے ہوشیار رہنا کیوں کہ اس وقت اگر تم پچاس فراعنہ اور سو دیوتا ہوئے تب بھی میں پروا نہ کروں گا اور تمہاری کھوپڑی ٹھوڑی تک پھاڑ دوں گا۔ بے شک میری ملکہ کا پیار حاصل کر کے تم اپنے آپ کو بہت عقلمند اور ہوشیار سمجھ رہے ہو لیکن یہاں تم غلطی پر ہو۔ بے شک تم نے اس کا پیار جیتا لیکن اس نے تمہارا پیار نہیں جیتا۔ یہ اس بوڑھے

کاہن کی کارستانی ہے جس نے یہ سارا انتظام کیا اور اپنا سحر تم دونوں پر پھینکا اور ایسا انہوں نے اپنا ایک خاص مقصد پورا کرنے کے لیے کیا ہے یقین کرو شہزادے کہ جس طرح انہوں نے تم دونوں کو ایک کیا ہے اسی طرح تم دونوں کو جدا بھی کر سکتے ہیں اگر وہ چاہیں۔ اور اپنے منحوس منتروں سے تمہارے درمیان نفرت بھی پیدا کروا سکتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسا نہ کریں گے اس لیے کہ یہ انہیں پسند نہ ہوگا۔ اور پھر یہ بھی ہے کہ تم دونوں ہی ان کے حلقے کے رکن ہو چنانچہ ہر معاملے میں وہ تمہاری حمایت اور حفاظت کریں گے۔"

"یہ معلوم کر کے مجھے خوشی ہوئی" رو سانس لینے کے لیے رکا تو خیان نے کہا۔

"بے شک۔ بے شک۔ آقا۔ حلقۂ سحر کا رکن ہونا بہت اچھا ہے یا اس کا خدمتگار بننا بھی اچھا ہے جیسا کہ میں ہوں۔ چنانچہ تم فکر نہ کرو چاہے تمہیں کتنا ہی خطرہ کیوں نہ ہو، حالات کتنے ہی مایوس کن کیوں نہ ہوں، پھانسی دینے والے نے پھانسی کا پھندا تمہارے گلے میں کیوں نہ ڈال دیا ہو تب بھی را ہو یا کوئی کاہن میلوں دور سے سحر پھینکے گا یا قوت کا ایک لفظ کہے گا اور کوئی نہ کوئی یکایک تمہاری مدد کو آجائے گا۔ چنانچہ اسی لیے مجھے یقین ہے کہ آخر کار تم میری ملکہ سے شادی کر لو گے بشرطیکہ تم دونوں ایک دوسرے کو چاہتے رہے اور یہ کہ ہم سب دھاڑتے ہوئے شیر کے جبڑوں سے بچ جائیں گے، یعنی تمہارے باپ اپیپی سے، حالانکہ وہ سمجھ رہا ہے کہ ہمارے سر اس کے منہ میں ہیں۔"

"تم کیسے بچ جاؤ گے رو؟" خیان نے پوچھا

"ایسے دوست تلاش کر کے جو اپیپی سے زیادہ پرقوت ہوں گے مثلاً بابل کا بادشاہ جو میری ملکہ کا دادا ہے جو اپیپی کے ایک سپاہی کے مقابلے میں دو سپاہی لا سکتا ہے۔ بے شمار رتھوں اور گھوڑوں کا تو ذکر ہی کیا جو اس کے پاس ہیں اور اپیپی کے پاس نہیں ہیں۔ حلقہ کے بہت سے برادر بابل کے دربار میں موجود ہیں۔ ان میں کے کئی ایک تاجپوشی کی رات کو یہاں آئے تھے اور میں جانتا ہوں کہ ہر روز یہاں سے ان کے پاس پیغامات جاتے ہیں۔ کس طرح جاتے ہیں یہ راز ہے۔ اب اگر جلد ہی ہم بھی وہاں چلے گئے تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اور پھر شاید میں ایک مزے دار جنگ میں حصہ لوں گا۔ ہاں اس سے پہلے کہ میں بوڑھا اور موٹا ہو جاؤں اور کلہاڑا اٹھانے کے قابل نہ رہوں۔ چوں کہ تم میری ملکہ کے منگیتر ہو اسلئے یہ باتیں میں تم سے کہہ رہا ہوں"

"شکریہ" خیان نے جواب دیا۔

"پیغام کی بات پر سے پیغامبر یاد آ گئے۔" رو نے کہا۔ "بلکہ ایک پیغامبر یاد آ گیا۔ میری مراد اس پیغامبر سے ہے جو اپیپی کی طرف سے آج صبح آیا تھا اور پھر کھسک گیا۔ اب اگر ان بیوقوف کاہنوں کے بجائے میں اس کی نگرانی کر رہا ہوتا تو وہ کبھی نہ بھاگ سکتا۔"

"کیا قصہ ہے اس کا؟" خیان نے پوچھا

"صرف یہ کہ وہ بے حد عجیب آدمی تھا اور میرے خیال میں وہ جیسا کچھ اور جو کچھ نظر آتا تھا ایسا نہ تھا بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی تھا۔ تم نے اس کی آنکھ دیکھی تھی آقا؟ عقاب کی آنکھ جیسی تھی۔ ایسی جیسی کہ کسی بڑے اور مغرور آدمی کی ہوتی ہے اور جب اس نے ملکہ کا جواب سنا تو اس کی آنکھ غصّے سے سرخ

ہو گئی۔ اور اس کا جسم لبادے کے اندر کانپنے لگا۔ اس کے علاوہ دوسری بھی عجیب باتیں تھیں۔ مثلاً جب وہ مندر کے کمرے میں آیا تو یوں لنگڑا رہا تھا جیسے بہت ہی لنگڑا ہے۔ لیکن چند لوگوں نے، جو کھیتوں میں کام کر رہے تھے، مجھے بتایا کہ انہوں نے اسے نیل کی طرف اس لومڑی کی طرح بھاگ کر جاتے دیکھا جس کے پیچھے شکاری لگ گئے ہوں۔"

"اب ایک لنگڑا آدمی لومڑی کی طرح کیسے بھاگ سکتا ہے؟ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جب وہ اس کشتی کے قریب پہنچا جو اس کی منتظر تھی تو وہ لوگ جو کشتی میں تھے یا ساحل پر اس کی راہ تک رہے تھے اس کے سامنے یوں جھک گئے جیسے وہ کوئی بادشاہ ہو لیکن وہ اچک کر کشتی میں سوار ہو گیا۔ اور ان لوگوں کو ڈانٹنے اور علام کہنے لگا جیسا کہ کوئی بادشاہ کہتا ہے۔ چنانچہ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ وہ، وہ نہ تھا جو بظاہر تھا۔ بالکل تمہاری طرح کہ تم نے اپنے آپ کو وقائع نگار راسہ کہا حالاں کہ تم شہزادہ خیان تھے۔ لیکن۔ ہم کھجوروں کے اس جھنڈ میں پہنچ گئے جہاں ایک مہینہ پہلے میں نے تمہارا اسامان چرایا تھا کیوں کہ ملکہ نے، جو اس وقت صرف شہزادی تھی، مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا کہ اسے بچپن سے ہی ایسے مذاق بہت پسند ہیں۔ اور دیکھو۔ وہ ہے تمہارا جہاز۔ وہی جہاز جو تمہیں یہاں لایا تھا۔ اور وہ کاہن بھی تمہارا سامان لے کر پہنچ گئے ہیں۔"

"ہاں رو۔ کاش کہ یہ سب کچھ اور ہر کوئی کہیں اور ہوتا۔ اور یہ لو رو۔ یہ تحفہ ہے میری طرف سے۔ سونے کی یہ بے حد نفیس زنجیر جو میں نے پہنی تھی میری یادگار کے طور پر اسے رکھ لو۔ اور جب تم ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو تو اسے اپنے گلے میں پہن لینا کہ یہ زنجیر دیکھ کر ملکہ بھی اسے یاد کرے جو موجود

نہیں ہے اس کے سامنے۔"

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں آقا۔ حالانکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تم تحفے کے اس ایک پتھر سے دو پنچھی مارنا چاہتے ہو۔ بہر حال یہ عاشق لوگ بڑے خود غرض ہوتے ہیں۔ اگر کبھی ہم میدانِ جنگ میں شانہ بہ شانہ کھڑے .... لو، خاتون کماح آرہی ہے اور ایسی تیز چل رہی ہے کہ میں نے پہلے کبھی اسے اس طرح چلتے نہیں دیکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمہارے لیے کوئی خاص پیغام لے کر آئی ہے۔"

ابھی رو نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ کماح ان کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

"تو میں نے پکڑ لیا تمہیں شہزادے۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "اس گرم ریت میں ایک بڑھیا کا دوڑنا جیسے گائے اپنے بچھڑے کے پیچھے دوڑتی ہے، بڑا مشکل کام تھا، اور وہ بھی ایک لڑکی کی دھن کی وجہ سے۔"

"خیر تو ہے کماح؟" خیان نے جلدی سے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ تمہیں یہ دینے آئی ہوں جسے جو وہ خود بھی دے سکتی تھی۔ اور اس کی طرف سے یہ درخواست ہے کہ تم اسے اس کی خاطر ہمیشہ پہنے رکھنا اور اس کے ذریعہ یہ یاد رکھنا اس نے تمہیں اپنا بادشاہ اور اپنا محبوب تسلیم کیا ہے حالاں کہ اسے ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں جیسا اسے بھیجنے کا حق نہیں ہے جو اس نے تمہارے لیے بھیجا ہے۔ یہی بات میں نے اس سے کہی تو وہ غضب ناک ہو گئی اور کہا کہ اگر میں نہ لے گئی تو وہ بذات خود لے کر آئے گی کہ اسے کسی اور پر اعتبار نہیں۔ یہ واقعی بڑی شرمناک بات ہوتی کہ ایک ملکہ صحرا میں بھاگتی نظر آتی اور وہ بھی ایک معمولی وقائع نگار

کے پیچھے کیونکہ عام لوگ تمہیں وقائع نگار ہی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مجھے مجبوراً آنا پڑا ورنہ غصے میں وہ جانے کیا کر گزرتی۔"

"میں تمہاری مشکل کو سمجھ سکتا ہوں کماح۔ لیکن تم کیا لائی ہو؟ تم نے مجھے کچھ دیا ہی نہیں سوائے خالی الفاظ کے۔"

"نہیں دیا؟ اچھا تو یہ لو۔"

اور اس نے اپنے چغنے کے دامن میں ہاتھ ڈال کر پاپیرس میں لپٹی ہوئی کوئی چیز نکالی۔

اس پر یوں لکھا تھا:

ملکہ کی طرف سے ایک تحفہ

اپنے محبوب اور بادشاہ کے لیے

خیان نے لپٹا ہوا پاپیرس کھولا۔ اس میں نفرا کی انگوٹھی تھی جس سے مہر لگائی جاتی تھی، یعنی شاہی انگوٹھی۔ وہی انگوٹھی جو اس رات نفرا کو پہنائی گئی تھی جس رات اس کی رسمِ تاج پوشی ادا کی گئی تھی۔

"یہ تو ملکہ کی انگوٹھی ہے!" خیان نے حیرت سے کہا۔

"ہاں شہزادے۔ نفرا کی اور اس سے پہلے اس کے باپ کی تھی جو اس وقت اس کی انگلی میں سے نکالی گئی تھی جب اس کی، نفرا کے باپ فرعون کی، لاش کو حنوط کیا جا رہا تھا۔ یہ انگوٹھی صدیوں سے فراعنہ کے اس خاندان میں وراثتاً چلی آ رہی ہے۔ دیکھو، اس پر خفرا کا نام کندہ ہے جس کے مقبرے میں تم گزشتہ رات گئے تھے حالانکہ یہ میں نہیں جانتی کہ خفرا نے یہ انگوٹھی کبھی پہنی تھی یا نہیں۔ کم سے کم یہ تو ہے کہ یہ انگوٹھی بے شمار نسلوں سے ایک سے دوسرے فرعون کے پاس آتی رہی ہے۔ اور اب یہ ایک ایسے

شخص کے پاس محبت کے تحفے کے طور پر جا رہی ہے جو فرعون نہیں ہے لیکن اسے یہ انگوٹھی پہننے پر یوں مجبور کیا جا رہا ہے گویا وہ حقیقت میں فرعون ہی ہے۔"

"ہو سکتا ہے خاتون کماح کہ وہ جو فرعون نہیں ہے ایک دوسری ہستی کے حقوق کی وجہ سے فرعون بن جائے۔ حالاں کہ یہ مسئلہ اس کے لیے پریشانی کا باعث نہیں ہے۔" خیان نے مسکرا کر جواب دیا۔

اور پھر اس نے وہ بے حد قدیم انگوٹھی اٹھا کر اپنے ہونٹوں سے لگائی، سر چڑھائی اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لی جو اسے بالکل ٹھیک سے آئی۔ نہ ڈھیلی اور نہ تنگ۔ یہ انگوٹھی پہننے کے لیے اس نے وہ انگوٹھی اتار لی جو اس کی انگلی میں تھی اور جس پر ابوالہول بنا ہوا تھا۔ جس کے سر پر تاج تھا اور یہ اس کے، خیان کے، شاہی خاندان کی علامت تھی۔

"تحفہ کے عوض تحفہ" خیان نے کہا۔ "میری یہ انگوٹھی نفرا کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اسے پہن لے اور یہ علامت ہے اس بات کی کہ جو کچھ میرا ہے وہ سب اسی کا ہے اور میں بھی اس کی دی ہوئی انگوٹھی پہنوں گا اس یقین کے ساتھ کہ جو کچھ اس کا ہے وہ میرا ہے۔ اس سے یہ بھی کہنا کہ اس دن، جب ہماری شادی ہوگی، ہم ایک دوسرے کو وہی انگوٹھی دیں گے جو اس کی ہے اور اس کے ساتھ وہ سب کچھ جس کی علامت اس انگوٹھی پر بنی ہوئی ہے۔"

کماح نے انگوٹھی لے کر اپنے چغے میں رکھی ہی تھی کہ محافظ دستے کا وہ افسر آ گیا جو خیان کے ساتھ تانیس سے آیا تھا۔

"خوش آمدید آقا راسہ۔ یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی تمیس اور پانچ

دن بعد تمہیں زندہ دیکھ رہا ہوں اور تم روح اہرام کا شکار بن کر اس دنیا سے رخصت نہیں ہو گئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس مقدس لیکن آسیب زدہ مقام میں عجیب صحبت میں رہے ہو"۔ اور افسر نے خوفزدہ نظروں سے آبنوسی رنگ کے اس دیو کی طرف دیکھا جس کا نام رو تھا اور جو اپنے خوفناک کلہاڑے پر جھکا قریب ہی کھڑا تھا اور کماح کی طرف دیکھا۔ جو رُو کے قریب کھڑی تھی۔

"تم بھی دبلے اور بدلے ہوئے دکھائی دیتے ہو جیسے بھوتوں کے ساتھ رہے ہو۔ بہر حال کشتی کا سکان گیر کہتا ہے کہ اگر تم تیار ہو تو ہوا کے گرنے سے پہلے وہ بادبان کھول دے کیونکہ ملاح اس جگہ سے جلد از جلد رخصت ہو جانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اب تیار ہو تو چلو۔"

"تیار ہوں۔" خیان نے کہا۔

اور تب کماح اس کے سامنے جھک گئی اور رو نے اپنا کلہاڑا بلند کر کے اسے سلام کیا اور خیان ان کا سلام لے کر گھوما اور دریا کی طرف چل دیا۔ اور وہاں پہنچا تو ملاحوں نے اسے اپنے شانوں پر اٹھا لیا اور اتھلے پانی میں چلتے ہوئے اسے کشتی تک پہنچا دیا۔

بادبان کھول دیئے گئے اور کشتی روانہ ہوئی اور خیان کھجور کے اس جھنڈ کو دور ہوتے دیکھتا رہا جس میں اس کی نفرا سے پہلی ملاقات ہوئی تھی وہ عرشے پر بیٹھا رہا یہاں تک کہ چاند طلوع ہوا۔ اور چاندنی اہرام پر اور صحرا میں بکھر گئی اور خیان کو وہ سارے عجیب واقعات یاد آ گئے جو اہرام کے سایوں میں اس کے ساتھ پیش آئے تھے۔ اور پھر اہرام بھی دور ہو کر اندھیرے میں غائب ہو گئے اور خیان نے یوں محسوس کیا جیسے وہ ایک خواب دیکھ کر بیدار ہوا ہے۔

چودھواں باب

فرعون کا فیصلہ

ایک دن علی الصبح خیان بخیر و خوبی تانیس پہنچ گیا۔ وہ محل کے اپنے کمرے میں پہنچا اور وقائع نگار کا لباس اتار کر شہزادے کا لباس پہن لیا۔ لوگ بیدار ہو گئے تو اس نے اپنی آمد کی اطلاع وزیر کو پہنچائی اور پھر منتظر رہا۔

اپنے کمرے کی کھڑکی میں سے اس نے دیکھا کہ نیچے میدان میں فوجی دستے جا رہے تھے اور ساحل پر سے بہت سے جہاز، جن پر شاہی جھنڈے لہرا رہے تھے، لنگر اٹھا کر بہاؤ کے خلاف روانہ ہو رہے تھے۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ان سب باتوں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ عیار چہرے والے بوڑھے وزیر آناخفہ نے آ کر اسے سلام کیا۔

"خوش آمدید شہزادے۔" وہ بولا۔ "یہ دیکھ کر میں خوش ہوا کہ تم اپنا فرض ادا کر کے بخیر و خوبی لوٹ آئے ہو کیوں کہ یہاں تو یہ خبر آئی تھی کہ تم اہرام پر سے گر کر جاں بحق ہو گئے۔ چنانچہ ہم نے اس کا مطلب سمجھا تھا کہ حلقۂ سحر کے ان پر اسرار راہبوں نے تمہیں قتل کر دیا ہے۔"

"ہاں۔ یہ کہانی میں جانتا ہوں آناخفہ کیوں کہ یہ داستان اس خط میں لکھی ہوئی تھی جسے میرے والد کا پیغامبر وہاں لایا تھا۔ یہ ثبوت دینے کے لیے

کہ میں زندہ ہوں اور محفوظ ہوں آگے آیا۔ یہ سچ ہے کہ میں اہرام پر سے گرا تھا اور کچھ دیر تک بے ہوش رہا تھا۔ واپس آگیا وہ پیغامبر؟ اس سے پہلے کہ میں اس سے بات کرتا وہ وہاں سے دفعتہً فرار ہو گیا۔"

"یہ میں نہیں جانتا شہزادے۔" آناتھ نے جواب دیا۔ "کیونکہ وہ پیغامبر میرے پاس نہیں آیا۔ لیکن میں ابھی ابھی بیدار ہوا ہوں اور ہو سکتا ہے پیغامبر رات کو یہاں پہنچا ہو۔"

"دیوتا کریں کہ پہنچ گیا ہو۔" خیان نے ہنس کر کہا۔ "حالانکہ وہ، وہ تحریری جواب حاصل کرنے کے لیے، جو میں لایا ہوں، نہیں رکا۔ تاہم وہ ایک ایسا پیغامبر لے کر لوٹا ہے جو میرے والد کو خفا کر دے گا۔ چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ میرے والد وہ پیغام اس سے سنیں، مجھ سے نہیں۔"

"ایسی بات ہے شہزادے؟" آناتھ نے عجیب نظروں سے خیان کی طرف دیکھا۔ "اب تک حلقہ سحر کے لوگوں سے ایسی خبریں آئی ہیں جنھوں نے بادشاہ کو غضبناک کر دیا ہے۔ اب ایسی ہی کوئی خبر سنائی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ مارے غصے کے پاگل ہو جائیں گے۔ آپ یہ خبر مجھے سنانا پسند فرمائیں گے؟"

"نہیں۔ بے شک تم میرے والد کے وزیر اور ان کے معتمد اور رازدار ہو تاہم تم جانتے ہی ہو کہ میرے والد عجیب مزاج کے مالک ہیں۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ میری یہ حرکت انہیں بری معلوم ہو کہ میں نے وہ بات دوسرے کو بتا دی جو صرف ان کے کانوں کے لیے ہے۔"

آناتھ نے کمر سے خم ہو کر کہا:

"فرعون کے مزاج کے متعلق آپ نے غلط نہیں کہا کیونکہ آپ کے جانے کے بعد سے ان کا مزاج سخت بگڑا ہوا ہے۔ کاش کہ کسی دیوتا نے شر نے مجھے ان کے دل میں

ایک خاص خیال ڈالنے کے لیے نہ اکسایا ہوتا۔ کاش کہ ہم نے حلقۂ سحر کے متعلق کبھی کچھ نہ سنا ہوتا کیونکہ اس خیال اور ان پر اسرار لوگوں کی وجہ سے وہ مجھے اپنے عہدے سے برطرف کر دینے کی دھمکی دیتے ہیں۔ حالاں کہ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے مجھے وزارت سے ہٹا دیا تو خود ان کا بھی برا ہوگا کیوں کہ میں برسوں سے ان کی ڈھال بنا ہوا ہوں اور میری ہیئش بینی نے ہی انہیں سازشوں کے شر سے محفوظ رکھا ہے۔"

"سچ کہتے ہو۔" خیان نے کہا۔

آناتھ چند ثانیوں تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے نیچی آواز میں کہنا شروع کیا:

"شہزادے! فراعنہ کو بھی ایک دن زوال آجاتا ہے یا وہ مرجاتے ہیں۔ خاک ان کے تاج کی اور قبر ان کی عظمت کی منتظر رہتی ہے۔ شہزادے! میں بچپن سے آپ کو دیکھتا اور آپ کے دل کا مطالعہ کرتا آیا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ آپ دل کے بڑے صاف، مخلص اور سچے ہیں۔ اب میں آپ سے ایک سوال پوچھ رہا ہوں اور یقین کیجئے آپ کے جواب کو دیوتا کا جواب سمجھوں گا۔ آپ کا سلوک مجھ سے دوستانہ ہے اور اگر آپ اس مقام پر بیٹھ گئے جہاں آج آپ کے والد بیٹھے ہوئے ہیں تو کیا آپ مجھے اپنے عہدے پر قائم رکھیں گے، یعنی مجھے شمالی مصر کا وزیر بدستور بنا رکھیں گے؟ اس معاملے پر غور کر کے مجھے جواب دو شہزادے!"

چنانچہ خیان نے چند ثانیوں کے غور کے بعد جواب دیا:

"شاید آناتھ ــــ بلکہ یقیناً میں ایسا ہی کروں گا۔"

"اور جنوب کا بھی وزیر مجھے بنا دیں گے اگر اتفاقاً وہ زبردست علاقہ بھی آپ کی حکومت میں شامل ہو جائے؟"

"بے شک۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اور ــــ میرا مطلب ہے دوسرے

اس کی وراثت کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ کیوں نہیں؟ اگر تم مجھے دیکھتے رہے ہو تو میں بھی تمہیں دیکھتا رہا ہوں اور اگر میں یہ کہوں تو برا نہ ماننا کہ میں تمہاری کمزوریوں سے واقف ہوں یعنی یہ کہ تم بڑے عیار ہو، جاہ طلب اور لالچی ہو۔ تمہیں دولت اور اختیار کی ہوس ہے۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم ان کے وفادار ہو جن کا نمک کھاتے ہو اور تم دوستوں کے دوست ہو اور اپنے طور پر تم مصر کے ہوشیار ترین آدمی ہو۔ اس کے علاوہ تم زبردست پیش بیں ہو کہ تم ہی نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ فرعون ملکۂ جنوب سے شادی کر لے حالاں کہ تمہاری اس تجویز نے اس مصیبت کو جنم دیا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ تو یہ ہے میرا جواب۔ اور تم جانتے ہی ہو کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی بات سے پھر جاتے ہیں۔"

آنا تھ نے خیان کا ہاتھ چوم کر کہا:

"میں شہزادے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" وہ خاموش ہو گیا اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد بولا۔ "جب آپ شمالی اور جنوبی مصر کے فرعون بن جائیں گے تب میں آپ کو یہ الفاظ یاد دلاؤں گا جو آپ کے لبوں سے نکل کر ایک ایسا وعدہ بن گئے ہیں جسے توڑا نہیں جا سکتا۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا آنا تھ؟" شہزادے نے بے چینی سے پوچھا۔ "تم مجھے میرے باپ کے خلاف کسی سازش میں تو شریک نہیں کر رہے ہو؟"

"پجاری ہوں اور مصر کے سارے دیوتاؤں کی قسم، نہیں۔ تاہم سنو شہزادے پچھلے ایک عرصے سے میں دیکھ رہا ہوں کہ فرعون کی مرضی کے خلاف جب بھی کوئی بات ہوتی ہے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے اور جو پاگل پن کرتے ہیں برباد ہو جاتے ہیں خصوصاً بادشاہ۔ اس کے علاوہ فرعون بڑا ہی جلد باز ہے اور ناعاقبت اندیش ہے

اور ناعاقبت اندیش اس کھڈ میں جاپڑتا ہے جس میں سے دوسرے بہ آسانی نکل آتے ہیں۔ اس کے علاوہ جسمانی طور پر بھی وہ اتنے قوی نہیں رہے جتنا کہ وہ اپنے آپ کو سمجھ رہے ہیں اور غصہ کی شدت کبھی کبھی آدمی کا دل بند کر دیتی ہے۔ اگر فرعون کا دل بند ہو جاتا ہے تو فرعون کیا رہ جاتا ہے؟"

"ایک دیوتا" خیان نے ہنس کر جواب دیا۔

"ہاں۔ لیکن وہ دنیا کے جھمیلوں میں شریک نہیں ہوتا۔ ایک آدھ مہینہ پہلے آپ کے والد نے آپ کو وراثت سے محروم کر دینے کے متعلق کہا تھا اور آپ نے بغیر سوچے سمجھے ان کی یہ بات تسلیم کر لی تھی۔ اس کے بعد سے اب تک شہزادے آپ کو اپنا یہ ارادہ بدل دینے کی کوئی ٹھوس وجہ مل گئی ہو شاید"

اور یہاں آناتھ نے معنی خیز نظروں سے خیان کی طرف دیکھا اور پھر کہا:

"بہر حال آپ نے اپنا ارادہ بدلا ہو یا نہ بدلا ہو ایک بات سمجھ لیجئے کہ ولیعہد کو اپنے حق سے محروم کر دینا اتنا آسان نہیں"۔

"لیکن اُس وقت تو تم ہی نے کہا تھا بلکہ بادشاہ کے اس فیصلے سے اتفاق کیا تھا صرف یہی نہیں بلکہ تم نے اِن کی شادی کی تجویز بھی پیش کی تھی"۔

"نرم گھاس ہوا کے سامنے جھک جاتی ہے شہزادے۔ رہی یہ شادی والی بات تو شاید اس طرح میں حلقۂ سحر کو بچانا چاہتا تھا۔ ان کے اعتقادات مجھے ایک حد تک پسند ہیں یا شاید میں مصر کو جنگ سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ ایک بات البتہ میں کرنا نہ چاہتا تھا یعنی آپ کو صدمہ یا نقصان پہنچانا۔ لیکن ایسا ہوگیا۔ چنانچہ اب اس گرہ کو کھولنا ضروری ہوگیا ہے"۔

"ہاں آناتھ! ایسا ہوگیا یا ایسا معلوم ہوتا ہے جس کے لیے دیوتاؤں کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کیوں کہ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو مجھے سفیر بنا کر نہ بھیجا گیا

ہوتا اور میرے ساتھ وہ واقعات نہ ہوئے ہوتے جنھوں نے مجھے دنیا کا سب سے زیادہ مسرور اور خوش نصیب آدمی بنا دیا ہے۔ یہ سب باتیں میں تمہیں بعد میں بتا دوں گا بشرطیکہ اس کی جرأت کرسکا۔ اچھا۔ یہ بتاؤ کہ میرے والد مجھے کب شرف باریابی بخشیں گے؟ اور یہ کہ یہ سب فوجی دستے کیوں جمع ہوئے ہیں اور جہاز کہاں جا رہے ہیں؟ جنوب پر ایکبار پھر چڑھائی کی جا رہی ہے کیا؟"

"بادشاہ سلامت خود جاترا کو گئے تھے۔ بقول ان کے اپنے اجداد کی رسم کے مطابق صحرا میں قربانیاں کرنے گئے تھے۔ جہاں سے وہ کل رات ہی لوٹے ہیں اور پتہ نہیں کیوں اتنے تھکے ہوئے یا اس قدر غصے میں ہیں کسی وجہ سے کہ انہوں نے مجھے بھی باریابی کی اجازت نہیں دی۔ میرے خیال میں وہ اس وقت بھی سو رہے ہیں لیکن دوپہر سے پہلے دربار ہوگا جس میں آپ کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ رہے فوجی دستے اور جہاز تو۔۔۔۔"

عین اسی وقت باہر کچھ شور و غل ہوا۔

"بادشاہ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔" ایک آواز نے کہا۔ "بادشاہ کا پیغام شہزادہ خیان کے لیے ہے۔ راستہ دو۔"

ایکدم سے دروازے کھول دیئے گئے، پردے ہٹا دیئے گئے اور چمڑے اہوں کے لباس میں ملبوس فرعون کا پیغامبر اندر آیا۔ وہ شہزادے کے سامنے جھک گیا اور پھر اس نے کہا:

"یہ سن کر کہ حضور واپس تشریف لے آئے ہیں فرعون نے آپ کو فوراً طلب کیا ہے۔ دربار میں اسی وقت طلب کیا اور آپ کو بھی طلب کیا ہے وزیر آنا تھ۔ چلئے شہزادے۔ چلئے وزیر صاحب۔"

"معلوم ہوتا ہے میرے والد بڑی جلدی میں ہیں۔"

"ہاں۔" آناتھ نے جواب دیا۔ "اتنی جلدی میں کہ مناسب ہوگا کہ ہم انہیں انتظار نہ کروائیں۔ شہزادے! ہم شاید پھر کبھی بات چیت کریں۔ چلو پیغامبر آگے چلو۔"

چنانچہ وہ دونوں، پیغامبر کے پیچھے پیچھے مختلف کمروں اور غلام گردشوں میں سے گزرتے دربار کی طرف چلے۔ دربار کے کمرے کی طرف وہ امرا اور مشیر بھی تیز تیز قدم اٹھاتے جارہے تھے جنھیں فرعون نے بلا بھیجا تھا۔ دربار کے کمرے کے انتہائی سرے پر منقش کرسی میں، کاتبوں، کاہنوں اور محافظوں کے درمیان اپیپی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی طرف خیان نے ایک نظر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا لباس بے ترتیب تھا اور وہ خود تھکا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اور اس کے سر پر تاج نہ تھا۔ شاہی لبادے کے بجائے اس نے شانے پر رنگین شال ڈال رکھی تھی جسے دیکھ کر خیان کو کچھ یاد آگیا۔ اس وقت یہ وہ نہ جان سکا کہ اسے کیا یاد آگیا تھا۔ اس کے علاوہ فرعون کا چہرہ ستا ہوا معلوم ہوتا تھا لیکن آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

خیان آگے بڑھا اور رسمی الفاظ "فرعون، خون، قوت، قوت" کہنے کے بعد بادشاہ کے سامنے جھک گیا۔ وزیر آناتھ بھی فرعون کو سجدہ کرنے کے بعد تخت کے بائیں طرف اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"اٹھو شہزادہ خیان!" اپیپی نے کہا "یہ کیا بات ہوئی کہ تم اس سفارت سے، جس پر میں نے تمہیں بھیجا تھا، واپس آئے تو ہماری خدمت میں حاضر نہیں ہوئے۔"

"اے فرعون اور اے میرے باپ۔" خیان نے جواب دیا۔ "پربنائی مصلحت

ہی کشتی سے اترا اور رسم کے مطابق اپنی آمد کی اطلاع فوراً وزیر کو دی۔ وزیر بیدار ہو کر میرے پاس آئے اور بتایا کہ حضور کسی سفر سے لوٹنے کے بعد تھک گئے ہیں چنانچہ ہنوز بیدار نہیں ہوئے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑجاتا کہ آنا تھ نے کیا کہا اور وزیر فرعون نہیں ہے کہ تم اپنی آمد کی اطلاع اسے دیتے ہو اور مجھے نہیں دیتے اور تمہاری آمد کی خبر مجھے محافظ دستے کا وہ افسر دیتا ہے جس کو میں نے تمہارے ساتھ بھیجا تھا۔ بلاشبہ تمہارے دل میں ہمارا احترام نہیں ہے اور وزیر اختیارات اپنے ہاتھ میں لے رہا ہے۔ خیر۔ تو حلقۂ سحر کے لوگوں کے پاس ہم نے تمہیں جس کام کے لیے بھیجا تھا اس کا کیا ہوا؟ اس کی رپورٹ بھی تم نے وزیر کو ہی دی کیا؟ سن لو کہ میں نے تو تمہیں مردہ یقین کر لیا تھا جیسا کہ میرے پیغامبر نے وہاں، اہرام میں تم سے کہا ہوگا۔ اس صورت میں کیا تمہارا یہ فرض نہ تھا کہ مجھے یہ بتانے آجاتے کہ تم زندہ ہو؟ ایک بیٹے کا سلوک اپنے باپ سے یا رعایا کا سلوک اپنے بادشاہ سے کیا ایسا ہی ہونا چاہئے؟"

ایک بار پھر خیان نے اپنی صفائی پیش کرنی شروع کی۔ لیکن اپیپی نے اس کی بات کاٹ دی۔

"حلقۂ سحر کے اراکین کا خط مجھے ملا ہے۔ بے حد گستاخانہ خط ہے جس میں میری دھمکی کے جواب میں دھمکی دی گئی ہے۔ اسی کے ساتھ تمہارا خط بھی تھا جس میں تم نے کسی رسم میں نفرا کو دیکھا ہے جس میں اسے مصر کی ملکہ تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن مجھے میرے اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ اس لڑکی نے میری شادی کی پیشکش قبول کی یا نہیں؟ اس کا جواب تم لائے ہو خیان؟"

"لایا ہوں۔"

اور اس نے لپٹا ہوا بُردی کاغذ نکال کر وزیر کو دیا اور وزیر نے گھٹنوں کے بل جھک کر فرعون کی خدمت میں پیش کیا۔

فرعون نے بلندہ کھول کر بڑی بے پروائی سے اس پر کی تحریر پڑھی اس آدمی کی طرح جو پہلے ہی سے جانتا ہو کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ پڑھتے پڑھتے اس کی تیوریاں چڑھ گئیں اور آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

"سنو۔" وہ بولا۔ "یہ بیوقوف نقلی ملکہ میری بیوی بننے سے انکار کر رہی ہے۔ کیوں کہ بقول اس کے برسوں پہلے اس کا باپ میری افواج سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا تھا۔ ہاں۔ یہ کہتی ہے وہ۔ اب خیان چونکہ تم اتنے عرصے تک ان لوگوں میں رہے ہو اس لیے اس کے انکار کی صحیح وجہ تم ہی بتاؤ۔"

"ایسے معاملے میں ایک عورت کے انکار کی صحیح وجہ میں کیسے جان سکتا ہوں حضور؟"

"مختلف طریقوں سے ورنہ مجھے کہنا پڑے گا کہ تم نرے بیکار سفیر ہو۔ بہرحال۔ ان وجوہات کو اپنے دماغ کے گوشوں میں تلاش کرنے سے پہلے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھاؤ۔"

یہ سوچ کر کہ فرعون اس سے کسی قسم کا حلف یا قسم لینا چاہتا ہے خیان نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ اپیپی نے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھا، پھر دوبارہ خط پر نظر ڈالی اور پرسکون آواز میں پوچھا۔

"یہ کیسے ہوا خیان کہ تم نے اپنی انگلی میں اس انگوٹھی کی جگہ، جو ہم نے تمہیں دی تھی اور جس پر تمہارا نام اور ہمارے خاندان کی علامت کندہ تھی،

یہ دوسری انگوٹھی پہن رکھی ہے جو بے حد قدیم ہے اور جس پر خفرا کا نام کندہ ہے جو مصر کا زبردست فرعون تھا اور جس نے مہتر اہرام بنوایا تھا ؟ اور یہ کیسے ہوا کہ اس خط پر، جو تم لے کر آئے ہو، نفرانے، جو اپنے آپ کو ملکۂ مصر کہتی ہے، اسی انگوٹھی کی مہر لگائی ہے ؟"

اور وہاں موجود ہر شخص کی نگاہیں خیان پر جم گئیں اور آناتھو کے مرجھائے ہوئے چہرے پر ذرا دیر کے لیے مسکراہٹ کپکپا کر غائب ہو گئی۔

"یہ رخصتی تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے"۔ خیان نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

"آ۔ ہا۔ تو یہ نقلی ملکہ اپنی شاہی انگشتری تمہیں رخصتی تحفے کے طور پہ دیتی ہے میرے سفیر۔ اور اتفاقاً تم نے بھی رخصتی تحفے میں اپنی انگوٹھی اسے تو نہیں دے دی اے شمالی مصر کے ولی عہد ؟"

اپیپی خاموش ہو گیا اور خیان کو گھورنے لگا۔ لیکن خیان نے کوئی جواب نہ دیا۔

اور اب فرعون اپیپی نے نیچی اور گرجتی ہوئی آواز میں، جیسے شیر غرا رہا ہو، کہنا شروع کیا :

"اب میں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ جان لو بیٹے کہ چند دنوں پہلے حلقۂ سحر کے اراکین کے پاس جو پیغامبر آیا تھا وہ میں تھا۔ ہاں۔ چوں کہ اسے کسی پر اعتبار نہیں، خود اپنے بیٹے پر نہیں، اس لیے فرعون بذات خود حقیر پیغامبر بن کر آیا تھا۔ دیکھو۔ اب پہچانا تم نے اسے ؟"

اور وہ ایک جھٹکے کے ساتھ تخت پر سے اٹھا اور خانہ بدوشوں کا لباس اپنے جسم پر لپیٹ لیا اور لنگڑا کر چند قدم چلا۔

"ہاں۔" خیان نے کہا۔ "اور اے میرے باپ! آپ کا بھیس جتنا عمدہ تھا اتنی ہی آپ کی جرأت خطرناک تھی کیونکہ آپ ان لوگوں میں آئے تھے جو سچ کو پسند کرتے اور جھوٹ اور دھوکے سے نفرت کرتے ہیں۔"

ایپیپی واپس اپنے تخت پر بیٹھ گیا اور ویسی ہی گرجتی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا۔

"بے شک میری جرأت خطرناک تھی کیونکہ میں بھی سچ کو پسند کرتا ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتا تھا ان اہرام کے پیچھے کیا ہوتا ہے اور خفرا کی اس بیٹی کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں آیا اور میں نے دیکھا کہ وہ بے حد خوبصورت اور پروقار ہے ایسی جسے میں اپنی ملکہ بنانے کا بجا طور پر خواہش مند ہوں۔ میں نے دوسری باتیں بھی دیکھیں۔ ان میں یہ بھی دیکھا کہ وہ بار بار پیار بھری نظروں سے حلقۂ سحر کے ایک برادر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ان کے مخصوص لباس میں ملبوس اس برادر کو میں نے فوراً پہچان لیا کیونکہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ اے میرے سفیر تم تھے جسے میں نے مردہ یقین کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک ماہی گیر سے میں نے سنا کہ اس علاقے میں ایک عجیب بات مشہور ہے یعنی یہ کہ دخترِ سحر نے اپنے آپ کو بسرِ آفتاب کے لیے پیش کر دیا ہے اور روحِ اہرام کی نقاب ایک مرد نے اٹھا دی ہے۔ ماہی گیر نے قسم کھا کر کہا کہ ان باتوں کا مطلب وہ نہیں جانتا حالانکہ اس کا مطلب اب میری سمجھ میں پوری طرح سے آ گیا ہے۔ چنانچہ خیان بتاؤ، کہ تم سچائی کے گھر سے آئے ہو، کہ تم نے نفرا سے شادی کر لی ہے یا تمہاری نسبت ہو گئی ہے اس سے جس کی انگوٹھی تم نے اپنی انگلی میں پہن رکھی ہے اور یہ کہ تم حلقۂ سحر میں شامل ہو گئے ہو؟"

ایک دم سے خیان کی ہمت عود کر آئی اور اس نے اپنے باپ کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کر کہا:

"آپ سے میں کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتا چنانچہ کہتا ہوں اور بے خوف ہو کر کہتا ہوں کہ میری نسبت شہزادی نفرا سے ہو گئی ہے۔ میں اسے چاہتا ہوں اور وہ مجھے چاہتی ہے اور یہ کہ ہر طرف سے اپنا اطمینان کر لینے کے بعد میں نے حلقۂ سحر کے اعتقادات اپنا لئے ہیں اور ان کی برادری میں شامل ہو گیا ہوں۔"

"واقعی مجھ سے یہ باتیں چھپانے کی کوئی بھی ضرورت نہ تھی کیوں کہ تم جانتے ہی تھے کہ سب باتیں مجھے پہلے ہی سے معلوم ہو چکی ہیں" اہیپی نے تلخی سے کہا۔ "تو میرے بیٹے خیان! میں نے تمہیں اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا لیکن تم نے یہ کیا کہ اس لڑکی کو اپنی بیوی بنانے کے لیے چرا لیا۔ میں نے تمہیں اپنے دشمنوں کی خبر لانے کے لیے بھیجا تھا لیکن تم نے یہ کیا کہ ان کا مذہب اختیار کر لیا۔ یہ سب کچھ تم نے کیوں کیا؟ میں بتاتا ہوں۔ اس لیے کہ تم نے سوچا بلکہ یقین کر لیا کہ اگر میں نے اس سے شادی کر لی تو اس کا بیٹا تمہیں تمہاری ولی عہدی سے محروم کر دے گا اس کے برخلاف اگر خود تم نے اس سے شادی کر لی تو تمہارا حق قائم رہے گا۔۔۔ جیسا کہ تمہارا خیال ہے۔۔۔ اور تم اپنی حکومت میں اس علاقے کو بھی شامل کر لو گے جس پر وہ اپنی حکومت قائم کرے بہت چالاک ہو تم خیان۔ بہت چالاک۔"

"میں نے نفرا سے اس لیے منگنی کی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں ہے۔"

"اگر ایسا ہی ہے خیان تو پھر تمہارا پیار اور تمہارا ذاتی فائدہ متوازی متوازی بلکہ پہلو بہ پہلو چل رہے ہیں جس طرح کہ نفرا کے چل رہے ہیں۔ اور اس میں مجھے اس عیار بوڑھے راہو کا ہاتھ صاف نظر آتا ہے۔ رہی یہ بات کہ تم اس خفیہ جماعت

میں شامل ہو گئے ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے باغیوں کی اس جماعت کو مضبوط اور پر قوت سمجھ لیا ہے۔ اور یقین کر لیا ہے کہ مستقبل قریب میں یا تو تم خود اپنا تاج و تخت پیدا کر لو گے یا خود میرے تاج و تخت پر قبضہ جما لو گے، میرا مطلب ہے ان لوگوں کی مدد سے۔ خیان تم جھوٹے ہو، چور ہو اور غدار ہو اور میں تم سے وہی سلوک کروں گا جو ایسے لوگوں سے کیا جاتا ہے۔"

"فرعون اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نہ جھوٹا ہوں، نہ چور ہوں اور نہ غدار۔ ایک خاص اتحاد کی غرض سے آپ نے مجھے اپنے درجہ سے گرا کر ایک معمولی آدمی بنا دیا اور میں نے یہ قبول کیا۔ آپ نے مجھے سفیر بنا کر بھیجا اور میں نے اپنا یہ فرض بھی ادا کیا لیکن جن لوگوں کے پاس مجھے بھیجا گیا تھا انہوں نے آپ کی پیش کش قبول نہ کی تو اس میں میرا کیا قصور؟ بعد میں نفرا سے مجھے پیار ہو گیا اور ہم دونوں ایکدوسرے کے ہو گئے۔ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا اگر میں زندہ نہ رہا ہوتا تب بھی، کوئی خاص وجہ سے، نفرا آپ کی پیش کش قبول نہ کرتی۔"

"یہ تو شاید تمہیں اس وقت معلوم ہو ہی جائے گا جب تم زندہ نہ رہو گے خیان۔ اب یہ سن لو کہ میں اہرام کے اور قبرستان میں رہنے والے ان چوہوں سے کیا سلوک کروں گا جنھوں نے میری توہین کرنے کی جرأت کی ہے۔ میں ایک فوج روانہ کروں گا۔ فوج روانہ ہو چکی ہے ــ کہ ان باغیوں کو ٹھکانے لگا دے۔ صرف ایک ہستی کی جان سلامت رکھی جائے گی۔ نفرا کی۔ اس لیے نہیں کہ وہ شاہی خاندان سے ہے بلکہ اس لیے کہ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ بے حد حسین ہے۔ جان لو خیان تم اکیلے ہی حسن کے پرستار نہیں ہو۔ چنانچہ میں اسے یہاں لاؤں گا اور اپنی بناؤں گا۔ اور اپنی

شادی کے تحفہ کے طور پر میں اسے تمہارا سر پیش کروں گا خیان۔ ہاں۔ تم خیان تم غدار اس کی نظروں کے سامنے قتل کئے جاؤ گے۔"

یہ فیصلہ سن کر وہ افسرانِ اعلیٰ، جو بادشاہ کے ساتھی کہلاتے تھے، ایکدوسرے کی صورت تکنے لگے کیوں کہ ایسا واقعہ پہلے کبھی نہ دیکھا اور نہ سنا تھا یعنی یہ کہ فرعونِ مصر خود اپنے بیٹے کو قتل کر دے اس لیے کہ دونوں ایک ہی عورت سے پیار کرتے تھے حتیٰ کہ وزیر آنا تھا بھی چونک پڑا اور اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اس کے باوجود اس کی زبان سے اس وقت جو الفاظ نکلے وہ وہی قدیم سلام کے الفاظ تھے۔

"زندگی، خون، فرعون، فرعون —— فرعون نے فیصلہ کر دیا۔ اس پہ عمل کیا جائے۔"

جب یہ الفاظ خیان کے کانوں کے پردے سے ٹکرائے اور اس کے مطلب میں اس کے تصور نے اسے جو بھیانک تصویر دکھائی اس کی وجہ سے خیان کا دل کئی دھڑکنیں بھول گیا اور اس کی ٹانگیں لرزنے لگیں۔ اس نے حلقۂ سحر کے برادروں کا قتل عام ہوتے دیکھا۔ اس نے کماح کو قتل ہوتے دیکھا اس نے نفرا کو قیدی۔ تھک کر گرتے دیکھا۔ اس نے کماح کو قتل ہوتے دیکھا اس نے نفرا کو قیدی بن کر تانیس میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس نے نفرا کی اس شخص سے جبری شادی ہوتے دیکھا جس سے اس کو، نفرا کو، نفرت تھی اس نے نفرا کے سامنے خود اپنی گردن ماری جاتے دیکھی اور اس نے دیکھا کہ اس کا کٹا ہوا سر نفرا کے قدموں میں ڈالا گیا ہے۔

اور خیان لرز گیا۔

لیکن دفعتہً اس کا یہ خوف دور ہو گیا۔ جیسے کسی روح نے خود اس کی روح

سے بات کی ہو۔ راہوکی روح نے۔ کم سے کم خیان کا تو یہی خیال تھا کیونکہ لمحہ بھر کے لیے ایسا معلوم ہوا جیسے خود راہو اس کے سامنے آگیا ہو۔ اور وہ وہاں بیٹھا ہوا تھا جہاں اپیپی تھا۔ راہو۔ بزرگ، قابلِ احترام اور پرسکون۔ اور پھر وہ غائب ہوگیا اور اس کے ساتھ خیان کا خوف بھی غائب ہو گیا۔ اس کے علاوہ اب خیان کی سمجھ میں یہ بھی آگیا کہ اسے کیا جواب دینا ہے جواب کے الفاظ اس کے اندر یوں ابھرے جیسے چشمے میں پانی۔

"اے فرعون! اور اے میرے باپ!" خیان نے صاف اور بے خوف آواز میں کہا۔ "ایسی مجنونانہ باتیں نہ کہو کیوں کہ آپ وہ نہ کر سکیں گے جو کہتے ہیں اور جو کرنا چاہتے ہیں۔ حلقۂ سحر کے کاہنِ اعظم نے اپنے خط میں آپ کی دھمکی کا جواب کیا نہیں دہرایا ہے؟ کیا انہوں نے نہیں کہا ہے کہ وہ تم سے خوفزدہ نہیں ہیں۔ اور یہ کہ اگر آپ نے ان کے خلاف کوئی قدم اٹھایا یا اس کی کوشش بھی کی تو اہرام کا ایک ایک پتھر آسمانوں کے سرابے کے مقابلے میں ہلکا معلوم ہوگا کیا کاہنِ اعظم نے یہ نہیں کہا کہ حلقۂ سحر کے ساتھ وہ فوجیں ہیں جو نظر نہیں آتیں اور یہ کہ حلقہ کو دیوتا کی مدد حاصل ہے؟ اگر نہیں لکھا تو میں خیان آپ کا بیٹا اور حلقہ کا برادران کا یہ پیغام آپ کو پہنچا رہا ہوں۔ اے فرعون! وہ شرارت جس کا تم نے ارادہ کیا ہے، کرنے کی کوشش نہ کرو اور میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ تم اپنے پر یہاں، اس زمین پہ بربادی اور موت لے آؤ گے اور جب تم یہ دنیا چھوڑ دو گے تب تم پر جو عذاب نازل ہوں گے وہ ناقابلِ بیان ہیں۔ یہ یوں کہتا ہوں میں، اپنی آواز میں نہیں بلکہ اس عظیم روح کی آواز میں جو میرے دل میں ہے۔"

جب اپیپی نے یہ خوف ناک الفاظ سنے تو اس نے سر جھکا لیا اور کانپنے

ہاتھوں سے لبادہ اپنے جسم پر لپیٹ لیا اس شخص کی طرح جسے سخت گرمی میں ہوا کے برفانی جھونکے نے تھپڑ مار دیا ہو۔ لیکن پھر غصہ اس پر غالب آگیا اور اس نے کہا:

"خیان! اب تو میرا یہ ارادہ پختہ ہوگیا ہے کہ تمہیں، ایک غدار کو، اس کے دیوتا کے پاس بھیج دوں۔ اس دوسری دنیا میں جہاں پہنچ کر تم پر یہ انکشاف ہو کہ را ہو جھوٹا اور فریبی ہے۔ ہاں، یہاں، اسی وقت، اس دربار میں میں یہ کر دینا چاہتا ہوں۔ تاہم میں ایسا نہ کروں گا۔ کیونکہ میں نے تمہارے لیے وہ سزا تجویز کی ہے جو تمہارے جرم کے بالکل مناسب ہے۔ تم اپنے باغی ساتھیوں کو، ایک ایک کو، قتل ہوتے دیکھنے کے لیے زندہ رہو گے۔ اس لڑکی کو، جس سے تم پیار کرتے ہو، میری بنتے دیکھنے کے لیے زندہ رہو گے۔ اور اس کے بعد تم مرو گے خیان ––– اس سے پہلے نہیں۔"

فرعون کہہ چکے اور میں، حلقوم سحر کا بر اور بھی کہہ چکا"۔ خیان نے اسے صاف اور بے خوف آواز میں جواب دیا۔ "بس اب عظیم روح کو ہمارے درمیان فیصلہ کرنے دیجیے اور جنھوں نے ہمارے الفاظ سنے ہیں ان پر اور پوری دنیا پر صداقت کی روشنی کو ظاہر ہونے دیجیے اور وہ ظاہر ہو کر رہے گی۔"

یوں کہا خیان نے اور پھر فرعون کے سامنے احترام سے جھک کر خاموش ہوگیا۔

فرعون حیرت سے اپنے بیٹے کی صورت تکنے لگا۔ اسے حیرت تھی کہ یہ قوت اس کے بیٹے میں کہاں سے آئی جس کی وجہ سے اس نے موت کی دہلیز پر کھڑے ہو کر یہ بے دھڑک الفاظ کہے۔ پھر اس نے وزیر آناتھ کی طرف گھوم کر کہا:

"وزیر! اس غدار کو، جو اب ہمارا بیٹا نہیں ہے، یہاں سے لے جاؤ۔ اور زنجیروں میں جکڑ کر زنداں میں ڈال دو۔ اسے اچھی طرح سے کھانا کھلاؤ تاکہ یہ اس وقت تک زندہ رہے جب تک کہ وہ سارے کام انجام نہیں پا جاتے۔ جن کا ارادہ

ہم نے کہا ہے۔"

آنا تھ بادشاہ کے سامنے جھک گیا اور پھر اس نے تالی بجائی۔ فوراً مسلح سپاہی حاضر ہوئے۔ انہوں نے خیان کو اپنے درمیان لے لیا۔ اور وہ اسے لے کر چلے۔ وزیر ان کے آگے آگے چل رہا تھا۔

پندرھواں باب

برادر تیمو

طول طویل غلام گردشوں سے گزر کر اور بہت سے زینے اتر کر وہ لوگ، جو خیان کو حراست میں لیے ہوئے تھے، اتنی گہرائی میں اتر گئے، کہ محل کی بنیاد میں پہنچ گئے۔ یہ راستے طے کرتے وقت خیان کو یاد آیا کہ جب وہ چھوٹا تھا تو یہاں کے محافظوں کا افسر اسے انہی راستوں سے چند کال کوٹھریوں کے سامنے لایا تھا جن کے دروازے کی موٹی موٹی سلاخوں میں سے اس نے تین آدمیوں کو دیکھا تھا جنھیں دوسرے دن قتل کیا جانے والا تھا کیونکہ انھوں نے فرعون کو قتل کرنے کی سازش کی تھی۔

تینوں قیدیوں کے نظریات مختلف تھے۔ ان میں سے ایک آمنتی، یعنی موت کے بعد کی دنیا اور دیوتا اوزیرس کی مہربانیوں اور گناہوں کو بخش دینے کا قائل تھا، دوسرے سرے سے دیوتاؤں کا ہی منکر تھا اور موت کو ابدی نیند یقین کرتا تھا۔ تیسرے کا عقیدہ تھا کہ وہ دوبارہ اسی دنیا میں جنم لے گا اور جتنے دکھ اس نے اس پہلے جنم میں برداشت کئے ہیں اس کی تلافی دوسرے جنم میں ہو جائے گی اس طرح کہ دوسرے جنم میں اسے سکھ کی زندگی عطا ہو گی۔

دوسرے دن خیان نے سنا کہ ان تینوں کو پھانسی دے دی گئی۔ بعد میں اس نے اپنے دوست محافظوں کے افسر سے سنا کہ تینوں بے گناہ تھے۔ وہ

قطعی اس سازش میں شریک نہیں تھے جس کا الزام ان پر لگایا گیا تھا معلوم ہوا کہ فرعون کے حرم کی ایک عورت نے، جس کی آرزو پوری کرنے سے ان تینوں میں سے کسی ایک نے انکار کر دیا تھا، انتقام لینے کی غرض سے اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا اور کسی خاص مقصد کے تحت دوسرے دو کو بھی جن سے اسے نفرت تھی اسی الزام میں کہ وہ فرعون کے خلاف سازش کر رہے تھے، شامل کر لیا تھا۔ بعد میں اس عورت پر یکایک ایک مرض ٹوٹ پڑا اور مرنے سے پہلے اس نے یہ سب باتیں ظاہر کر دیں۔

ایک بار پھر انہی غلام گردشوں سے گزرتے ہوئے خیان کو وہ تینوں قیدی اور یہ ساری باتیں یاد آ گئیں اور اسے یاد آیا کہ اسی وقت سے اسے چرواہوں کے دیوتاؤں اور انکے انصاف کے متعلق شک کا بیج اسکے دل میں پڑ گیا تھا یہی وجہ تھی کہ آخر کار اس نے اپنی قوم کے دیوتاؤں اور ان کے اعتقادات سے اپنی پیٹھ پھیر لی اور ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو دنیا میں نیکی، انصاف اور اصلاحات نافذ کرنا چاہتے تھے۔

اب، ان بھولے ہوئے قیدیوں کی طرح، وہ بھی۔ شہزادہ خیان انہی قید خانوں کی طرف جا رہا تھا۔ اسے بھی اسی زندان میں بند رہنا تھا جو ان تینوں قیدیوں اور ان سے پہلے ہزاروں انسانوں کی اذیتوں کے گواہ تھے، اسے سب کچھ یاد آ گیا۔ پتھر کی ایک چھوٹی سی بلند چھت دار کوٹھری جس میں صرف ایک روشن دان سے روشنی آتی تھی۔ یہ روشندان، جس میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں، فرش نم رہتا تھا کیونکہ جب دریائے نیل میں سیلاب آتا تھا تو اس کا پانی اس مقام کی بنیاد سے کئی فٹ اوپر چڑھ جاتا تھا۔ اس کوٹھری میں جو تپائیاں اور میزیں تھیں وہ بھی پتھر کی تھیں۔ پھر تانبے کے مضبوط حلقے دیواروں میں لگے ہوئے تھے محافظوں

کے افسر نے اسے بتایا تھا کہ جو بھی قیدی شرارت کرتا یا طوفان مچاتا ہے تو اسے ان حلقوں سے باندھ دیا جاتا ہے۔ ایک طرف گھاس پھوس کے گیلے انبار تھے یہ قیدیوں کے بستر تھے۔ جن پر وہ سوتے تھے۔ اور گندے کمبل تھے جنھیں قیدی سردی سے بچنے کے لیے اوڑھتے تھے۔ اور اسے وہ جگہ بھی یاد تھی جہاں وہ تینوں بے گناہ مجرم کھڑے ہوئے تھے اور اس نوجوان کا معصوم چہرہ بھی یاد تھا جس نے اس عورت کی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور یوں اس کے انتقام کا شکار بنا تھا۔ حالاں کہ اب تک اسے وہ قید خانہ یاد نہ آیا تھا لیکن اب اتنے برسوں کے بعد، وہ اپنی تمام بھیانک تفصیلات کے ساتھ اس کی نظر کے سامنے گھوم رہا تھا۔

اور اب وہ آخری زینہ اتر کر اس مضبوط اور بڑے دروازے کے سامنے پہنچ گئے جس کی سلاخ دار کھڑکی میں سے خیان نے جھانک کر اندر دیکھا تھا۔ جیل کے داروغہ نے کواڑوں کی زنجیریں اور کھٹکے کھولے۔ پھر اس نے کواڑ کھولے اور سامنے پتھر کی تپائیاں اور میزیں تھیں جیسی کہ خیان کو یاد تھیں۔ وہی تانبے کے کڑے، مٹی کے وہی برتن اور دوسری چیزیں جوں کی توں موجود تھیں۔ صرف وہ قیدی نہ تھے ان کی کوئی یادگار نہ تھی۔

خیان نے اس بھیانک زنداں میں داخل ہوا۔ آناتھ نے اشارہ کیا تو سپاہی اسے سلام کر کے چلے گئے۔ اور جاتے جاتے انہوں نے ہمدردی اور تاسف سے اس شہزادے کی طرف دیکھا جس کے زیر کمان انہوں نے جنگیں لڑی تھیں اور جو ہر دل عزیز تھا۔ آناتھ جیل کے داروغہ کو چند یونہی سی ہدایتیں دینے کے لیے وہیں رکا رہا۔ اور جب وہ دونوں جانے لگے تو آناتھ نے گھوم کر خیان سے پوچھا کہ اس کے لیے کون سے لباس بھیجے جائیں۔

"موٹے اور گرم" خیان نے زنداں کی نم ٹھنڈک سے کانپ کر کہا۔

"بھیج دیئے جائیں گے۔" آناتھ نے کہا۔ "مجھے یہ خدمت بادل ناخواستہ انجام دینی پڑی ہے چنانچہ امید ہے آپ مجھے معذور سمجھتے ہوئے معاف فرمائیں گے۔"

"میں نے تمھیں اور سب کو معاف کیا آناتھ۔ جب کوئی امید نہ ہو تو معاف کر دینا بے حد آسان ہوتا ہے۔"

آناتھ نے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔ جیل کا داروغہ دروازے سے دور ان کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔ تب آناتھ احتراماً خیان کے سامنے یوں جھک گیا کہ اس کے ہونٹ خیان کے کانوں کے قریب پہنچ گئے

"امید ختم نہیں ہوئی" اس نے سرگوشی میں کہا۔ "مجھ پر بھروسا رکھو۔ اگر میں آپ کو بچا سکا تو بچاؤں گا۔"

دوسرے ہی لمحے وہ بھی جا چکا تھا۔ اور دروازہ بند ہو چکا تھا اور اب خیان اکیلا رہ گیا۔ اس نے تپائی گھسیٹ کر اس جگہ رکھی جہاں روشن دان سے روشنی آ رہی تھی۔ اور اس پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ــــ اسے وقت کا اندازہ نہ رہا تھا کہ کتنی دیر بعد ــــ دروازہ کھلا اور جیل کا داروغہ اندر آیا اسکے ساتھ دوسرا آدمی تھا جو خیان کے کپڑے لے کر آیا تھا۔ ان میں ایک کالا ٹوپی والا لبادہ بھی تھا جو بھیڑ کی کھال کا تھا۔ وہ کھانا اور شراب بھی لیے ہوئے تھا۔ خیان نے اس کا شکریہ ادا کر کے لبادہ پہن لیا کیونکہ اس کوٹھری کی ٹھنڈک اسے کاٹ رہی تھی۔ اور تب اس نے دیکھا کہ یہ لبادہ اس کا نہ تھا۔ اس پر اسے حیرت ہوئی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ آدمی ایسا لبادہ پہن کر کہیں بھی جا سکتا ہے اور کوئی اسے پہچان نہیں سکتا۔

داروغہ نے کھانا میز پر رکھ دیا۔ اپنے قیدی کو شہزادہ کہہ کر مخاطب کیا۔

اور اس سے درخواست کی کہ کھانا کھالے۔

"دوست! اب میں شہزادہ نہیں رہوں" خیان نے کہا۔

"شہزادے!" داروغہ نے کہا۔ "ہر آدمی پر مصیبت آتی ہے لیکن اس سے اس کی رگوں میں گردش کرتا ہوا خون نہیں بدلتا۔"

"بے شک میرے دوست ایسا نہیں ہوتا لیکن مصیبت رگوں کو خون سے خالی کر دیتی ہے۔"

"دیوتا نہ کریں۔" داروغہ نے کانپ کر کہا۔ اور خیان نے سمجھ لیا کہ داروغہ کو اس نے یونہی دوست نہیں کہا بلکہ حقیقت میں وہ اس کا دوست ہی ہے چنانچہ خیان نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"اس کے برخلاف مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے شہزادے۔ آپ غالباً بھول گئے ہیں کہ تین برس پہلے بخار کے موسم میں جب میری بیوی اور بچہ بیمار تھے تو آپ خود دوائیں لے کر اپنے خادموں کے پاس آتے تھے۔"

"مجھے یاد ہے حالانکہ اچھی طرح سے نہیں کیونکہ میں بہت سے بیماروں کے پاس گیا تھا۔"

"لیکن بیمار اور وہ جنھیں بیمار پیارے ہوتے ہیں اپنے مہربان کو نہیں بھولتے مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ یہاں آپ کو تنہا نہ رکھا جائے گا مبادا آپ کا دماغ چل جائے جیسا کہ آپ سے پہلے بہت سے قیدیوں کا دماغ چل گیا اور وہ پاگل ہو گئے تھے۔"

"تو کیا کسی اور بدقسمت کو میرے ساتھ اس کوٹھری میں قید کیا جائے گا؟"

"ہاں۔ ایک ایسے شخص کو بھی جس کے ساتھ سے آپ خوش ہوں گے۔ اچھا اب میں چلتا ہوں۔"

اور اس سے پہلے کہ خیان اس سے پوچھتا کہ یہ دوسرا قیدی کب آرہا ہے داروغہ جا چکا تھا۔ دروازہ بند ہو گیا تو اس نے کھانا کھایا اور شراب پی کیوں کہ اسے بھوک لگ رہی تھی اور اس نے اس وقت سے، جب سے وہ "تانیس" پہنچا تھا، کچھ نہ کھایا تھا۔

کھانے سے فارغ ہوا تو اس کے خیالات بالکل ہی تڑاکر بگٹٹ بھاگ پڑے اور بڑے اداس خیالات تھے یہ۔ کیونکہ یہ تو اس نے سمجھ لیا تھا کہ اس کا باپ اپیپی حلقۂ سحر کو نیست و نابود کر دینے کا تہیہ کر چکا ہے۔ وہ نفرا کو اور اس کے حسن کو چوں کہ دیکھ چکا ہے اس لیے اب کوئی بات اسے اپنے ارادے سے باز نہ رکھ سکتی تھی البتہ خیان جانتا تھا کہ اپیپی کی یہ خواہش تو پوری نہ ہوگی کیونکہ نفرا اس کی بیوی بننے پر موت کو ترجیح دے گی۔ چنانچہ اب معلوم ایسا ہوتا تھا کہ ان دونوں — یعنی خیان اور نفرا کے لیے — موت مقدر ہو چکی ہے۔ کاش کہ وہ اپنی روح بھیج کر — جیسا کہ راہو اور دوسرے کاہن کر سکتے تھے — حلقۂ سحر والوں کو خبردار کر سکتا۔ اس صبح ہی اس نے خود راہو کو فرعون کی جگہ تخت پر بیٹھے نہ دیکھا تھا؟ اسے بھی روح بھیجنے کے اسرار بتائے گئے تھے چنانچہ وہ بھی کوشش کر سکتا تھا حالانکہ ایسا اس نے پہلے کبھی نہ کیا تھا۔

چنانچہ جو منتر اسے بتائے گئے تھے اور جو ترکیب اسے سکھائی گئی تھی اس کے ذریعہ خیان نے کوشش کی اور اس نے کہا:

"سنو مقدس باپ! تمہارے لیے اور ملکہ کے لیے زبردست خطرہ ہے۔ روپوش ہو جاؤ۔ یا فرار ہو جاؤ۔ کیونکہ میں تو قید میں ہوں اور تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

اس نے اپنے دل میں بار بار یہ الفاظ کہے اور اپنا دھیان راہو اور نفرا کی طرف لگایا یہاں تک کہ وہ روحانی طور پر تھک گیا اور اس ٹھنڈی

کوٹھری میں اسے پسینہ چھوٹ گیا۔ یکایک ایک عجیب طرح کا سکون اس پر چھا گیا اور اسے ایسا معلوم ہوا کہ وہ جنھیں جو پیغام پہونچا رہا تھا وہ ان تک پہنچ گیا تھا جنھیں وہ خبردار کرنا چاہتا تھا انھیں وہ خبردار کر چکا تھا۔ ان لوگوں نے اس کی آواز سنی اور اس کی بات سمجھ لی تھی۔

بے انتہا تھکن اس پر ٹوٹ پڑی۔ وہ نڈھال ہو کر سو گیا۔

شاید وہ بہت دیر تک سوتا رہا کیونکہ جب وہ بیدار ہوا تو روشن دان میں اندھیرا تھا اور خیان نے سمجھ لیا کہ رات ہو چکی تھی۔

دروازہ کھلا اور جیل کا داروغہ اشیائے خورد و نوش لے کر آ گیا۔ اس کے ساتھ ایک آدمی اور تھا جس نے ایسا ہی ٹوپی دار لبادہ پہن رکھا تھا جیسا کہ خیان نے پہن رکھا تھا۔ اجنبی نے جھک کر خیان کو سلام کیا اور ایک کونے میں خاموش کھڑا ہو گیا۔

"شہزادے! اس آدمی کو آپ کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے۔ یہ آپ کا خادم ہے۔ ایمان دار اور مخلص ہے۔" داروغہ نے کہا۔ گوشت اور شراب میز پر رکھی، چراغ جلایا اور پھر چلا گیا۔

خیان نے کھانے کی طرف، اور پھر کونے میں خاموش کھڑے ہوئے اجنبی کی طرف دیکھا جس کا چہرہ لبادے کی ٹوپی سے چھپا ہوا تھا۔

"تم نہیں کھاؤ گے میری بد قسمتی میں شریک، میرے بھائی؟" خیان نے کہا۔

اجنبی نے اپنے چہرے پر سے لبادے کی ٹوپی الٹ دی۔

"بلاشبہ" خیان نے کہا۔ "تمھیں میں نے پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔"

اجنبی نے ایک خاص اشارہ کیا جس کا جواب خیان نے فوراً دیا۔ اجنبی نے مزید اشارے کیے۔ خیان نے ان کا بھی جواب دیا۔ پھر خیان نے خفیہ جملہ کہا

جسے اجنبی نے دوسرے نقرے سے مکمل کر دیا۔ جو پہلے سے بھی زیادہ خفیہ تھا۔
"کھانا نہیں کھاؤ گے حلقۂ سحر کے کاہن؟ خیان نے معنی خیز انداز میں پوچھا
"دائمی دنیا کی غذا کی امید میں میں کھانا کھاتا ہوں۔ آب حیات کی آرزو میں
میں شراب پیتا ہوں۔" اجنبی نے جواب دیا۔
اور اب خیان کو یقین ہو گیا۔ کیوں کہ یہ وہ خاص الفاظ تھے جنھیں کہ حلقۂ سحر کے کاہن ایک دوسرے سے کھانے میں شریک ہوتے وقت کہتے تھے۔
"کون ہو تم برادر؟" خیان نے پوچھا
"میں حلقۂ سحر کا ایک معمولی کاہن ہوں۔ تیمو ہے میرا نام۔ اور اے وقائع نگار راسہ! تم نے مجھے ابوالہول کے مندر میں دیکھا تھا۔ اس وقت تم ایک خاص پیغام لے کر آئے تھے لیکن تب میں جانتا نہ تھا کہ تم بھی ہم میں سے ایک ہو وقائع نگار راسہ۔ بشرطیکہ یہی تمہارا نام ہو۔"
"یہ میرا نام نہیں ہے۔ اور اس وقت میں تمہاری جماعت میں شامل نہ تھا۔ اور غالباً تم وہی تیمو ہو جو مقدس راہو کا پیغامبر بن کر اور ان کے خطوط لے کر اپیپی کے دربار میں آگیا تھا۔ ہم نے تو سنا تھا تیمو کہ کسی مرض میں تمہارا انتقال ہو گیا۔"
"نہیں برادر۔ البتہ اپیپی نے مجھے قید کر دیا۔ اگر میں مر گیا ہوتا تو میری روح راہو سے سرگوشی کر جاتی۔"
"ہاں، یاد آیا مقدس راہو نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ تم یہاں ہو اور کیوں؟"
"میں یہاں اس لیے آیا کہ ایک عظیم ہستی نے، جو قید خانے میں میرے پاس آئی، مجھے اپنے ایک مصیبت زدہ بھائی کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ اس

نے کوئی نام نہیں بتایا۔ اور اگر بتایا تھا تو میں بھول گیا۔ کیونکہ ہم حلقہ کے اراکین بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ اس لئے مجھے یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ مجھے کس کی مدد کرنی ہے۔ لیکن میں نے معلوم کر لیا کہ ہم حلقے کے لوگ بہت سی باتیں معلوم کر لیتے ہیں۔ وقائع نگار راسہ میں تمہاری انگلی میں شاہی انگوٹھی دیکھ رہا ہوں اور یہ میرے لیے کافی ہے۔"

"کافی سے زیادہ ہے تیمو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا گیا ہے؟ یہ جگہ تو ایسی ہے کہ یہاں تو فرعون کو بھی کسی خدمت گار کی ضرورت نہ پڑے۔"

"بے شک برادر۔ تاہم یہاں رہنے والے کو ایک ساتھی اور نجات دہندہ کی تو ضرورت ہو سکتی ہے۔"

"ہاں۔ سب سے زیادہ نجات دہندہ کی۔ لیکن تیمو خود را ہو بھی یہاں کے دروازے کیسے کھول سکتے یا دیوتا کریں کس طرح توڑ سکتے ہیں؟"

"بہت آسانی سے وقائع نگار راسہ البتہ اس کے ذرائع سے ہم واقف نہیں۔ اور اگر ہمارا اعتقاد پختہ ہے تو میں بھی ایسا کر سکتا ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ اس قدر آسانی سے نہیں۔ سنو۔ جب سے مجھے قید میں ڈالا گیا ہے تب سے میں جیل کے داروغہ کو اپنے مذہب کی طرف لا رہا ہوں۔ اب وہ ہماری جماعت میں شامل ہونے کے لیے بے قرار ہے لیکن میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ وقت آنے پر اسے شامل کر لیا جائے گا۔ اس کے بدلے میں اس نے مجھے ایک راز بتا دیا ہے۔ چونکہ آج رات نہ خود داروغہ اور نہ ہی کوئی اور ہمارے پاس آئے گا اس لیے اب وہ راز میں تمہیں بھی بتا دیتا ہوں برادر راسہ۔ آؤ۔ یہ میز ہٹانے میں میری مدد کرو۔"

میز ٹھوس پتھر کی تھی۔ چنانچہ ان دونوں نے کافی زور لگا کر اور بڑی مشکل سے ایک طرف کھسکا دی۔ اب تیمو نے اپنے لبادے میں سے بردی کاغذ کا ایک ٹکڑا

نکلا جس پر نشانات اور لکیریں بنی ہوئی تھیں جن کی مدد سے اس نے کچھ ناپ لئے اور آخر کار کوٹھری کے کھردرے فرش میں اسے وہ پتھر مل گیا جس کی اسے تلاش تھی۔ یہ پتھر غیر ہموار تھا جس پر آدمی اپنی ہتھیلیاں ٹکا سکتا تھا۔ چنانچہ تیمو نے اس پر ہتھیلیاں ٹھیک کر پتھر کو ادھر ادھر ہلایا جیسے وہ کسی کمانی یا کھٹکے کو ڈھیلا کر رہا ہو۔ دفعتہً فرش کا ایک ٹکڑا، جو ایک قدم یا اس سے کچھ زیادہ چوڑا تھا، اوپر اٹھ گیا اور چٹان میں کاٹی ہوئی ایک چمنی سی دکھائی دی جس کا پیندا دکھائی نہ دیتا تھا۔ چمنی کی دیواروں پر پتھر کی ہی بنی ہوئی کھونٹیاں سی تھیں جو اوپر تلے تھیں جیسے زینے کی سیڑھیاں ہوتی ہیں۔ ہوشیار اور پھرتیلا آدمی ان کھونٹیوں کے ذریعہ آسانی سے نیچے اتر سکتا تھا۔

"کنواں ہے؟" خیان نے پوچھا۔

"ہاں برادر۔ موت کا کنواں۔ کم سے کم میرا تو ایسا ہی خیال ہے لیکن اس کے متعلق ہمیں شاید بعد میں پتہ چلے گا۔ کم سے کم اس عظیم ہستی نے جس کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی، مجھ سے جیسا کہا تھا ایسا ہی ظاہر ہوا ہے کیونکہ اسی نے مجھے یہ نقشہ دیا تھا اور مجھے داروغہ پر بھروسہ کرنے اور اس کے کہنے پر عمل کرنے کی ہدایت کی تھی۔"

"اور داروغہ نے تم سے کیا کرنے کو کہا ہے تیمو؟"

"ان سیڑھیوں سے نیچے اترنے کو کہا ہے یہاں تک کہ ہم اس کی تہ میں پہنچ جائیں جہاں ہمیں ایک سرنگ ملے گی۔ ہمیں اس سرنگ میں چلنا ہے جو دریا کے سنگی پشتے میں بنے ہوئے نالے تک جاتی ہے۔ اس نالے کے دہانے کے عین نیچے ایک کشتی منتظر ہوگی اور اس میں ایک ماہی گیر ہوگا جو رات کے وقت مچھلیاں پکڑ رہا ہوگا۔ کہ رات کے وقت بڑی بڑی مچھلیاں جال میں آجاتی

ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ پتہ چلے کہ جیل کی یہ کوٹھری خالی ہے ہمیں اس کشتی میں سوار ہو کر فرار ہو جانا ہے۔"

"ہمیں اسی وقت فرار ہونا ہے؟" خیان نے پوچھا۔

"نہیں بھائی پہرا دار۔ ابھی ایک گھنٹے تک نہیں۔ کم سے کم مجھے تو یہی ہدایت دی گئی ہے۔ کیوں؟ یہ میں نہیں جانتا۔ آؤ۔ اب ہم یہ خفیہ راستہ بند کر دیں لیکن مضبوطی سے نہیں مبادا کمانی دوبارہ نہ کھلے۔ میز بھی اس کی جگہ پر رکھ دیں۔ کیا پتہ کوئی افسر یا کوئی جاسوس یہاں آ جائے حالاں کہ داروغہ نے کہا ہے کہ آج رات یہاں کوئی نہیں آئے گا۔"

"ہاں۔ کیا پتہ تیمو۔"

چنانچہ انہوں نے کھانے کی ٹوکری میں سے ایک نرسل توڑ لیا اور وہ پتھر کھسکا کر نرسل کا یہ ٹکڑا جوڑ میں پھنسا دیا کہ پتھر بند نہ ہو جائے۔ اب انہوں نے میز گھسیٹ کر اسی طرح رکھ دی جس طرح وہ پہلے رکھی ہوئی تھی۔ اس طرف سے فارغ ہو کر وہ کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ تیمو نے خیان کا پیر دبا کر آنکھوں سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

خیان نے بھی اس طرف دیکھا اور حالاں کہ اس نے کوئی آواز نہ سنی تاہم اس نے دیکھا یا اس کا خیال تھا کہ اس نے ایک سفید چہرہ اور دو جلتی ہوئی آنکھیں دیکھیں جو کواڑ کی کھڑکی کی سلاخوں میں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

خیان کا خون سرد ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحہ وہ چہرہ غائب ہو چکا تھا۔

"آدمی تھا کوئی؟" خیان نے پوچھا۔

"آدمی یا شاید بھوت کیوں کہ میں نے پیروں کی چاپ نہیں سنی اور یہ ایسی جگہ ہے کہ بھوت یہاں رہنا پسند کر سکتے ہیں۔"

پھر تیمو اٹھا اور اس نے وہ کپڑا، جو کھانے پر ڈھنکا ہوا تھا، اٹھا کر اس سے کوارٹر کی کھڑکی بند کر دی

"تمہارا یہ کھڑکی بند کرنا خطرناک ثابت نہ ہو گا؟" خیان نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہے تو سہی۔ لیکن کسی کا ہم پر نظر رکھنا اور بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

خیان کو ایسا معلوم ہوا جیسے وقت تھم گیا ہے اور یہ ایک گھنٹہ کبھی نہ گزرے گا۔ ہر لمحہ اسے یہ خدشہ لاحق ہو جاتا تھا کہ کوئی دم میں دروازہ کھلے گا اور راز فاش ہو جائے گا۔ لیکن وہاں کوئی نہ آیا اور انہیں یہ بھی کبھی معلوم نہ ہوا کہ کوارٹر کی کھڑکی میں انہوں نے جو چہرہ دیکھا تھا وہ حقیقت میں کوئی آدمی تھا یا ان کا وہم۔

"کس طرف فرار ہو گے برادر؟" تیمو نے پوچھا۔

"دریائے نیل کے اوپر کی طرف۔" خیان نے سرگوشی میں جواب دیا۔ "اپنے برادروں کو خطرے سے خبردار کرنے۔"

"یہی میرا بھی خیال تھا۔" تیمو نے کہا۔

اور اب تیمو نے کھانا، جو کافی سے زیادہ تھا، اسے دو ٹوکریوں میں رکھا۔ جن میں لایا گیا تھا۔ یہ ٹوکریاں نرسلوں کی تھیں اور ان میں ایسے دستے لگے ہوئے تھے کہ بازو سے لٹکائے جا سکتے تھے۔

"برادر! چلنے کا وقت آگیا ہے۔" اس نے کہا۔

وہ اٹھے اور چند ثانیوں تک سر جھکائے خاموش کھڑے رہے۔ وہ عظیم روح سے، جس کی وہ پرستش کرتے تھے، دعا مانگ رہے تھے کہ وہ ان کی مدد کرے۔ حلقۂ سحر کا کوئی بھی برادر کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے دعا مانگتا

تھا کہ یہ اس حلقہ کا اصول تھا۔

"برادر راسہ! اپنے دانتوں سے ایک چراغ پکڑ کر اور ایک ٹوکری لٹکا کر پہلے میں اترتا ہوں۔ دوسرا چراغ ہم یہیں جلتا چھوڑ دیتے ہیں۔ تم دوسری ٹوکری لے کر میرے پیچھے آؤ۔"

پھر ہمو دروازے کے قریب گیا۔ کواڑ کی کھڑکی میں ٹھونسا ہوا کپڑا نکال کر چند ثانیوں تک وہاں کھڑا سنتا رہا، واپس آیا، کوٹھری میں جلتے ہوئے دو چراغوں میں سے وہ چراغ، جو نسبتاً چھوٹا تھا، اٹھایا اور اس کا چپٹا دستہ اپنے دانتوں میں دبا لیا۔ اب وہ میز کے نیچے رینگ گیا۔ اور پتھر کو ہلا کر کھول دیا۔ پتھر اب اپنے ایک سرے پر کھڑا تھا۔ تیمو کنویں میں اتر گیا۔ اور پتھر کے کھونٹوں پر پیر رکھ کر نیچے اترنے لگا۔

خیان نے اس کی تقلید کی۔

وہ تین سیڑھیاں نیچے اترا تھا کہ اتفاقاً اس کے لبادے کی ٹوپی کی نوک پتھر میں اٹک گئی۔ ایک دم سے پتھر گر کر بند ہو گیا۔ چنانچہ اب اس کنویں میں واپس اس کوٹھری میں نکلنے کی کوئی امید نہ رہی کیونکہ اس خفیہ دروازے کو اندر سے کھولا نہ جا سکتا تھا۔ اور تب اس کنویں کا مقصد خیان کی سمجھ میں آیا۔ جب کسی بدقسمت قیدی کو ختم کرنا مقصود ہوتا تو اس پتھر کی کمانی کھول دی جاتی۔ بدقسمت قیدی کمرے میں ٹہلتا تو کبھی نہ کبھی اس پتھر پر اس کا پاؤں پڑ جاتا اور وہ کنویں میں جا پڑتا۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ جب کسی قیدی کو اس کنویں میں گرانا ہوتا تو پتھر کی یہ میز کسی اور جگہ رکھی ہوئی ہوتی۔ یا اسے ختم کرنا ہوتا تو جیل کے داروغہ اسے اٹھا کر اس کنویں میں پھینک دیتے۔ اس خیال سے خیان کانپ گیا کہ شاید یہی حشر اس کا بھی ہوتا۔ کسی کو پتہ بھی نہ چلتا

کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا۔

وہ اترتا رہا۔ نیچے۔ اور نیچے۔ وہ ننھا سا چراغ، جو تیمو نے اپنے دانتوں سے پکڑ رکھا تھا، اس کا راستہ یوں ہی سا روشن کرتا رہا۔ یہ بے حد لمبا سفر معلوم ہوتا تھا کیونکہ کنواں حیرت انگیز حد تک گہرا تھا۔ آخر کار تیمو نے اسے مطلع کیا کہ وہ تہہ میں پہنچ گیا تھا۔

دوسرے ہی لمحے خیان تیمو کے قریب ایک سفید ڈھیر پر کھڑا ہوا تھا جو اس کے پیروں تلے پھسل رہا اور چٹخ رہا تھا۔ اس نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا۔ اور چراغ کی روشنی میں اسے نظر آیا کہ وہ ہڈیوں کے انبار پر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ ان قیدیوں کی ہڈیاں جو اس کنوئیں میں گرے تھے یا جنہیں اوپر سے اٹھا کر پھینکا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ان میں سے اکثر آدمیوں کو اس کنوئیں میں گرے زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا۔ اور خیان کو اپنے وہ دوست یاد آ گئے جو کسی وجہ سے فرعون کے غضب کا شکار بنے تھے اور ان کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اچانک کہیں غائب ہو گئے تھے۔ اب خیان کو معلوم ہوا کہ کہاں اور کس طرح غائب ہوئے تھے۔

"تیمو! میرا دم گھٹ رہا ہے" وہ بولا "آگے چلو۔"

تیمو دائیں طرف گھوم کر ایک سرنگ میں گھس گیا جس کی چھت اتنی نیچی تھی کہ وہ کمر میں سے دہرے ہو کر چل رہے تھے اور تیمو نے چراغ بہت نیچے پکڑ لیا تھا مبادا سرنگ کے فرش میں بھی ان قیدیوں کو گرانے کے لیے کنوئیں ہوں جو اس سرنگ کے راستے فرار ہونے کی کوشش کریں۔ کوئی چالیس پچاس قدم تک اس سرنگ میں چلتے رہنے کے بعد تیمو نے سرگوشی میں خیان کو مطلع کیا کہ سامنے اسے روشنی نظر آ رہی تھی اس پر خیان نے اسے چراغ بجھا دینے کا

مشورہ دیا مبادا کوئی دیکھ لے اور وہ پکڑے جائیں۔ چنانچہ تیمو نے چراغ بجھا دیا۔ کوئی دس بارہ قدم تک چلتے رہنے کے بعد وہ اس تنگ سرنگ کے دہانے میں پہنچ گئے جو اس زبردست پشتے میں تھا جو پتھر کی بڑی بڑی سلوں سے بنایا گیا تھا۔ اس زبردست پشتے پر فرعون کا محل کھڑا تھا۔ دہانہ اس قدر چھوٹا تھا کہ پتھر کی سلوں کی ناہمواری میں دکھائی نہ دیتا تھا۔ دہانے سے دو قد آدم نیچے دریائے نیل بہہ رہا تھا۔

خیان اور تیمو نے اپنے سر باہر نکالے، نیچے اور دائیں بائیں دیکھا۔

"دریائے نیل تو یہ رہا نیچے" خیان نے کہا۔ "لیکن کشتی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔"

"برادر! جس طرح سے اب تک ہر بات سچ ثابت ہوئی ہے اسی طرح سے کشتی بھی آجائے گی۔ یقین رکھو، یقین بڑی چیز ہے۔" تیمو نے جواب دیا۔

دونوں آدھے گھنٹے تک انتظار کرتے رہے۔ تب تیمو نے یہی الفاظ دہرائے

"عظیم روح کرے ایسا ہی ہو" خیان نے کہا۔ "ورنہ ہمیں تیر کر جانا پڑے گا اور تم جانو یہاں مگرمچھ بہت ہیں کیونکہ محل کی کھڑکیوں میں سے بچا کھچا کھانا پھینکا جاتا ہے۔"

ابھی خیان نے یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ انہوں نے چپو چلنے کی آواز سنی اور سنگی پشتے کے گہرے سائے میں انہیں ایک چھوٹی سی بادبانی کشتی نظر آئی جو آہستہ آہستہ ان کی طرف آرہی تھی۔ کشتی سرنگ کے دہانے کے عین نیچے آکر ٹھہر گئی۔ کشتی میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس نے دریا میں جال پھینکا اوپر نظر کی اور آہستہ سے سیٹی بجائی۔ جواب میں تیمو نے بھی سیٹی بجائی۔ اس پر وہ آدمی ماہی گیروں کا ایک گیت گنگنانے لگا اور ٹیپ کا بند قدرے بلند

آواز میں کہا جو یوں تھا:

"چھلانگ لگا کر آجا میری کشتی میں پیاری مچھلی"

خیان سرنگ کے دہانے میں سے نکل کر کھردری دیوار پر سے نیچے اترنے لگا اور جلد ہی کشتی میں تھا۔ تیمو نے چراغ دریا میں پھینکا اور اب وہ بھی نیچے اترنے لگا چونکہ وہ ایسے کام کا عادی نہ تھا اس لیے اسے دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اگر خیان اسے تھام نہ لیتا تو وہ دریا میں جا پڑتا۔

آؤ۔ بادبان کھولنے میں میری مدد کرو۔ ہوا شمال کی طرف چل رہی ہے اور تیز ہے چنانچہ ہمیں جنوب کی طرف جانا پڑے گا۔ اور کوئی چارہ نہیں۔" کشتی بان نے کہا۔

اور جب خیان بادبان کھولنے میں کشتی والے کی مدد کر رہا تھا تو اس وقت اس نے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ زنداں کا داروغہ تھا۔

"جلدی کرو،" داروغہ بولا۔ "میں بہت سی روشنیاں دیکھ رہا ہوں۔ شاید لوگوں نے خالی زنداں دیکھ لیا ہے۔ یہاں بہت سے جاسوس ہیں۔"

اور پھر خیان کو وہ انگاروں جیسی آنکھیں یاد آگئیں جو اس نے زنداں کے کواڑ کی کھڑکی میں دیکھی تھیں۔

پتوار دیوار سے ٹیک کر داروغہ نے کشتی ڈھکیل دی۔ ہوا بادبان میں بھر گئی اور کشتی بہنے لگی۔ کچھ دیر بعد ہی وہ منجدھار میں تھی اور بھاگی جا رہی تھی۔

"تم ہمارے ساتھ چل رہے ہو؟" خیان نے پوچھا

"نہیں شہزادے۔ میری بیوی ہے اور بچہ بھی۔ مجھے ان کا خیال کرنا ہے۔" داروغہ نے جواب دیا۔

"دیوتا تمہیں اجر دیں۔" خیان نے کہا

"مجھے اجر مل گیا۔ آج رات کی خدمت کے صلہ میں مجھے اتنا کچھ ملا ہے کہ دس برس میں نہیں کمایا۔ یہ نہ پوچھئے کہ اجرت کس لئے دی۔ آپ میری فکر نہ کریں کیونکہ میری ایک محفوظ پناہ گاہ ہے حالانکہ وہ ایسی جگہ ہے کہ آپ میرے ساتھ وہاں نہیں رہ سکتے۔"

اور وہ کشتی دوسرے کنارے پر لے آیا جہاں سیکڑوں جھونپڑیاں تھیں۔

"اب آپ جائیے۔ دیوتا آپ کی حفاظت کریں۔" داروغہ نے کہا۔ "کشتی میں مچھلیاں پکڑنے کا سامان موجود ہے۔ اور ایسا لباس بھی جیسا کہ اس پیشے کے لوگ پہنتے ہیں۔ پو پھٹنے سے پہلے یہ کپڑے پہن لینا اور اس وقت تک تم تانیس سے کافی دور نکل چکے ہوگے۔ کیونکہ یہ کشتی بڑی تیز رفتار ہے۔ الوداع۔ اپنے دیوتاؤں سے میرے لیے دعا کرنا۔ میں اپنے دیوتاؤں سے تمہارے لیے دعا کروں گا۔ شہزادے! پتوار سنبھالو۔ اور کشتی کو منجدھار میں رکھنا کیوں کہ اس طوفانی رات میں کوئی تمہیں دیکھ نہ سکے گا۔"

اور اتنا کہہ کر داروغہ آہستہ سے دریا میں اتر گیا۔ خیان اور تیمو کو دور تک اس کا سر سطح آب پر دکھائی دیتا رہا اور پھر غائب ہو گیا۔

"آخر کار مجھے ایک شخص تو ایسا ملا جو مخلص اور ایمان دار ہے حالانکہ اس کا پیشہ بُرا ہے۔" خیان نے کہا۔

سولھواں باب

راہو کی موت

رات بھر خیان اور تیمو دریائے نیل کی سطح پر اس کشتی میں بیٹھے سفر کرتے رہے کیوں کہ شمالی ہوا موافق اور تیز تھی۔ اور صبح ہونے تک وہ تانیس سے کئی میل دور پہنچ چکے تھے۔ ایک دفعہ انھیں اپنے عقب میں دریا پر روشنیاں نظر آئیں جیسی کہ تعاقب کرتی ہوئی کشتیوں میں ہوتی ہیں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ہی وہ غائب ہو چکی تھیں۔ صبح انہوں نے ماہی گیروں کے وہ کپڑے پہن لئے جن کے متعلق داروغہ نے انہیں بتایا تھا۔ چنانچہ اب دیکھنے والے انہیں ماہی گیر ہی یقین کرتے اور ان کی طرف کوئی توجہ نہ دیتے کیونکہ ایسے بے شمار پیشہ ور ماہی گیر اپنی کشتیوں میں بیٹھ کر روزانہ مچھلیاں پکڑنے نکلتے تھے جنھیں وہ شہر کے بعد بازار میں بیچتے تھے۔ چنانچہ یوں ان کا سفر محفوظ رہا حالانکہ دوسری رات کو بہت سے بڑے بڑے جہاز ان کی کشتی کے قریب سے گزرے۔

ان جہازوں پر نظر پڑتے ہی خیان اور تیمو نے بادبان اتار لیا اور کشتی کو کنارے کے قریب لے آئے جہاں نرسل اگے ہوئے تھے۔ ان نرسلوں میں اور اتھلے پانی میں وہ اس وقت تک چھپے رہے جب تک وہ جہاز آگے نہ بڑھ گئے۔ جہاز بہت سے تھے پورا بیڑا تھا۔ یہ جہاز کیا تھے اور کیسے تھے یہ وہ اندھیرے کی وجہ سے دیکھ نہ سکے لیکن ان کے ماتھے اور دنبالے پر لٹکتی ہوئی لالٹینوں، احکام صادر کرتی

ہوئی آوازوں اور جہاز کے مسافر جو گیت گا رہے تھے اس سے خیان نے اندازہ لگایا کہ یہ جنگی جہاز تھے جو سپاہیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ وہ نہ جان سکا کہ وہ کہاں سے آئے تھے۔ البتہ اسے وہ یاد آیا جو اس نے اپیپی کے دربار میں سنا تھا اور یہ بھی کہ جب وہ تانیس لوٹ رہا تھا تو اس نے بہت سے جہازوں کو بہاؤ کے خلاف جاتے دیکھا تھا۔

وہ ایک دم سے خوفزدہ ہو گیا۔

"کیا بات ہے برادر راسہ؟ خوفزدہ کیوں ہو گئے؟" تیمو نے اس کی دلی کیفیت معلوم کر کے کہا۔

"خوف یہ ہے کہ ہم اپنے آدمیوں کو وقت پر خبردار نہ کر سکیں گے۔ تیمو! اب الفاظ سے کھیلنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ تیمو! تم مجھے راسہ کہتے ہو لیکن میں شہزادہ خیان ہوں کبھی اپیپی کا ولی عہد تھا اور میں شہزادی نفرا کا منگیتر ہوں جسے میرا باپ اپیپی گرفتار کر کے جبراً اپنی بیوی بنائے گا۔ جب اسے پتہ چلا کہ میں اس کا رقیب بن گیا ہوں تو اس نے مجھے گرفتار کر کے زنداں میں ڈال دیا۔ اسی لیے اس کال کوٹھری میں ہماری ملاقات ہوئی۔"

"ہاں۔ اے شہزادے اور برادر! یہ تو میں نے پہلے ہی سے سمجھ لیا تھا لیکن اب کیا؟"

"اب یہ تیمو کہ میں ملکہ اور اپنے برادروں کو اس خطرے سے آگاہ کر دوں گا جو ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے۔ یعنی یہ کہ اپیپی نفرا کو اٹھا لے جائے گا اور حلقہ کا ایک ایک آدمی کو، عورتوں کو اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا کم سے کم میرے سامنے تو اس نے ایسی ہی قسم کھائی تھی۔"

"میں سمجھتا ہوں انہیں یہ پیغام پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں۔" تیمو نے

جواب دیا۔ "کیونکہ ایسی خبریں راہوتک بہت جلد پہنچ جاتی ہیں۔ کسی پُر اسرار ذریعہ سے۔ تاہم چلو۔ دیوتا ہمارے ساتھ ہیں۔"

چنانچہ انہوں نے سفر جاری رکھا اور صبح ہونے کے کچھ ہی دیر بعد اہرام دکھائی دیئے اور آخر کار وہ اس ساحل پر پہنچ گئے جہاں کھجور کے درختوں کا وہ جھنڈ تھا جہاں خیان کی پہلی ملاقات نفرا سے ہوئی تھی جب وہ ایک راہ بر کے بھیس میں تھی۔

یہاں انہوں نے اپنی کشتی چھپا دی اور پھر وہ لمبے چغے پہن کر، جو انہیں زنداں میں دیئے گئے تھے، انہوں نے ان کے نیچے وہ تلواریں چھپائیں جو انہیں کشتی میں ملی تھیں اور پھر وہ صحرا میں قدم مارتے ابوالہول کی طرف چل پڑے اور وہاں سے مندر کی طرف۔ راستے میں انہیں کوئی آدمی نہ ملا۔ انہوں نے دیکھا کہ کھیتوں میں کوئی نہ تھا۔ اور کھڑی فصل انسانوں یا جانوروں نے اجاڑ دی تھی۔ دل میں عجیب طرح کا خوف لیے وہ خفیہ دروازے سے مندر میں داخل ہوئے اور تنگ سرنگ میں سے ہوتے ہوئے اس بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں نفرا کی رسم تاج پوشی ادا کی گئی تھی۔ کمرہ خالی اور خاموش تھا۔ دفعتہً اس کے انتہائی سرے پر خیان کو ایک سفید سایہ سا نظر آیا جو تخت نما کرسی میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کرسی چبوترے پر رکھی ہوئی تھی اور اس کے پیچھے دیوتا اوزیرس کا بت کھڑا ہوا تھا۔

دونوں تیزی سے اس طرف بڑھے۔

وہ قریب پہنچے اور اب خیان نے دیکھا کہ کرسی میں بیٹھا ہوا یہ سایہ راہو تھا۔ یا راہو کا بھوت تھا۔ وہ اپنا کاہن کا لباس پہنے خاموش اور بے حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی لمبی سفید داڑھی اس کے سینے پر پھیلی ہوئی تھی

اور اس کا سر یوں جھکا ہوا تھا جیسے وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا ہو۔

"اٹھو مقدس باپ۔" خیان نے کہا۔

لیکن راہو نے سر نہ اٹھایا اور نہ ہی جواب دیا۔

اور تب وہ دونوں کانپتی ٹانگوں سے چبوترے پر چڑھے اور غور سے اس کی طرف دیکھا۔

کاہن اعظم راہو مر چکا تھا۔

اس کے جسم پر کہیں کوئی زخم نہ تھا۔ لیکن بلاشبہ وہ مر چکا تھا۔

"مقدس باپ کو آسمانوں پر بلا لیا گیا۔" خیان نے کہا۔ "حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی روح ہمارے ساتھ ہے۔ آؤ۔ دوسروں کو تلاش کریں۔"

انہوں نے سارے حجرے دیکھ ڈالے۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ نفرا کا کمرہ بھی خالی تھا حالانکہ اس کی ہر چیز اپنی جگہ پر جوں کی توں موجود تھی۔ البتہ اس کے کپڑے موجود نہ تھے دوسروں کے بھی لباس غائب تھے۔

"آؤ باہر دیکھیں۔" خیان نے کہا۔ "شاید وہ لوگ مقبروں میں چھپے ہوئے ہوں۔"

وہ باہر آئے اور ہر جگہ تلاش کیا لیکن ہر طرف خاموشی اور ویرانی تھی۔ انہوں نے قدموں کے نشانات تلاش کئے۔ لیکن وہ بھی نہ تھے اور اگر کبھی تھے تو تیز شمالی ہواؤں نے ریت بچھا کر انہیں مٹا دیا تھا۔

آخر کار وہ مایوس ہو کر اہرام کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ راہو مر چکا تھا اور دوسرے لوگ چلے گئے تھے۔ خیان سمجھ سکتا تھا کہ کیوں۔ لیکن کہاں گئے تھے؟ کہیں وہ ان جہازوں میں تو نہ تھے جو گزشتہ رات ان کی کشتی کے قریب سے گزرے تھے؟ یا ان سب کو قتل کر دیا گیا تھا؟ اگر ایسا ہوا تھا تو یہ کیا بات ہوئی

کہ نہ تو کہیں ان کی لاشیں پڑی ملیں اور نہ قتل عام کی نشانیاں؟
یہ سوالات ان دونوں نے اپنے آپ سے اور ایک دوسرے سے پوچھے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔

"شہزادے! اب کیا کیا جائے؟" تیمو نے پوچھا۔ "بے شک آخر میں سب اچھا ہی ہوگا۔ پھر ہماری اشیائے خورد و نوش بھی تقریباً ختم ہیں۔ اور پناہ کے بغیر ہم یہاں رہ بھی نہیں سکتے۔"

"میرے خیال میں مندر میں چھپے رہیں۔ کم سے کم رات کا اندھیرا اترنے تک۔ سنو۔ میں سمجھتا ہوں انہیں اپیپی کے ارادے کی خبر ہو گئی تھی اور حلقہ کے برادر فرار ہو گئے ہوں گے۔"

"ہاں۔ لیکن کہاں؟"

"شاہ بابل سے مدد حاصل کرنے۔ تاؤ اور رو نے بھی اشاروں کنایوں سے مجھے بتا دیا تھا کہ اگر ضرورت ہوئی تو وہ بابل چلے جائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ وہ وہیں گئے ہیں چنانچہ ہمیں بھی اسی طرف چلنا ہے۔ لیکن بغیر راہبر کے اور بار برداری کے جانوروں کے بغیر۔ چنانچہ سمجھ لو کہ ہمارا یہ سفر بہت مشکل ہے۔"

"گھبراؤ نہیں شہزادے اور یقین رکھو۔" تیمو نے کہا "حلقۂ سحر کے برادر کبھی بھی بے سہارا نہیں رہے۔ تانیس کے زنداں میں ہم بے سہارا رہے؟ وہاں سے یہاں تک کے سفر میں بے سہارا رہے؟ اب بتاؤ کہ ہم اگر دنیا کے ایک سے دوسرے سرے تک سفر کریں تو کیا بے سہارا رہیں گے؟ نہیں۔ یقین رکھو ہمیں ہر دفعہ دوست ملتے رہیں گے کیوں کہ ہر قبیلے میں حلقۂ سحر کے برادر موجود ہیں جن سے ہم اپنا تعارف اشاروں کے ذریعہ کرا سکتے ہیں۔ اور یہ دوست ہمارے لیے ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دیں گے۔ اشیائے خورد و نوش اور بار برداری کے جانور اور ہمیں

ایک سے دوسرے دوست کی پناہ میں دیتے رہیں گے۔ اس کے علاوہ میرے پاس بہت سا سونا ہے جو مجھے اس عظیم ہستی نے دیا تھا جس کے چہرے پر نقاب پڑی تھی دہی جو تانیس کے زنداں میں میرے پاس آیا تھا اور جس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا تھا۔ اور جب اس نے مجھے یہ سونا اور جواہرات دیئے تھے تو مجھ سے کہا تھا کہ مجھے اور ایک دوسرے کو دور دراز کے سفر پر جانا پڑے گا اور اگر ایسا ہوا تو ہمیں اس کی ضرورت پڑے گی یہاں تک کہ ہم ایک خاص بادشاہ کی دست رس سے دور نکل جائیں گے۔"

تیمو کے یہ الفاظ سن کر ایک بار پھر خیان کی ہمت عود کر آئی کیونکہ اسے ایسا محسوس ہوا کہ تیمو کو اس کے پاس خود آسمان والے نے اس کی مدد کیلئے بھیجا ہے۔

"تیمو! مشکل اور مصیبت میں تمہاری دوستی میرے لیے ایک نعمت ہے۔" وہ بولا۔ "حالانکہ میں نہیں جانتا کہ ایسا روحانی سکون اور روحانی قوت تم نے کہاں سے حاصل کی۔"

آخر کار انہوں نے فیصلہ کیا کہ فی الحال تو انہیں آرام کرنا چاہئے کیوں کہ وہ تھکے ہوئے تھے، اور ذخیرہ خانے سے، جس کے راز سے تیمو واقف تھا، کھانے پینے کی چیزیں حاصل کر لینی چاہئیں۔ چنانچہ وہ واپس ابوالہول کی مندر کی طرف چلے جہاں اب بھی مردہ راہو حکومت کرتا تھا جیسی کہ اس وقت کرتا تھا جب زندہ تھا۔ اس زبردست چٹانی چبوترے کے، جس پر فرعون خفرا کا اہرام بنا ہوا تھا، کنارے پر پہنچ کر خیان ٹھٹھک کر کھڑا رہ گیا۔ اسے کچھ وہم سا ہوا کہ مقبرے کی گہری خاموشی میں اسے کچھ آوازیں آ رہی تھیں۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ یہ آوازیں کیسی تھیں اور کہاں سے آ رہی تھیں کہ قریب کی ایک بلند قبر کے پیچھے سے، جو کسی بادشاہ یا شہزادے کی قبر تھی، ایک حبشی نکل آیا۔

اس کا سر جھکا ہوا تھا اور نگاہیں زمین پر تھیں جیسے وہ کسی شکاری کے پیروں کے نشانات تلاش کر رہا ہو۔

"کپتان! دونوں اسی طرف گئے ہیں۔" حبشی نے اونچی آواز میں کہا "اور انہیں یہاں سے گئے ایک گھنٹہ ہی ہوا ہے"۔

اور خیان نے سمجھ لیا کہ حبشی اس کے اور تیمو کے قدموں کے نشانات سے پتہ لگاتا یہاں تک پہنچا تھا۔ اس کا خون منجمد ہو گیا اور ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے کہ اہرام کے عقب سے چالیس پچاس مسلح سپاہی نکل آئے۔ ان کے لباس سے خیان نے انہیں پہچان لیا۔ وہ فرعون کے محافظ دستے کے سپاہی تھے۔

"شہزادے! ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے"۔ تیمو نے کہا۔ "اور دشمن یہاں تک پہنچ گیا ہے۔ اب اگر ہم فرار نہ ہوئے تو یقیناً مارے جائیں گے"۔

تیمو نے ابھی یہ الفاظ کہے ہی تھے کہ حبشی نے انہیں دیکھ لیا اور اپنے بھالے سے ان کی طرف اشارہ کیا۔

اور دفعتہً سپاہی نعرے لگاتے ان کی طرف بھاگ کر آنے لگے ان شکاریوں کی طرح جنہیں آخر کار شکار مل گیا ہو۔

دفعتہً خیان کو کچھ یاد آیا:

"تیمو! میرے پیچھے آؤ"۔ اس نے کہا۔

اور وہ گھوم کر خفرا کے اہرام کی طرف بھاگا۔ حالانکہ ایسا کرتے ہوئے اسے تعاقب کرنے والوں کے بہت قریب سے گزرنا تھا۔

تیمو نے یہ دیکھا اور کہا:

"یقین۔ یقین"۔

اور وہ خیان کے پیچھے بھاگا

لمحہ بھر کے لیے سپاہی رک گئے انہوں نے سوچا کہ دونوں مفرور اپنے آپ کو سپرد کرنے آ رہے ہیں۔

لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ خیان اور تیمو ان کے قریب سے نکلے چلے گئے ہیں تو وہ ایک بار پھر ان کے تعاقب میں بھاگ پڑے۔ خیان اہرام کے جنوبی پہلو کے متوازی بھاگتا چلا گیا۔ لمبی ٹانگوں والا تیمو اس کے پیچھے تھا۔ تعاقب کرنے والے جب مغربی کونے سے مڑ کر اس طرف آئے تو تیمو اور خیان مشرقی پہلو کا کونا مڑ چکے تھے اور وہ دونوں ایسی تیز رفتاری سے بھاگ رہے تھے کہ جب سپاہی اس کونے پر پہنچے تو دونوں مفرور انہیں کہیں نظر نہ آئے اور وہ الجھ کر کھڑے رہ گئے۔ اور ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ اہرام کے کس طرف تھے اور اب کس طرف جانا تھا۔ یہاں تک کہ حبشی راہبر ان کی راہبری کرنے کے لیے ان تک پہنچ گیا۔

ادھر جنوبی پہلو کے متوازی بھاگتا ہوا خیان اس گرے ہوئے پتھر کو تلاش کر رہا تھا جس سے یہ پتہ چل سکتا تھا کہ اس پر کہاں سے چڑھا جائے ایسے بہت سے پتھر وہاں پڑے ہوئے تھے لیکن آخر کار اسے وہ نشانی کا پتھر مل گیا۔ تیمو کو اپنے پیچھے آنے کو کہہ کر وہ یہاں سے اہرام پر چڑھنے لگا۔ یہ کام اس کے لیے کچھ مشکل نہ تھا۔

"ارے باپ رے! میں بکری ہوں کیا؟" تیمو نے کہا۔ "بہرحال یقین یقین۔"

اور وہ بھی جہاں تک ممکن تھا احتیاط اور پھرتی سے اوپر چڑھنے لگا۔ ایک دفعہ وہ نیچے جا پڑا ہوتا لیکن عین اسی وقت خیان نے پیچھے دیکھا اور اسے

بازوں سے پکڑ لیا۔

کتنے پتھر چڑھ گیا تھا وہ؟ اوپر چڑھنے کی عجلت میں وہ پتھر شمار کرنا بھول گیا تھا۔ اور ہر پتھر دوسرے پتھر کی طرح تھا۔ خیابن نے سوچا کہ وہ مقررہ جگہ سے آگے بڑھ گیا ہے چنانچہ رک گیا اور جو کچھ نفرا نے اسے دکھایا تھا اور اس سے کہا تھا وہ یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ دفعتہً، جیسے جادو کے زور سے اسکے عین سامنے ایک بڑا پتھر لرز کر گھوما اور کھل گیا۔ اس کے پیچھے راستہ تھا جس میں ایک چراغ جل رہا تھا۔ یہ سوچے بغیر کہ پتھر خود بخود کس طرح کھل گیا وہ تیمو کو اپنے پیچھے کھینچتا ہوا اس سوراخ میں گھس گیا کیونکہ اب تعاقب کرنیوالے موڑ مڑ کر اس طرف آچکے تھے اور ہر چند کہ دور تھے انہوں نے ان دونوں کو اہرام کے پہلو پر دیکھ لیا تھا حالانکہ بعد میں سپاہیوں کو یقین نہ آیا کہ ایسا ہو سکتا ہے چنانچہ اپنی آنکھوں پر سے ان کا اعتبار اٹھ گیا تھا۔ چنانچہ خیابان انجام کا خیال کئے بغیر سوراخ میں اتر گیا حتیٰ کہ اسے یہ بھی خیال نہ آیا کہ پتھر اپنے آپ کھل گیا ہے تو یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی جال ہو انہیں پھانسنے کے لیے۔

ابھی وہ اندر اترے ہی تھے کہ پتھر اسی طرح خاموشی اور جلدی سے بند ہو گیا جس طرح کہ کھلا تھا۔ اور اس نے کھٹکا بیٹھنے کی آواز سنی۔ ہانپتے ہوئے خیابان نے چاروں طرف دیکھا۔ سامنے ایک شگاف میں، جو نفرا نے اسے بتایا تھا کہ اسٹور روم تھا، ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ وہ شخص ادب سے جھکتا ہوا ان کی طرف آیا۔

"خوش آمدید آقا" وہ بولا۔ "مقدس راہو کا علم حیرت انگیز ہے کیوں کہ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ آپ ٹھیک اسی وقت یہاں آئیں گے چنانچہ میں آپ کا انتظار کر رہا تھا اور دیکھ رہا تھا۔"

خیابان کی نظر یہاں کی روشنی کی عادی ہوئی تو اس نے دیکھا کہ سامنے اور

کوئی نہیں بلکہ شیخ الاہرام کھڑا ہوا تھا جس نے اسے اہرام پر چڑھنا سکھایا تھا۔

"پتھر کی اس دیوار کے آر پار تم کیسے دیکھ سکتے ہو؟" خیان نے حیرت سے پوچھا۔

"بہت آسانی سے۔ آیئے۔ دکھاؤں۔ آپ زمین پر لیٹ جایئے اور اسی سوراخ میں سے دیکھئے اور اگر ذرا اوپر سے دیکھ سکتے ہوں تو اُس سوراخ میں سے دیکھئے۔"

خیان نے ایسا ہی کیا۔ معلوم ہوا کہ سوراخ دراصل نلکیاں تھیں جو اہرام کی دیوار میں سے گزر کر بیرونی سطح تک چلی گئی تھیں۔ ان کی ساخت کچھ ایسی تھی کہ اہرام کے اندر سے دیکھنے والے کو وہ سب کچھ نظر آتا تھا جو اہرام کے قدموں میں ہو رہا تھا اور اگر وہ دوسری نلکی سے دیکھتا تو دور تک دیکھ سکتا تھا۔

چنانچہ یوں خیان نے دیکھا کہ تعاقب کرنے والے اہرام کے قدموں میں پہنچ گئے ہیں اور حبشی راہبر بازو ہلا ہلا کر انہیں بتا رہا تھا کہ مفرورین اہرام پر چڑھ گئے ہیں۔ راہبر کی اس بات نے، کیوں کہ اسے یقین نہیں آتا تھا کہ کوئی اہرام پر چڑھ بھی سکتا ہے، افسر کو غصہ دلا دیا۔ اور وہ اس قدر غصے ہوا کہ اس نے راہبر کے تھپڑ رسید کر دیا۔ اس پر حبشی راہبر خفا ہو کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے منہ سے کچھ نہ کہا۔ چنانچہ اب سپاہیوں نے اپنے طور پر تلاش شروع کی۔ ان میں سے کئی ایک نے اہرام پر چڑھنے کی بھی کوشش کی یہاں تک کہ ان میں سے ایک اوپر سے لڑھک گیا۔ اور اپنا ہاتھ یا شاید پاؤں توڑ بیٹھا کیونکہ اس کے ساتھی اسے اٹھا کر وہاں سے لے گئے۔ بقیہ سپاہی آگے بڑھ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ وہ شاید ان دونوں کو مفروروں میں تلاش کر رہے تھے

کم سے کم خیان کا تو ایسا ہی خیال تھا۔ لیکن افسر اور اس کے ماتحت وہیں، اہرام کے قدموں میں ہی، ریت پر بیٹھ گئے۔ اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کیونکہ وہ سب کے سب پریشان تھے۔ رات کا اندھیرا اترنے تک وہ اسی طرح بیٹھے رہے اور جب رات کا اندھیرا اتر آیا تو انہوں نے الاؤ سلگائے اور وہیں پڑاؤ ڈال دیا۔

اب خیان نے شیخ سے پوچھا کہ حلقۂ سحر کے برادر کیا ہوئے اور وہ اہرام میں اکیلا کیوں رہ گیا۔؟

شیخ نے کہانی یوں سنائی:

"آقا! جب آپ بادشاہ کے نام خطوط کے لیے جہاز میں سوار ہوئے اور جہاز روانہ ہو گیا تو حلقے کے پاس خبر آئی۔ میں نہیں جانتا کہ یہ خبر کیسے ان تک پہنچی کیونکہ میں اس حلقے میں شریک نہیں ہوں اور ان کے رازوں سے واقف نہیں ہوں۔ شاید کوئی جاسوس یہ خبر لایا ہو گا یا آسمانوں سے یہ خبر اتری ہو گی۔ بہر حال میں نہیں جانتا۔ بہر حال ایسا ہوا۔ سارے برادر جمع ہوئے پھر عورتوں اور بچوں کو اور ان بوڑھوں کو جو سفر کے قابل نہ تھے جنوبی صحرا میں دوسرے اہراموں کی طرف بھیج دیا گیا جہاں اپیس[1] گایوں کے مقابر ہیں۔ اب یہ میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں کو وہیں قیام کرنا ہے یا آگے جانا ہے۔ بہر حال وہ لوگ اسی رات خاموشی سے روانہ ہو گئے اور دوسری صبح وہ غائب ہو چکے تھے

[1] اپیس اس گائے کو کہتے ہیں جس کے ماتھے پر سفید ہلال کی شکل کا پیدائشی نشان ہوتا تھا۔ مصری لوگ اس گائے کو مقدس یقین کرتے اور جب وہ مرجاتی تو اسے حنوط کر کے دفن کرتے تھے۔ مترجم

میں سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ کسی خاص جگہ حلقہ کے برادروں میں پناہ گزیں ہوں گے جہاں وہ محفوظ رہیں گے۔"

"لیکن نفرا کا اور دوسروں کا کیا بنا؟" خیان نے بے تابی سے پوچھا۔

"آقا! اس رات وہ صبح تک تیاریاں کرتے رہے اور علی الصبح وہ لوگ مشرق کی طرف اس طرح روانہ ہوئے کہ گدھوں پر خیمے اور کھانے پینے اور ضرورت کی چیزیں لدی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے ساتھ ایک تابوت بھی لے لیا جس میں، میں سمجھتا ہوں، ہماری ملکہ نفرا کی والدہ کی حنوط شدہ لاش تھی، میرے علاوہ صرف ایک شخص یہاں رہ گیا۔ یعنی مقدس کاہن راہو۔"

"یا شیخ! تم بھی کیوں نہ چلے گئے؟"

"اس کی دو وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ شیخ الاہرام قسم کھاتا ہے کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے وہ اہرام چھوڑ کر نہ جائے گا۔ میرے اجداد نسلاً بعد نسلٍ یہیں رہے اور یہیں مرے ہیں اور یہیں میری نسل بھی رہے گی یہاں تک کہ سورج اہرام پر طلوع نہ ہوگا یا خود اہرام ڈھے نہ جائیں گے۔ ہماری قوم سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ جب تک ہم ان کی حفاظت کرتے رہیں گے ہم باقی رہیں گے اور جب ہم اپنا فرض بھول جائیں گے اور اہرام کو چھوڑ دیں گے تو ہماری قوم ختم ہو جائے گی۔"

"یہاں ان کے رہنے کی تم نے بہت عمدہ وجہ بتائی ہے حالاں کہ اس میں خطرہ ہے اور تنہائی بھی۔"

"سچ کہا۔ اور دوسری وجہ ہے سو وہ بھی عمدہ ہے ایسی ہی۔ جانے سے پہلے خاتون نفرا نے مجھے بلا بھیجا اور بطور ملکہ کے مجھے چند احکامات دیئے۔ ایک یہ کہ آج سے میں اس بات کا خیال رکھوں گا کہ اُڑ کے اس اہرام کے

ذخیرے کا کمرہ غذا، تازہ پانی، شراب، تیل، آگ جلانے کی چیزوں اور ایسی ہی دوسری ضروریات سے بھرا ہے۔ اور یہ کہ اس طرف سے فرصت پا کر میں یہیں قیام کروں اور جو کچھ ہو رہا ہو اس پر نگاہ رکھوں اور اگر آپ اس طرف آئیں ـــ اور آقا ملکہ نفرا کو یقین تھا کہ آپ اس طرف آئیں گے ـــ تو آپ کو اہرام میں چھپا دوں، اور ہر طرح آپ کی خدمت کروں اور اس طرح تمام دشمنوں سے آپ کو محفوظ رکھوں۔ اس کے علاوہ ملکہ نفرا نے اور کاہن تاؤ نے بھی مجھے حکم دیا کہ میں آپ کو مطلع کر دوں کہ ملکہ سارے بردہ فروشوں کے ساتھ بابل روانہ ہو گئی ہے کہ وہاں کے بادشاہ اور اپنے نانا وتیناح سے مدد طلب کرے جو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی زندہ ہیں۔ اور انہوں نے نفرا کے استقبال کے لیے کئی پیغامبر مصر بھیجے تھے اور یہ کہ اگر ضرورت ہو تو یہ پیغامبر نفرا اور اس کے ساتھیوں کی بابل تک راہبری کریں۔ کہتے سنا ہے کہ بادشاہ وتیناح ملکہ کو بڑی فوج دے گا کہ وہ اپیپی سے جنگ کر کے مصر کا تاج و تخت حاصل کر لے۔ ملکہ نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ میں آپ سے یہ بھی کہہ دوں کہ جس قدر جلد ممکن ہو آپ بھی فرار ہو کر بابل پہنچ جائیں جہاں آپ اپیپی کے غضب سے محفوظ رہیں گے۔"

"میں ملکہ کا مشکور ہوں کہ انہیں میرا اتنا خیال ہے۔" خیان نے کہا "حالانکہ یہ میں نہ سمجھ سکا کہ یہ انہیں کیسے معلوم ہوا کہ دوبارہ یہاں آنا میرے لیے مقدر ہو چکا ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ مقدس رامو یہ بات جانتے تھے اور انہوں نے ہی نفرا کو بتایا تھا کیوں کہ آقا ان کے لیے مستقبل اتنا ہی کھلا ہے جتنا کہ حال۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ مستقبل اپنی روحانی آنکھوں سے دیکھتے تھے اور حال کو جسم کی آنکھوں سے۔"

"شاید۔ لیکن یہ کیسے ہوا کہ راہو مندر کے بڑے کمرے میں مردہ بیٹھے ہوئے ہیں؟ ان کے انجام کے متعلق تم کچھ جانتے ہو؟"

"میں سب کچھ جانتا ہوں آقا۔ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے چلے جانے کے بعد مقدس کاہن نے تاذ، نفرا اور حلقے کے سارے لوگوں کو بڑے کمرے میں طلب کیا تو میں بھی وہیں موجود تھا۔ مقدس کاہن نے ان کے سامنے ایک شاندار تقریر کی اور ان سے کہا کہ وہ سب کے سب بابل چلے جائیں اور انھیں، یعنی مقدس راہو کو، یہیں چھوڑ دیں کہ وہ اتنے بوڑھے ہو چکے ہیں کہ سفر کے قابل نہیں رہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ اسے ڈھل میں بٹھا کر لے جائیں گے لیکن راہو نے نفی میں سر ہلا کر کہا:

"نہیں۔ وقت آگیا ہے کہ میں اس دنیا سے پردہ کر کے دوسری دنیا میں چلا جاؤں۔ وہاں سے میں تم پر نظر رکھوں گا۔ اور انتظار کروں گا تم سب کا کہ جب تمہارا وقت اس دنیا میں پورا ہو گا تو تم میرے پاس وہاں آجاؤ گے۔ چنانچہ میں یہیں رہوں گا جب تک مجھے دوسری دنیا میں بلا نہیں لیا جاتا۔"

یہ سن کر سب رونے لگے تو مقدس کاہن نے تاذ کو اپنے قریب بلایا۔ اور اپنے سامنے گھٹنوں کے بل جھک جانے کو کہا اور چند پراسرار الفاظ کہہ کر اپنے بعد اسے کاہن اعظم بنا دیا۔ اور انہیں آدمیوں کے جسم اور روحوں پر اختیار دے دیا۔ اس کے بعد انہوں نے تاذ پر پھونکا اور ان کے ماتھے پر بوسہ دیا پھر انہوں نے ملکہ نفرا کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ وہ مایوس نہ ہو کیونکہ سب کچھ ایسا ہی ہو گا جیسا وہ چاہتی ہیں اور یہ کہ وہ، جسے وہ چاہتی ہے آخر کار اس کے پاس پہونچ جائے گا حالانکہ اس کی راہ میں بڑے خطرات ہیں تاہم وہ محفوظ رہے گا پھر کاہن اعظم نے ملکہ کا بھی ماتھا چوما اور اسے بھی دعائیں دیں اور پھر انہوں

نے حاضرین کو دعا دی اور ان سے کہا کہ وہ حلقہ کے رازوں اور اس کے عقائد و نظریات کی حفاظت کریں۔ اور یہ کہ اگر انہوں نے حق کے لیے اور ملکہ کے لیے جنگ کی اور خون بہایا تو وہ گنہگار نہ ہوں گے کیونکہ اکثر دفعہ امن قائم کرنے کے لیے جنگ ناگزیر ہوتی ہے لیکن ۔ کاہن اعظم نے کہا۔ جنگ کے بعد انہیں پہلے کی ہی طرح رحم دل اور خاکسار بن جانا ہے۔ اس کے بعد کاہن اعظم نے ان سب کو رخصت کیا اور پھر کبھی کسی سے بات نہ کی البتہ انہوں نے تاڈ کو شاہ بابل کے نام ایک تحریر دی اور دوسری تحریر بھی دی جو دنیا کے سارے برادروں کے لیے ہے۔"

"اچھا۔ پھر کیا ہوا؟"

"پھر آقا وہ سب یکے بعد دیگرے مقدس راہو کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکے اور چلے گئے۔ اور پو پھٹے وہ لوگ بابل کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ جب وہ چلے گئے تو راہو نے سر اٹھایا۔ تنہا مجھے وہاں کھڑا دیکھا اور پوچھا کہ دوسروں کیساتھ میں کیوں نہیں گیا۔ انہیں بھی میں نے وہی جواب دیا جو آپ کو دیا اس پر انہوں نے کہا کہ چلو یہ اچھا ہوا۔ اور کہا کہ ان کے مرنے تک میں ان کی خبر گیری کروں۔ اس کے بعد وہ کرسی پر سے اٹھے اور قریب کے حجرے میں جا کر لیٹ گئے۔ وہاں میں ہر رات اور ہر صبح ان کے پاس جاتا رہا اور دن بھر مندر کے ذخیرے سے کھانے پینے کی چیزیں اور دوسری ضرورت کی چیزیں لا کر یہاں، اس اہرام میں رکھتا رہا۔ برادروں کے رخصت ہو جانے کے چوتھے دن سہ پہر کے وقت میرا یہ کام پورا ہوا اور تب میں مقدس راہو کے پاس گیا کہ انہیں پانی پلاؤں کیونکہ اب وہ غذا کو چھوتے تک نہ تھے۔ انہوں نے پانی پیا اور کہا کہ میں انہیں اٹھاؤں اور کاہن کا پورا لباس انہیں پہنا دوں۔ اس کے

بعد میں انہیں بڑے کمرے میں لے آیا اور ان کے اقتدار کا عصا ان کے ہاتھ میں دے کر انہیں کرسی میں یا تخت پر بٹھا دیا۔

"سنو" مقدس راہو نے کہا۔ "ہمارے دشمن آ رہے ہیں۔ امیپی کے حکم کے مطابق، اپنے خیال میں، ہمیں نیست و نابود کرنے۔ میں انہیں ساحل پر اترتے اور ان کے نیزوں کے پھلوں کو چمکتے دیکھ رہا ہوں۔ اے شیخ! اے میرے بھائی! جاؤ تم وہاں چھپ جاؤ کہ محفوظ رہو اور بعد میں ویسا ہی کرو جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

اب شاید آپ نہیں جانتے لیکن تیمو جانتے ہیں کہ وہاں ایسی جگہیں ہیں جہاں آدمی چھپ جائے تو کوئی اس کا پتہ نہیں پا سکتا۔ چنانچہ ایسے ہی ایک مقام ہی میں جا کر چھپ گیا رہا ہوں جس چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے اس سے ذرا ہی دور اور اب کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ قدیم دیوتا کے بے جان بت میں ایک زندہ آدمی چھپا ہوا ہے۔ اور اس کی کھوکھلی آنکھوں میں سے سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

"غالباً ایک گھنٹہ گذر گیا کیونکہ جب ہم مندر میں آیا تھا تو سورج کافی بلند تھا لیکن اب اس کی کرنیں مغربی روشن دان سے اندر آ کر راہو پر اور اس تخت پر جس پر وہ بیٹھے ہوئے تھے ترچھی پڑ رہی تھیں اور سرخ شعاعوں نے انہیں جیسے آتشی لباس پہنا دیا تھا۔ دفعتہ بھاگتے ہوئے پیروں کی چاپ نے اور بہت سی آوازوں نے مندر کی خاموشی کو درہم برہم کر دیا۔

"یہ رہا راستہ۔" وہ چلائے۔

"یہ ہے حلقۂ سحر کے سفید چوہوں کا بل۔"

"اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا سحر فرعون کے سپاہیوں کے بھالوں کو کند

کرتا ہے یا نہیں"

"ایسے ہی الفاظ کہتے ہوئے سپاہی برہنہ تلواریں اور بھالے ہلاتے شور مچاتے مندر کے بڑے کمرے میں گھس آئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس قدیم مقدس مقام کی خاموشی نے انہیں ٹھٹھرا دیا کیوں کہ دفعتہً وہ خاموش ہو گئے اور اب وہ خاموشی سے اور آہستہ آہستہ اور بھیڑوں کی طرح ایک دوسرے سے گویا لپٹے ہوئے آگے بڑھے اور تب آتا مغرب میں جھکے ہوئے سورج کی سرخ شعاعیں پوری طرح راہو پر اتر آئیں جو سفید لباس میں ملبوس، ہاتھ میں عصا لیے تخت پر بڑے وقار سے بیٹھے ہوئے تھے۔ سپاہیوں نے راہو کو دیکھا اور ٹھٹھک گئے۔

"روح ہے۔" ایک سپاہی نے کہا۔

"نہیں۔ دیوتا اوزیرس ہے کہ قوت کا عصا لیے بیٹھا ہے۔" دوسرا بولا۔

افسر آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ ایک افسر نے، جو بہادر معلوم ہوتا تھا، کہا:

"یہ کیا حماقت ہے؟ ہم اس قسم کے جادو اور شعبدوں سے ڈر جائیں گے؟ نہیں۔ آؤ۔ دیکھتے ہیں۔"

وہ آگے بڑھا۔ دوسرے اس کے پیچھے چلے، وہ چبوترے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"یہ بوڑھا دیوتا مر چکا ہے۔" وہ بولا "دوستو! تم مردہ دیوتا سے خوفزدہ ہو؟۔"

اور تب راہو نے آنکھ کھولی، گونجتی ہوئی آواز میں کہا:

"زندگی اور موت کیا ہے؟ اے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کرنے والے گستاخ! تم زندہ اور مردہ دیوتا کے درمیان تمیز کر سکتے ہو؟"

افسر لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ وہ خوف زدہ تھا۔

"کیا تلاش کرنے آئے ہو تم یہاں؟" راہو نے کہا۔ "کسی نے بھیجا ہے تمہیں؟"

اور تب افسر نے ہمت کر کے جواب دیا:

"فرعون اپیپی نے ہمیں بھیجا ہے اور ہم خفرا کی، جو جنوب کا بادشاہ تھا، لڑکی نفرا کو گرفتار کرنے آئے ہیں اور ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ حلقۂ سحر کے تمام کاہنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔"

"ملکہ نفرا کو گرفتار کرنے آئے ہو؟ گرفتار کر لو اسے بشرطیکہ اسے پا سکو۔ سحر کے کاہنوں کو قتل کرنے آئے ہو؟ بہت اچھا۔ اگر مل جائیں تو قتل کر دو ان سب کو۔ جاؤ، مقبروں میں تلاش کرو، صحرا میں تلاش کرو، اگر مل جائیں تو قتل کر دو اور ان کے سر اپیپی کے پاس لے جاؤ جو ایک چرواہا کتا ہے جسے تم فرعون کہتے ہو اور ان سروں کے ساتھ مجسم حسن، مصر بالا اور مصر زیریں کی جائز ملکہ نفرا کو بھی لے جاؤ۔"

فرعون کے افسروں نے کوئی جواب نہ دیا۔ راہو نے کہا:

"جاؤ۔ تلاش کرو۔ تمہیں کچھ نہ ملے گا سوائے ریت کے اور ہوا کے۔ تلاش کرو یہاں تک کہ آسمانی روح کی تلوار تم پر آ گرے جیسا کہ اسے گرنا ہے۔"

اب آقا۔ ایسا ہوا کہ اپنے انتہائی خوف کی تہوں سے اس افسر کی ہمت ابھر کر اوپر آ گئی کیوں کہ اس نے چیخ کر جواب دیا:

"اے بوڑھے کاہن! تم نہ تو آسمانی روح ہو اور نہ اس کی تلوار اور نہ ہی تمہیں تلاش کرنا ہے کہیں۔ چنانچہ ہم تمہیں ہی پکڑ کر بادشاہ اپیپا کے پاس

ے چلتے ہیں کہ وہ تمہیں تانیس کے دروازے پر زندہ ہی لٹکا دے کہ دیکھنے والے دیکھ کر عبرت حاصل کریں کہ ساحروں، سازشیوں اور دھوکے بازوں کا ایسا انجام ہوتا ہے۔"

"اب راہو اپنے تخت پر سے اٹھے اور غروب ہوتے ہوئے سورج کی بے حد سرخ شعاعوں میں وہ غضب کے دیوتا معلوم ہوتے تھے۔

"دیکھو! تم نے مجھے دیوتا کہا ہے اور اس وقت میں، پہلی اور آخری دفعہ، دیوتا ہوں۔ سنو اور میرے یہ الفاظ اپنے بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور اپنے دل میں بھی اتار دو۔ یاد رکھو۔ مجھے نہیں بلکہ تمہیں تانیس کے دروازے پر لٹکایا جائے گا۔ ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم باب تانیس کے برج پر لٹک رہے ہو کیوں کہ تم نے بھیڑوں کے اس ریوڑ کو بھاگ جانے دیا ہے جس پر تمہارے چرواہے بادشاہ کی نظر تھی اور جسے کھا جانے کے لیے اس نے اپنے دانت تیز کر رکھے تھے۔ تم اپیپی کے غضب کا شکار ہو گے جس طرح کہ وہ خود آسمانی دیوتا کے غضب میں گرفتار ہو گا۔ اپنے بادشاہ کو میرا، کاہن راہو کا، یہ پیغام پہونچا دینا کہ موت اس کے قریب آتی جا رہی ہے اور بہت جلد وہ کاہن راہو سے دوبدو بات کرے گا۔ لیکن تانیس میں نہیں بلکہ دوسری دنیا میں انصاف کرنے والے کے تخت کے سامنے کہنا اس سے کہ انتقام لینے والے کی تلوار اس کی فوج کو یوں کاٹ کر رکھ دے گی جس طرح درانتی فصل کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ اور ایک دن وہ ہستی اس کے تخت پر رونق افروز ہو گی جس کو اپیپی قتل کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ ہستی اس حسینہ کو اپنا بنائے گی جس سے وہ پیار کرتی ہے۔ اس سے کہنا کہ جب وہ پیغامبر کے بھیس میں اس کمرے میں کھڑا ہوا تھا تو میں نے اسے پہچان لیا تھا لیکن میں نے اس کی جان بخشی کر دی کیونکہ ابھی اس کا وقت نہ آیا تھا۔ اور اس لیے بھی کہ حلقۂ سحر کے برادر پیغامبروں اور سفیروں کے خون سے

اپنے ہاتھ نہیں رنگتے۔ کہنا اس سے کہ وہ دغا باز ہے اور ظالم ہے چنانچہ دغابازی اور ظلم کا پیالہ پئے گا۔ اس نے برائی کی کھیتی بوئی ہے اور اسے اس کا برا ہی پھل ملے گا اور اس نے برائی اور ظلم سے جو کچھ جمع کیا ہے اس کا مالک کوئی اور نہ ہو گا۔"

یوں کہا مقدس راہو نے اور پھر کرسی میں ڈھے گئے۔

"گرفتار کر لو اسے۔" افسر چلّایا۔ "مارو اسے سلاخوں سے، اذیت دو اسے یہاں تک کہ یہ بتا دے کہ اس نے نفرا کو کہاں چھپایا ہے۔ اگر ہم نفرا کو لیے بغیر واپس لوٹ گئے تو تم جانتے ہی ہو کہ ہمارا انجام کیا ہو گا۔"

اور تب آقا چند سپاہی آہستہ آہستہ آگے بڑھے۔ وہ ایک قدم آگے بڑھتے اور دو قدم پیچھے ہٹ جاتے کیوں کہ وہ بے حد خوفزدہ تھے۔ آخر کار وہ چبوترے پر چڑھے۔ جو سپاہی سب سے پہلے اوپر چڑھا تھا اس نے راہو کے چہرے کی طرف دیکھا اور ایک دم سے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ مر چکا ہے۔ کاہن مر چکا ہے۔ اس کا جبڑا لٹک گیا ہے۔" وہ چلّایا۔

"ہاں۔ لیکن اس کا سراپ زندہ ہے۔ افسوس ہے اپیپی پر۔ اور افسوس ہے ہم پر۔" دوسرے نے کہا۔

دفعتہً سورج غروب ہو گیا۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔

"بھاگو۔ بھاگو۔ یہاں سے مبادا اس آسیب زدہ مقام میں سراپ ہم پر نازل ہو۔" کسی نے کہا۔

اور آقا وہ پلٹ کر اور بدحواس ہو کر بھاگے۔ تنگ دروازے میں وہ پھنس گئے۔ دھکا پیل میں بہت سے سپاہی گرے اور پھر انہیں اٹھنا نصیب نہ ہوا البتہ ان کی لاشوں کو اور جو زخمی تھے انہیں دوسرے سپاہی گھسیٹ لے گئے۔ کمرہ خالی ہو گیا۔ اور تب میں بت میں سے نکل کر چبوترے پر آیا اور مقدس راہو کا ہاتھ اپنے

ہاتھ میں لیا۔ وہ سرد تھا۔ ان کے دل کی دھڑکن محسوس کی۔ وہ خاموش تھا۔ پھر میں چھپتا چھپاتا سپاہیوں کے پیچھے چلا۔ میں نے انہیں بڑی افراتفری میں اپنے جہازوں پر سوار ہوتے اور بڑی عجلت میں جہازوں کو روانہ ہوتے دیکھا۔ دوسرے دن صبح جب میں دوبارہ وہاں پہونچا تو وہ سب کے سب جا چکے تھے۔ البتہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی کشتی الٹ گئی تھی کیونکہ نیل کی موجوں نے تین لاشوں کو کنارے پر لا پھینکا تھا۔ یہ تینوں لاشیں میں نے واپس دریا میں پھینک دیں۔"

"تو یہ ہے مقدس راہو کی موت کی پوری کہانی جواب اوزیرس کی آغوش میں سو رہے ہیں۔"

"بے حد عجیب اور لرزہ خیز کہانی ہے۔" خیان نے کہا۔

"بے شک" تیمو نے کہا۔ "لیکن اس میں مجھے آسمانوں کا ہاتھ نظر آتا ہے لیکن شہزادے! اگر یہ ابتدا ہے تو انجام کیا ہوگا؟ اپیپی اور اس کے ساتھیوں کا تو میں سمجھتا ہوں برا انجام ہوگا۔"

ستترہواں باب

دُشمن

اس رات کھانے سے فارغ ہو کر خیان، نیمو اور شیخ فرعون خفرا کے مقبرے کے کمرے میں، جو اہرام کے قلب میں تھا سونے کے لیے لیٹ گئے۔ خفرا کے تابوت کے ایک پہلو کی طرف خیان لیٹا، دوسری طرف نیمو اور شیخ کمرے کے دروازے کے عین باہر لیٹ گیا۔

اس رات خیان کو نیند نہیں آئی یا اگر آئی تو بہت کم۔ غالباً اس لیے کہ وہ بے حد تھکا ہوا تھا اور اس کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا۔ یا اس لیے کہ وہ جن خطرات سے گزر چکا تھا اور اس نے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اس کا خیال اسکی آنکھیں بند کرنے نہ دیتا تھا یا شاید یہ وجہ تھی کہ مقبرے کی گرم فضا اور گھٹن کی وجہ سے اسے سانس لینے میں تکلیف ہوتی تھی۔

یا پھر نیند نہ آنے کی دوسری بھی وجوہات ہو سکتی تھیں۔

خیان جس تابوت کے پہلو میں لیٹا ہوا تھا اسمیں اس عظیم فرعون کی ہڈیاں تھیں جس کا نام خفرا تھا، جس نے یہ اہرام بنوایا تھا۔ اور جو اَن گنت برسوں پہلے مصر اور دنیا کا عظیم ترین حکمراں تھا لیکن جواب پتھر کے اس تابوت میں بے بس اور بے جان پڑا ہوا تھا۔ چنانچہ یہ احساس بھی خیان کی نیند اڑانے کے لیے کافی تھا خصوصاً اس لیے کہ اس کے ہاتھ کی انگلی میں وہ صدیوں پرانی انگوٹھی تھی جو گزرے ہوئے فرعون کی مہر اور اس کی نشانی تھی۔

پھر اسے یاد آیا کہ کاہن راہو نے اسے دعا دی تھی اور اسے یقین ہو گیا کہ اس وقت راہو کی روح یا "کا"، جو فرعون خفرا کے "کا" سے زیادہ پُر قوت تھا، اس وقت اسے دیکھ رہا اور اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ چنانچہ اگر فرعون خفرا کا "کا" یا اس کی روح اس مقبرے میں موجود تھی بھی تو وہ اسے کوئی نقصان نہ پہونچا سکے گی۔

اس خیال سے اس کی ڈھارس بندھی اور آخر کار وہ سو گیا لیکن یہ پُر سکون نیند نہ تھی کیوں کہ اسے بھیانک خواب دکھائی دے رہے تھے یہاں تک کہ اس کی آنکھ کھل گئی۔ تابوت کے دوسری طرف سے تیمو کے اٹھنے اور جمائیاں لینے کی آواز آ رہی تھی۔

"اٹھو شہزادے!" تیمو نے کہا۔ "یہاں پتہ نہیں چلتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دن طلوع ہو چکا ہے۔"

"تیمو! ان لوگوں کے لیے دن کی اہمیت کیا رہ جاتی ہے جو اہرام کے دوامی اندھیرے میں مُردوں کی طرح رہتے ہیں۔" خیان نے اداسی سے کہا۔

"بہت اہمیت ہے۔ کیوں کہ ہم مردے نہیں ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ باہر سورج روشن ہے۔ اس کے علاوہ اندھیرے میں ایک سکون ہے اور اس میں اگر آدمی اور کچھ نہیں کر سکتا تو کم سے کم عبادت تو یکسوئی اور سکون سے کر سکتا ہے۔"

"لیکن دوسروں پر چمکتے ہوئے سورج کا خیال اس دم گھٹنے والے اندھیرے میں مجھے سکون نہیں بخش سکتا۔ اور تیمو! اپنے سر پہ آسمان دیکھ کر ہی میں بہترین عبادت کر سکتا ہوں۔"

"اور بلاشبہ تم بہت جلد اپنے سر پہ آسمان دیکھو گے شہزادے۔ کیونکہ ہمیں

نہ پاکر وہ سپاہی اپنے بادشاہ کو یہ اطلاع دینے چلے گئے ہوں گے کہ ہم روحوں کی طرح فضا میں تحلیل ہو گئے ہیں۔"

"اس صورت میں بادشاہ ان بے چاروں کو فوراً واپس بنا دے گا کہ وہ ہمیں دوسری دنیا میں تلاش کریں۔ میں سمجھتا ہوں بلکہ مجھے یقین ہے کہ وہ سپاہی کہیں بھی جا سکتے ہیں لیکن تانیس تو نہ جائیں گے اِلّا یہ کہ ہمیں اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ ذرا غور تو کرو تیمو! ہم فرعون کے اس زنداں سے فرار ہوئے ہیں جہاں سے آج تک کوئی زندہ باہر نہیں نکل سکا۔ نفرا اور دوسرے سارے برادر، فرعون کی فوج کو دھوکا دے کر نکل گئے۔ سوائے کارمن اعظم راہو کے جو صرف مرنے کے لیے یہاں رہ گئے تھے۔ چنانچہ سوچو کہ ان لوگوں کا فرعون کیا حشر کرے گا جو جاکر اس سے یہ کہیں گے کہ انہوں نے ہمارا تعاقب تو کیا لیکن پکڑ نہ سکے۔ نہیں تیمو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سپاہی واپس تانیس نہ جائیں گے اِلّا یہ کہ ہم ان کے ساتھ جائیں۔"

عین اسی وقت شیخ چراغ لے کر اندر آیا۔

"سپاہی چلے گئے ؟" تیمو نے پوچھا۔

"آؤ۔ خود ہی دیکھ لو۔" شیخ نے کہا اور انہیں کمرے سے باہر لے آیا۔

"اب دیکھو۔" اس نے ان نلکیوں کے سوراخوں کی طرف اشارہ کیا جن کے متعلق ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ان کے ذریعہ باہر دیکھا جا سکتا تھا۔

خیان نے ایک سوراخ سے آنکھ لگا دی اور جب اس کی نظر باہر کی تیز روشنی کی عادی ہو گئی تو اس نے دیکھا کہ کوئی پچاس ساٹھ سپاہی وہاں پڑے ہوئے پتھروں اور دوسری چیزوں سے اپنے لیے سائبان یا جھونپڑے سے بنا رہے تھے۔ اسکے علاوہ اس نے سوراخ سے کان لگایا تو اس نے ایک افسر کو کسی سے جسے خیان

دیکھ نہ سکتا تھا، پوچھتے سنا کہ دوسرے دستے، جو اہرام کے دوسرے پہلوؤں کی طرف ہیں، کس حال میں ہیں۔ اب خیان نے سمجھ لیا کہ ان سپاہیوں کو یقین تھا کہ ان کا شکار اہرام کے اندر چھپا ہوا ہے۔ چنانچہ اب انہوں نے اہرام کا محاصرہ کر لیا تھا اور اس وقت محاصرہ کرنے کا ارادہ کر چکے تھے کہ جب تک کہ ان کا شکار بھوک پیاس سے مجبور ہو کر باہر نہیں نکل آتا۔ خیان نے اشارے سے تیمو کو قریب بلایا، اسے باہر دیکھنے کو کہا اور خود وہیں فرش پر بیٹھ گیا اور اس کے منہ سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔

"بلاشبہ یہ لوگ ایک طویل عرصے تک یہاں قیام کرنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔" تیمو نے کہا۔ "ورنہ اپنے لیے پتھروں کے جھونپڑے نہ بناتے۔ بہرحال ہم اب بھی انہیں چکمہ دے سکتے ہیں۔ یقین رکھو، یقین رکھو۔"

"بے شک"۔ خیان نے کہا۔ "لیکن یقین کی پختگی کے لیے بھی پیٹ بھری کرنی پڑتی ہے چنانچہ آؤ۔ پہلے کھانا کھالیں۔"

اور یوں ان تینوں کے لیے، یعنی خیان، تیمو اور شیخ کے لیے۔ سنسنی خیز دور شروع ہوا۔

ایک پر دوسرا دن گزر گیا لیکن سپاہی وہاں سے نہ ٹلے۔ صرف یہی نہیں بلکہ دوسرے لوگ بھی ان کے پاس آ کر ان سے مل گئے اور ان آنے والوں میں وہ لوگ بھی تھے جو پہاڑوں پر اور بلندیوں پر چڑھنے میں ماہر تھے اور ان لوگوں نے رسّوں اور تانبے کی کیلوں کی مدد سے اہرام پر چڑھنا شروع کیا کہ شاید وہ شہزادے کی پناہ گاہ کا کھوج لگانے میں کامیاب ہو جائیں۔ ان کی یہ ساری محنت و مشقت محض بیکار ثابت ہوئی کیوں کہ وہ کئی دفعہ اہرام پر چڑھے لیکن خفیہ

پتھر کا کھوج نہ لگا سکے اور اگر لگا بھی لیتے تو اسے کھول نہ سکتے۔ اس کے باوجود سپاہی وہاں سے نہ ٹلے۔ انہیں یقین تھا کہ مفرور قیدی ضرور باہر آئیں گے الّا یہ کہ وہ اب تک مر نہ گئے ہوں۔"

خیان اور اس کے ساتھی اب فرعون کے تابوت والے کمرے میں نہ سوتے تھے کیوں کہ وہاں ناقابل برداشت گھٹن تھی۔ چنانچہ پہلی رات کے بعد اب وہ دروازے کے باہر گزرگاہ میں سوئے کیوں کہ وہاں نلکی کے سوراخوں میں تھوڑی بہت ہوا بہرحال آتی تھی اور ذرا سی روشنی بھی۔ ان میں سے ایک سوراخ سے، جو ترچھا ترچھا اوپر کی طرف چلا گیا تھا آنکھ لگا کر خیان ایک خاص تارہ دیکھ سکتا تھا۔ ہر رات وہ لیٹا کئی گھنٹوں تک اس ایک تارے کو دیکھا کرتا یہاں تک کہ وہ کھسکتے کھسکتے اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔ اس تارے کو دیکھنے سے اسے سکون ملتا تھا اور اس کی ڈھارس بندھتی تھی۔ کیوں؟ یہ وہ نہ جانتا تھا۔

چنانچہ یوں دن پہ دن اور رات پہ رات گزرتی رہی یہاں تک کہ اشیائے خورد و نوش کا ذخیرہ، حالانکہ بہت تھا، انہیں کم ہوتا محسوس ہوا اور وہ جانتے نہ تھے کہ ابھی اور کتنے دن انہیں اہرام کی گھٹن اور اندھیرے میں رہنا تھا پانی کا ذائقہ بھی اب بدل گیا تھا اور شراب وہ زیادہ پینے کی جرأت نہ کر سکتے تھے مبادا وہ ان کے دماغوں پر چڑھ جائے۔

چنانچہ یوں ہوا کہ آخر کار خیان کی امید نا امیدی میں تبدیل ہو گئی اسکی ہمت جواب دے گئی۔ اس کا دل بجھ گیا اور اب وہ اداس رہنے لگا۔ تیمو اپنے ساتھیوں کی ہمت بندھاتا اور انہیں کاہن اعظم راہو کی پیشین گوئی یاد دلاتا رہا لیکن آخر کار اس کا جی بھی چھوٹ گیا اور اس نے کہہ دیا کہ تانیس کا زنداں اس منحوس اہرام سے نسبتاً بہتر تھا۔ شیخ الاہرام کی حرکتیں ایسی وحشت ناک

ہو گئیں کہ خیان اس خیال سے لرز گیا کہ بوڑھا عرب شاید دیوانہ ہو گیا ہے۔ شیخ کو جو بات سب سے زیادہ غصہ دلا رہی تھی وہ یہ تھی کہ اجنبی اس اہرام پر چڑھ رہے تھے جس کا وہ شیخ تھا۔ چنانچہ اس معاملے میں وہ اکثر بکواس کرتا رہتا۔ خیان یہ کہہ کر اس کا غصہ دور کرنے کی کوشش کی کہ وہ اپنے رسوں کی مدد سے بھی اتنی بلندی پر چڑھنے کی ہمت نہ کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہی نہ تھے کہ قدم کہاں جمائے جائیں۔

خیان کی اس بات نے شیخ کو کسی سوچ میں ڈال دیا۔ کیوں کہ خیان کی یہ بات سننے کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔

دوسری رات پو پھٹنے سے پہلے اس نے خیان کو جگایا اور کہا:

"شہزادے! میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔ یہ نہ پوچھو کہ کون سے کام سے۔ لیکن کل سورج غروب ہونے کے بعد پتھر کھول کر میرا انتظار کرنا اگر میں صبح تک واپس نہ آؤں تو پتھر بند کر دینا اور سمجھ لینا کہ میں مر گیا۔"

اس سے زیادہ اس نے کچھ نہ کہا اور نہ ہی خیان نے اسے روکنے کی کوشش کی کیوں کہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ایسا کہا تو بوڑھا پوری طرح سے پاگل ہو جائے گا۔ چنانچہ خفیہ پتھر تھوڑا سا کھولا گیا اور تھوڑا سا کھانا کھانے اور تھوڑی سی شراب پینے کے بعد شیخ باہر اندھیرے میں نکل گیا۔

پتھر بند ہونے اور کھٹکا لگنے کی آواز سے تیمو کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا بلکہ ایکدم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چیخ کر بولا:

"میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ پتھر کھل گیا ہے اور ہم آزاد ہیں۔ یہ شیخ کہاں گیا؟ میرے پاس ہی تو سویا تھا۔"

"پتھر بے شک کھل گیا تھا تیمو۔ لیکن ہم آزاد نہیں ہیں۔ رہا شیخ تو اپنے

کسی کام سے گیا ہے۔ کون سے کام سے یہ اس نے نہیں بتایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں کی قید کو وہ برداشت نہیں کر سکا اور باہر بھاگ گیا ہے۔ آزادی کیطرف یا شاید موت کی طرف۔"

"اگر ایسا ہی ہے شہزادے تو پھر ہم دونوں کے لیے پینے کا پانی زیادہ رہ جائے گا اور بے شک جو ہوتا ہے سو اچھا ہی ہوتا ہے۔" تیمو نے جواب دیا۔ وہ لیٹ گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی خراٹے لے رہا تھا۔

وہ دن بھی اسی طرح گزر گیا جس طرح کہ پچھلے دن گزرے تھے۔ شیخ کے متعلق انہوں نے پھر آپس میں کوئی بات نہ کی۔ کیونکہ دونوں ہی نے یقین کر لیا تھا کہ وہ بھاگ گیا ہے یا باہر پتھروں میں کہیں چھپ کر کھلی فضا اور تازہ ہوا سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اب ان کی پریشانی اور مایوسی اس انتہا کو پہنچ گئی تھی کہ دوسرے معاملات کے متعلق وہ سوچ ہی نہ سکتے تھے۔ اور آپس میں بہت کم بات چیت کرتے تھے اور پنجرے میں بند الوؤں کی طرح بیٹھے پھٹی پھٹی اور دہشت زدہ آنکھوں سے اندھیرے میں دیکھا کرتے تھے۔

شام کے وقت خیان نے سوراخ سے آنکھ لگا کر دیکھا تو نظر آیا کہ چند بادیہ نشین بدو اونٹوں پر سوار سپاہیوں کے پڑاؤ میں آئے۔ سپاہی ان سے غلے اور غالباً دودھ کا سودا کر رہے تھے کیونکہ دوسرے بدو، جو پیدل تھے، اپنے سروں پر ٹوکریاں اور مرتبان اٹھائے ہوئے تھے۔ جب سودا ہو گیا تو سپاہی ان بادیہ نشینوں سے باتیں کرنے اور انہیں بتانے لگے کہ وہ وہاں کیوں پڑاؤ ڈالے پڑے تھے۔ بدو اہرام کی طرف دیکھنے لگے جیسے سپاہیوں کی کہانی نے انھیں بے حد متاثر کیا ہو اور پھر انہوں نے بہت سے سوالات پوچھے۔ خیان دیکھ رہا تھا کہ بدوؤں کے بشرے پر خوف سا تھا اور وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کچھ پوچھ رہے تھے۔

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ سورج غروب ہوگیا جس طرح مصر کے شفاف آسمان میں ہمیشہ سرعت سے غروب ہو جاتا ہے اور تب ایک بدو نے اوپر کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور چیخ کر کہا:

"دیکھو ۔۔ دیکھو ۔۔ روح اہرام ۔۔ وہ کھڑی ہے چوٹی پر ۔۔ سفید لباس میں۔"

"نہیں۔" دوسرے نے کہا۔ "کالے لباس میں ہے۔"

"تو پھر دو ہوں گی۔" تیسرا چیخا۔ "ایک سفید لباس میں اور ایک کالے لباس میں، بلاشبہ یہ روحیں نہیں ہیں بلکہ وہ ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے۔ شہزادہ خیان اور وہ کاہن۔ جو اس تمام عرصے میں اہرام میں نہیں بلکہ اس کی چوٹی پر مقیم تھے۔"

"بیوقوف۔" ایک آواز نے کہا۔ "آدمی ہفتوں تک ایسی جگہ کس طرح رہ سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ بھوت ہیں۔ مشہور نہیں ہے کہ یہ اہرام آسیب زدہ ہیں؟ دیکھو وہ بھوت ہاتھ کا اشارہ کر کے ہمارا مذاق اڑا رہا ہے۔"

"بھوت ہوں یا آدمی" سپاہیوں کے افسر نے کہا۔ "ہم کل انہیں پکڑ لیں گے کیوں کہ آج ممکن نہیں اس لیے کہ رات کا اندھیرا اتر رہا ہے۔"

پھر شور اٹھا۔ کیوں کہ سارے سپاہی ایک ساتھ بول رہے تھے۔ اور اتنے فاصلے سے خیان ان کے الفاظ سمجھ نہ سکتا تھا۔ البتہ اس نے یہ ضرور دیکھا کہ بدو خاموش تھے۔ وہ سپاہیوں کے عقب میں اور ان سے ذرا دور اپنے گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بدو، جو ان کا سردار معلوم ہوتا تھا، اپنے بازوؤں سے عجیب اشارے کر رہا تھا۔ وہ اپنے بازو پھیلا دیتا، پھر انہیں اوپر اٹھا دیتا اور اپنے سر کے اوپر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا دیتا۔ اس کے بعد اندھیرا بڑی سرعت سے اتر آیا۔ اور شور کی آوازیں کم ہوتے ہوتے ختم ہوگئیں اور پڑاؤ میں سے، جہاں سپاہی

جگہ جگہ الاؤ کے گرد جمع تھے بڑبڑاہٹ کی آوازیں آرہی تھیں۔

"تمو!" خیان نے کہا۔ "حلقہ سحر کی برادری میں اس اشارے کے کیا معنی ہیں؟"

اور پہلے اس نے اپنے بازو پھیلائے، پھر اوپر اٹھائے اور انگلیاں ملادیں

"شہزادے! یہ صلیب حیات کی علامت ہے۔ برادری کے اراکین یہ علامت اشارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں جب وہ ایک دوسرے سے دور ہوتے ہیں اور بات نہیں کرسکتے۔ اسی سے انھیں پتہ چلتا ہے کہ سامنے دوست ہیں نہ کہ دشمن یا اجنبی۔"

"یہی میرا خیال تھا۔" خیان نے کہا۔

اور پھر وہ خاموش ہوگیا۔ پھر وہ پتھر کے خفیہ دروازے کے پاس پہنچا اور وہ کھٹکا ہٹادیا جس سے پتھر کو بند کررکھا تھا۔

ایک گھنٹے کے بعد اس نے ایک آواز سنی اور فوراً ہی تازہ ہوا کے جھونکے کو اپنے چہرے پر محسوس کیا لیکن اندھیرے کی وجہ سے وہ کچھ دیکھ نہ سکا۔ چند ثانیوں بعد اس نے کھٹکا اپنی جگہ پر گرنے کی آواز سنی۔ اور۔ پھر فوراً ہی شیخ کی آواز آئی جو خیان کو نام سے پکار رہا تھا۔ خیان نے جواب دیا۔ اور پھر دونوں گزرگاہ میں رینگتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں دیا جل رہا تھا۔ اور وہاں کھانا اور پانی تھا۔

جب شیخ پانی پی چکا تو خیان نے شیخ سے پوچھا کہ وہ کہاں گیا تھا۔ حالانکہ اس نے سمجھ تو لیا تھا۔

"اہرام کی چوٹی پر آقا۔" شیخ نے جواب دیا۔ "آج صبح اندھیرے میں میں اوپر چڑھا تھا۔ بے حد خطرناک چڑھائی تھی یہ۔ اتنی خطرناک کہ ہرچند کہ تم اہرام پر چڑھنے میں میری طرح ماہر ہوگئے ہو لیکن میں تمہیں اپنے ساتھ لینے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ اس

بل میں بیکار بیٹھے بیٹھے میں کمزور ہو گیا تھا۔ اس کے باوجود میں نے کوئی خوف محسوس نہ کیا۔ کیونکہ میں راستہ جانتا ہوں اس کے علاوہ شیخ الاہرام کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا کہ اس کا اس خاندان سے وعدہ ہے۔"

"تم وہاں کیوں گئے؟"

"اوّل تو اس لیے کہ ان کتے سپاہیوں کو یقین دلا دوں کہ ہم اہرام میں نہیں بلکہ اس کی چوٹی پر یا اس کے قریب پتھروں کے کسی شگاف یا غار میں رہتے ہیں۔ اور اگر اس کا یہ یقین نہ کریں تو میں انہیں خوفزدہ کر دوں کہ اس صورت میں یہ یہاں سے شاید بھاگ جائیں۔ یقیناً ان لوگوں نے روح الاہرام کے متعلق کہانیاں سنی ہوں گی اور یہ بھی سنا ہو گا کہ جو اسے دیکھتا ہے یا تو وہ پاگل ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے۔ چنانچہ اب اگر انہوں نے اس روح کو ایک دفعہ دیکھ لیا ہے تو دوسری دفعہ دیکھنے کی آرزو نہ کریں گے۔ آخر میں ایک خاص مقصد تھا میرا جو شاید تم پسند نہ کرو گے۔ پہاڑوں اور بلندیوں پر چڑھنے والوں کو یہاں لایا گیا ہے کہ وہ اہرام پر چڑھیں۔ میرے اہرام پر۔ میرے باپ دادا کے اہرام پر۔ اس پر ہمارے علاوہ کوئی قدم نہیں رکھ سکتا سوائے تمہارے اور ملکہ نفرا کے کہ تم دونوں کے لیے حلقۂ سحر کی طرف سے مجھے حکم ملا ہوا ہے۔ اب تک یہ اناڑی چوٹی تک نہیں چڑھ سکے اس کا مجھے یقین ہے لیکن اب وہ اس کی کوشش کریں گے کیونکہ سپاہی انہیں مجبور کریں گے اور ان کا جو حشر ہو گا وہ نسلاً بعد نسل اجنبیوں کو عبرت دلاتا اور اہرام پر چڑھنے سے باز رکھتا رہے گا اور یوں اہرام پر میرے خاندان کے علاوہ اور کوئی نہ چڑھ سکے گا۔"

"یہ انتقام ہے جو راہو کو پسند نہ تھا۔" خیان نے سر ہلا کر کہا۔

لیکن پھر اسے یاد آیا کہ شیخ کے لیے اہرام اتنا ہی مقدس ہے جتنا کہ ایک معبد ہوتا ہے اور اتنا ہی محترم ہے جتنا کہ دیوتا کا بت۔ چنانچہ اس کی بے حرمتی

کرنے والے کی سزا موت ہی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس معاملے میں اس نے مزید کچھ نہ کہا اور شیخ سے آگے بیان کرنے کو کہا:

"جب پو پھٹ رہی تھی تو میں صحیح سلامت چوٹی پر پہنچ گیا اور وہاں اس سوراخ میں دبک گیا جو ایک پتھر کے ٹوٹ جانے سے پیدا ہو گیا ہے اور جس سے تم واقف ہو۔ وہاں سخت تپش تھی کیوں کہ سوراخ کرنیں براہ راست مجھ پر پڑ رہی تھیں اور دیکھے جانے کے خوف سے میں وہاں سے ہل بھی نہ سکتا تھا میں نے سخت اذیت برداشت کی یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کا وقت آگیا اور تب میں اپنے سفید لبادے میں ملبوس سوراخ سے نکل کر چوٹی پر کھڑا ہو گیا۔ تاکہ سپاہی مجھے دیکھ سکیں۔ وہ حیرت زدہ کھڑے مجھے دیکھ رہے تھے تو اسی سوراخ میں اتر گیا اور اپنے سفید لبادے پر اونٹ کی کھال کا سیاہ لبادہ ڈال لیا اور پھر باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے گھٹنے ذرا سے موڑ کر اپنا قد چھوٹا کر لیا کہ دیکھنے والے سمجھیں کہ میں دوسرا آدمی ہوں جس کا قد پہلے سے نسبتاً چھوٹا ہے ایسا میں نے بار بار کیا چنانچہ ان دیکھنے والوں نے یہ یقین کر لیا کہ یہ اگر بھوت نہیں ہیں تو پھر آقا تم اور تیمو اہرام کی چوٹی پر مقیم ہو۔"

"بہت عمدہ چال چلی ہے تم نے۔" خیان نے کئی دنوں کے بعد پہلی دفعہ ہنس کر کہا۔ "حالاں کہ میں سمجھ نہیں سکا کہ اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا۔"

"سنیے۔ اگر سپاہیوں نے یقین کر لیا کہ تم اہرام کی چوٹی پر ہو تو وہ ادھر اُدھر تلاش کرنا ترک کر دیں گے اور اہرام کے پہلوؤں پر نظر رکھیں گے اور انکے سنتریوں کی نگاہیں رات بھر اہرام کی چوٹی پر جمی رہیں گی۔ لیکن سنو۔ ابھی اور بھی کچھ بتانا باقی ہے۔ جب میں چوٹی پہ کھڑا ہوا تھا تو میں نے چند آدمیوں کو دیکھا جو عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اور وہ عرب بادیہ نشین معلوم ہوتے تھے جو سپاہیوں کے ہاتھ

دودھ یا غلہ بیچ رہے تھے ان لوگوں کی موجودگی نے مجھے حیرت میں ڈال دیا کیوں کر عرب اس طرف آنے کی جرأت نہیں کر سکتے کہ ان کے نزدیک یہ مقام آسیب زدہ ہے پھر مجھے ایک خیال آیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ خیال آسمانوں والی عظیم روح نے میرے دل میں ڈال دیا تھا۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں کا سردار سر اٹھائے میری طرف دیکھ رہا ہے میں نے اپنے بازو اٹھا کر ایک خاص اشارہ کیا جس سے حلقۂ سحر کے لوگ واقف ہیں اور آقا تم بھی واقف ہو گے کہ تم بھی اب برادری میں شامل ہو۔"

خیان نے سر ہلا دیا۔

شیخ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

"آقا۔ میرے اشارے کا اس شخص نے جواب دیا اور اس دوسرے آدمی نے بھی جواب دیا جو سردار کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ ایسا اتفاقاً نہیں ہوا ہے بلکہ حقیقت میں وہ اس اشارے کو سمجھتے ہیں۔ اور تب میں نے سمجھ لیا کہ وہ ہمارے دوست ہیں جنھیں ایک خاص مقصد کے لیے یہاں بھیجا گیا ہے اور یہ کہ میری روح نے یونہی مجھے اہرام کی چوٹی پر چڑھنے کے لیے بیقرار نہیں کیا۔"

"اچھا تو پھر اب کیا شیخ؟" خیان نے پوچھا۔ اس کا دل پُر امید ہو کر تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔

"کل غروب آفتاب کے وقت ایک بار پھر میں چوٹی پر کھڑا ہو جاؤں گا اور اگر وہ عرب اب بھی وہاں ہوئے تو میں دوسرے خاص اشارے کر دوں گا اور انھیں بتاؤں گا کہ آدھی رات کے وقت انھیں کہاں ہمارا انتظار کرنا ہے اور یہ کہ وہ اپنے گھوڑے تیار رکھیں پھر میں واپس آکر تمہیں ان لوگوں تک پہونچا دوں گا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس سمت جانا ہے۔"

"یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے۔" خیان نے کہا۔ "لیکن بہرحال مجھے منظور ہے

کیونکہ اب اگر میں زیادہ یہاں رہا تو پاگل ہو جاؤں گا۔"

پھر تیمو کو آواز دی اور تینوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ شیخ اور تیمو دیر تک خفیہ اشاروں کی باتیں کرتے رہے۔ اور چراغ کی روشنی میں شیخ نے ان اشاروں کی مشق کی۔

دوسری صبح پو پھٹنے سے پہلے شیخ چلا گیا۔ سورج طلوع ہوا تو خیان نے سوراخ میں سے دیکھا کہ دشمن کے پڑاؤ میں عجیب بھاگ دوڑ تھی۔ پہاڑوں پر چڑھنے کے ماہر پانچ چھ آدمی رسّے وغیرہ لیے تیار کھڑے تھے اور افسروں سے باتیں کر رہے تھے۔

آخر کار — خیان نے دیکھا کہ اپنی مرضی کے خلاف یہ لوگ اہرام کے قدموں میں آئے۔ خیان نے سوراخ سے کان لگایا تو ان لوگوں کو اہرام پر چڑھتے سُنا۔ بہت دیر تک وہ کچھ سن نہ سکا۔ البتہ اس نے یہ ضرور دیکھا کہ سپاہی منہ اٹھائے اوپر دیکھ رہے تھے۔ آپس میں باتیں کر رہے اور اہرام کی طرف اشارے کر رہے تھے۔

دفعتہً خوف کی ایک چیخ سنائی دی۔ چند سپاہی بت بنے دیکھتے رہے۔ چند نے منہ دوسری طرف پھیر لیے بلکہ اہرام کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اور بقیہ نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ سورج گھڑی بھر کے لیے بند ہو گیا جیسے کوئی چیز اس کے اور روشنی کے درمیان آگئی ہو۔ پھر سپاہی اہرام کی طرف بھاگ کر آئے۔ پھر تیمو اور خیان نے انہیں جھونپڑوں کی طرف واپس جاتے دیکھا۔ وہ تین سرخ گٹھریاں سی اٹھائے ہوئے تھے جو کچھ دیر پہلے زندہ آدمی تھے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے پہاڑ چڑھنے والے ماہروں کو شرابیوں کی طرح لڑکھڑاتے اور گرتے پڑتے بھاگ کر جھونپڑیوں کی طرف جاتے دیکھا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے رسّے پھینک دیئے جیسے وہ اس کام سے بھر پائے اور پھر وہ ادھر ادھر ہٹ کر سوراخ سے دیکھنے والوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

"اہرام ان لوگوں سے انتقام لیتے ہیں جو بزعم خود ان پر فتح حاصل کر لینے کا یقین رکھتے ہیں۔" خیان نے کہا۔ اور سوچا کہ کوئی غیبی قوت اس کی حفاظت کر رہی ہے ورنہ اہرام نے اس سے بھی انتقام لیا ہوتا۔

اور بلاشبہ قریب قریب ایسا ہی ہوا۔

ایک بار پھر سورج غروب ہونے لگا۔ اور ایک بار پھر عرب اپنے گھوڑوں پر سوار آ گئے۔ ایک بار پھر شور بلند ہوا۔ اور عربوں کا سردار کئی قدم پیچھے ہٹ کر سپاہیوں کی پشت پر جا کھڑا ہوا۔ اور تھوڑے تھوڑے وقفے سے اپنے بازو اٹھا کر اشارے کرنے لگا جیسے غروب ہوتے ہوئے سورج کی پوجا کر رہا ہو۔ پھر اندھیرا اتر آیا۔ پڑاؤ میں الاؤ روشن ہو گئے جن کے گرد سپاہی بیٹھے ہوئے تھے۔

دفعتہً وہ لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کچھ سننے لگے۔ اور پھر ایک ایک دو دو کر کے وہ خوفزدہ آدمیوں کی طرح الاؤ کے قریب سے سرکنے لگے اور جھونپڑیوں میں چھپ گئے۔

چند ثانیوں بعد خفیہ پتھر کھلا اور شیخ اندر آ گیا۔ اور اس دفعہ اس نے پانی نہ مانگا۔ بلکہ شراب طلب کی۔

"میں تو اوزیرس کے پاس پہنچنے سے بال بال بچ گیا۔" شیخ نے کہا۔ "کیونکہ ان ماہر چڑھنے والوں کے ایک کے خون میں میرا پاؤں پھسل گیا تھا اور میں نیچے گر کر جاں بحق ہو گیا ہوتا لیکن بچ گیا۔ اب سب ٹھیک ٹھاک ہے۔"

"سوائے ان تین کے جو مر چکے ہیں!" خیان نے کہا۔

"اگر وہ مر گئے آقا تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ وہ لوگ اہرام پر چڑھنے کے راستے سے واقف نہ تھے چنانچہ دو تہائی چڑھائی چڑھنے کے بعد اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اس جگہ پہنچ گئے جہاں سنگ مرمر ہموار اور چکنا ہے اور قدم جمانے کی

کوئی جگہ نہیں ہے۔ چنانچہ ایک گرا اور دو سروں کو اپنے ساتھ گھسیٹ لے گیا۔ کیوں کہ وہ آپس میں رستے سے بندھے ہوئے تھے۔ اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھنے کے بعد دوسرے چڑھنے والے اوپر چڑھنے کی ہمت نہ کر سکے اور لوٹ گئے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ کئی برسوں تک ایرے غیرے اہرام پر چڑھنے کی جرأت نہ کریں گے۔"

"خیر۔ تو پھر کیا ہوا؟" خیان نے پوچھا۔

"غروب آفتاب کے وقت میں چوٹی پر نمودار ہوا۔ اور بھوت کی طرح اپنے بازو ہلانے کا ناٹک کر کے میں نے اسے اشارے کئے جو عربوں کا سردار معلوم ہوتا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ ہم ایکدوسرے کے اشارے سمجھ گئے۔ اندھیرا اترنے کے بعد میں نے چیخ چیخ کر سپاہیوں کو بددعا دی اور کہا کہ میں کاہنِ اعظم راہو کی روح ہوں اور یہ کہ موت ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ سپاہی اسے آسمانی آواز سمجھ کر خوفزدہ ہو گئے اور جھونپڑوں میں جا کر دبک گئے اور اب کل صبح تک وہ باہر نہ آئیں گے۔ چنانچہ اب تم دونوں ایک ایک پیالہ شراب کا پی لو اور میرے پیچھے آؤ۔"

اٹھارہواں باب

نفرا بابل میں

وہ، جس نے اپنا نام وقائع نگار راسہ بتایا تھا، جب ملکہ نفرا کا منگیتر بن گیا اور اس کی دی ہوئی منگنی کی انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی اور جب وہ، جو راسہ کے نام سے مشہور تھا اور بادشاہ اپیپی کا سفیر تھا، حلقہ والوں سے اور اپنی منگیتر سے رخصت ہو کر جہاز میں سوار ہوا اور شہر تانیس کی طرف چلا گیا تو اس کے بعد مندر کے بڑے کمرے میں وہ واقعات ہوئے جس کی تفصیل شیخ نے خیان اور تیمو کے سامنے بیان کی۔

واقع نگار راسہ جو دراصل شہزادہ خیان تھا تانیس کی طرف روانہ ہوا ہی تھا کہ اِدھر بابل کے بوڑھے بادشاہ دیتناح کے سفیر عربوں کے بھیس میں مندر میں آئے۔ اس وفد کا، جو بابل کے امرا پر مشتمل تھا، حلقہ کے اراکین نے استقبال کیا۔ اور ان لوگوں نے راہبو کے سامنے احتراماً جھکنے کے بعد اس کی خدمت میں مٹی کی بنی تختیاں پیش کیں جن پر عجیب تحریر تھی۔

"تاؤ۔ پڑھو۔ میری تو نظر کمزور ہو رہی ہے۔" راہبو نے کہا۔ "اور میں یہ بدیسی زبان، جو تمہاری مادری زبان ہے، اب بھول گیا ہوں۔"

چنانچہ تاؤ نے تختی اٹھائی اور بلند آواز میں پڑھا:

"شاہوں کے شاہ، ہستئ بزرگ، آفتاب کی طرح تابناک اور عظیم حکمران دیتناح کی طرف سے مقدس

پیش گو، مستقبل کے نقیب، آسمانوں کے دوست اور علقۂ سحر کے کاہنِ اعظم راہو کی خدمت میں۔ سلام ہو تم پر اور سلام ہو اس پر جو تمہارے سائے میں بیٹھا ہوا ہے اور جو مصر میں تاؤ کے نام سے پہچانا جاتا ہے لیکن جو اس سے پہلے بابل میں شہزادہ ایوشو کے نام سے مشہور تھا اور جو میرا جائز بیٹا ہے لیکن جس سے میرا اختلاف ہو گیا اور جب میں نے بطور بادشاہ اپنے اختیارات سے اپنی رعایا کے لوگوں سے ایک خاص انتقام لیا تو میرا یہ بیٹا ایوشو مجھ سے جھگڑا کر کے اور مجھ سے خفا ہو کر چلا گیا اور جسے میں مردہ یقین کر چکا اور اس کا سوگ منا چکا تھا۔

جان لو اے راہو اور جان لو اے تاؤ یا ایوشو کہ مجھے تمہارے خطوط ملے اور مصر کے واقعات سے میں آگاہ ہوا۔ اور یہ بھی انکشاف ہوا کہ تم اے ایوشو زندہ ہو اور مرے نہیں ہو جیسا کہ میں نے یقین کر لیا تھا۔ اور تمہارے خط سے یہ بھی پتہ چلا کہ میری بیٹی ریما کی، جسے میں نے مصر جنوب کے فرعون خفرا کی زوجیت میں دیا تھا، یہ آخری خواہش ہے کہ اسکی نعش کو بابل لے جایا جائے اور وہاں دفن کیا جائے۔ میں نے یہ بھی پڑھا کہ ریما کی بیٹی نفرا کو خفیہ طور سے مصر کی ملکہ بنا کر اس کے سر پہ دہرا تاج رکھا گیا ہے اور یہ کہ اب وہ مجھ سے مدد کی طالب ہے کہ غاصب اپیپی سے، جو تانیس میں بیٹھا حکمرانی کر رہا ہے، اپنا تاج و تخت حاصل کر لے۔

چنانچہ میں شاہ بابل ویتناح تم سے اے راہو، اور اپنی نواسی نفرا سے کہتا ہوں کہ تم بابل چلے آؤ۔ اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ۔ زمین و آسمان کے حکمران دیوتا مردوک اور دیوتا نیبو اور دیوتا بعل کی میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہیں پناہ دوں گا اور تمہاری حفاظت کروں گا۔ اور یہیں بیٹھ کر ہم سارے معاملات پر غور کریں گے۔

اور میں تم سے بھی، کہ تم تاؤ کہلاتے ہو، کہتا ہوں کہ تم بھی آجاؤ اور اگر تم نے ثابت کر دیا کہ تم حقیقت میں میرے بیٹے ایوشو ہو، جس کا سوگ میں برسوں سے منارہا ہوں، تو میں تمہیں وہ سب کچھ دوں گا جس کی تم خواہش کرو گے سوائے ایک چیز کے۔ یعنی میرا تخت جس کا وارث میں دوسرے کو بنا چکا ہوں۔ لیکن اگر اس سلسلے میں تم نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے تو یہاں کبھی نہ آنا کیوں کہ میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا۔

میری بیٹی رِیما کی نعش بھی اپنے ساتھ لے کر آنا کہ اسے میں بابل کے شاہی قبرستان میں دفن کر دوں جیسی کہ اس کی خواہش تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں اس کے لیے "دعائے موت" سے بھی انکار نہ کروں گا۔ اگر میری نواسی نفرا نے ایک خاص معاملے میں میری بات ماننے سے انکار نہ کیا۔

شاہ شاہان

ویتناح"

جب تاؤ پڑھ چکا تو اس نے تختی ماتھے پر چڑھائی اور نفرا کی طرف بڑھا دی

جو اراکین کے درمیان تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے بھی تختی کو ماتھے سے لگایا اور پھر تاؤ کی طرف گھوم کر بولی:

"اے آقا تاؤ! تم نے اتنے برسوں سے یہ راز مجھ سے کیوں چھپایا کہ تم، اگر تختی پر جو کچھ لکھا ہے وہ سچ ہے تو، میری ماں کے بھائی اور میرے ماموں ہو؟"

اس سوال پر وتیناح کے وفد کے لوگ تاؤ کی طرف دیکھنے لگے۔

"اے ملکہ! اے میری بھانجی! جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سچ ہے جیسا کہ میں ابابل پہنچ کر ثابت کر دوں گا۔ بے شک میں ایوشو ہوں۔ تمہاری والدہ کا سوتیلا بھائی جب میں نے بابل چھوڑا ہے تو ریما بچی تھی جو میری دوسری ماں کے بطن سے تھی اور چونکہ وہ حرم کی عورتوں کے ساتھ رہتی تھی اس لیے میں نے اسے دیکھا نہ تھا اور اگر دیکھا تھا تو ایک، دو دفعہ۔ بے شک، جب بعد میں دوبارہ میری ملاقات ریما سے ہوئی اور میں نے اسے ابیبی کی سازشوں سے بچایا تو، میں نے اپنے آپ کو اس پر ظاہر نہیں کیا اور نہ ہی تمہیں آج تک اپنا راز بتایا کیوں کہ میں حلقہ اسحر کی برادری میں شامل ہو چکا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ سارے دنیوی درجے اور مقامات ترک کر دوں گا اور کبھی ان کا نام تک نہ لوں گا۔ تاہم اس حلف میں ایک اجازت تھی کہ اگر اپنا اصلی نام اور درجہ ظاہر کرنے کی ضرورت پڑی حلقہ کے فائدے اور مدد کے لیے۔ تو میں اپنے آپ کو ظاہر کر دوں گا۔ میرے مقدس باپ راہو اس کے گواہ ہیں۔"

"ہاں۔ یہ سچ ہے۔" راہو نے کہا۔ "سنو اے ملکہ اور سنو وتیناح کے وفد کے لوگو! برسوں پہلے ہمارے حلقہ کا ایک برادر، جس کا عرصہ ہوا کہ انتقال ہو چکا، میرے پاس ایک شخص کو لایا، جو ہماری برادری میں شامل ہونا چاہتا تھا۔ یہ شخص ایک سپاہی معلوم ہوتا تھا اور جس کی داڑھی جو کوری

تھی۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ اس آدمی نے دریائے فرات کا پانی پیا ہے۔ میں نے اس کا نام اور حالات پوچھا اور دریافت کیا کہ وہ ہماری برادری میں کیوں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا اور اس کا ثبوت بھی دیا کہ وہ بابل کا شہزادہ ابوشو ہے اور جو اپنے باپ شاہ بابل دیتناح سے جھگڑ کر چلا آیا ہے کیونکہ بادشاہ نے اسے کہ وہ دیتناح کی فوج کا اعلیٰ افسر بھی تھا، رعایا کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ ابوشو نے اپنے باپ کا یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا کہ یہ ظلم تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا یا خود بابل چھوڑ کر چلا آیا۔ اس کے بعد وہ قبرص اور شام کے بادشاہوں کی فوجوں میں افسری کی خدمات انجام دیتا رہا۔ لیکن آخر کار وہ جنگ و جدل اور جاہ طلبی سے تنگ آگیا اور پھر محبت میں بھی اس نے دھوکا کھایا چنانچہ اس نے دنیا ترک کر کے گوشہ نشین ہو جانے اور اپنی روح کو جلا دینے کا فیصلہ کر لیا۔

"اس نے حلقۂ سحر کے متعلق سنا اور آ کر اس کے دروازے پر دستک دی میں نے اس سے کہا کہ یہاں ان لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے جو دنیوی مصائب سے نجات حاصل کر کے یکسوئی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا ہماری برادری میں وہی شامل ہو سکتا ہے جو بھول جائے کہ وہ شہزادہ یا افسر تھا اور اپنے آپ کو نچلے سے نچلے طبقہ کا غلام بنا دے۔ اور غریبوں کی مدد کرے اور انتہا سے زیادہ خاکسار بن جائے اور خود غرضی، جھوٹ اور کینہ کپٹ کو اپنے دل سے نکال پھینکے۔ اور اس کی جگہ ایثار اور قربانی کے جذبات بھر دے۔

"چنانچہ اے ملکہ! اس ملتجی نے ہمارا جوا اپنی گردن میں ڈال لیا اور اپنے تمام دنیوی القاب اور نام ترک کر کے اپنا نام تاوُر رکھا اور اس وقت تک سب اسے اسی نام سے جانتے ہیں لیکن اس کا خلوص اور عبادتیں ایسی

تھیں کہ یہ رفتہ رفتہ خادم تاؤ سے آقا تاؤ اور میرے بعد حلقہ کا سب سے بڑا کاہن بن گیا۔ اور دنیا میں ہر جگہ جہاں ہمارے برادر ہیں اسی نام اور اسی عہدے سے مشہور رہا یہاں تک کہ بادشاہ دیتناح کے سامنے، اشد ضرورت کے تحت، اپنے آپ کو ظاہر کرنا پڑا۔ چنانچہ کل تک بلکہ اس وقت تک کسی کو پتہ نہ تھا کہ کاہن تاؤ دراصل بابل کا شہزادہ ابوشو ہے۔"

ان لوگوں نے یہ عجیب و غریب داستان سنی تو حلقہ کے اراکین اپنی جگہ سے اٹھے اور تاؤ کے سامنے جھک گئے اور بابل سے آنے والے وفد کے افراد بھی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کے سامنے جھک گئے۔ لیکن نفرا نے اس سے زیادہ یہ کیا کہ اس نے اٹھ کر تاؤ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اسے ماموں کہا اور کہا کہ اب اس کی سمجھ میں آیا کہ بچپن سے اس کا دل کیوں تاؤ کی طرف کھنچتا تھا اور وہ کیوں اسے سب سے زیادہ چاہتی تھی۔

اور تب تاؤ نے لب کشائی کی اور یوں کہا:

"جو کچھ کہا گیا وہ سب سچ ہے لیکن اس کے لیے نہ تو مجھے تمہاری تعریفوں کی ضرورت ہے اور نہ ہی میں اس کا مستحق ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اپنی روح کی خاطر کیا۔ اور یہ جان کر کیا کہ دوسروں کی خدمت کر کے ہی حقیقی مسرت اور روحانی سکون حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اب معلوم ایسا ہوتا ہے کہ دوسروں کی خدمت کرنے کی غرض سے ہی مجھے اب شہزادہ بننا پڑے گا اور شاید جنگ میں سپہ سالار بھی۔ اگر ایسا ہوا تو میرے محترم والد کو اس طرف سے مطمئن اور بے فکر رہنا چاہئے کہ میں اپنا حق اور تاج و تخت اور اپنا ورثہ طلب نہ کروں گا، نہ اپنے والد سے اور نہ اس سے جس کو میرے والد نے ولی عہد بنایا ہے۔ میری تو صرف ایک ہی خواہش ہے کہ حلقۂ سحر کے ادنیٰ برادر کے طور پر زندہ رہوں اور

برادری ہی مروں۔"

عین اسی وقت وہ، جو دروازے پر پہرہ دے رہا تھا، اندر آیا اور راہو کے کان میں کچھ کہا:

"آنے دو انہیں" راہو نے کہا۔

اور تین آدمی اندر آئے جو تھکے ہوئے اور طویل سفر کی گرد میں اٹے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے لبادے کھولے اور بازو اٹھا کر اشارے کئے، تو معلوم ہوا کہ برادری کے ہی تھے۔

"کاہن اعظم!" ان میں سے ایک نے کہا۔ "ہم لوگ تانیس سے اور اپیپی کی فوج کے پڑاؤ میں سے آئے ہیں۔ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اگر اس کی ایک خاص درخواست منظور نہیں کی گئی تو اپیپی حملہ کر کے برادری کو نیست و نابود کر دینے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ وہ یہاں حملہ آور ہو گا۔ ایک ایک کو تلوار کے گھاٹ اتار دے گا اور ملکہ نفرا کو اٹھا لے جائے گا اور اپنی بیوی بنا لے گا۔ اس کی فوج جمع ہو گئی ہے اور چند دنوں میں ہی وہ تم لوگوں پر آ پڑیگا۔"

"ہاں۔ یہ میں بہت پہلے سے جانتا ہوں۔" راہو نے بڑے سکون سے جواب دیا۔ "اپیپی کے ان پاگل غلاموں کو آنے دو کہ میں ان سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

پھر اس نے تاؤ کو حکم دیا کہ حلقہ کے تمام لوگوں کو بلائے کہ ان سے مشورہ کیا جا سکے۔

چنانچہ یہ سب جمع ہوئے اور ان کے سامنے راہو نے اپنا کاہن اعظم کا عہدہ تاؤ کو دے دیا۔ جیسا کہ شیخ الاہرام نے خیان اور تیمو کو بتایا تھا۔ پھر اس نے سب کو دعائیں دیں اور سب کو الوداع کہا اور وہ سب وہاں سے اس طرح رخصت ہوئے کہ کوئی ایسا نہ تھا جو زار و قطار رو نہ رہا ہو۔ برادری کے چند آدمی

ایسے بھی تھے۔ نفرا بھی انہی میں تھی۔ جو راہو کو اٹھا کر جبراً اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے اور اس کا ارادہ کر چکے تھے۔ لیکن راہو نے ان کا ارادہ بھانپ لیا اور ایسا کرنے سے انہیں سختی سے منع کر دیا۔ آخر کار وہ لوگ، راہو کے حکم کے مطابق، اسے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔ لیکن یہ بڑی غمناک روانگی تھی کہ ہر آنکھ آنسو بہا رہی تھی۔ نفرا بلک بلک کر رو رہی تھی کیونکہ وہ راہو کو بہت زیادہ چاہتی تھی جس نے اس کی، نفرا کی، بچپن سے اس طرح پرورش کی تھی جیسے وہ اسی کی بیٹی ہو۔

"خاتونِ مصر!" راہو نے کہا۔ "فی الحال تم محض نام کی ملکۂ مصر ہو۔ لیکن اگر میرا علم مجھے دھوکا نہیں دے رہا ہے تو ایک دن حقیقت میں مصر کی ملکہ بن جاؤ گی اور تب، بیٹی لوگوں سے محبت، پیار، رحم اور ہمدردی سے پیش آنا کہ یہی وہ غذا ہے جس سے روح کو فرحت اور تازگی ملتی ہے۔ خود غرض نہ بننا۔ دوسروں کے لیے ہر ممکن قربانی دینا۔ ایثار اور قربانی۔ اسی کو اپنی زندگی کا اصول بنانا۔ اچھا۔ اب ایک گھنٹے کے لیے ۔۔۔ رخصت۔"

اور پھر راہو نے نفرا کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کہا کہ وہ اسے، راہو، کو اکیلا چھوڑ دے۔

اور یوں نفرا اور کاہنِ اعظم مقدس راہو ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

پو پھٹنے سے پہلے وہ لوگ روانہ ہو گئے۔ وہ پچاس یا اس سے زیادہ تھے۔ وہ لوگ ان کے علاوہ تھے جو وہ تابوت اٹھائے ہوئے تھے جس میں ریما کی نعش تھی۔ بیمار اور بوڑھے، جو سفر کے قابل نہ تھے، مقررہ پناہ گاہ کی طرف پہلے ہی سے جا چکے تھے۔ یہ قافلہ ایسی تیز رفتاری سے چلا کہ جب سورج طلوع ہوا تو اہرام بہت پیچھے اور بہت دور چھوٹ گئے تھے اور یہاں نفرا شیخ الاہرام

سے جو اس مقام تک انہیں پہونچانے آیا تھا، رخصت ہوا اور اسے وہ احکامات دیئے جن کا ذکر اس نے خیان اور تیمو سے کیا تھا۔

نفرا کو یقین تھا کہ خیان اس سے ملنے وہاں آئے گا اور اس کا اسے غم تھا کہ وہ اس کا انتظار نہ کر سکتی تھی کہ جب وہ آئے تو دونوں ایک ساتھ بابل کی طرف فرار ہو جائیں۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکتی تھی کہ مجبوری تھی۔ بہرحال شیخ نفرا کو سلام کر کے چلا گیا۔ کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ قافلہ آگے بڑھ گیا اور اہرام، جو برسوں تک نفرا کا گھر بنے رہے تھے، رفتہ رفتہ دور ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اور نفرا کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ کیونکہ اسے اہرام سے پیار تھا اور وہ جانتی تھی کہ دوبارہ انہیں دیکھ بھی سکے گی یا نہیں۔

یہ قافلہ بخیر و خوبی مصر کی سرحد تک پہنچ گیا۔ ان کے ساتھ کوئی حادثہ نہ ہوا۔ اور پھر وہ لوگ خلیج بحر احمر کو جنوب کی طرف چھوڑتے ہوئے صحرائے عرب میں قدم مارنے لگے۔ اور اس رات انہوں نے صحرا میں ایک کنوئیں کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔ دوسرے دن علی الصبح نفرا نے اپنے خیمے سے، جس میں وہ اور کماح سوئے تھے، باہر دیکھا تو نظر آیا کہ اونٹوں اور گھوڑوں کا ایک کارواں ان کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔ وہ خوفزدہ ہو گئی۔

"اب میں سمجھتی ہوں کہ اپیپی نے ہمیں پھانس لیا ہے۔" اس نے کماح سے کہا کماح نے بھی اٹھ کر باہر دیکھا اور پھر کوئی جواب دیئے بغیر خیمے سے باہر چلی گئی۔ چند ثانیوں بعد ہی وہ بابل کے دو آدمیوں اور تاؤ کو اپنے ساتھ لے کر واپس آئی۔

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے ملکہ۔" تاؤ نے کہا۔ "سب ٹھیک ہے۔ جن لوگوں کو تم نے دیکھا ہے وہ اپیپی کے آدمی نہیں ہیں بلکہ تمہارے نانا شاہِ بابل

کے فوجی دستے ہیں جو تمہیں اپنی حفاظت میں بابل تک لے جانے آئے ہیں دیکھو۔ وہ رہا شاہ بابل کا جھنڈا جس پر اس کے دیوتاؤں کی علامتیں بنی ہوئی ہیں۔"

"آسمانی روح کا شکریہ"۔ نفرا نے کہا پھر اسے کچھ خیال آیا اور وہ تاؤ کو ایک طرف لے گئی اور اس سے کہا:

"مجھے یقین ہے اور تمہیں بھی یقین ہے کہ شہزادہ خیان ہمیں خبردار کرنے اہرام کے علاقے میں آئے گا اور ہوسکتا ہے کہ اس کا تعاقب کیا جائے اور وہ وہاں روپوش ہونے پر مجبور ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو اسے مدد کی ضرورت ہوگی۔ دکوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو اس کی مدد کرسکے؟"

"میں اس معاملہ پر غور کر کے برادری کے مشیروں سے مشورہ کروں گا۔ بلکہ میں نے اس کی ابتدا کر دی ہے"

چنانچہ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ صحرانشینوں کے چند بے حد نڈر اور شریف افراد برق رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر اہرام کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ سب کے سب آپس میں بھائی تھے۔ اور حلقہ کے برادر تھے۔ تاؤ نے انہیں چند خاص ہدایتیں دے کر روانہ کیا تھا۔ ان بدوؤں کی آمد کے متعلق ہم پچھلے کسی باب میں بتا چکے ہیں۔

پھر دیتناح کا سپہ سالار اور افسر آئے اور انہوں نے نفرا کے سامنے سجدہ کیا اور زمین چومی۔ اور نفرا نے دیکھا کہ یہ سجدہ اسے اس لیے نہ کیا جا رہا تھا کہ وہ مصر کی ملکہ تھی بلکہ اس لیے کہ وہ بابل کے شاہی خاندان کی شہزادی تھی۔ انہیں اس خیمے میں بھی لےجایا گیا جہاں ملکہ ریما کی نعش رکھی ہوئی تھی۔ وہ لوگ تابوت کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گئے اور اس مذہبی پیشوا نے دعائیں پڑھیں اب اونٹوں کو لایا گیا جن پر حلقہ کے سارے لوگ سوار ہو گئے۔ تب ایک رتھ لایا گیا جس پر نفرا اور خاتون کماح سوار ہوئے۔

اور یوں یہ لوگ چلتے ہوئے صحرائے عرب میں سفر کرتے رہے اور جہاں بھی نخلستان یا کنواں ملتا وہاں پڑاؤ ڈال دیتے اور راستے کے لیے مشکوں میں پانی بھر لیتے۔ اس کے علاوہ چند نخلستانوں میں تازہ دم اونٹ اور گھوڑے ان کے منتظر ہوتے۔ چنانچہ ملکہ ریما کی ممی اپنے ساتھ لے کر تیزی سے سفر کرتے رہے۔ اور مصر سے روانہ ہونے کے تیسویں یا پینتیسویں دن انھیں اپنے سامنے بابل کے قلعے کی ناقابل تسخیر فصیل دکھائی دی۔

دریائے فرات کے دونوں کناروں پر فلک بوس برجوں اور اونچے معبدوں اور عظیم الشان محلوں والا شہر بابل، دنیا کا عجوبہ آباد تھا جو اتنا وسیع و عریض تھا کہ وہ دن بھر اس کے بیرونی حدود میں سفر کرتے رہے اور تب اس کی اندرونی فصیل کے سامنے پہونچے۔ شہر بابل کے پیتل کے جناتی کواڑ کھولے گئے اور یہ قافلہ شہر میں داخل ہو کر وسیع و عریض راستوں پر سے گزرنے لگا۔ اس وقت شام کا دھندلکا پھیل چکا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پورا شہر راستوں پر نکل آیا ہے۔ بے شمار لوگ راستوں کے دونوں کناروں پر کھڑے اس قافلہ کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

قافلہ ایک محل کے سامنے پہنچ کر ٹھہر گیا۔

بہت سے غلام دوڑے آئے۔ اور نفرا ان کے حلقے میں چل کر سیڑھیاں چڑھی، اس دروازے میں سے گزری جس کے دونوں طرف پتھر کا ایک ایک سانڈ ایسا بنا ہوا تھا کہ اسکا سر آدمی کا تھا اور اس کے دو بازو تھے جیسے کہ پرندوں کے ہوتے ہیں۔ اور اب وہ ایسے مقام میں تھی کہ ایسی خوبصورت، شاندار اور زرق برق جگہ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی کہ اس کی پوری عمر مقبروں اور قدیم مندروں میں ہی گزری تھی۔ حاجبوں نے اس کا استقبال کیا، شہزادوں نے جھک کر اسے سلام

گیا اور خواجہ سراؤں اور عورتوں نے اسے اور کماح کو گھیر لیا اور انھیں ایک کمرے میں لے آئے جس میں مخملی پردے لٹکے ہوئے اور سونے چاندی کے ظروف سجے ہوئے تھے۔ اور پھر انھیں سنگ مرمر کے گرم حمام میں لے جایا گیا جہاں انہوں نے غسل کیا۔ غسل کر چکے تو انہیں واپس ان کے کمرے میں پہونچا دیا گیا۔ جہاں تازہ پھل اور شراب ان کی منتظر تھی۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ نرم، ریشمی اور کڑھے ہوئے بستروں پر لیٹ گئے۔ اور چوں کہ سفر کی تھکن سے چور تھے اس لیے تکئے پر سر رکھتے ہی سو گئے۔ کنیزیں ان کے بستروں کے قریب منتظر اور مؤدب کھڑی رہیں اور دروازے کے باہر مسلح سپاہی پہرہ دیتے رہے۔

علی الصبح گانے کی آواز سُن کر نفرا کی آنکھ کھل گئی۔ عورتیں سامیس دیوتا۔ یعنی سورج دیوتا۔ کے طلوع ہونے پر اس کی حمد گا رہی تھیں وہ آنکھیں کھولے پڑی رہی۔ وہ اس شان و شوکت کے متعلق سوچ رہی تھی جس کی آغوش میں وہ دفعتہً پہنچ گئی تھی۔ لیکن شان و شوکت اور یہ زرق بھرک اسے پسند نہ آئی تھی۔ بلکہ اس کے دل میں اس کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ بلا شبہ پیدائشی طور پر وہ شہزادی تھی لیکن اس کی پرورش ریگستان کے سادہ ماحول میں ایک دیہاتی لڑکی کی طرح ہوئی تھی۔ اس کے دن بلندیوں پر چڑھتے اترتے اور صحرا کے گرم ریت پر دوڑیں لگانے اور راتیں کھردرے اور موٹے کمبلوں پر یا چٹائی پر بے فکر نیند سوتے گزرتی تھیں۔ یہ ریشم اور کمخواب، پینے کے لیے خوشبودار پانی، خدمت کے لیے یہ کنیزیں اور غلاموں کے پرے، کھانے کے لیے یہ مرغن غذائیں، یہ شان اور یہ شوکت۔ یہ چیزیں اسے بھینچ رہی تھیں اور دہشت زدہ کر رہی تھیں۔

"کماح!" اس نے کماح سے کہا جس کا بستر قریب ہی تھا۔ "کاش کہ میں مادرِ نیل کے کنارے پر واپس پہونچ جاتی اور "را" کی پہلی کرنوں کو ابوالہول کا ماتھا چومتے دیکھتی۔"

اگر تم واپس نیل کے کنارے پہنچ گئیں تو یقین کرو بیٹی کہ تانیس کے زنداں کے روشندان میں سے "را" کی کرنیں دیکھو گی، بوڑھے اپیپی کی آواز سنو گی کہ وہ تمہیں پیار کے نفرت انگیز القاب سے پکار رہا ہو گا۔ شکر کرو بیٹی کہ تم اس وقت یہاں ہو۔" کماح نے کہا۔

"کماح! میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ میرے محبوب خیان، میرے منگیتر کی جان خطرے میں ہے اور وہ مجھے مدد کے لیے پکار رہا ہے۔"

"ہاں بیٹی وہ تمہیں پکار رہا ہو گا اور بے شک اس کی جان کو خطرہ بھی لاحق ہو گا جس طرح ایک یا دوسری طرح ہم سب کی جانوں کو خطرہ لاحق ہے لیکن اس سے کیا ہوتا ہے؟ کیا مقدس کاہن راہو نے نہیں کہا کہ خیان کو کبھی کوئی نقصان نہ پہونچے گا؟ سنو۔ میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ راہو نور کا لباس پہنے میرے قریب کھڑے ہیں۔

"نفرا سے کہو۔" انہوں نے کہا۔ "کہ اطمینان رکھے اور پریشان نہ ہو۔ بے شک خطرات بہت ہیں لیکن وہ یوں ہٹ جائیں گے جس طرح ہوا طوفانی بادلوں کو اڑا لے جاتی ہے۔ اور پھر اس کے لیے مطلع صاف ہو گا جس میں دو ستارے خوشی سے جگمگا رہے ہوں گے۔"

"بڑے دل خوش کن الفاظ ہیں یہ کماح جو اس شاندار مقام پر میرے دل کو تسلی دے رہے ہیں۔ لیکن۔ لو۔ وہ بڑی آنکھوں والی موٹی عورتیں شاید تحائف لے کر آ رہی ہیں۔ نہیں۔ وہ مجھے نہ چھوئیں۔ تم کپڑے پہناؤ گی

سُنا تم نے ؟"

ہر ہر قدم پر سجدے کرتی ہوئی کنیزیں آئیں اور انہوں نے بہت سے تحائف سنگ سرخ کی میز پر رکھ دیئے۔ حیرت انگیز اور قوق البجڑ کے لباس، شاہی چغے، گلوبند، جڑاؤ پٹکے اور سونے کا تاج جس میں موتی جڑے ہوئے تھے۔

"یہ تحائف ہیں شاہ بابل دیتناح کی طرف سے ان کی نواسی، بابل کی شہزادی اور مصر کی ملکہ کے لیے۔" کنیزوں کی سردارنی نے کورنش بجالا کر مصری زبان میں کہا۔ "اے شہزادیٔ بابل اور ملکۂ مصر براہ کرم انہیں زیب تن کیجئے کہ شاہِ شاہان دیتناح حسن کو پوری طرح سے سجا ہوا ملاحظہ فرمائیں ہم آپ کی کنیزیں ہیں، آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہیں۔"

"تو پھر میرا سلام اور شکریہ میرے نانا شاہ تک پہنچا دو اور میری خدمت یہی ہے کہ دروازے کے باہر ٹھہرو۔" نفرا نے جواب دیا اور اپنے چہرے پر چادر ڈال لی کہ ان کی صورت دیکھ نہ سکے۔

کنیزیں گڑگڑائیں، روئیں اور آخرکار چلی گئیں۔ تو نفرا اٹھی اور کماح کی مدد سے وہ جگ مگ کرتے کپڑے پہننے لگی جو دیتناح نے بھیجے تھے لیکن نہ تو وہ یہ لباس پہننا جانتی تھی اور نہ کماح پہنانا جانتی تھی چنانچہ مجبوراً کنیزوں کی داروغہ کو طلب کرنا پڑا کہ وہ یہ عجیب و غریب لباس پہننے کی ترکیب بتائے آخرکار اس نے یہ کپڑے پہنے جو بابل کے امرا کی خواتین اور شہزادیاں پہنا کرتی تھیں۔ اب آئینہ لایا گیا۔ نفرا نے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا اور یکدم سے آئینہ پلنگ پر پٹخ دیا اور چیخ کر بولی:

"ارے یہ میں ہوں ؟ نفرا جو مصر کی عورت ہے یا یہ مشرق کے سلطان کی

حرم کی کوئی عورت ہے؟ یہ۔ یہ۔ بال دیکھو میرے جن میں موتی پرو دیئے گئے ہیں۔ اور یہ لعنتی لباس جسے پہن کر میں چل بھی نہیں سکتی۔ اور یہ میرے چہرے اور بدن پر کیا چپڑا گیا ہے جس سے ایسی تیز خوشبو کی لپٹیں آرہی ہیں۔ کماح! اس مصیبت سے مجھے نجات دلاؤ۔ اور مجھے میرا سفید جبہ پہنا دو۔"

"جبہ تو سفر کی گرد سے گندہ ہو گیا ہے بالکل۔" کماح نے جواب دیا" اور پھر اس لباس میں تم بہت اچھی لگتی ہو۔ سنو بیٹی! روحانی طور پر تم حلقۂ سحر کی معتقد اور پیرو سہی لیکن یہاں تم بابل کی شہزادی ہو۔ تم پسند کرو گی کہ شاہ بابل کو غصہ آجائے حالانکہ ابھی تمہیں ان کی مدد کی سخت ضرورت ہے؟ دیکھو۔ وہ لوگ ہمیں کھانے پر بلا رہے ہیں۔ آؤ۔"

"لیکن یہ عظیم بادشاہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ کوئی چیز۔ جیسا کہ ہم نے سنا ہے۔ لیکن کوئی بھی حتیٰ کہ خود دیوتا بھی نہیں بتاتے کہ کیا؟ حالانکہ میں سمجھتی ہوں کہ تاؤ جانتے ہیں۔"

پھر ایک ٹھنڈا سانس نفرا لے کر کھانے پر بیٹھ گئی لیکن اس کے سوال کا جواب کماح نے نہ دیا یا تو اس لیے کہ وہ جواب دے نہ سکتی تھی یا کوئی اور وجہ تھی اس کے خاموش رہنے کی۔

اور پھر محل کا خواجہ سرا آیا۔ موٹا اور خشونت سے پُر۔ خوشامدی حاجب اور کنیزیں آئیں۔ افسر اور محافظ دستے کے سپاہی بھی آئے اور ان سب نے ایک خاص ترتیب سے نفرا اور کماح کو اپنے درمیان لے لیا۔ اب عورتیں اور خواجہ سرا ان دونوں پر پنکھے جھلنے لگے۔ اور دوسری کنیزوں نے ساز چھیڑ دیئے اور پھر افسر نے کوئی حکم دیا اور وہ سب چل پڑے اور ہر چند کہ وہ محل کی چار دیواری سے باہر نہ نکلے تاہم بہت دیر تک چلتے رہے۔ وسیع و عریض گزر گاہوں، غلام گردشوں کو عبور

کر کے وہ پتھر کے بنے ہوئے بلند زینے کے قدموں میں پہنچ گئے۔ زینہ چڑھ کے وہ اس جناتی دروازے میں سے گزرے جس کے دونوں طرف پتھر کے بنے ہوئے اور انسانی سروں اور پروں والے سانڈ کھڑے ہوئے تھے۔

اور اب وہ ایک وسیع کمرے میں تھے۔

یہ کمرہ بے چھت کا تھا لیکن اس کے انتہائی سرے پر، اس کے لمبائی کے تہائی حصے پر، شامیانہ پڑا ہوا تھا۔ یعنی ایک سے دوسرے سرے تک۔ یہ جگہ لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ اتنے آدمیوں سے کہ نفرا نے پہلے کبھی اتنے بہت سے آدمی نہ دیکھے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں تھے اور ان سب کی نگاہیں نفرا پر جمی ہوئی تھیں اور جب وہ ان کے سامنے سے گزری تو وہ احتراماً جھکتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ کمرے کے اس حصے تک پہنچ گئی جہاں شامیانہ تھا۔

بے چھت کے حصے کے مقابلہ میں یہاں اتنا اندھیرا تھا کہ ابتدا میں نفرا کو کچھ دکھائی ہی نہ دیا۔ لیکن جلد ہی اس کی آنکھیں اس اندھیرے کی عادی ہو گئیں اور اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے شاہِ بابل کا خیرہ کن دربار لگا ہوا تھا۔ درباریوں میں امرا اور خواتین ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور مسلح سپاہیوں کے پہرے مستعد کھڑے ہوئے تھے۔ چوکور ڈاڑھیوں والے مشیر اور افسر بھی موجود تھے اور سر منڈے مذہبی پیشوا تھے۔ محل کے محافظ عصا لیے کھڑے تھے اور سفید فام اور سیاہ فام غلاموں کی صفیں کی صفیں تھیں اور پتہ نہیں کون کون تھا اور اس ساری چمک دمک اور شان و شوکت کے درمیان سونے کے تخت پر، جس میں ہیرے موتی جڑے ہوئے تھے سفید ڈاڑھی اور خشک چہرے والا ایک بوڑھا بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر عجیب سی ٹوپی تھی۔ نفرا نے سمجھ لیا کہ یہ بوڑھا اس کا نانا، عظیم بادشاہ، شاہ شاہان، شاہ بابل دیتناح تھا۔

نفرا اور اس کے ساتھیوں نے شامیانے کے سائے میں قدم رکھا تو بگل بجا اور سارے درباریوں، اور وہ، جو نفرا کے ساتھ آئے تھے، ایک دم سے دبتناح کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ حتیٰ کہ کماح نے بھی گھٹنوں کے بل جھک کر اپنا ماتھا فرش پر ٹیک دیا۔ صرف نفرا کھڑی رہ گئی جیسے مردوں کے درمیان تنہا وہی زندہ کھڑی ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دل میں دبی ہوئی کسی پراسرار روح نے اسے سجدہ کرنے کو منع کر دیا ہو بہرحال وہ اسی طرح کھڑی رہی اور تخت پر بیٹھے ہوئے دبلے پتلے اور مرجھائے ہوئے بوڑھے کی طرف دیکھتی رہی اور وہ بھی اس کی طرف دیکھتا رہا۔

ایک بار پھر بگل بجا۔ سب لوگ سجدے میں سے اٹھے اور ایک بار پھر نفرا کے ساتھی اسے اپنے درمیان لے کر آگے بڑھے۔ وہ تخت کے سامنے پہنچ کر ٹھہر گئے۔ تخت کے دائیں بائیں خوق البھڑک لباس میں ملبوس بہت سے مرد کھڑے تھے۔ یہ لوگ، جیسا کہ نفرا کو بعد میں معلوم ہوا، شہزادے اور نائب السلطنت تھے

چند ثانیوں تک مکمل خاموشی طاری رہی پھر بادشاہ نے صاف مگر باریک آواز میں بولنا شروع کیا۔ ایک مترجم بادشاہ کی بات کا مصری زبان میں لفظ بہ لفظ ترجمہ کرتا جا رہا تھا۔

"ہم، شاہِ شاہاں، اپنے سامنے اپنی بیٹی ریما کی دختر نفرا کو دیکھ رہے ہیں؟" دبتناح نے نفرا کو عقاب کی سی نظر سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ نفرا ہی میرا نام ہے اے شاہ بابل اور اے میرے نانا حضور۔" نفرا نے جواب دیا۔

"تو پھر اے ہماری نواسی تم نے ہمیں سجدہ کیوں نہ کیا جس طرح کہ سب نے کیا اور ایسا کرنے میں ان لوگوں نے کوئی شرم محسوس نہ کی۔؟"

ایکبارہ پھر کسی پراسرار روح نے، جو اس کے دل میں بیٹھی ہوئی تھی، جیسے اسے بتایا

کہ اسے کیا جواب دینا ہے۔ اور جب پورا دربار خاموش اور ہمہ تن گوش تھا، نفرا نے جواب دیا وہ بولی :

" اس لیے اے نانا حضور کہ اگر آپ بابل کے بادشاہ ہیں تو میں مصر کی ملکہ ہوں اور ایک حکمراں دوسرے حکمراں کے قدم نہیں چومتا۔"

" خوب کہا۔" دینتاج نے کہا۔ " لیکن اے ہماری نواسی۔ تم بے تاج و تخت کی ملکہ ہو۔"

" یہ آپ نے غلط نہیں کہا اور اسی لیے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں کہ آپ سے مدد اور اعانت طلب کروں۔ غاصب اپیپی نے مجھے میرے تخت و تاج سے محروم کر دیا ہے جس طرح کہ اس کے اجداد نے میرے اجداد کے ساتھ کیا تھا اور وہ مجھے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے کہ اس طرح پورے مصر کو اپنی اور اپنی اولاد کی زیر حکمرانی لے لے۔ میں اس کے شکنجے سے فرار ہو کر یہاں پہونچی ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور اب میں آپ کے سامنے کھڑی ہوں اور آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اے شاہِ شاہاں میری مدد کیجیے کہ میں آپ کی بیٹی کی بیٹی ہوں اور آپ ہی کا خون ہوں۔"

" ایک بار پھر ہم کہتے ہیں کہ خوب کہا۔" بوڑھے بادشاہ نے جواب دیا۔ "لیکن دختر مصر! تم نے جو کچھ طلب کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ اپیپی کو ہم جانتے اور اس سے نفرت کرتے ہیں اور برسوں سے ہم اس سے سرحدی لڑائیاں کر رہے ہیں لیکن خود اس کے ملک میں اس سے جنگ کرنے اور تمہارا تاج و تخت واپس دلانے کے لیے زبردست فوج کے ساتھ بے آب و گیاہ صحرا عبور کرنا اگر ناممکن نہیں تو بہت مشکل اور بہت زیادہ خطرناک ضرور ہے جس کا نتیجہ بابل کے حق میں انتہا برا ثابت ہو سکتا ہے۔ خاتونِ مصر! اس کے عوض تم کیا دو گی ؟"

"کچھ نہیں سوائے محبت اور خدمت کے۔"

"تو پھر معاملہ یوں ہے کہ تم بہت کچھ طلب کر رہی ہو اور اس کے عوض تمہارے پاس دینے کو کچھ ہے نہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں ہم غور اور مشورہ کریں گے کہ یہ ضروری ہے۔ چنانچہ اب میں اپنے پوتے میربول کو، جو میرے بعد بابل کا بادشاہ بننے والا ہے، حکم دیتا ہوں کہ وہ اس خاتونِ مصر کو یہاں لے آئے اور ہمارے تخت کے قریب بٹھا دے جہاں بطور ملکہ کے اس کے بیٹھنے کا حق ہے۔"

شہزادوں کی قطار میں سے ایک ادھیڑ عمر کا اور بلند قامت شہزادہ نکل کر آگے بڑھا جس نے فوق البھڑک لباس اور سر پر تاج پہن رکھا تھا۔ دہرے بدن کا مضبوط آدمی جس کی آنکھیں کالی تھیں اور ان میں عجیب طرح کی چمک تھی۔ وہ نفرا کے سامنے پہنچ کر کمر سے جھک گیا اور اپنی عقابی آنکھوں سے اس کے حسن کا جائزہ کچھ ایسی نظر سے لیا کہ نفرا کو بہت برا معلوم ہوا۔

"سلام اے حسین نفرا! شکر ہے دیوتاؤں کا کہ اس نے مجھے ایسی حسینہ کے دیدار کے لیے زندہ رکھا۔" اس نے بھاری اور مرعوب کن آواز میں کہا۔

اور پھر اس نے نفرا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اسے چبوترے کی سیڑھیاں چڑھا کر اس کرسی کے قریب لے آیا جو تخت کے دائیں طرف خاص نفرا کے لیے رکھی گئی تھی۔ اس نے نفرا کو کرسی پر بٹھا دیا اور پھر اس کے اور بادشاہ کے سامنے جھک کر شہزادوں میں جا کر بیٹھ گیا۔

نفرا خاموش بیٹھ گئی۔ دربار میں سناٹا طاری تھا۔

آخر کار بادشاہ نے کہا:

"بیٹی، تم کہتی ہو کہ تمہارے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں

اور دیکھ رہے ہیں کہ تم بہت کچھ دے سکتی ہو. بہت کچھ ہے تمہارے پاس. تم اپنے آپ کو دے سکتی ہو کیونکہ، ہم نے سنا ہے، تم اب تک کنواری ہو. اگر ملکۂ مصر، اس نے اب یوں کہنا شروع کیا نفرا نے سمجھ لیا کہ یہ تقریر پہلے سے تیار کی گئی تھی۔

"ہمارے جانشین اور ولی عہد کو اپنا سرتاج بنالے تو سب ٹھیک ہو جائے گا اور اس طرح بابل اور مصر ایک جھنڈے تلے آجائیں گے اور اس کے بعد شاید بابل اپنی فوجیں روانہ کر سکے گا کہ اپیپی کو شکست دے اور ملکۂ مصر کو مصر کے تخت پر بٹھا دے. کیا کہتی ہے ہماری بیٹی اس معاملے میں؟"

نفرا نے سنا اور بات اس کی سمجھ میں آئی تو نفرا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا. لمحے بھر کے لیے وہ سناٹے میں آگئی اور دل ہی دل میں دعا مانگتی رہی کہ آسمانی روح اس کی راہ بری کرے جیسا کہ اس طرح دعا مانگتے اور مدد طلب کرتے اسے راہو نے سکھایا تھا اور فوراً ہی وہ غیبی مدد آگئی اس کی راہبری کی گئی کیوں کہ اس نے فوراً جواب دیا

"ایسا نہیں ہو سکتا شاہِ شاہان کیوں کہ اس طرح بابل کا جوا مصر کی گردن میں ہو گا اور جب میری تاج پوشی کی گئی تھی تو میں نے قسم کھائی تھی کہ مصر کو آزاد رکھوں گی"۔

"بیٹی! اس کا بھی راستہ ہے اور ایسا کہ دونوں ممالک اپنی اپنی جگہ خوش اور مطمئن رہیں گے اس کے متعلق ہم بعد میں بات کرتے ہیں. اس کے علاوہ تمہارے انکار کی کوئی اور وجہ ہے؟ دیکھو، جس کے لیے تمہارا ہاتھ طلب کیا جا رہا ہے وہ نہ صرف دنیا کی سب سے بڑی حکومت کا ولی عہد ہے بلکہ، جیسا کہ تم نے خود دیکھ لیا، وہ جواں مرد ہے، جوان ہے، سپاہی ہے اور ہوشیار، عقل مند اور رحم دل ہے۔"

"ایک وجہ اور بھی ہے۔"
"کیا۔؟"
"میری نسبت ہو چکی ہے۔"
"کس سے؟"
"شہزادے خیان سے۔"

"شہزادہ خیان! وہ تو ایپیپی کا ولی عہدِ سلطنت ہے اور تم کہتی ہو کہ ایپیپی تم سے شادی کرنا چاہتا ہے؟"

"جی ہاں۔ اور اسی لیے خیان اور ایپیپی ایک دوسرے کو نہیں چاہتے۔ لیکن ۔۔" اور یہاں نفرا نے نگاہیں جھکائیں۔ "خیان مجھے چاہتا ہے اور میں بھی اسے چاہتی ہوں۔"

دربار بھڑوں کے چھتے کی طرح بھنبھنا اٹھا۔ بوڑھا دیتناح مسکرایا۔۔ کئی درباری بھی مسکرائے۔ صرف ہر بول نہ مسکرایا۔ بلکہ وہ غصے میں معلوم ہونے لگا۔

"اچھا۔ تو ایسی بات ہے۔" دیتناح نے کہا۔ "تو اب شہزادہ خیان کہاں ہے؟ کیا تم اسے اپنے ساتھ یہاں لائی ہو؟"
"جی نہیں۔ جب میں نے آخری خبر اس کے متعلق سنی تھی تو وہ تانیس کے دربار میں اور کہتے ہیں کہ وہاں کے زنداں میں تھا۔"
"اور وہ یقیناً وہیں رہے گا بشرطیکہ تم نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے اور ہمیں یقین ہے کہ تم نے سچ ہی کہا ہے۔"
نفرا مایوس ہو گئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ شاہِ بابل اس کی مدد کرنے سے انکار کر دے گا کہ عین اسی وقت رنجیدہ مگر شیریں گانے کی آواز ابھری۔ یہ وہ گیت تھا

جو حلقۂ سحر کے برادر جلوسِ جنازہ میں گاتے تھے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی تھی نفرا نے اِدھر اُدھر دیکھا اور نظر آیا کہ تاؤ ان کے سارے برادروں کے ساتھ، جو نفرا کے ساتھ مصر سے آئے تھے، آ رہا تھا۔ ان سب نے سادہ اور سفید لباس پہن رکھا تھا اور وہ دائیں طرف کے دروازے سے کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔ ان کے درمیان آٹھ برادر تھے جنھوں نے جنازہ اٹھا رکھا تھا۔ اور اس جنازے میں ایک تابوت رکھا ہوا تھا۔ نفرا نے اس تابوت کو فوراً پہچان لیا۔ اس میں اس کی ماں ملکہ ریما کی حنوط شدہ نعش تھی۔ تابوت تخت کے سامنے رکھ دیا گیا۔ اور فوراً اس کا ڈھکن، جو پہلے ہی سے کھول کر تیار رکھا گیا تھا، اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا گیا۔ اندر دوسرا تابوت تھا۔ یہ تابوت بھی حلقہ کے کاہنوں نے کھولا اور پھر بڑے احترام سے انہوں نے اس تابوت میں سے ملکہ ریما کی ممی نکالی اور اسے بادشاہ کے سامنے کھڑا کر دیا اور اسے تھامے رکھا۔ یہ منظر دیکھ کر سارے درباری سمٹ گئے کیوں کہ بابل کے لوگ مردوں کو دیکھنا پسند نہ کرتے تھے۔

"کس کی لاش ہے یہ اور اسے ہمارے سامنے کیوں لایا گیا ہے؟" بادشاہ نے نیچی آواز میں پوچھا۔

"بلاشبہ اسے حضور نے پہچان لیا ہوگا،" تاؤ نے جواب دیا۔ "کیوں کہ یہ آپ ہی کا خون اور آپ ہی کا گوشت و پوست تھا۔ آپ کے سامنے، کفن کی ان سفید پٹیوں میں، کسی اور کی نہیں بلکہ آپ ہی کی بیٹی، بابل کی شہزادی اور مصر کی ملکہ ریما کی نعش ہے۔ جی ہاں۔ یہ شہزادی ریما ہے جو اس طرح اپنے گھر آئی ہے۔"

"اور یہ۔ اس کے گلے میں کیا ہے؟"

"یہ وہ خط ہے جو آپ کی بیٹی نے آپ کو اس وقت لکھا تھا جب وہ زندوں کی

صحبت میں تھی"۔

"یہ خط پڑھ کر سناؤ ہمیں"۔

چنانچہ تاؤ نے خط کے پلندے پر لپٹے ہوئے بندھن کاٹ کر پلندہ کھولا تو اس میں سے ایک انگوٹھی نکل کر فرش پر گری۔ تاؤ نے انگوٹھی اٹھا کر بادشاہ کو دی۔ موخر الذکر نے انگوٹھی دیکھی۔ تو اس کے منہ سے آہ نکل گئی کیونکہ اسے اچھی طرح سے یاد تھا کہ جب اس کی بیٹی بیاہ کر مصر کے لیے روانہ ہوئی تھی تو اس نے، دیتناح نے یہ انگوٹھی ریما کی انگلی میں پہنائی تھی اور قسم کھائی تھی کہ وہ اس کی انگوٹھی کی مہر لگا کر اس سے جو بھی طلب کرے گی وہ اسے دے گا اور انکار نہ کرے گا۔

اب تاؤ نے پلندہ کھول کر ریما کا خط پڑھا جو بابلی زبان میں تھا۔

خط یوں تھا:

"ریما کی طرف سے جو بابل کی شہزادی تھی، جو خفرا کی بیوی اور مصر کی ملکہ تھی، اپنے والد شاہ بابل دیتناح کی خدمت میں یا اس کی خدمت میں جو ان کی جگہ اس وقت تخت نشین ہو۔

جان لو اے بادشاہ کہ میں تمہاری دہائی دیتی ہوں تمام دیوتاؤں کے نام پر اور اپنے خون کے رشتے کے نام پر کہ تم اس ذلت کا انتقام لو جو مجھ پر نازل کی گئی ہے اور میرے سرتاج فرعون خفرا کے قتل کا انتقام لو۔ میں تم سے درخواست کرتی ہوں کہ اپنی پوری قوت کے ساتھ مصر پر چڑھائی کرو اور چرداہے کتے سے میرے شوہر کی موت کا انتقام لو اور میری بیٹی نفرا کو اس کا ورثہ دلا کر اسے مصر کے تخت پر بٹھا دو۔ چرداہے کتے کا اگر بس

چلتا تو اس نے مجھے اور میری بیٹی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہوتا۔ اے میرے والد دیتناح یا اے میرے وہ عزیز جو میرے والد کی جگہ تخت پر بیٹھے ہوئے ہو۔ جان لو کہ اگر تم نے میری یہ درخواست منظور نہ کی تو میں مصر کے اور بابل کے دیوتاؤں کو پکارتی ہوں۔ اور بددعا دیتی ہوں کہ وہ تم پر اور تمہارے ملک پر اپنا غضب نازل کریں اور میں 'ریما' اس وقت تک تمہیں آسیب بن کر پریشان کرتی رہوں گی جب تک کہ تمہارا آخری وقت نہیں آجاتا اور اس کے بعد جب ہماری ملاقات دوسری دنیا میں ہوگی تو وہاں میں تم سے جواب طلب کروں گی۔

یہ مہر میں نے 'ریما نے'
خود اپنے ہاتھ سے اپنے بستر
مرگ پر لگائی ہے۔"

ایسا معلوم ہوا کہ یہ الفاظ وہ نعش کہہ رہی تھی جس کو تخت کے سامنے کھڑا کیا تھا اور یہ الفاظ ایسے سنجیدہ اور گمبھیر تھے کہ سننے والوں کے دل میں اتر گئے دربار کے کمرے میں موت کی سی خاموشی طاری ہوگئی۔ چند ثانیوں کے بعد دیتناح نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس کا جھریوں بھرا چہرہ سفید ہو رہا تھا اور اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے۔

"لرزہ خیز الفاظ" وہ بولا۔ "اور اگر ہم ان کی طرف سے اپنے کان بند کر لیں تو بے حد خوفناک بددعا دی گئی ہے ہم کو۔ جس نے یہ الفاظ کہے ہیں اور جس کی

نقش اس وقت میرے سامنے کھڑی ہے میری بیٹی ہے جس کو میں نے فرعون خفرد کی زوجیت میں دیا تھا اور یہ انگوٹھی، جس سے اس نے خط پر مہر لگائی ہے، میں نے ہی اسے ایک وعدے کے ساتھ دی تھی۔ تو کیا میں اپنی بیٹی کی آخری التجا رد کرسکتا ہوں؟ اس بیٹی کی جس پر لعنتی اپیپی نے ظلم کیا ہے اور جو دوسری دنیا میں اپنی روح کے ساتھ اور جس کا بے روح جسم میرے سامنے جواب کا منتظر کھڑا ہے؟"

دیتناح خاموش ہوگیا۔ اور درباریوں نے ایک زبان ہوکر کہا:

"نہیں، آپ التجا رد نہیں کرسکتے۔"

"بے شک نہیں کرسکتا چاہے اس کی کتنی ہی بھاری قیمت ہمیں کیوں نہ ادا کرنی پڑے اور اس لیے بھی رد نہیں کرسکتا کہ بہت جلد میں ریبا کے پاس پہنچ جاؤں گا اور وہ وہاں میرا دامن پکڑے گی۔ سنو اے کاہنو! اے پجاریو! اے مشیر والے درباریو! اے افسرو! اور اے لوگو! سنو۔ میں شاہِ شاہان، شاہِ بابل دیتناح اپیپی کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ اور یہ جنگ اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ اس کا فیصلہ ہمارے باجروا ہے بادشاہ کے حق میں نہیں ہوجاتا۔ یہ ہمارا فرمان ہے جو بدلا نہیں جاسکتا۔ ہمارا یہ فرمان بابل میں اور اس کے ایک ایک صوبے میں پہونچا دیا جائے۔"

ایک بار پھر دربار رضامندی کی آوازوں سے بھنبھنا اٹھا اور اب بادشاہ نفرا کی طرف گھوم گیا اور کہا:

"اے میری بیٹی اور اے خوبصورت ملکہ! تمہاری اور تمہاری ماں کی، جس نے تمہیں جنم دیا ہے، درخواست ہم نے قبول کی چنانچہ جب تک جنگ کی تیاریاں مکمل نہیں ہوجاتیں تب تک تم عزت سے اور سکون سے یہاں رہو اور پھر لشکر لے کر جاؤ اور فتح کرو۔"

نفرا تھی، بادشاہ کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکی اور اس کا ہاتھ اٹھا کر چوم لیا اور منھ سے کچھ نہ کہا۔ کیونکہ شدّت جذبات سے کوئی لفظ اس کے منھ سے نہ نکل رہا تھا۔ وتیناح نے جھک کر نفرا کو اٹھایا اپنے عصا سے اس کے شانوں کو چھوا اور اس کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

"بیٹی! میں اپنے فرمان کے سلسلے میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔" وہ بولا۔ "تمہاری مدد کے عوض ہم نے یہ کہا تھا کہ تم ہمارے بیٹے مہر بعل سے شادی کرو گی لیکن اب ہم اپنے یہ الفاظ واپس لیتے ہیں کیونکہ ہمارا دل ایسا ہی کرنے کو کہہ رہا ہے۔ غالباً اس لئے کہ تم نے جو کچھ کیا ہے اس سے ہم متاثر ہوئے ہیں یا شاید اس کی کوئی اور وجہ ہے۔ تم نے کہا ہے کہ تم شہزادے خیان کی منگیتر ہو۔ ہمیں اعتراف ہے کہ ہم نے شہزادے کے متعلق بھلا ہی سنا ہے حالانکہ باپ کیطرف سے اس کی نسل میں ٹیڑھ ہے۔ بہر حال شہزادہ خیان بہت اچھا اور شریف جوان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شہزادہ ایلچی کے ہاتھوں قتل ہو چکا ہو یا قتل ہو جائے اگر ایسا ہوا تو پھر شاید تم مہر بعل کی ملکہ بننا پسند کرو کیونکہ یہ ہماری آرزو ہے۔ لیکن اس معاملے میں ہم نہ تو تم سے سودا کر رہے ہیں اور نہ تمہیں مجبور کرتے ہیں۔ لیکن اگر خیان زندہ ہے اور تم اسے پانے کے لئے اگر زندہ رہیں تو بے شک اس سے شادی کر لینا اور یقین کرو کہ ہماری دعائیں تم دونوں کے ساتھ ہیں۔ مہر بعل! غصہ نہ کرو کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ آخر میں کیا ہوتا ہے اور دیوتاؤں کی کیا مرضی ہے۔ مہر بعل! تمہاری یہ خواہش پوری نہیں ہو رہی چنانچہ جان لو کہ دیوتا آدمی کو سب کچھ نہیں دیدیتے اور وہ تمہیں بہت کچھ دے چکے ہیں۔ اگر یہ ملکہ تمہارے ہاتھ نہ آئے تو غم نہ کرنا کیونکہ بابل کا ولیعہد اپنے لئے دوسری ملکہ تلاش کر سکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں مہر بعل کہ جب ہمارا لشکر روم کی طرف کوچ کرے تو تم اسکے ساتھ

نہ جاؤ گے بلکہ ہمارے پاس رہو گے مبادا کوئی دیوتائے شر تمھیں اکسائے اور تم راستے میں کوئی شرارت کر گزرو۔"

مہر بعل نے یہ کلمہ سُنا اور وہ جانتا تھا کہ بابل کے قدیم قانون کے مطابق اسے بدلنا اور اس سے سرتابی کرنا ممکن نہیں چنانچہ وہ اٹھا اور پہلے اپنے باپ اور پھر نفرا کے سامنے جھک گیا اور پھر اپنے ساتھی افسروں کے ساتھ دربار سے نکل گیا اور پھر نفرا نے کئی برسوں تک اسے دوبارہ نہ دیکھا کیونکہ وہ دربار سے نکلتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے صوبے کی طرف، جو بہت دور تھا اور جہاں کا وہ لگ رہا تھا، چلا گیا اور اس وقت تک نہ لوٹا جب تک کہ سارے معاملات انجام نہ پا گئے۔

مہر بعل کے چلے جانے کے بعد ویتناح نے تاؤ کو غور سے دیکھا اور پوچھا۔

"کاہن تم کون ہو؟"

"میرا نام تاؤ ہے اور میں حلقۂ سحر کا کاہن اعظم ہوں۔"

"ہاں۔ ہم نے اس حلقے کا نام سُنا ہے اور ہمارے خیال میں اس کے پیرو نہ صرف بابل بلکہ ہمارے دربار میں بھی موجود ہیں۔ ہم نے یہ بھی سُنا ہے کہ ان لوگوں نے ہماری مرحومہ بیٹی کو پناہ دی تھی اور اس کی بیٹی اور ہماری نواسی کی پرورش کی ہے جس کے لیے ہم تم سب کے مشکور ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کاہن تاؤ کہ تمہارا کوئی دوسرا نام بھی ہے؟"

"جی ہاں۔ کبھی میرا نام ابوشو تھا۔ ابوشو۔ شاہ بابل کا سب سے بڑا بیٹا۔ اور بابل کے تاج و تخت کا قانوناً اور وراثتاً جائز وارث۔ برسوں پہلے میں شاہ بابل سے جھگڑ کر جلا وطن ہو گیا تھا۔

"تو ہمارا اندازہ غلط نہ تھا۔ تو اے شہزادے ابوشو! اب تم اپنے وطن

اس لئے آئے ہو کہ اپنا جائز حق طلب کرو ؟"

"نہیں۔ شاہِ شاہاں۔ آپ کے وفد کے اراکین نے آپ کو بتا دیا ہو گا کہ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ میں کچھ نہیں طلب کر رہا۔ اگر طلب کرتا ہوں تو صرف آپ سے معافی طلب کر رہا ہوں۔ میں حلقۂ سحر کا ایک ادنیٰ رکن ہوں چنانچہ دنیا اور اس کے لوازمات اور عیش و آرام کے لئے مر چکا ہوں۔"

اور اب وتیناح نے معاف کر دیئے اور صلح ہو جانے کے ثبوت کے طور پر اپنا عصا تاؤ کی طرف بڑھا دیا اور بابلیوں کی رسم کے طور پہ تاؤ نے عصا چوم لیا۔

"میں تمہارے مذہب کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں جو آدمی کے دل سے دنیا طلبی کا جذبہ اکھاڑ پھینکتا ہو۔ جاؤ۔ ہمارے ذاتی کمرے میں ہمارا انتظار کرو کاہن۔ وہاں پر اطمینان سے گفتگو کریں گے۔

اور اب وتیناح نے بابل کے بڑے پجاری کو مخاطب کیا۔

"پجاری! ہماری بیٹی کے جسد خاکی کو لے جا کر نئے تابوت میں رکھو اور شاہی قبرستان میں لے جاؤ۔ ہم اپنی بیٹی کو شاہی رسم کے مطابق دفن کریں گے۔"

اس حکم کی تعمیل کی گئی اور جب تابوت لے جایا جا رہا تھا تو وتیناح اٹھا اور اس نے اپنا سر جھکا دیا۔ درباریوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ تابوت لے جایا گیا تو وتیناح نے اپنا عصا اوپر اٹھایا۔ فوراً ہی بگل چیخ اٹھا۔ یہ اعلان تھا اس بات کا دربار ختم ہوا۔ اب بادشاہ تخت پہ سے اترا اور نفرا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے چلا اور تاؤ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

انیسواں باب

چار بھائی

شیخ الاہرام نے بڑی احتیاط سے جھومتا پتھر کھولا اور باہر نکل آیا۔ خیان اور تیمو اس کے پیچھے تھے۔ تینوں نے اپنے آپ کو سیاہ لبادوں میں لپیٹ رکھا تھا۔ انھوں نے پتھر بند کیا اور منتظر و چوکنّے کھڑے رہے۔ اَلاؤ کے قریب صرف ایک سنتری بیٹھا ہوا تھا اور سارے سپاہی، جو کچھ انھوں نے دیکھا تھا اس سے خوفزدہ ہو کر جھونپڑوں میں چلے گئے تھے۔ جب تک یہ سنتری موجود تھا وہ تینوں نیچے اُترنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے مبادا وہ انھیں دیکھ یا سُن لے اور سپاہیوں کو خبردار کر دے۔ چنانچہ وہ اہرام کی ڈھلان پہ اور پتھروں کے درمیان دبکے رہے اور لمبے لمبے سانس لے کر تازہ ہوا کو اپنے پھیپھڑوں میں پہنچاتے اور تاروں بھرے آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ اور خیان سوچ رہا تھا کہ اب کیا ہو گا۔

"تم لوگ یہیں ٹھہرو۔" شیخ نے کہا "میں ابھی آتا ہوں۔"

اور وہ ایک طرف رینگ کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد انھوں نے ایسی بھیانک آواز سُنی جیسے کوئی جن یا بھوت رو رہا ہو۔ آواز کہیں اوپر سے آ رہی تھی۔ آواز اتنی بھیانک تھی کہ اس جگہ کی ویرانی، خاموشی اور رات کی تاریکی میں سُننے والے کا خون منجمد کر سکتی تھی۔ سنتری نے یہ آواز اپنے پیچھے مقبروں میں گونجتے سُنی۔ وہ اُٹھا، چند ثانیوں تک کھڑا کانپتا رہا اور پھر بھاگ کر جھونپڑیوں میں گھس گیا۔

چند ثانیوں بعد شیخ واپس آیا۔

"میرے ساتھ آؤ۔" اس نے سرگوشی میں کہا۔ "خبردار کوئی آواز نہ ہو۔ جلدی کرو۔"

وہ لوگ اہرام پر سے اترنے لگے۔ تیمو بلندیوں پر چڑھنے اور اترنے کا عادی نہ تھا چنانچہ اسے دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال وہ صحیح سلامت نیچے پہونچ گئے۔ شیخ دائیں طرف گھوم کر اہرام کے سائے میں بھاگ پڑا۔ اب وہ کھلے میدان میں تھے اور چند مقبروں کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔ ابھی وہ مقبروں کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک سنتری نے انھیں خبردار کر دیا کہ انھیں دیکھ لیا گیا ہے کسی نے انھیں دیکھ لیا تھا یہ وہ نہ جانتے تھے۔ وہ دونوں شیخ کے پیچھے بھاگتے رہے اور ایک ٹوٹے ہوئے اہرام کے پیچھے پہونچ گئے جہاں چار عرب چھپے گھوڑے لئے کھڑے تھے۔ ان لوگوں نے خیان کو پکڑ ایک گھوڑے پر بٹھا دیا بٹھا کیا دیا پٹخ دیا۔ اس نے گھوڑے پر سنبھل کر بیٹھنے کے بعد پیچھے دیکھا تیمو دوسرے گھوڑے پر سوار تھا اور عرب بقیہ گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے۔ گھوڑے جیسے کوئی غیبی اشارہ پا کر چل پڑے۔

شیخ خیان کے گھوڑے کے ساتھ بھاگ رہے تھے۔

"شیخ! تم نہیں چل رہے؟" خیان نے پوچھا۔

"میں یہیں رہوں گا کہ یہی میرا فرض ہے۔ فکر مت کرو میری پناہ گاہیں بہت ہیں۔ خاتون نفرا سے کہہ دینا کہ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کر دی۔ تیز بھاگو کیوں کہ تمھیں دیکھ لیا گیا ہے۔ یہ لوگ راستے سے واقف ہیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ یہ ہمارے بھائی ہیں اور ان پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ شہزادے! الوداع۔"

اور شیخ نے خیان کے گھوڑے کی گردن چھوڑ دی اور اندھیرے کے سایوں میں غائب ہو گیا۔

وہ لوگ ریگستان میں تھے اور ان کے گھوڑے بگٹٹ بھاگے جا رہے تھے۔ وہ

رات بھر اسی تیز رفتاری سے سفر کرتے رہے اور صبح کے وقت ایک نخلستان میں پہنچ کر باگیں کھینچ لیں۔ یہاں ایک کنواں بھی تھا اور پتھروں کے نیچے چھپا کر رکھا ہوا ان کا کھانا اور گھوڑوں کا چارہ بھی موجود تھا۔ خیان دیوتاؤں کا شکر ادا کر کے گھوڑے پر سے اترا۔ کیونکہ کئی ہفتے اہرام کی سرنگ میں گزارنے کے بعد وہ ایسے سفر اور تیز سواری کے قابل نہ رہا تھا اور تیمو کی حالت تو قابل رحم تھی کیونکہ وہ تو سوار تھا بھی نہیں۔ انھوں نے تھوڑا سا کھانا کھایا جو زیادہ تر کھجوروں پر مشتمل تھا اور بہت زیادہ پانی پیا۔

"میرے بھائی! تیمو نے چوتھا پیالہ خالی کرتے ہوئے کہا۔" ان نعمتوں کے لئے ہمیں آسمانوں اور اپنی محافظ روح کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ طلوع آفتاب کا منظر کس قدر حسین ہے اور اس لعنتی اندھیری قبر کے مقابلے میں ہوا کس قدر فرحت اور حیات بخش ہے۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں کبھی اہرام کو نہ دیکھوں۔ یہ میری دعاؤں کا اثر ہے کہ ہم اس لعنتی اہرام سے زندہ نکل آئے۔

یوں کہا تیمو نے بشاشت سے حالانکہ حالت اس کی یہ تھی رات بھر کے سفر سے اس کے اعضا اکڑ گئے تھے اور گھوڑے کی سواری کی وجہ سے اس کے کولہے ایسے ہو گئے تھے کہ وہ بمشکل بیٹھ سکتا تھا اور خیان سوچ رہا تھا کہ تیمو کی دعاؤں سے زیادہ انھیں شیخ، اس کی ہوشیاری اور اس کی بہادری کا مشکور ہونا چاہیے اور اس کا مشکور رہنا چاہیے جس نے ان کی مدد کے لئے ان عرب گھڑ سواروں کو بھیجا تھا۔ بشرطیکہ یہ عرب ہی ہوں جن کے متعلق وہ فی الحال یقین سے کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ تاہم اس نے کہا۔

"تیمو! آسمانی روح کرے کہ آیندہ بھی ہم محفوظ اور آزاد رہیں۔ تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہمیں دیکھ لیا گیا ہے اور اب اگر ہم دوسری دفعہ بھی بچ کر نکل گئے

تو تعاقب کرنے والوں کی گردنیں اُڑا دی جائیں گی۔ چنانچہ یقین کر و کہ وہ لوگ ہمارا پیچھا نہ چھوڑیں گے اور دنیا کے آخری سرے تک ہمارا تعاقب کریں گے۔"

"بھروسا میرے بھائی بھروسا اور بہتری کی اُمید۔" تیمو نے اپنے درد کرتے ہوئے کولہے کو آرام دینے کے لئے پہلو بدلا۔

اور تب خیان نے اسے دیکھا جو ان عربوں کا سردار معلوم ہوتا تھا۔ بلند قامت اور پُر وقار۔ وہ سب سے الگ اور دُور اکیلا یوں کھڑا ہوا تھا جیسے خیان سے اکیلے میں کچھ کہنا چاہتا ہو۔

خیان اٹھ کر اس کی طرف چلا۔ وہ اس کے قریب پہونچا تو عرب نے جھک کر اسے سلام کیا اور چند ایسے اشارے کئے جن سے خیان واقف تھا۔

"میں سمجھ گیا کہ تم برادری میں سے ہو۔" خیان نے کہا۔ "اب مجھے بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے اور تمہارے ساتھیوں کے نام کیا ہیں اور یہ کہ ایسی نازک حالت میں کس نے تمھیں ہماری مدد کے لئے بھیجا ہے اور ہم کہاں جارہے ہیں۔

"آقا! ہم چار بھائی ہیں۔ میں سب سے بڑا ہوں اور میرا نام آگ ہے۔ وہ جو سامنے کھڑا ہے اس کا نام مٹی ہے۔ ہمارے قریب جو کھڑا ہے وہ ہوا ہے اور چوتھے کا نام آب ہے۔ ہمارے کوئی دوسرے نام نہیں ہیں اور اگر تھے تو ہم انھیں اس وقت سے بھول چکے ہیں جب سے حلقۂ سحر کی برادری میں داخل ہوئے ہیں اور خصوصاً اس وقت تو ہمیں دوسرے نام یاد آتے ہی نہیں جب ہمیں کسی خاص کام پر بھیجا جاتا ہے۔"

چنانچہ خیان نے سمجھ لیا کہ کسی خاص وجہ سے یا کسی کے حکم سے یہ لوگ اپنے آپ کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے اور یہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ جب کبھی برادر کے سپرد کوئی خاص خفیہ مہم کی جاتی ہے تو وہ کسی صورت میں بھی اپنے آپکو ظاہر نہیں کرتا۔

"ٹھیک ہے اے آگ" خیان نے کہا۔ "اب میرے دوسرے سوال کا جواب دو۔"

"آقا! ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم عمدہ گھوڑے لے کر اور اس بھیس میں جس میں آپ ہمیں دیکھ رہے ہیں، اہرام کے قریب جائیں اور سپاہیوں کے ہاتھ وہ چیزیں فروخت کریں جنہیں کہ عرب عموماً فروخت کرتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ ہم اپنے آپ کو شیخ الاہرام پر ظاہر کر دیں اور وقائع نگار راسہ کی مدد کریں اور غالباً آپ وہی ہیں۔ اور ان کے ساتھی کی بھی مدد کریں جو ایک کاہن ہے اور جس کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا ہے لیکن ہم نے آپ کو اسے تیمو کے نام سے پکارتے سُنا ہے بشرطیکہ وہ وہی ہو۔

"اچھا۔ پھر؟"

"پھر آقا ہمیں وقائع نگار راسہ کو بتانا ہے کہ ایک خاتون — ہم نہیں جانتے اور جاننا چاہتے بھی نہیں کہ کون خاتون ہے وہ — اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ بخیر و خوبی مصر سے نکل گئی ہے اور وقائع نگار راسہ اور اس کے ساتھی کو اسی خاتون کے نقش قدم پر چلنا ہے اور اسی راستے جانا ہے جس راستے وہ گئی ہے آخر میں ہم سے قسم لی گئی کہ ہم آپ دونوں کو بہ حفاظت بابل پہونچا دیں یا اس کوشش میں جانیں دیدیں اور ایسا ہی ہم کرنا چاہتے ہیں یا تو آپ کو بہ حفاظت بابل پہونچا دینگے یا مر جائیں گے۔ اب آقا ہمیں روانہ ہو جانا چاہیے۔ یہ گھوڑے صحرا کے اصیل اور برق رفتار گھوڑے ہیں۔ لیکن ابھی ہمیں کافی طویل فاصلہ طے کرنا ہے اس کے بعد ہی ہمیں دوسرے تازہ دم گھوڑے ملیں گے اس کے علاوہ مجھے یقین ہے کہ ہمارا تعاقب پھر یہ بات بھی ہے۔" اور یہاں آگ نے مشکوک نظروں سے تیمو کی طرف دیکھا۔ "یہ کاہن چار ٹانگوں سے زیادہ دو ٹانگوں پر سفر کرنے کا عادی ہے چنانچہ جب تک یہ گھڑ سواری کا عادی نہیں ہو جاتا ہمیں احتیاط سے سفر کرنا ہے مبادا یہ کہ گر پڑے یا بیہوش ہو جائے اور یہ بھی ہے کہ آپ دونوں بہت زیادہ کمزور ہو رہے ہیں شاید اس لئے کہ ایک عرصے

تک، قید خانے میں رہے ہیں۔"
"سچ کہا۔" خیان نے جواب دیا۔

دن بھر وہ چلتے رہے۔ سورج آگ برسانے لگا تو انھوں نے قیام کر دیا۔ حدت میں کمی ہوئی تو پھر آگے بڑھے۔ رات کو چند چٹانوں میں قیام کر دیا جہاں پہلے کی طرح انھیں اپنے لئے اشیائے خورد و نوش اور گھوڑوں کے لئے چارہ رکھا ہوا مل گیا۔
اور پھر اس کے بعد دن اور اس کے بعد کے دن وہ سفر کرتے رہے اور ان کی رفتار بہت زیادہ تیز نہ تھی یہاں تک کہ تیمو، جو گنوار اور متوقف نہ تھا گھڑ سواری کا عادی ہو گیا۔ اس کے علاوہ صحرا کی صاف اور تازہ ہوا نے ان کی وہ تکلیف دور کر دی جو مقبرے میں بند رہنے کی وجہ سے ان پر طاری ہو گئی تھی اور ایک بار پھر ان کی جسمانی قوت عود کر آئی۔
ایک رات انھوں نے ایک کنوئیں کے قریب ایک ٹیلے پر قیام کر دیا۔ یہاں کبھی کوئی گاؤں آباد رہا ہوگا چنانچہ یہاں درخت اور خاردار جھاڑیاں کثرت سے تھیں چنانچہ مسافر اور ان کے جانور ان جھاڑیوں میں یوں چھپ گئے کہ کوئی ان کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔
جب سورج غروب ہو گیا تو وہ، جس کا نام آگ تھا، خیان کے پاس آیا اور اسے درختوں اور جھاڑیوں میں سے جھانک کر مشرق کی طرف دیکھنے کی دعوت دی۔ خیان نے دیکھا۔ ان سے دائیں طرف اور کوئی ایک لیگ کے فاصلے پر ایک نہر یا شاید تالاب تھا جس کے قریب اینٹوں کا ایک قدیم قلعہ کھڑا تھا اور وہاں لگا تھا جس کے ذریعہ پانی کی اس چادر کو عبور کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ان سے

سامنے ایسا کوئی گھاٹ نہ تھا اور پانی گہرا اور پاٹ چوڑا معلوم ہوتا تھا۔ اس چادر آب کے دوسری طرف ایک وسیع و عریض میدان تھا جو افق تک پھیلتا چلا گیا تھا اور وہاں پہنچ کر وہ چٹان ٹیلوں کے سلسلے پر ختم ہو گیا تھا۔

"اچھا آقا۔ اب سنو۔" آگ نے کہا۔ "وہ چادر آب مصر کی سرحد ہے۔ وہ میدان عربستان ہے اور ان پہاڑیوں میں بابل کی پہلی سرحدی چوکی ہے جہاں شاہ بابل کی فوج موجود ہے جہاں پہونچ کر ہم محفوظ ہو جائینگے لیکن میں آپ سے کہتا ہوں آقا کہ ہمیں زبردست خطرہ لاحق ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس پرانے قلعہ میں اپیپی کے گھڑ سوار موجود ہیں کیونکہ میں نے ریت میں ان کے پیروں کے نشان دیکھے ہیں اور میرے اندازے کے مطابق ان کی تعداد پچاس ہے۔ اور وہ ہمارا انتظار کر رہے ہیں کیونکہ انھیں یقین ہے کہ اگر ہم نے مصر کی سرحد عبور کی تو اس گھاٹ سے عبور کرینگے۔"

"یہیں سے جانا کیا ضروری ہے؟" خیان نے پوچھا۔ "اس پانی کے پار جانے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے؟"

"نہیں ہے۔ کیونکہ پانی بہت زیادہ گہرا ہے اور میلوں تک پھیلا ہوا ہے چنانچہ اگر ہم نے اس کا چکر کاٹا تو ہمیں اس علاقے سے گزرنا پڑے گا جس کی حفاظت سرحدی فوجی دستے کر رہے ہیں۔"

"تو معلوم ہوا کہ ہم پھنس گئے ہیں اس صورت میں ہمیں واپس روم کی طرف فرار ہونا ہے۔"

"وہاں تو ہم بلاشبہ پھنس جائیں گے۔ کیونکہ اے آقا وہاں کا بچہ بچہ ہمیں تلاش کر رہا ہوگا۔"

"تو پھر کیا کیا جائے؟" خیان نے پوچھا۔ "یہ بتا دوں کہ مجھے مرنا تو پسند ہے لیکن اپیپی کی صورت دیکھنا پسند نہیں۔"

"یہ تو خیر میں نے بھی سمجھ لیا تھا۔ سنو آقا۔ ابھی ہم نے بازی ہاری نہیں ہے۔ ہمارے یہ برق رفتار گھوڑے خالص عربی گھوڑے ہیں چنانچہ یہ اپنے وطن اور وہاں بھٹکتی ہوئی گھوڑیوں کی بُو پا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کی رفتار کو عام گھوڑے پہنچ نہیں سکتے۔ سامنے یہ جو پانی کی چادر سی بچھی دکھائی دیتی ہے اس کی نگہبانی نہیں کی جاتی کیونکہ پانی گہرا اور تیز رفتار ہے۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ گھوڑے اس میں اُترنے سے خوف نہیں کھائیں گے اور ایک دفعہ ہم دوسرے کنارے پر پہونچ جائیں تو پھر اس سے پہلے کہ دشمن ہمیں دیکھ لے ہم بہت دُور پہونچ چکے ہوں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ پہاڑیوں میں کا درّہ بھی عبور کر چکے ہوں۔ آقا! یہ درّہ بہت تنگ ہے۔ جہاں بیٹھا ایک آدمی تقریباً پورے دستے کو روک سکتا ہے چنانچہ ہم سے چند تو بہرحال دوسری طرف پہاڑیوں کے بطن میں پہونچ کر بابل کے رضاکاروں کے درمیان پناہ لے سکتے ہیں۔"

آخری الفاظ اس نے بڑے معنی خیز انداز میں کہے۔

اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں خیان کو وہ تدبیر بتائی جس پر اس کا اور اس کے بھائیوں کا اتفاق ہوا تھا اس نے خیان کو اور تیمو کو، جو اب ان کے قریب آ کھڑا ہوا تھا بتایا کہ انھیں کس طرح صبح ہونے سے پہلے پانی تک پہونچ جانا اور سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی گھوڑوں کو اس میں ڈال دینا ہے اور جہاں پانی گہرا ہو جائے تو گھوڑوں کی پیٹھ پر سے اتر کر لیکن ان کی گردنیں پکڑ کر تیرنا ہے۔

اس پر تیمو نے اعلان کیا کہ وہ تیرنا نہیں جانتا۔ اس پر آگ نے اس سے کہا کہ وہ اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹا رہے ورنہ ڈوب جائے گا۔ آگ نے مزید کہا کہ جو صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں وہ فوراً گھوڑوں پر سوار ہو کر پہاڑیوں کی طرف، جیسی کہ پہچان اس نے بتائی، روانہ ہو جائیں کہ وہ درّہ وہیں تھا

اور جو انھیں دوپہر ہونے سے پہلے نظر آجائے گا۔ اگر گھوڑے ساتھ نہ دیں تو اس درے کی چڑھائی انہیں پیدل ہی چڑھنی تھی اور دوسری طرف اتر کر بابلی فوج کی چھاؤنی میں پہونچ جانا تھا۔ اس فوج کو حکم ملا ہوا تھا کہ وہ مصر سے فرار ہونے والے ہر آدمی کو گرفتار کر لیں۔

یہ تفصیلات بتانے کے بعد اس نے دونوں سے کہا کہ وہ کھا پی کر سو رہیں کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہو اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ کل ان کی آرام گاہ کیسی اور کہاں ہوگی

"دیوتا جانیں کہ میں اس دنیا میں ہوں گا یا اس دنیا میں" وہ بولا۔

چنانچہ خیان نے آگ کے اس مشورے پر عمل کیا اور آنکھیں بند ہونے سے پہلے اس نے آخری منظر یہ دیکھا کہ چاروں پراسرار بھائی گھوڑوں کی مالش کر رہے تھے اور غیر جذباتی چہرے لئے آپس میں سرگوشی میں باتیں کر رہے تھے اور اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے قریب ہی تیمو گھٹنوں کے بل جھکا دعا میں مصروف تھا۔ اپنے سارے یقین اور "اعتقاد" کے باوجود وہ آگ کی یہ بات نہ بھولا تھا کہ پانی گہرا اور پاٹ چوڑا تھا اور یہ کہ — وہ تیرنا نہ جانتا تھا۔

جب ایک برادر نے خیان کو جگا کر بتایا کہ کوچ کا وقت آچکا ہے تو خیان کی نیند پوری نہ ہوئی تھی بلکہ اسے تو ایسا معلوم ہوا کہ اس نے چند منٹ کی ہی نیند لی ہے۔ بہرحال انھوں نے تاروں کی روشنی میں گھوڑوں پر زین رکھے اور سوار ہو کر تالاب کی طرف چلے اور صبح کی پہلی روشنی کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ اور خیان نے دیکھا کہ تالاب کا پاٹ حقیقت میں بہت چوڑا تھا اتنا چوڑا کہ مضبوط سے مضبوط تیر زن اپنا تیر اس کنارے سے اس کنارے تک نہ پھینک سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس میں ایک قسم کا موٹا دھارا تیزی سے گھاٹ کی طرف بہہ رہا تھا۔

"گھاٹ کی طرف سے پار اترنا مناسب نہیں ہے؟" خیان نے آگ سے پوچھا۔

"نہیں آقا کیونکہ وہاں ہمیں بے شک و شبہ دیکھ لیا اور غالباً کنارے پر ہی قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ یہاں، جہاں سے کوئی بھی آدمی تالاب کو عبور نہیں کر سکتا، ہمیں کوئی دُور سے دیکھ نہ سکے گا۔ آئیے میرے پیچھے آئیے۔ اس سے پہلے کہ صبح کی روشنی تیز ہو جائے ہمیں دوسری طرف پہونچ جانا ہے۔

اور پھر اپنے گھوڑے کی گردن تھپتھپا کر اس نے جھک کر اس کے کان میں کچھ کہا اور پھر اسے پانی میں ڈال دیا۔ اس کے پیچھے خیان اسکے پیچھے ایک برادر پھر تیمو۔ آخر میں وہ دو برادر تھے جنہوں نے اپنے نام ہرا اور آب بتائے تھے۔ گھوڑے بے دھڑک پانی میں اُتر گئے اور تھوڑی دیر بعد خیان نے دیکھا کہ آگ کا گھوڑا تیر رہا تھا اور سوار گھوڑے کی پیٹھ پر سے اُتر کر اس کے ساتھ ساتھ تیر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد خیان کے گھوڑے کے پیر بھی تہ پر نہ تھے چنانچہ خیان نے بھی ایسا ہی کیا جیسا کہ آگ نے کیا تھا۔

آخر کار وہ دوسرے کنارے پر پہونچ گئے اور گھوڑا تیمو کو، جو اس کی گردن سے لپٹا ہوا تھا کنارے پر اپنے ساتھ گھسیٹ لایا۔ عین اس وقت خیان نے ایک چیخ سنی۔

"مدد۔ مدد!"

خیان نے گردن گھما کر دیکھا۔ تیمو کا گھوڑا کنارے پر چڑھ رہا تھا لیکن اس کے ساتھ نہ تھا وہ کنارے سے تھوڑی دُور گہرے پانی میں ہاتھ پاؤں مار رہا تھا اور دھارا اسے اپنے ساتھ کھینچے لئے جا رہا تھا۔ دو برادر ایک دم سے پانی میں کود پڑے اور تیمو کی طرف تیرنے لگے جس کی چیخیں اب آسمان کی خبر لا رہی تھیں۔ دونوں تیمو تک پہونچ گئے اور بہ دقت اسے کنارے تک گھسیٹ لائے۔ تیمو بے حد خوفزدہ تھا اور ہر چند کہ کنارے پہ پہونچ چکا تھا لیکن اب

بھی دیوتاؤں اور انسانوں کو مدد کے لئے پکار رہا تھا۔

اور تب ان پر اسرار برادروں میں سے ایک نے اپنی پیٹی میں سے خنجر گھسیٹ لیا اور آنکھیں لال کر کے تیمو سے کہا۔

"اب تم خاموش ہو کہ میں تمہیں خاموش کر دوں؟ کیونکہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو تم ہم سب پر موت نازل کر دو گے۔"

"اوہ! معافی چاہتا ہوں۔" تیمو اس کی بات سمجھ کر بولا۔ "لیکن میری ماں اکثر مجھ سے کہا کرتی تھی کہ جو خاموشی سے غرق ہوتا ہے تیزی سے غرق ہو جاتا ہے اسکے علاوہ تم لوگ یہ بھی سمجھ لو اور یاد رکھو کہ میری دعاؤں نے مجھے بچایا ہے۔"

منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر، جو تیمو کے خیال میں گالیاں تھیں، آگ نے تیمو کو اٹھا کر اس کے گھوڑے پر بٹھا دیا اور دوسروں کو اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہونے کا اشارہ کیا۔

"سنو آقا راسہ!" جب وہ خاردار درختوں اور جھاڑیوں میں سے گزر رہے تھے تو آگ نے خیان سے کہا۔ "بد قسمتی ہماری ساتھی ہے۔ اس پاگل کاہن کی چیخیں یقیناً دشمن نے سن لی ہوں گی۔ کاش کہ چیخنے سے پہلے اس کا گلا بند ہو گیا ہوتا۔ اس کے علاوہ اس کی وجہ سے روانہ ہونے میں تاخیر ہو گئی چنانچہ وہ دھند اب چھٹ رہی ہے حالانکہ میں یہ آس لگائے ہوئے تھا کہ وہ دھند ہمیں چھپا رکھے گی۔ چنانچہ اب ایک ہی راستہ ہے یعنی یہ کہ سیدھے درے کی طرف چلیں اور اسے عبور کر جائیں چرواہوں کے گھوڑوں کے مقابلے میں ہمارے گھوڑے مضبوط اور بہتر ہیں حالانکہ ان کے گھوڑے نسبتاً تازہ دم ہوں گے تاہم مجھے یقین ہے کہ ہم سب نہیں تو ہم میں کے چند ان سے آگے اندر پہنچ کر نکل جائیں گے۔ ایک بات یاد رکھو آقا راسہ بشرطیکہ یہی تمہارا نام ہو کہ ہم چاروں بھائی تمہیں بچانے کے لئے وہ

سب کچھ کر گزریں گے جو ایک آدمی کر سکتا ہے۔ اب اگر ہماری ملاقات نہ ہو تو اس خاتون سے جس کے ہم خادم ہیں اور کاہن اعظم سے کہنا کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا چنانچہ وہ ہمیں دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

اور خیان کے جواب کا انتظار کئے بغیر اس نے اپنے گھوڑے کے کان میں کچھ کہا جو ایکدم سے بگٹٹ بھاگا۔ خیان کا گھوڑا اس کے پیچھے تھا اور ان کے دوسرے ساتھی پیچھے آرہے تھے۔

وہ چند گھنٹوں تک اس تیز رفتاری سے سفر کرتے رہے اور تب سورج طلوع ہوا۔ آگ نے گھوم کر گھاٹ کی طرف اشارہ کیا۔ خیان نے بھی گھوم کر اس طرف دیکھا۔ گھڑ سواروں کے ایک دستے کے بھالوں کے پھلوں پر سورج کی پہلی شعاعیں کروٹیں بدل رہی تھیں۔ کئی گھڑ سوار ابھی پانی ہی میں تھے اور بقیہ خیان اور اس کے ساتھیوں سے صرف نصف لیگ کے فاصلے پر تھے اور ان کی طرف بھاگے آرہے تھے۔

اور اب زندگی اور موت کی دوڑ شروع ہو چکی تھی۔

ایک کے بعد ایک گھنٹہ گزرتا گیا اور وہ لوگ ان پہاڑیوں کی طرف بڑھتے رہے جو کسی صورت قریب آتی معلوم ہی نہ ہوتی تھیں۔ ان کے گھوڑے مضبوط اور صحرائی سفر کے عادی تھے چنانچہ بڑی آسانی سے اور رفتار سے بھاگ رہے تھے لیکن راستہ لمبا تھا۔ کئی دنوں سے وہ صحرا میں سفر کر رہے تھے اور پھر اس صبح انھیں کافی فاصلہ تیز کر طے کرنا پڑا تھا۔ اس کے برعکس تعاقب کرنے والوں کے گھوڑے تازہ دم تھے۔ اس کے باوجود خیان اور اس کے ساتھیوں کے گھوڑوں میں تھکن کے آثار ظاہر

نہ ہوئے۔ دن بھر وہ جُھلسا دینے والی دھوپ میں بھوکے اور پیاسے منزلیں مارتے رہے اور جب شام ہوئی اور درّہ قریب آگیا تب بھی یہ عربی گھوڑے اسی رفتار سے بھاگ رہے تھے ادھر چرداہوں کے کئی ایک گھوڑے تھک کر اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ گئے بلکہ اب تو غائب بھی ہو چکے تھے۔ الغرض جب وہ درّے کے قریب پہنچے تو تعاقب کرنے والوں کی تعداد دس بلکہ اس سے بھی کم رہ گئی تھی اور یہ دس اب اپنے شکار کے تقریباً سر پر پہونچ چکے تھے صرف ایک تیر پیچھے۔

وہ درّے کی ڈھلان چڑھنے لگے، لیکن اب گھوڑے بھاگ نہ رہے تھے بلکہ جب سے ڈھلان شروع ہوا تھا ان کے اور تعاقب کرنے والوں کے بھی گھوڑے لڑکھڑا لڑکھڑا کر دو گام سے چل رہے اور یہ دقت ڈھلان چڑھ رہے تھے درّے کے کنارے سخت عمودی اور راستہ بیحد تنگ تھا۔ صرف ایک گھوڑا ایک وقت میں گزر سکتا یا یوں کہو کہ اوپر چڑھ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ ایک کے پیچھے ایک قطار میں چڑھ رہے تھے۔

اور جب درّے کا موڑ آیا اور تعاقب کرنے والوں میں سب سے آگے آتا ہوا آدمی ان سے صرف پچاس قدم دُور تھا تو اس عرب نے یا جو جبّہ تھا اور جس نے اپنا نام آگے بتایا تھا گھوم کر اور چیخ کر کوئی حکم دیا۔ اس پر ان چار بھائیوں میں سے وہ جو سب سے آخر میں آرہا تھا اور جس نے اپنا نام آگی بتایا تھا اپنے گھوڑے پر سے اترا اور تلوار بے نیام کر کے تنگ راستے کے موڑ کے کنارے پر تیار اور منتظر کھڑا ہو گیا اور اس کا بے سوار کا تھکا ہوا گھوڑا اپنے ساتھی گھوڑوں کے پیچھے فرمانبرداری سے چلتا رہا جیسا کہ اس کے مالک نے سرگوشی میں اور اشاروں سے اسے ہدایت کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی خیان اور اس کے ساتھیوں نے تلواروں کے ٹکرانے کی جھنکار سنی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ اس کے چند لمحوں

بعد یہی تعاقب کرنے والے پھر نظر آئے لیکن جہاں وہ پہلے چودہ تھے وہاں اب صرف گیارہ باقی رہ گئے تھے۔

ایکبار پھر تعاقب کرنے والے قریب آگئے اور ایکبار پھر آگ نے چیخ کر حکم دیا اور اس کا وہ بھائی جس نے اپنا نام ہوا بتایا تھا اپنے گھوڑے سے اتر آیا اور تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا خالی گھوڑا بھی قطار کے پیچھے چلا آیا۔ ایک بار پھر تلواریں ٹکرانے کی آواز آئی ایک بار پھر خاموشی چھا گئی اور ایک بار پھر تعاقب کرنے والے نمودار ہوئے تو اب وہ صرف نو تھے۔ اب آگ کے حکم سے وہ جس کا نام خاک تھا اپنے گھوڑے پر سے اتر آیا اور اس نے بھی تلوار کھینچ لی۔ پھر تلواریں چلنے کی آواز آئی۔ اس کے بعد پھر خاموشی طاری ہو گئی اور اب جو تعاقب کرنے والے دکھائی دیئے تو وہ چھ تھے۔ تعاقب کرنے والے بہت قریب آگئے تو ان چاروں میں کا سب سے بڑا بھائی جس کا نام آگ تھا اپنے گھوڑے پر سے اتر آیا اور اس نے بھی اپنے گھوڑے کو آگے ہنکا دیا۔

"بڑھتے رہو آقا، بڑھتے رہو۔" آگ نے کہا۔ "اگر ہمارے اس دیوتا نے، جس کی ہم پوجا کرتے ہیں، مجھے قوت بخشی تو تمہارا بچ نکلنے کی امید ہے چنانچہ بغیر رکے بڑھتے رہو اور میرا وہ پیغام نہ بھولنا جو میں نے تالاب کے کنارے دیا تھا۔"

"نہیں۔" خیان نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ کیونکہ اس کا سر گھوم رہا تھا اور اسے احساس نہ تھا کہ اس کے ارد گرد کیا ہو رہا تھا۔ "نہیں۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ تیمو کو آگے جانے دو۔ وہی تمہارا پیغام پہونچا دے گا۔"

"جاؤ آقا جاؤ۔" آگ نے چیخ کر کہا۔ "تم چاہتے ہو کہ میں شرمندہ ہو جاؤں اور تم چاہتے ہو کہ دنیا کے آخری دن تک مجھ پر لعنت بھیجی جاتی رہے جاؤ ورنہ میں اپنی تلوار خود ہی اپنے سینے میں گھونپ لوں گا۔"

لیکن خیان نے اپنا گھوڑا آگے نہ بڑھایا۔ وہ اس کی زین پر بیٹھا ڈولتا رہا۔ اس پر آگ نے آگے بڑھ کر خیان کے گھوڑے کے کان میں کچھ کہا اور گھوڑا ایک جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ لاکھ کوشش کے باوجود خیان اسے روک نہ سکا۔

ایک بار پھر تلواریں چلنے اور چیخ و پکار کی آوازیں آئیں اور تھوڑی دیر بعد خیان نے گھوم کر پیچھے دیکھا کہ اب صرف تین آدمی تعاقب کر رہے تھے۔ خیان نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی لیکن وہ اپنی رفتار تیز نہ کر سکا اور درّے کی چوٹی پر پہنچ کر وہ کمزوری سے ہنہنایا اور کھڑا رہ گیا۔

تینوں تعاقب کرنے والے ہانپتے ہوئے اوپر چڑھ رہے تھے کیونکہ انھوں نے اپنے تھکے ہوئے گھوڑوں کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا تھا اور وہ پیدل تھے وہ مضبوط اور سپاہی قسم کے آدمی تھے اور ان میں سے ایک زخمی تھا کیونکہ اس کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا اور اس کا چغہ بھی خون سے سُرخ ہو رہا تھا اور یہ شخص افسر معلوم ہوتا تھا۔

"شہزادہ خیان — کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تم شہزادہ خیان ہی ہو۔ ہمیں تمھیں زندہ یا مُردہ لے جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اب تم اپنے آپ کو ہمارے سُپرد کرتے ہو یا ہم تمھیں قتل کر دیں؟" زخمی افسر نے پوچھا۔

ایک بار پھر خیان کی ہمت اور ساتھ ہی تھوڑی سی جسمانی قوت بھی عود کر آئی۔

"دونوں میں سے ایک بات بھی مجھے قبول نہیں ہے۔" خیان نے جواب دیا۔

اور اس نے تلوار دائیں سے بائیں ہاتھ میں منتقل کر لی اور پٹکے میں سے برچھی گھسیٹ لی اور پوری قوت سے پھینک کر ماری۔ افسر نے دیکھا اور وہ ایک طرف دبک گیا۔ چنانچہ برچھی اس شخص کے لگی جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ وہ اسکے سینے کے آر پار ہو گئی اور وہ مُردہ ہو کر گرا۔ افسر خیان پر ٹوٹ پڑا۔

دونوں میں تلوار چلنے لگی۔ دونوں ہی تھکے ہوئے تھے تاہم بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے افسر کا تیسرا ساتھی اپنے مُردہ ساتھی کے سینے سے برچھی نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ افسر اندھا دھند تلوار چلا رہا تھا۔ غالباً اس لئے کہ دشمن کے جسم سے رِستا ہوا خون اس کی آنکھوں میں ٹپک کر سوزش پیدا کر رہا تھا۔ خیان پیچھے ہٹا اور پھر کمر میں سے جھک کر اس نے تلوار آگے کی طرف جھونک کر اوپر کی طرف اٹھا دی۔ یہ ترکیب اس نے شام و مصر کی جنگ میں سیکھی تھی۔ تلوار افسر کا حلق گردن کی ہڈی تک کاٹ گئی۔ افسر گرا اور اس کے حلق میں پھنسی ہوئی تلوار کا دستہ خیان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اس اثنا میں تیسرا آدمی اپنے مُردہ ساتھی کے سینے سے برچھی نکال چکا تھا اس نے برچھی خیان کی طرف پھینکی لیکن تاک کر نہیں چنانچہ وہ اس کی بائیں ٹانگ میں گھٹنے سے ذرا اوپر لگی اور آر پار نکل گئی۔

خیان اگر درّے کی چٹان کا سہارا نہ لے لیتا تو پیچھے اُلٹ کر گر پڑتا اب وہ چٹان سے ٹیک لگائے بے بس اور نہتا کھڑا تھا۔ جس نے برچھی پھینکی تھی اس نے خیان کی یہ حالت دیکھی تو اس کی طرف جھپٹا۔ غالباً اسے زندہ گرفتار کرنے کی امید میں یا شاید اس لئے کہ اب اس کے پاس بھی کوئی ہتھیار نہ تھا۔ بہرحال اس نے خیان کو دبوچ لیا۔ خیان زمین پر پشت کے بل گرا۔ دشمن اس کے اوپر تھا۔ اب اس کے دونوں ہاتھ خیان کے حلقوم پر تھے وہ خیان کا گلا گھونٹ رہا تھا۔

"اب قصہ ختم ہوا"۔ خیان نے سوچا۔

اور تبھی اس وقت، جب خیان کے حواس گم ہو رہے تھے اس نے بھاگتے ہوئے پیروں کی آواز سُنی۔

"یقینی، یقینی"۔ اس نے آواز سُنی۔

اور پھر اس نے ایک چیز کے دوسری چیز سے ٹکرانے کی آواز سُنی۔ دفعتہ اس کے

حلق پر کی آہنی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور پھر چھوٹ گئی۔ خیان چند ثانیوں تک چت پڑا لمبے لمبے سانس سا لیتا رہا اور پھر اٹھ بیٹھا اس کے پہلو میں اس کا دشمن مُردہ پڑا تھا اور اس کا سر انڈے کی طرح ٹوٹ گیا تھا اور اس کے قریب ہی بلند قامت تیمو اپنے ہاتھوں میں ایک کالی بڑا پتھر لئے کھڑا تھا۔

"اب ان میں سے ایک بھی دنیا کے آخری دن تک جنبش نہیں کرے گا" تیمو نے اس شخص کی طرح کہا جو کسی بات پر تعجب کر رہا ہو۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ میں، حلقۂ سحر کا رکن جس نے خون نہ بہانے کا حلف اُٹھایا ہے، اس طرح ایک آدمی کی جان لیگا۔ میرا دماغ سخت دھوپ کی وجہ سے میری کھوپڑی میں کھول رہا ہے وہ لعنتی گھوڑا۔ دیوتا کریں کہ اب میں کبھی کسی گھوڑے کی صورت نہ دیکھوں۔ مجھے لیکر آگے بڑھ گیا اور تب میں نے آواز سُنی اور گردن گھما کر پیچھے دیکھا اور کانپ گیا چونکہ میں گھوڑے کو روک نہ سکتا تھا اس لئے پھسل کر اس کی دُم کی طرف سے اُتر آیا۔ اور تمہاری طرف بھاگا۔ میرے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ شاید میری تلوار وہاں کہیں پانی میں گر گئی تھی۔ بہر حال میرے پاس کچھ نہ تھا سوائے نیام کے۔ اسکے باوجود بھاگ کر تمہاری طرف آرہا تھا اور دعائیں مانگ رہا تھا اور تب میری نظر اس پتھر پر پڑی۔ میں سمجھتا ہوں مقدس راہب نے یہ پتھر آسمانوں پر سے نیچے پھینکا ہو گا۔ میں نے پتھر اُٹھایا اور اس آدمی کے سر پر دے مارا جو تمہارے سینے پر سوار تھا۔ دیکھا برادر میرا نشانہ کس قدر صحیح اور ضرب کتنی کاری تھی؟"

"بے حد کاری تیمو" خیان نے کمزور آواز میں جواب دیا۔ "اب ذرا یہ برچھی میری ٹانگ میں سے کھینچ لو کیونکہ مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔"

تیمو نے برچھی کھینچ لی اور خیان بے ہوش ہو گیا۔

جب اسے ہوش آیا تو ڈاڑھی والے بابلی سپاہیوں نے اسے گھیر رکھا تھا۔ ایک

سپاہی کے زانو پر خیان کا سر ٹکا ہوا تھا اور یہ سپاہی اسکے حلق میں پانی ٹپکا رہا تھا۔

"گھبراؤ نہیں آقا اس سپاہی نے کہا۔" ہم دوست ہیں تمہارے۔ ہمیں ہوشیار کیا گیا تھا کہ مصر کے مفرور شاید اس طرف پہونچ جائیں گے۔ چنانچہ آوازیں سُن کر ہم اس طرف بھاگے آئے۔ حالانکہ یہ تو ہمیں اُمید ہی نہ تھی کہ ہم تمہیں پائیں گے۔ بہر حال اب ہمیں درّے کے دوسری طرف اپنے کیمپ میں لئے چلتے ہیں کہ وہاں تمہارے زخم کی مرہم پٹی کی جائے۔"

اس وقت خیان پھر بے ہوش ہو گیا کیونکہ اس کے زخم سے خون زیادہ بہہ گیا تھا سپاہی اُسے کیمپ میں اُٹھا لے گئے۔ جہاں اس کے لئے بہت دنوں تک پڑے رہنا مقدر ہو چکا تھا کیونکہ اس کا زخم بری طرح سے پک گیا تھا اور لوگوں کا خیال تھا کہ اس کی ٹانگ کاٹنی پڑے گی۔ اس کے علاوہ اس کیمپ پر وہ بدو لوگ، جو ابیپی سے رشوت لے چکے تھے، چھاپے مار رہے تھے۔ چنانچہ اس وجہ سے بھی یہاں نکلنا ممکن نہ رہا تھا۔

بیسواں باب

کوچ

نفرا کو اس کا جائز حق دلانے اور اسے مصر کے تخت پر بٹھانے کے لئے فوجیں جمع ہو رہی تھیں۔ چنانچہ نفرا کو بابل کے اس آرام دہ اور خوشبو سے بھرے ہوئے محل میں طویل مدت تک ٹھہرنا پڑا۔ حکومت بابل کے، جو بے حد وسیع تھی، گوشے گوشے سے فوجیں بلائی جا رہی تھیں۔ پہاڑی لوگ، صحرا کے لوگ اور ساحل سمندر پر بسنے والے آ رہے تھے۔ تیر انداز، رتھ چلانے والے، پیادے، نیزہ بردار، شتر سوار رفتہ رفتہ بابل میں آ رہے تھے۔ پھر ان سب کا ایک لشکر ترتیب دینا تھا اور اس زیر دست فوج کی رسد کا انتظام کرنا تھا اور پانی کا ذخیرہ جمع کرنا تھا اور پھر بہت سے دستے راستہ بنانے کے لئے آگے روانہ کئے گئے۔ چنانچہ یوں ہوا کہ پورے تین مہینے گزر گئے اور اس کے بعد میں فوج کا ہراول دستہ شہر بابل کے دروازے سے نکلا اور اس نے آگے کوچ کی۔

نفرا بہت جلد ہی اس شہر سے اکتا گئی۔ یہاں کی ترطق بھڑک، رسومات اور لوگوں کے ہجوم سے اسے نفرت سی ہو گئی تھی۔ یہاں کا مذہب اس کا مذہب نہ تھا۔ اس کی مرحوم ماں بے شک یہاں کے دیوتاؤں سے دعائیں مانگا کرتی تھی لیکن نفرا کو بابل کے دیوتاؤں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ چنانچہ وہ ان کی پرستش کرتی تھی اور نہ ان سے دعائیں مانگتی تھی۔ حتیٰ کہ جب اس کا نانا شاہ بابل اسے اپنے ساتھ سب سے بڑے معبد میں لے گیا تب بھی نفرا نے دیوتا کو سجدہ نہ کیا کہ

وہ حلقۂ سحر کی ایک رکن تھی اور اس کا مذہب دوسرا تھا اس کے علاوہ وہ کھلی فضاؤں کی آزاد چڑیا تھی اور صحرا میں پلی بڑھی تھی۔ چنانچہ محل کی چار دیواری اور پابندیاں اس کے مزاج کے خلاف تھیں محل اسکے لئے گویا قفس تھا وہ اپنے آپ کو قید و بند میں محسوس کرتی تھی اور یہ بات اس کے مزاج پر اور اس کی صحت پر اثر انداز ہوئی۔ اس کی بھوک مر گئی چنانچہ کماح نے دیکھا کہ اب وہ کھانا نہ کھاتی تھی اور یہ کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا اور جسم دُبلا ہو گیا تھا۔

اور سب سے بالا اس کے دن خوف و ہراس اور امید و بیم کی حالت میں گزر رہے تھے۔ حلقۂ سحر کے جاسوسوں کے ذریعہ بابل میں یہ خبر پہونچی تھی کہ شہزادہ خیان اور تیموستانیس سے فرار ہو گئے تھے اور اہراموں میں پناہ لی تھی جہاں سے وہ پھر عربستان کی طرف فرار ہوئے تھے اور ان کی رہبری وہ چند خاص آدمی کر رہے تھے جنہیں ان کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا۔

پھر واہے بادشاہ کے سرحدی دستے کے افسر کو پتہ چلا کہ جنہیں گرفتار کرنے کا حکم اسے دیا گیا تھا اس کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں اور اس کے چند آدمیوں کو قتل کر کے صحیح سلامت بابل کے سرحدی مورچوں میں پہونچ گئے ہیں اس کے باوجود وہ اس سرحدی مورچے پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکا لیکن اس نے اس کا محاصرہ کر دیا اور محاصرہ کرنے والے فوجی دستے کو سخت تاکید کر دی کہ جو بھی صحرائی راستے پر آتا جاتا دکھائی دے اسے بلا تکلف قتل یا گرفتار کر لیا جائے۔ چنانچہ یوں ہوا کہ جب پیغامبر یہ خبر لے کر چلے کہ خیان سرحدی مورچے میں بیمار اور زخمی پڑا ہوا ہے تو بابل تک نہ پہونچ سکے۔ دو دفعہ ایسا ہوا لیکن آخر کار ایک خط بابل پہونچ گیا لیکن اس وقت تک بابل کی فوج مصر پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو چکی تھی اور چونکہ نفرا اس فوج کے ساتھ تھی چنانچہ یہ خط اسے نہ مل سکا۔ چنانچہ یہ خط

اس کے پیچھے روانہ کر دیا گیا جو اسے اسی وقت ملا جب وہ منزلیں مارتی ہوئی کافی فاصلہ طے کر چکی تھی۔

چنانچہ اس نے بابل میں یہ افواہیں سُنیں کہ خیان یا تو مارا جا چکا ہے یا گرفتار ہو چکا ہے۔ یہ سن کر اس کا دل ٹوٹ گیا۔ کچھ دیر تو وہ ایک سناٹے کے عالم میں بیٹھی رہی اور پھر کماح کے ذریعہ تاؤ کو طلب کیا اور جب وہ آ گیا تو اس سے کہا۔

"نہیں بھتیجی۔ میں نے تو یہ نہیں سُنا ہے کہ وہ مر چکا ہے یا گرفتار ہو چکا ہے"۔

"اگر راہو زندہ ہوتے تو وہ ہمیں حقیقت سے آگاہ کر دیتے کہ ان کی رُوح بہت دور تک دیکھ سکتی تھی"۔ نفرا نے طنز سے کہا۔ "لیکن وہ مر گئے اور اب صرف وہ آدمی باقی رہ گئے ہیں جن کی نگاہیں زمین پر رہتی اور دل دنیوی مسائل سے بھرے رہتے ہیں۔

"معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تمہارا ایسا حال ہے اس کے باوجود راہو مجھے اپنا مقام دے گئے ہیں حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں تاہم میں اب بھی زندہ ہوں اور نہ بھول سکتا ہوں یاد کرو بھتیجی کہ کیا راہو نے یہ نہیں کہا تھا کہ تمہاری اور خیان کی راہ میں کتنے ہی خطرات کیوں نہ ہوں تم دونوں آخر میں ملو گے اور کیا تم سمجھتی ہو کہ راہو جو کہتے تھے وہ جھوٹ ہوتا تھا؟"

"بے شک یہ انہوں نے کہا تھا لیکن ان کے نزدیک اس دنیا اور اُس دنیا میں کوئی فرق نہ تھا چنانچہ ممکن ہے ان کا مطلب یہ ہو کہ ہماری ملاقات دوسری دنیا میں ہو گی۔ ہائے! تم لوگوں نے خیان کو تانیس واپس جانے ہی کیوں دیا حالانکہ میں زبان سے نہ کہہ سکی تھی لیکن میری خواہش تو یہی تھی کہ وہ بھی ہمارے ساتھ اہرام میں چھپا رہتا اگر ایسا ہوا ہوتا تو وہ بھی ہمارے ساتھ بابل پہونچ گیا ہوتا اور اب تک شاید ہماری شادی ہو گئی ہوتی۔"

"یا شاید دوسری باتیں ہو گئی ہوتیں۔ قسمت کے لکھے سے اگر کوئی واقف تھا تو وہ

راہو تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کچھ سمجھ کر ہی خیان کو تانیس اپنے باپ اپیپی کے پاس جانے کی اجازت دی تھی چنانچہ وہ اپنا فرض انجام دینے چلا گیا اور اس کے بعد سے صورت حال تمہارے لئے بری نہیں رہی۔

"میرے خیال میں تو بہت بگڑی رہی ہے۔" نفرا نے جواب دیا۔

"یہ تم نے کیسے کہہ دیا؟ ہمارے جاسوسوں کے ذریعہ ہمیں یہ اطلاع مل ہی چکی ہے کہ شہزادہ خیان اور تیمو تانیس سے فرار ہو گئے ہیں اور اس کے بعد اہرام ہی میں چھپے رہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے جنگجو برادروں کی مدد سے، جن کے پیر دمیں نے یہ کام کیا تھا، وہ مصر سے بھی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان کا تعاقب کیا گیا، جنگ ہوئی جس میں ان برادروں یا ان میں سے کسی ایک نے اپنی جانیں گنوا دیں۔ دیوتا ان کی روحوں پر رحم کریں لیکن خیان یا تیمو کی موت کی یقینی خبر ہم تک نہیں پہونچی ہے۔" اور پھر اس نے نیچی آواز میں اضافہ کیا۔ "کوئی خواب یا کوئی غیبی آواز مجھے یا ہم میں سے کسی کو بتا سکتی ہے کہ خیان مر چکا ہے۔"

"راہو کو بتا سکتی تھی۔" نفرا نے کہا۔

"شاید راہو کو بتا سکتی تھی اور راہو شاید کسی اور جگہ زندہ ہیں تو وہ مجھے بتا سکتے تھے کہ میں ان کا قائم مقام ہوں۔ بھتیجی! ایسی تلخ زبان نہ بولو اور ایسی احسان فراموشی اور ناشکری نہ کرو۔ سچ کہنا ہر بات اسی طرح نہیں ہوتی ہے جس طرح تم چاہتی تھیں؟ میرے باپ بادشاہ دیتناح نے زبردست فوج تمہیں نہیں دی ہے کہ تم اپنا تاج و تخت حاصل کر سکو؟ کیا تمہاری اور ـــــ میں اب ظاہر کرتا ہوں۔ میری درخواست پر اس نے اپنے ولی عہد سے تمہاری شادی کا ارادہ ترک کر کے اسے بابل سے دور نہیں بھیج دیا؟ کیا اس نے ـــــ حالانکہ یہ بات تم سے چھپائی گئی تھی

۔ مجھے مصر پر حملہ کرنے والی فوج کا سپہ سالار نہیں بنا دیا اب وہ میری اور تمہاری خواہش کے مطابق عمل کرے؟ کیا وینتارح نے مجھ پر بھروسا نہیں کیا حالانکہ میں بابل کا شہزادہ ہوں اور چاہوں تو اپنی زیر کمان فوج کو خود اپنے باپ کے خلاف استعمال کر کے بابل کا تاج و تخت حاصل کر سکتا ہوں؟"

"ہاں چچا تمہارے والد نے یہ سب کیا ہے لیکن اگر خیان مر چکا ہے تو پھر ان سب باتوں سے فائدہ ۔؟ پھر مجھے نہ تخت کی ضرورت ہے نہ تاج کی پھر تو مجھے قبر کی ہی ضرورت ہے اور بس۔ لیکن نہیں پہلے تو میں انتقام لینا چاہتی ہوں میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ ایپیپی اور اس کے خاندان کے ایک فرد کو بھی اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گی اور اس کے شہروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی۔

"حلقۂ سحر کی خواہر اور اس ہستی نے جس کا لقب زمینوں کو ایک کرنے والا ہے یہ بڑے رحم دلانہ الفاظ کہے ہیں۔" تاؤ نے شانے جھٹک کر تلخی سے کہا اور پھر بولا۔ "بیٹی کیا تم نہیں جانتیں کہ زندگی ایک آزمائش ہے اور اس آزمائش میں ہم جس طرح پورے اترتے ہیں اسی مناسبت سے ہمیں جزا یا سزا ملتی ہے؟ تم اس کی فکر میں دیوانی ہو رہی ہو جس سے تم پیار کرتی ہو چنانچہ میں تمہیں مورد الزام نہیں سمجھتا حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو سخت الفاظ کہے ہیں اور جو غضب ناک دھمکیاں دی ہیں ان کا بعد میں تم افسوس کرو گی۔

"بے شک میں دیوانی ہو گئی ہوں اور چونکہ دیوانی ہوں اس لیے دوسروں کو بھی فکر، غم اور پریشانی کا وہی جام پلاؤں گی جو میں نے پیا ہے۔ رو کو میرے پاس بھیج دو کہ وہ مجھے جنگ اور اس کے گر سکھائے اور بابل کے بہترین لوہاروں کو بھیج دو کہ وہ ناپ لے کر میرے لیے بہترین زرہ بکتر بنائیں۔"

چنانچہ تاؤ آپ ہی آپ مسکراتا ہوا چلا لیکن اس نے رد کو اور اس کے ساتھ ہی شاہی اسلحہ ساز کو بھیج دیا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ محل کے ایک وسیع و عریض صحن میں چشم فلک نے یہ منظر دیکھا کہ چاندی کے ذرہ بکتر پہنے ہوئے ایک نازک اندام حسینہ ایک سیاہ فام دیو پر تلوار سے وار کر رہی تھی جو ضربوں کی تاب نہ لا کر وقتاً فوقتاً چیخ اٹھتا تھا اور ایک دفعہ ان ضربوں کو برداشت نہ کر کے اپنی چوبی تلوار کے چپٹے حصے سے حسینہ کے خود پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ اوندھے منہ زمین پر گری لیکن فوراً ہی اٹھی اور جوش میں آ کر پسلی کے عین نیچے ایسی تلوار ماری کہ اب رد اوندھے منہ گرا اور کچھ دیر تک کراہتے رہنے کے بعد زمین پر پڑے ہی پڑے بولا۔

"اگر امیپی اس شرقی کے پنجے میں آ گیا تو پھر دیوتا ہی اس پر رحم کریں"

اس نفرا نے اسے خاموش ہو جانے کو کہا کیونکہ جنگی اصول اور قانون کی مدد سے وہ مر چکا تھا۔ اس لئے تاؤ اور اپنے نانا شاہ بابل کی بھی ناک میں دم کر دیا یہاں تک مو خر اللذکر نے خیان کی تلاش میں ملک کے طول و عرض میں آدمی دوڑا دیئے تلاش کرنے والوں کی طرف سے پیغام آنے لگے کہ مفروروں کا کہیں کوئی پتہ نہ تھا لیکن ان میں ایک پیغام یہ بھی تھا کہ وہ چند خاص سرحدی پہاڑیوں تک نہ پہونچ پائے تھے کیونکہ وہاں امیپی کے گھڑ سوار سپاہیوں کا پہرہ تھا۔ ان پہاڑیوں کے متعلق البتہ تحقیقات کی گئیں تو معلوم ہوا کہ ان میں ایک بابلی دستے کی چھاؤنی ہے جن کی طرف سے کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔ چنانچہ یوں ہوا جیسا کہ ایسی وسیع و عریض مملکت میں ہوا کرتا ہے، بابل والے اس سرحدی چوکی کو یکسر فراموش کر گئے تھے اور اگر یاد تھی بھی تو سمجھ لیا گیا تھا کہ صحرائی قبائل نے اس پر قبضہ کر لیا ہوگا۔

جب تاؤ کو یہ اطلاع ملی تو وہ فوراً اپنے باپ شاہ بابل کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے معہ منتخب سپاہیوں کے اپیلیس کی سرحدی چوکی پر چھاپا مارنے کے لئے بھیجنے اور ان پہاڑیوں میں خیان کو تلاش کرنے کی اجازت حاصل کر لی اس کے علاوہ اس نے جاسوسوں کو بھی اس کام پر لگا دیا لیکن اس کا ذکر اس نے نفرا سے نہ کیا محض اس خوف سے کہ کہیں وہ جھوٹی امید نہ باندھ لے۔۔

آخر کار وہ زبردست لشکر، جو بابل کی شہر پناہ کے باہر اور دریائے فرات کے کنارے جمع ہو گیا تھا اور پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا، کوچ کے لئے تیار تھا۔ دو سو ہزار پیادے اور گھڑ سوار، ایک ہزار سے زیادہ جنگی رتھ اور بار برداری کے بے شمار اونٹ اور گدھے اور وہ جانور ان کے علاوہ تھے جن کی قطاریں تھوڑے تھوڑے فاصلے سے کوچ کے راستے میں ایک سے دوسرے نخلستان اور پانی کے گدھوں تک لگا دی گئی تھی۔

اور پھر نفرا کے بابل کو الوداع کہنے کا وقت آ گیا۔ وہ شاہی لباس میں اور سر پر مصر کا دہرا تاج رکھ کر وہ بابل کے شاہی قبرستان میں خراج عقیدت پیش کرنے اور اپنی ماں کی قبر پر پھول رکھنے اور چڑھاوا چڑھانے گئی۔ اس فرض کی ادائیگی کے بعد وہ دربار کے بڑے کمرے میں حاضر ہوئی اور اپنے نانا شاہ بابل سے رخصت ہوئی۔ بادشاہ نے اسے دعائیں دیں اور رویا بھی کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہ اپنی اس نواسی کو دوبارہ نہ دیکھ سکے گا اور اس لئے بھی کہ وہ اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ اپنے بیٹے تاؤ کے ساتھ اس جنگ پر نہ جا سکتا تھا۔ وتیناح نے اپنے بیٹے تاؤ کو بھی پر نم آنکھوں سے رخصت کیا جو اب سپہ سالار کے زرہ بکتر

اور بابل کے شہزادے کے لباس میں ملبوس تھا اور کوئی کہہ نہیں سکتا تھا یہ شخص تارک الدنیا تھا اور سیدھے سادے اور موٹے چغے میں ملبوس رہا کرتا تھا۔ ویننگ نے تاؤ سے اداس لہجے میں کہا۔

نورچشم! عجیب قسمتیں ہیں ہماری۔ برسوں پہلے ہم ایکدوسرے کو جان سے زیادہ عزیز تھے پھر ہم میں جھگڑا ہو گیا اور اس میں تمہارا اتنا قصور نہ تھا جتنا میرا تھا کیونکہ ان دنوں میں وارث تخت تھا اور تم ایک نرم، سیدھے اور پاک مذہب کے راہب بنتے چلے گئے اور تمہاری ولی عہدی دوسرے کو دیدی گئی اور ایکبار پھر تم شہزادے اور ایک عظیم فوج کے سپہ سالار ہو لیکن یہ عہدہ جیسا کہ تم نے کہا کہ اگر زندہ رہے تو تم چھوڑ دو گے اور اپنی زندگی کے بقیہ دن کسی صحرائی حجرے میں عبادت و ریاضت میں گزار دو گے اور میں یہاں بیٹھا اپنی موت کا انتظار کروں گا جو اب دور نہیں ہے۔ بیٹے ایوشو! میں نہیں جانتا کہ ہم دونوں میں سے کون صحیح اور دیوتاؤں کے نزدیک پسندیدہ راستے پر ہے۔ ہاں۔ اب یہی میں اکثر سوچتا رہتا ہوں کیونکہ بہت جلد اب یہ ساری شان و شوکت اور یہ ساری دولت مجھ سے چھوٹ جائے گی اور میں اس دنیا سے بالکل ہی خالی ہاتھ جاؤں گا۔"

"اے میرے باپ! کائنات کا ایک بہت بڑا مالک اور کام لینے والا بھی ہے"۔ تاؤ نے کہا۔ "جو ہم میں سے ہر ایک کو اس کے فرض، مشقت کا حصہ اور اس کے مزاج اور شان کے مطابق ایک مقام دیدیتا ہے۔ انسان اپنا فرض اور مقام خود منتخب نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے لئے منتخب کر دیا جاتا ہے اور اسی کے مطابق وہ اس دنیا میں اچھے یا برے کام کرتا ہے۔ کم سے کم یہی میرا مذہب کہتا ہے چنانچہ اسی لئے مجھے تخت و تاج اور عظمت کی ہوس نہیں ہے اور مجھے قسمت نے جو کچھ دے دیا اسی پر میں شاکر ہوں اور میرے باپ آپ بھی اس پر شاکر رہیئے۔"

"تم نے سچ کہا میرے بیٹے۔"
اور اس طرح دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور اس دنیا میں پھر نہ ملے۔ کیونکہ جب یہ فوج واپس بابل آئی تو اس وقت یہاں کے تخت پر دوسرا شاہ شاہان بیٹھا ہوا تھا۔
چنانچہ یوں شاہ بابل نے مصر کے چرواہے پاہکسوس بادشاہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور مصر کا ہکسوس بادشاہ عرصے سے اس طوفان کا متوقع تھا اور اسی سے مقابلے کی تیاریاں کر رہا تھا۔
بہت دنوں تک بابل کا زبردست لشکر میدانوں اور صحراؤں میں سفر کرتا رہا اور آخر کار مصر کی سرحد پر تھا۔ اور یہاں تاؤ کو اس کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ ایپپی نے سرحد پر بہت سے مضبوط قلعے بنائے ہیں اور ان کے سامنے ہی بابلیوں سے جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ تاؤ یہ خبر لے کر نفرا کے پاس پہونچا جو اپنے رتھ میں پوری طرح مسلح اور چاندی کی زرہ بکتر پہنے بیٹھی ہوئی تھی اور اسے اس کے محافظ دستے نے نرغے میں لے رکھا تھا اور یہ دستہ رتھ کے زیر کمان تھا۔
"چلو یہ اچھا ہوا۔" نفرا نے بے تعلقی سے جواب دیا۔ "جتنی جلد جنگ کا فیصلہ ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے تاکہ میں اس کا انتقام لے لوں جو اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے بچھڑ گیا ہے۔"
یہ الفاظ نفرا نے اس لئے کہے کہ اب اسے خیان کی موت کا یقین ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس کی کوئی خبر نہ آئی تھی۔
"برائی سے ملاقات کرنے کے لئے بھاگو نہیں بھانجی۔" تاؤ نے کہا۔ "میں نے کہا نہیں تم سے کہ میرے خیال میں شہزادہ زندہ ہے؟"
"تو پھر کہاں ہے وہ؟" نفرا نے پوچھا۔ "یہ کیا بات ہے کہ تمہارے زیر کمان

ہزاروں آدمی ہیں اور تم ان میں سے سو دو سو اس کی تلاش میں نہیں بھیج سکتے؟"

"تمہیں کیا پتہ کہ میں اس کی تلاش نہیں کروا رہا؟" تاؤ نے نرمی سے کہا۔

عین اسی وقت ایک غلام بھاگتا ہوا آیا۔

"شاہِ شاہان کے خطوط۔ بابل سے خط آئے ہیں۔ غلام نے کہا اور لپٹے ہوئے کاغذ اپنے ماتھے سے لگا کر تاؤ کو دیئے۔ تاؤ نے پلندہ کھول کر پڑھا۔ اندر دوسرا پلندہ تھا جو قدرے مڑا مڑا تھا جیسے اسے سر کے لباس یا جوتوں میں چھپایا گیا ہو اس نے اس دوسرے پلندے کی تحریر پڑھی اور یہ پلندہ نفرا کو دے دیا۔

"تمہارے لئے بھانجی" تاؤ نے کہا۔

نفرا نے خط لے کر پڑھا جو مختصر تھا۔

"اے بانو! ایک بار پھر وہ خاص آدمی، جس کا نام تم جانتی ہو کہ کون ہے، یہ تحریر لکھ رہا ہے تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ اس کا ایک پیر زخمی ہے جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے معذور ہے اس کے علاوہ اسے کچھ نہیں ہوا کہ وہ تندرست اور خیریت سے ہے۔ یہ اس نے اس لئے کیا ہے کہ اسے پتہ چلا ہے کہ جن پیغامبروں کو اس نے اس سے پہلے روانہ کیا تھا انھیں دشمن نے کاٹ کر پھینک دیا ہے۔ اگر یہ پیغامبر بابل میں یا کسی اور جگہ تمہارے پاس صحیح سلامت پہونچ جائے تو وہ تمہیں ساری باتیں بتا دے گا۔

اس سے زیادہ لکھنے کی جراءت میں نہیں کر سکتا۔

حلقۂ سحر کی علامت سے دستخط کئے گئے ہیں کہ ایک ہی جگہ دستخط کرنے خود تم نے مجھے سکھایا ہے۔

نفرا نے یہ تحریر پڑھی اور خوشی کی ایک چیخ کے ساتھ رتھ سے کود کر تاؤ کے سینے سے لگ گئی۔

"وہ زندہ ہے" وہ بولی "یا زندہ تھا" پیغامبر کہاں ہے؟"

فوراً محافظ سپاہی ایک افسر کو سامنے لائے جو تھکا ہوا تھا اور جس کے لباس اور جسم پر جمی ہوئی دھول پتہ دیتی تھی کہ وہ لمبا سفر کر کے آرہا ہے۔

"شہزادہ ابوشو! یہ ہے وہ شخص جو آپ سے فوراً ملنا چاہتا تھا۔

تاؤ نے افسر کو فوراً پہچان لیا۔ یہ وہ شخص تھا جسے شاہِ بابل نے اس سرحدی چوکی کی خبر لانے بھیجا تھا جسے بابل والے بھول چلے تھے۔

"کہو ــ کیا خبر لائے ہو؟" تاؤ نے پوچھا اور دل میں خوف لئے اس کے جواب کا منتظر رہا۔

"شہزادے!" افسر نے کورنش بجا لا کر کہا۔ "ہم سرحدی چوکی پر پہنچ گئے اور دیکھا کہ وہاں سب ٹھیک ہے کیونکہ ایسی جگہ ہے اور ایسی مضبوط ہے کہ چیر و لیبے بادشاہ کے سپاہی اس پر چھاپا مارنے کی جرأت نہیں کر سکتے اس کے علاوہ وہاں ہمیں وہ مسافر بھی ملے جو گم تھے۔

ایک بار پھر نفرا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ رتھ کا سہارا لینے کیلئے مجبور ہو گئی۔

"ان مسافروں کے متعلق بتاؤ" نفرا نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

"شہزادے! راہب خیریت سے اور مزے میں ہے۔ چار برادر جو ان کے ساتھ سفر کر رہے تھے ایک درّے میں یکے بعد دیگرے قتل ہو گئے۔ آقا، جس کا نام لیا نہیں جا سکتا، علیل ہے۔ ان کا بایاں گھٹنا زخمی ہے، زخم رِس رہا ہے اور وہ بھی چل پھر نہیں سکتے۔ اب ہر چند کہ سب کو یقین ہے کہ ٹانگ کاٹنی نہ پڑے گی لیکن کہتے ہیں کہ اب وہ عمر بھر کے لئے لنگڑے ہو گئے ہیں۔"

"تم نے دیکھا اس آقا کو؟" تاؤ نے پوچھا۔

"دیکھا۔ شہزادے۔۔ اور میرے ایک ساتھی نے بھی دیکھا کیونکہ ہمارے دوسرے ساتھی بظاہر پسپا ہونے لگے اور یوں پہرے والے سپاہیوں کو اپنے پیچھے لگا لے گئے اور یوں ہمیں اس سرحدی چوکی میں جانے کا راستہ مل گیا جو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ اس چوکی تک پہونچنے کے صرف دو ہی راستے ہیں ایک مغرب کی طرف اور ایک مشرق کی سمت اور یہ دونوں تنگ درّے ہیں۔ چنانچہ وہاں ہمیں فوجی دستہ ملا جو اس چوکی میں تھا اور یہ لوگ مزے میں ہیں۔ حالانکہ اکتائے ہوئے ہیں اشیائے خورد و نوش کا وافر ذخیرہ ہے ان کے پاس اور وہیں وہ راہب اور زخمی مسافر بھی ہے۔ انہی دونوں نے ہمیں چاروں برادروں کے قتل کے متعلق بتلایا اور یہ بھی بتایا کہ وہ دونوں اس چوکی میں کسی طرح پہنچے اور یہ ایک طویل داستان ہے۔"

"تو یہ داستان بعد میں سُنانا!" تاؤ نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے تم خود جان بچا کر بھاگ گئے ہو ان مسافروں کو تم اپنے ساتھ کیوں نہ لائے؟"

"شہزادے! ہم صرف دو آدمی اس شخص کو کسی طرح اٹھا کر پہاڑی راستوں پر چل سکتے تھے جو چلنے پھرنے سے معذور ہو؟ اگر راہب ہماری مدد کرتا تب بھی کیا یہ ممکن تھا؟ اس کے علاوہ اگر ہم اسے میدان تک لے بھی آتے تو وہاں دشمن کے بے شمار گھڑ سوار تھے چنانچہ ان کے درمیان سے زخمی کو نکال لے جانا ناممکن تھا خصوصاً اس لئے کہ چوکی کے سپاہیوں کو اپنی جگہ نہ چھوڑنے کا حکم ہے۔ چنانچہ فیصلہ یہی کیا گیا کہ زخمی کو وہیں رکھا جائے جہاں وہ محفوظ ہے اور بعد میں بڑی فوج اسے لانے کے لئے بھیج دی جائے۔"

"یہ واقعی تم نے بڑی عقلمندی کا کام کیا ہے۔" تاؤ نے کہا۔ "اگر تم نے زخمی کو۔

اپنے ساتھ لانے کی کوشش کی ہوتی تو اسے یا تو گرفتار کر لیا جاتا یا قتل کر دیا جاتا۔"

اور پھر وہ احکامات جاری کرنے چلا گیا اور پیغامبر کو نفرا کے پاس چھوڑ گیا جو اس سے بہت سے سوالات پوچھنا چاہتی تھی۔

ایک گھنٹے بعد تاؤ واپس آیا تو اس وقت بھی نفرا پیغامبر سے سوالات پوچھ رہی تھی۔

تاؤ نے پیغامبر کی طرف دیکھ کر پوچھا:۔

"تم کب سے سوئے نہیں میرے دوست؟"

"چار راتوں سے شہزادے۔"

"اور تم نے اور تمہارے ساتھی نے کب سے کھانا نہیں کھایا؟"

"اڑتالیس گھنٹوں سے۔ ایک دانہ اور ایک پیالہ پانی۔۔۔۔"

"تمہارے لئے دسترخوان لگا دیا گیا ہے اگر ملکۂ سحرا اجازت دیں تو۔۔۔۔۔"

اس پر نفرا نے شرمندہ ہو کر منہ دوسری طرف پھیر لیا اور رتبے افسر اپنے ساتھی کے ساتھ کھانا کھانے اور آرام کرنے چلا گیا اور تب نفرا نے بڑی لجاجت سے تاؤ سے پوچھا کہ اب اس کی تجویز کیا ہے۔

"میری تجویز یہ ہے پانچ ہزار گھڑسوار روانہ کئے جائیں وہ یہاں سے چوکی تک کا راستہ صاف کر دیں جہاں وہ، جس کا نام وقائع نگار را سہ زخمی پڑا ہوا ہے نہ کہ مردہ جیسا کہ تم سمجھ رہی تھیں اور را سہ اور تیمو کو چوکی میں موجود پورے دستے کے ساتھ یہاں لایا جائے۔ رتھ یا ڈولی میں سوار ہو کر زخمی یہ سفر کم و بیش چھے دنوں میں کر سکتا ہے۔"

"بہت اچھی تجویز ہے۔" نفرا نے خوش ہو کر کہا۔ "میں ان پانچ ہزار کے ساتھ

جاؤں گی۔ یہ فوج میرے زیر کمان ہوگی اور کماح میرے ساتھ جائے گی۔

"نہیں بھانجی۔ تم نہ جاؤ گی۔ تم لشکر کے ساتھ نہیں رہو گی۔"

"کیوں؟ آخر کیوں نہ جاؤں میں؟"

"کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تمہارا جانا مناسب نہیں؟ نہیں جانتے کہ ہمارے اور جوکا کے درمیان اپیپی نے کتنے فوجی دستے بکھیر رکھے ہیں لیکن یہ ہم ضرور جانتے ہیں کہ اب چونکہ جنگ درپیش ہے اس لئے اب وہ اپنے بیٹے کو گرفتار کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گا۔ اس کے علاوہ کماح ایسے دشوار سفر کے قابل نہیں ہیں۔

"اگر یہ سفر میرے لئے خطرناک ہے۔ حالانکہ میں تندرست ہوں تو پھر خیان کے لئے تو بالکل بھی نہیں ہے کہ وہ زخمی ہے۔ اب اگر صورت حال یہ ہے تو پھر پورے لشکر کو اس سرحدی جوکی کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیدیا جائے۔"

"یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ لشکر مجھ پر اعتبار کر کے میرے اختیار میں دیدیا گیا ہے اور اس کا کام اپیپی سے جنگ کرنا ہے۔ نہ کہ صحرا میں بھٹکنا جہاں یہ شاید بھوک اور پیاس کا شکار ہو جائے گا۔"

تاؤ نے غصہ ہوئے بغیر سکون سے نفرا کی طرف دیکھا اور جواب دیا۔

"بھانجی! یہ لشکر تمہارے نہیں میرے زیر کمان ہے اور اس لشکر میں ملکۂ مصر کی حیثیت صرف ایک افسر کی سی ہے کہ اس نے زرہ بکتر پہن رکھی ہے۔ چنانچہ میں ملکۂ مصر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے حکم کا احترام اور تعمیل کرے اور اگر یہ کافی نہیں ہے تو میں حلقۂ سحر کی خواہر نفرا سے کہتا ہوں کہ وہ کاہن اعظم کی بات مانتے کیونکہ ایسا کرنے کی اس نے قسم کھائی ہے ملکۂ مصر کا ہر خطرے سے محفوظ رہنا ضروری ہے جیسا خیان کا محفوظ رہنا ضروری ہے۔

لیکن شاہِ شاہان کی فوج کا تلف نہ ہونا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔"

نفرا نے سُنا اور وہ غضبناک ہو کر جواب دینے والی تھی لیکن تاؤ کی آنکھوں میں کوئی خاص بات تھی جس نے نفرا کی زبان گنگ کر دی۔ وہ چند ثانیوں تک تاؤ کی صورت تکتی رہی پھر ایک دم سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور پلٹ کر اپنے خیمے کی طرف بھاگ گئی۔

دوسرے دن علی الصبح خبر لانے والے افسر اور اس کے ساتھیوں کی راہبری میں پانچ ہزار گھڑ سوار چند رتھ لیکر خیان اور اسکے ساتھیوں کو بچانے کیلئے روانہ ہوئے۔

اکیسواں باب

غدّار یا ہیرو؟

بابل کا لشکر منزلیں مارتا ہوا آخرکار مصر کی سرحد پر پہونچ گیا اور ایسی عظیم الشان فوج نے پہلے کبھی سرزمین نیل پر چڑھائی نہ کی تھی اور یہاں اس فوج نے پڑاؤ ڈال دیا۔ اور جنگ کی تیاریاں کرنے لگی۔ اپیپی اپنی فوج کے ساتھ کوئی تین لیگ کے فاصلے پر ان قلعوں کے گرد پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جو اس نے بنوائے تھے۔ اپیپی فوجوں کے افسر پڑاؤ کے باہر آئے اور اپنے گھوڑے آگے بڑھا کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شاہِ شاہان کا لشکر کسقدر زبردست اور دلوں پر خوف طاری کر دینے والا تھا۔ ان افسروں نے دیکھا اور خوف سے لرزتے کانپتے اپیپی کے دربار میں حاضر ہوئے۔

"خدائے مصر فرعون سنئیے" ان افسروں نے کہا۔ "ہمارے ایک ایک سپاہی کے مقابلے میں بابلیوں نے دو دو سپاہی بھیج دیئے ہیں اور یہ زبردست لشکر شہزادہ ابوشو کے زیر کمان ہے جو، سنا ہے کہ ایک بے حد قابل جرنیل ہے۔ حالانکہ چند لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ کبھی جادوگر اور راہب تھا۔ جاسوس یہ بھی خبر لائے ہیں کہ اس لشکر کے ساتھ شہزادی نفرا بھی ہے جو فرعون کے ہاتھ سے نکل گئی اور جو فرعون کے صاحبزادے خیان کی منگیتر ہے۔ یہ خیان بھی فرعون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور اگر وہ زندہ ہے تو کہیں چھپا ہوا ہے۔ کہاں؟ یہ ہم نہیں جانتے اِلّا یہ کہ وہ بھی بابلی فوجوں کے ساتھ ہو۔ خدائے مصر! اس فوج کا مقابلہ ممکن نہیں۔ یہ زبردست لشکر ہمیں کاٹ کر رکھ دے گا اور ٹڈی دل کی طرح مصر پر چھا جائے گا۔"

ایپیپی یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اپنی ڈاڑھی دانتوں سے چبانے لگا۔ اچانک وہ اپنے بوڑھے وزیر آناتھ کی طرف گھوم گیا۔

"تم نے سُنا جوان بزدلوں نے کہا۔ اب تم بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے یہ میں تم سے اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ تم لومڑی کی طرح عیار اور چالاک ہو۔"

اس پر آناتھ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے چند امراء سے سرگوشی میں مشورہ کیا پھر اٹھا، فرعون کے سامنے زمیں بوس ہوا اور کہا۔

"زندگی! خون! قوت! فرعون! دیوتاؤں۔ نے ہمیں جو سمجھ بوجھ دی ہے اس کی بنا پر ہم کہتے ہیں اور مصر کے بڑے بڑے نجومیوں کا بھی یہی کہنا ہے کہ بابلیوں سے جنگ نہ کی جائے بلکہ ان سے صلح کر لی جائے۔

"اچھ۔ چھا! ایپیپا نے کہا۔" اور شاہ بابل سے کن شرائط پر صلح کی جائے جو مصر فتح کرنے اور اپنی مملکت میں شامل کرنے کی غرض سے آیا ہے؟"

"ہمارا خیال ہے حضور۔" آناتھ نے کہا۔ "کہ دیتناح مصر کو فتح کرنا نہیں چاہتا اپنے ان جاسوسوں سے، جو دیتناح کے دربار میں ہیں، ہم نے سُنا ہے کہ شاہ بابل نفرا کے حسن و جمال سے مسحور ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے جب حلقۂ سحر کے جادوگر اپنے سحر کے زور سے فرار ہو کر بابل پہنچے تو اپنے ساتھ فرعون خفرا کی بیوی ریما کی نعش اپنے ساتھ لے گئے۔ کہتے ہیں کہ شاہ بابل کے سامنے ریما کا تابوت کھولا گیا اور نفرا کے کہنے سے یا شاید حلقہ کے سب سے بڑے ساحر کے حکم سے ریما کے بھوت یا روح نے شاہ بابل سے بات کی اور اس سے کہا کہ وہ مصر پر حملہ کرے یا مُردوں کے سراپ کے لئے تیار ہو جائے اس نے شاہ بابل سے کہا کہ وہ نفرا کی شادی اپنے پوتے شہزادہ مہر بعل سے نہ کرے بلکہ حضور کے لڑکے خیان سے کر دے جس سے اسکی منگنی اہرام کے کسی خفیہ حجرے میں ہو چکی ہے اور یہ کہ اسی لئے یعنی ریما کے مرحوم

شوہر کا انتقام لینے کے لئے ایک زبردست فوج حضور کو تخت سے اُتار کر آپ کی جگہ نفرا اور خیان کو بٹھانے کے لئے فوراً روانہ کرے۔ اس کے علاوہ ریما نے یا اس کی رُوح نے ویتیناح سے کہا کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا جیسا کہ اس سے کہا گیا ہے تو پھر اس پر اور اس کے ملک پر عذاب نازل ہوگا۔ لیکن اگر اس نے ایسا کیا جیسا کہ اس سے کہا گیا ہے تو پھر ویتیناح پر اور اس کے ملک پر برکتوں کا نزول ہوگا۔ چنانچہ ریما کی روح کے کہنے سے اور نفرا کے اور حلقۂ سحر کے سب سے بڑے ساحر کے جادو کے زیرِ اثر ویتیناح نے یہ زبردست فوج حضور سے جنگ کرنے کیلئے روانہ کر دی ہے۔"

"تو اس بابلی کتّے کے غصّے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے میں کیا کروں؟" اپیپی نے اپنے وزیر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہی جو ویتیناح چاہتا ہے۔ یعنی یہ کہ اگر خیان زندہ ہیں تو انھیں تلاش کر کے ان کی شادی نفرا سے کر دیں اور مصر بالا اور مصر زیریں کی حکومت ان کے سُپرد کر دیں۔

"تو یہ ہے تمہارا مشورہ اے وزیر؟"

"میری اور کسی کی بھی کیا حیثیت ہے کہ وہ فرعون کو راستہ دکھائے؟ اس کے باوجود اگر ویتیناح نے مصر فتح کر لیا اور اگر ان افسروں نے مبالغے سے کام نہیں لیا اور سچ کہا ہے تو پھر بہت جلد مصر میں دوسرا فرعون ہوگا۔ اور اگر خیان مر چکا ہے؟ جیسا کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے، تو پھر نفرا مصر کے تخت پر بیٹھے گی اور اس کے ذریعہ شاہ بابل مصر پر حکمرانی کرے گا۔"

اب تو اپیپی کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا وہ بے حد غصے میں شیر کی طرح دہاڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، اور شاہی عصا، جو اس کے ہاتھ میں تھا ایسی قوت سے وزیر آنتاتھ کے سر پر مارا کہ وہ گھٹنوں کے بل گرا اور اس کے سر سے

خون بہنے لگا۔۔

"کتے!" وہ گرجا۔ "اب اگر تو نے ایسا بزدلانہ ایک لفظ بھی کہا تو تو غدار کی موت مرے گا یعنی مارے کوڑوں کے تیری کھال اُدھیڑ دی جائے گی مجھے عرصے سے شک تھا تو شاہ بابل کا جاسوس ہے یا اس سے رشوت لے رہا ہے اور آج میرا یہ شک یقین میں تبدیل ہو گیا ہے تو مجھ سے ویتناخ کو اپنا تاج و تخت دیدینے کیلئے کہہ رہا ہے۔ اور یہ راتمک حرام اور غدار بیٹا زندہ ہے تو اس سے اس لڑکی کی شادی کر دینی چاہتا ہے جسے میں نے خود اپنی بیوی بنانے کیلئے منتخب کیا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کبھی نہ ہو گا مصر کو آگ نگل جائے یا تلواریں اسے کھالیں اور میں بھی اس ملک کے ساتھ ختم ہو جاؤں گا۔ ہاں۔۔ یہ تو ہو سکتا ہے لیکن جب تک میری جان میں جان ہے ایسا نہ ہو گا جیسا تو نے کہا۔ دور ہو جا میری نظروں کے سامنے سے۔

آناتھ بغیر کچھ کہے چل دیا۔ لیکن جب وہ دروازے کے قریب پہونچ کر فرعون کو رسمی سلام کرنے پلٹا تو اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ اور آنکھوں میں عیارانہ چمک تھی۔

"مجھے ذلیل کیا۔" آناتھ بڑبڑایا۔ "میرے سر پر عصا مار کر مجھے سب کے سامنے ذلیل کیا۔ بہت اچھا فرعون۔ تیرے پاس عصا ہے تو میرے پاس تلوار ہے۔ اب مجھے اپنا کام کرنا ہے۔ آؤ۔ بابل۔ آؤ۔ کہاں ہو تم خیان؟

فرعون اپیپی اپنے مشیروں اور درباریوں کو رخصت کر چکا تھا اور اب اپنے بنائے ہوئے قلعہ کے ایک کمرے میں تنہا بیٹھا سوچ رہا تھا ہر چند کہ وہ ہر ظالم شخص کی طرح مغلوب الغضب آدمی تھا لیکن ایک دور بیں سیاست داں اور قابل جرنیل

تھا۔ چنانچہ جانتا تھا کہ مصر کے سب سے زیادہ ہوشیار اور عیار شخص وزیر آناتھ نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا بے شک وہ بابل کی اس زبردست فوج کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا تاہم اس نے آناتھ کے سر پہ عصا مار کر اسے سر دربار ذلیل و خوار کیا تھا اور آناتھ جیسا شخص اس توہین کو، اس ذلت کو کبھی فراموش نہ کرے گا۔

تو پھر کیوں نہ آناتھ کو قتل کر کے اس جھگڑے کو ختم کر دیا جائے؟ نہیں۔ یہ مناسب نہیں۔ آناتھ کے حامیوں کی کمی نہ تھی۔ ملک میں اس کا بڑا اثر و رسوخ تھا۔ یہ لوگ اس کے، فرعون کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے کیونکہ وہ انہیں ان کی مرضی کے خلاف جنگ کی بھٹی میں جھونک رہا تھا۔ یہ باغی ہی اس کا خاتمہ کر دینگے۔

جس طرح کہ ان کے خیال کے مطابق اس نے، فرعون نے، اپنے بیٹے شہزادے خیان کا، جسے مصری چاہتے تھے، خاتمہ کر دیا تھا اسے چاہیے کہ آناتھ کو بلا کر اس سے معافی طلب کرے اور اپنی غلطی کے، جو اس سے غصے میں سرزد ہو گئی تھی، عوض سے زبردست دولت دینے کا وعدہ کرے۔

تو یا وہ آناتھ کا مشورہ قبول کر لے اور اپنی زندگی بچانے اور پھر واپنے خاندان کی قوت برقرار رکھنے کی غرض سے بابل کے سامنے سر جھکا کر اس کا جوا اپنی گردن پہ ڈال لے؟ کیا مطلب ہوگا اس کا؟ یہی کہ خیان کے حق میں؟ بشرطیکہ وہ زندہ ہو، اسے اپنے تخت سے دستبردار ہونا پڑے گا، اس خیان کے حق میں جس نے اس سے وہ لڑکی چھین لی جس۔ حسن پر خود اس کا دل آیا ہوا تھا، صرف یہی نہیں بلکہ اس نے لڑکی کو بابل بھیج دیا، وہ بابلی فوجوں کو مصر پر چڑھا لائے۔

اور اگر خیان مر چکا ہے تو یہ لڑکی جو شمالی مصر کی جائز حقدار ہے مصر بالا اور مصر زیریں کا تاج اپنے سر پر رکھے گی اور اس کے وارث سے شادی کر لے گی۔

چنانچہ ہتھیار ڈال دینے سے اسے کیا فائدہ ہو گا؟ صرف ایک فائدہ ـــ اس کی

جان بچ جائے گی اور وہ ایک عام آدمی کی طرح زندگی کے بقیہ دن جلا وطنی میں گزارے گا اور اپنے شاندار ماضی کو یاد کر کے آنسو بہاتا رہے گا اور ایک خاموش تماشائی کی طرح دیکھتا رہے گا کہ مصری چرواہوں کے خاندان کو نیست و نابود کر رہے ہیں۔

نہیں یہ نہیں ہو گا۔ اگر اسے مرنا ہی ہے تو میدان جنگ میں مرے گا۔ ایک بات تو صاف ہے ایسی زبردست فوج کا وہ مقابلہ کیسے کر سکتا ہے؟ ایسے زبردست دشمن کے مقابلے میں وہ کس طرح فتح حاصل کر سکتا ہے؟ نہیں۔ اگر اس نے میدان میں نکل کر جنگ کی تو اسے دم بھر میں کچل کر رکھ دیا جائے گا۔ اور اگر وہ اپنے بنائے ہوئے قلعوں میں محصور رہا تو بابل فوجوں کا ایک حصّہ محاصرہ کر لے گا اور بقیہ فوج آگے بڑھ کر مصر پہ چھا جائے گی۔ لیکن ـــ عمدہ سپہ سالاری، مناسب قیادت اور جنگی چالوں سے وہ اب بھی فتح حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایک ترکیب اسے سوجھی۔ وہ اپنے بہترین گھڑ سواروں کو، جو چرواہے خاندان کے اور جنگجو ہیں، بیس ہزار یا اس سے زیادہ کی تعداد میں روانہ کر دے گا کہ وہ صحرا کا چکر کاٹ کر بابلیوں کے پیچھے پہونچ جائیں اور جب بابلی اپنی عادت کے مطابق منھ اندھیرے جنگ کے لئے بڑھ رہے ہوں تو ان پر عقب سے حملہ کر دیں۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ بابل سپاہیوں کی صفیں ٹوٹ جائیں، ان میں افراتفری مچ جائے، اس اچانک اور غیر متوقع حملے سے وہ خوفزدہ ہو جائیں تب وہ خود سامنے سے حملہ کر دے اور گھبرائی ہوئی بابلی فوج کو پسپا کر دے۔ بہر حال دوسری کوئی تجویز چونکہ پیش نہیں کی گئی اس لئے اس ترکیب کو عملی جامہ پہنانا چاہیئے۔

تاؤ نے جن پانچ ہزار سپاہیوں کو روانہ کیا تھا وہ بخیر و خوبی پہاڑیوں کی سرحدی چوکی میں پہونچ گئے اور چوکی کے افسر کو اپنے آنے کا مقصد بتایا اور اس کے زخمی مہمان سے بھی جو سب جانتے تھے کہ شہزادہ خیان تھا، کہا کہ وہ کس لئے وہاں آئے تھے اور انہیں کس نے بھیجا تھا۔ خیان نے ان کی داستان سُنی اور یہ سُن کر مارے خوشی کے دیوانہ ہوگیا کہ بابل کا زبردست لشکر زیادہ دُور نہ تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کی محبوبہ نفرا بھی تھی جو محفوظ اور تندرست تھی۔ اور اس کی تصدیق اس خط نے بھی کی جو نفرا نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر افسر کے ہاتھ روانہ کیا تھا۔ اس پہاڑی چوکی میں زخمی اور غمزدہ پڑے ہوئے خیان کے سامنے اب صبح اُمید طلوع ہوئی۔

دوسرے دن صبح تک ان پانچ ہزار سپاہیوں اور ان کے گھوڑوں نے آرام کرکے سفر کی تکان دُور کی اور پھر اس چوکی کے دستے کو جس کا ہر سپاہی اس قید سے چھوٹ کر خوش تھا، ساتھ لے کر یہ پانچہزار بابل کے لشکر سے جا ملنے کے لئے روانہ ہوئے کہ طے پایا تھا کہ یہ لوگ مصر کی سرحد پر لشکر سے جا ملیں گے اس فوج کے درمیان ایک رتھ میں خیان تھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل نہ تھا دوسرے رتھ میں تیمو سوار تھا کیونکہ اس نے قسم کھائی تھی کہ آئندہ کبھی وہ گھوڑے پر نہ بیٹھے گا۔ اِلّا یہ کہ تقدیر اسے مجبور کرے۔

چنانچہ ان لوگوں نے صحیح سلامت صحرا عبور کرلیا کیونکہ اپیپی نے جن چھاپا ماروں کو اس طرف متعین کردیا تھا اب وہ غائب ہوچکے تھے یہ لوگ تیزی سے سفر نہ کرسکتے تھے کیونکہ چوکی کے سپاہیوں کے پاس گھوڑے نہ تھے اور وہ پیدل سفر کر رہے تھے ان کی رفتار اس قدر سُست تھی کہ خیان نے، جو نفرا سے ملنے کیلئے بے تاب تھا، خواہش ظاہر کی کہ وہ اس کے ساتھ بابلی فوج کے چند گھڑ سوار کر دیئے جائیں کہ وہ تیزی سے سفر کرتا ہوا جلد از جلد نفرا کے پاس پہونچ جائے لیکن

افسر اس پر راضی نہ ہوا کیونکہ تاؤ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ وقائع نگار راسہ کی ایسی حفاظت کرے کہ اس کا بال تک بیکا نہ ہو اور یہی اسنے خیان سے کہا۔

سفر کے پانچویں دن اسہ پہر کے وقت صحرا کے خانہ بدوشوں نے انہیں بتایا کہ وہ بابلی لشکر کے قریب پہونچ گئے ہیں جو ایپیپی کے بنائے ہوئے قلعوں کے سامنے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا چونکہ اس رات اس لشکر تک پہونچنا ممکن نہ تھا اسلئے افسر نے اپنی پانچ ہزار کی فوج کو قیام کر دینے کا حکم دیا اور کہا کہ آدھی رات کے وقت چاند کی چاندنی میں آگے کوچ کیا جائے گا اور اگر کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی تو وہ صبح تک بابلی لشکر کے پڑاؤ میں ہوں گے۔

چنانچہ آدھی رات کے وقت آدھے چاند کی روشنی میں وہ روانہ ہوئے۔ دو گھنٹے کے سفر کے بعد تیمو کہ کہنے سے اس کا رتھ خیان کے رتھ کے پہلو میں لایا گیا تاکہ تیمو اپنی باتوں سے اس کا دل بہلائے کیونکہ خیان اداس اور خاموش تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ سامنے کی پہاڑیوں کے عقب میں ایپیپی کے روانہ کردہ پچیس ہزار سپاہی چپکے ہی چپکے بابلی لشکر پر عقب سے حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھ رہے تھے انہیں ایپیپی کا حکم تھا کہ وہ پو پھٹتے ہی بابلی لشکر کے ایک پہلو پر شدت سے حملہ کر دیں۔ خیان اور اس کے ساتھ والی فوج اس سے بے خبر تھی اور بے پرواہی کیونکہ افسر نے سرحدی چوکیوں کے سپاہیوں کو جنہیں وہ ساتھ لے کر چلا تھا، ہراول کے طور پر روانہ کیا تھا کہ اگر خطرہ ہو تو اسے مطلع کر دیا جائے۔ لیکن یہ لوگ نہ جانتے تھے کہ چوکی کے یہ سپاہی بے خبری میں ایپیپی کے فرستادہ پچیس ہزار سپاہیوں میں یہ سمجھ کر بے خطر جا گھسے تھے کہ یہ دراصل بابلی فوج ہے اور اس طرح ایپیپی کے سپاہیوں نے انہیں قتل اور گرفتار کر لیا تھا اور اسطرح ایپیپی کے یہ سپاہی اس بات سے خبردار بھی ہو گئے تھے کہ دشمن پیچھے سے آ رہا ہے۔

"سُنا میرے بھائی۔" تیمو نے خیان سے کہا۔ "اس تمام عرصے میں تم بے حد بے چین اور بیقرار رہے ہو اور اپنے زخم کی شکایت کرتے رہے ہو حالانکہ یہ زخم مندمل ہو جائے گا البتہ یہ اور بات ہے کہ تم عمر بھر کے لئے لنگڑے ہو جاؤ گے اور دیکھو اب ہم جلد ہی بابلی فوجوں میں بھی پہونچ جائیں گے اور حلقۂ سحر کے کاہن اعظم تاؤ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی دعائیں لیں گے اور پھر تمہاری ہر تکلیف کا خاتمہ اور ہر مشکل آسان ہو جائے گی ـــــ مجھے تو یقین تھا ہی اس کا ـــــ کہ ساری تکلیفیں غائب۔"

اور عین اس وقت خود تیمو ایکدم سے غائب ہو گیا۔ کیونکہ کہیں سے ایک تیر آیا اور اس کے رتھبان کے سینے میں ترازو ہو گیا اور وہ مُردہ ہو کر رتھ میں جُتے ہوئے گھوڑوں پر گرا اور وہ اس ناگہانی آفت سے گھبرا کر رتھ لے کر بگٹٹ بھاگے۔ تیمو نے رتھ کا جنگلہ ایک ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے گھوڑوں کی لگامیں دیوانوں کی طرح کھینچنے لگا۔ لیکن گھوڑے نہ رُکے بلکہ وہ اور بھی بے تحاشہ بھاگنے لگے۔ وہ رتھ اور تیمو سمیت پہاڑی پر چڑھے، دوسری طرف اُترے اور اپیپی کی فوج میں جا گھسے اور اس سے پہلے کہ سپاہی سمجھ سکتے کہ یہ کیا بلا ہے کہ وہ صفیں چیر کر دوسری طرف نکل چکے تھے اور اب تیمو رتھ کے فرش پر اوندھے منھ پڑا اس سے چھپکلی کی طرح چپکا ہوا تھا۔ گھوڑوں نے دوسرے گھوڑوں کی بُو پا لی تھی۔

"تقدیر میں یقین رکھو۔ یقیناً۔" تیمو نے اپنے آپ سے کہا۔ "یہ لعنتی جانور وہیں جائیں گے جہاں تقدیر انہیں لے جائے گی اور اب مجھے تو کہیں سپاہی وپاہی دکھائی نہیں دیتے۔"

لیکن فوراً ہی اسے بے شمار سپاہی دکھائی دیئے کیونکہ اب تیمو کا رتھ بابلی فوج کے قلب میں جا گھسا تھا اور سنتریوں کی چیخوں اور کوششوں کے باوجود گھوڑے رُک نہیں رہے تھے آخر کار ایک گھوڑے کی ٹانگ ایک خیمے کی رسّی میں اُلجھ گئی اور

وہ اپنے ساتھی گھوڑے کو لے کر گرا۔ رتھ ایک جھٹکے کے ساتھ اوپر اٹھ گیا اور اس کے فرش سے چپکا ہوا تیمو جیسے ہوا میں اڑ کر اس جرنیل کے قدموں میں ٹپ سے گرا جو چند افسروں کو کچھ احکامات دے رہا تھا۔

"کون ہے یہ؟" افسر نے بگڑ کر کہا۔ "اور یہ رتھ یہاں کیا کر رہا ہے؟ لیجاؤ اسے۔"
تیمو نے افسر کی آواز پہچان لی اور ایکدم سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"اے کاہن اعظم۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اب تم کاہن اعظم ہی ہو کیونکہ راہو کا انتقال ہو چکا ہے۔ اے مقدس باپ تاؤ۔ لیکن یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ حلقۂ سحر کا کاہن اعظم زرہ بکتر پہنے ہوئے ہے حالانکہ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ بہرحال مجھے پہچانو کہ میں کوئی اور نہیں بلکہ تیمو ہوں۔ تمہاری برادری کا ایک راہب اور تم مجھے بھولے نہ ہو گے کہ تم ہی نے مجھے ایپیپی کے پاس پیغامبر بنا کر بھیجا تھا اور تب سے اب تک مجھ پر کتنی مصیبتیں نازل ہو چکی ہیں تم نہیں جانتے۔"

"ہاں۔ برادر۔ میں نے پہچانا تمہیں۔" تاؤ نے کہا۔ "لیکن اس رتھ میں تم کیوں اور کہاں سے آئے؟"

"یہ تو میں بھی نہیں جانتا۔ ایک لمحے پہلے میں اس سے باتیں کر رہا تھا جو اپنے آپ کو وقائع نگار راسہ کہتا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ اس کا دوسرا نام بھی ہے پھر دوسرے ہی لمحے اس کا رتھ بان اپنے سینے میں تیر کھا کر گرا اور تیسرے لمحے یہ لعنتی گھوڑے مجھ سمیت رتھ کو لے کر بھاگے جانے کس طرف بھاگے یہ میں نہیں جانتا ہیں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ ایک زبردست فوج کو چیرتے چلے گئے جس کے سپاہیوں نے ایسی زرہ بکتریں پہن رکھی تھیں جیسی کہ چرواہے بادشاہ کے سپاہی پہنتے ہیں اور چاند کی روشنی ایپیپی جھنڈوں پر چمک رہی تھی اور ان جھنڈوں کو میں جانتا اور پہچانتا ہوں کہ وہاں تانیس میں میں نے بہت

سے جھنڈے دیکھے ہیں۔ اور پھر ان گھوڑوں کی راہبری دیوتاؤں نے کی۔ اور انھوں نے مجھے تمہارے قدموں میں لا پھینکا۔ بس یہ ہے میری کہانی۔"

"وقائع نگار راسہ!" ایک نسائی آواز نے کہا۔

یہ نفرا تھی جو گھوڑوں کے گرنے کی وجہ معلوم کرنے کے لئے اپنے خیمے سے نکل کر اور رو کو ساتھ لے کر وہاں آگئی تھی۔

"وقائع نگار راسہ کو کہاں چھوڑا تم نے؟" نفرا نے پوچھا۔

"بیکار سوالوں میں وقت ضائع نہ کرو بھانجی۔" تاؤ نے کہا۔ "تم سمجھ نہیں رہیں کہ جس فوج کو ہم نے ایک خاص دستے کو لانے بھیجا تھا اس پر دشمن کی فوج نے گھات لگا کر حملہ کر دیا ہے اور ہمارا یہ برادر آناً فاناً بھاگ کر ہمیں یہ خبر دینے آگیا ہے یا شاید تاؤ کو دفعتہً ایک خیال آیا اور اس نے مزید کہا ابیپی کی فوج جگہ کاٹ کر دوسری طرف پہنچ گئی ہے کہ جنوب کی طرف سے ہم پر علی الصبح اچانک حملہ کر دے۔"

اور پھر تاؤ نے احکامات صادر کئے۔ قرنے پھونکے گئے۔ افسر دوڑ پڑے سپاہیوں نے نیند میں سے اُٹھ کر ہتھیار سنبھالے اور اپنی اپنی مقررہ جگہ پر پہونچ گئے۔ پورے پڑاؤ میں ایک عام ہلچل مچ گئی۔

اس عرصے میں اور اس پڑاؤ سے تھوڑے ہی فاصلے پر خون آشام جنگ ہو رہی تھی۔ ابیپی کے پچیس ہزار سپاہی یہ سمجھ کر کہ ان پر حملہ ہوا ہے، ان پانچ ہزار بابلیوں پر ٹوٹ پڑے تھے جو بے خبری میں ان کے درمیان سے راستہ کاٹ کر دوسری طرف نکل جانے کی جان توڑ کوشش کر رہے تھے اور آہستہ آہستہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو رہے تھے لیکن ساتھ ہی ساتھ ان کے آدمی بھی مارے جا رہے تھے۔ ابیپی کے دستے ان پر حملوں پر حملے کر

رہے تھے۔ لیکن پسپا ہو رہے تھے۔ گھوڑے ہنہنا رہے تھے، سپاہی کٹ کٹ کر گر رہے تھے اور زخمی چیخ رہے اور چلا رہے تھے۔

چاند بجھ گیا لیکن جنگ جاری رہی۔ اب دوست اور دشمن میں تمیز کرنا مشکل تھا۔ صبح کاذب کی روشنی نمودار ہو کر بجھ گئی۔ اور اب صبح کی روشنی افق مشرق سے پھوٹ کر رفتہ رفتہ بکھرنے اور پھیلنے لگی۔ اور اب بابلیوں کو نظر آیا کہ فرار کی کوئی راہ نہ تھی۔ چنانچہ بابلی افسر نے ان سپاہیوں کو، جو اس کے قریب تھے سمیٹ کر حلقہ سا بنایا یہ تعداد میں دو ہزار یا اس سے زیادہ تھے اور ان سے کہا کہ نہ تو کوئی فرار ہو اور نہ ہتھیار ڈالے بلکہ لڑ کر بہادروں کی طرح جان دے کہ یہ بابل کی عزت کا سوال تھا۔

صبح کی روشنی میں ایپیپی کی فوجوں کے سپہ سالار نے جب دیکھا کہ ان کی یہ جنگ بابل کے پورے لشکر کے میسرہ سے نہ تھی، جس پر وہ حملہ کرنے چلے تھے، بلکہ یہ تو مٹھی بھر سپاہی تھے جن سے وہ اُلجھے ہوئے تھے تو اس کا ایپیپی کے افسر کا، دل بیٹھ گیا۔ اور وہ مایوس ہو گیا، کیونکہ اب وقت نکل چکا تھا۔ اور صبح ہو چکی تھی اور وہ بابلی لشکر کے میسرہ پر حملہ نہ کر سکتا تھا وہ اپنے موقعہ میں ناکام رہا تھا اور اس خیال سے وہ کانپ گیا تھا کہ اب وہ ایپیپی کو کیا منھ دکھائے گا۔ اس جنگ میں ان لوگوں نے چند بابلی سپاہی گرفتار کر لئے تھے جن میں سے اکثر زخمی تھے۔ افسر نے ان گرفتار شدہ زخمیوں سے سوالات پوچھے۔ وہ خاموش رہے۔ لیکن جب ان پر سختی کی گئی تو انھوں نے بتا دیا کہ یہ بابلیوں کی وہ فوج تھی جسے پہاڑیوں میں ایپیپی کی سرحدی چوکی کے سپاہیوں کو لانے کے لئے بھیجا گیا تھا اور یہ کہ فوج ان سپاہیوں کو لے کر واپس آ رہی تھی کہ ایپیپی کی فوج سے ٹکر ہو گئی۔

"تو پھر وہ کون ہے جو رتھ میں بیٹھا ہوا ہے؟" اپیپی کے افسر نے پوچھا
"یہ تو ہم بھی نہیں جانتے۔" ایک قیدی نے جواب دیا۔

اس پر افسر نے قیدی کو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور یوں اسے معلوم ہو گیا کہ وہ جو رتھ میں تھا کوئی اور نہیں بلکہ شہزادہ خیان تھا اور جب وہ مصر سے فرار ہو رہا تھا تو اسی افسر کو اپیپی نے اسے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ حالانکہ بابلی قیدی نے اس کا نام وقائع نگار راسہ ہی بتایا تھا لیکن افسر جانتا تھا کہ خیان ہی وقائع نگار راسہ تھا۔

اور تب مایوسی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں افسر کو امید کی کرن نظر آئی بے شک اسے جس کام کے لئے بھیجا گیا تھا اس میں وہ ناکام رہا تھا اور بابلی لشکر پر حملہ کرنے کے بجائے اندھیرے میں غلط فوج سے الجھ گیا تھا لیکن اب اس نے فوراً ایک فیصلہ کر لیا اب وہ بابلی لشکر پر حملہ نہ کرے گا کیونکہ اس کا وقت گزر چکا تھا بلکہ اب وہ اس مٹھی بھر فوج کو ٹھکانے لگا کر خیان کو گرفتار کرے گا اور اپیپی کی خدمت میں اسے پیش کر کے اس کی خوشنودی حاصل کر لے گا۔

چنانچہ اس نے فوراً ہی حکم دیا اور اس کی فوج نے حملہ کر دیا۔ حریفیں گھوڑوں پر سوار تھے دونوں کے پاس تیر اور کمانیں نہ تھیں اور برچھے بہت کم تھے چنانچہ انھیں تلواروں سے جنگ کرنی تھی۔ بابلیوں نے اپنے گھوڑے حلقے کے بیچ میں چھوڑ دیئے تھے یا زخمیوں کے حوالے کر دیئے تھے چنانچہ اب وہ پیدل تھے۔ اس کے علاوہ وہ اپنے سپہ سالار کے حکم سے ہاتھوں، پتھروں اور کھانا پکانے کے برتنوں سے صحرا کے ریت کا پشتہ سا بنا رہے تھے اور دو ہزار آدمیوں کی محنت سے یہ پشتہ اتنی سرعت سے بلند ہو گیا جیسے کسی نے جادو کی

چھڑی گھما دی ہو۔ پھر وا ہوں نے ہر چار طرف سے اس پشتے پر دھاوا بول
دیا۔ بابلی فوج تین صفیں بنائے پشتے کی چوٹی پر کھڑی تھی چنانچہ اپیپی
فوج کے چند ہی گھڑ سوار بیک وقت اوپر پہونچ سکتے تھے اور بابلی ان
پر تلواروں سے وار کر رہے تھے یا ان کے گھوڑوں کی ٹانگوں پر تلواریں
مار رہے تھے اور یوں یا تو انھیں لنگڑے کر رہے تھے یا خود گھوڑے
زخمی ہو کر پیچھے ہٹ رہے اور پشتے کی ڈھلان پر سے لڑھک کر سوار سمیت
نیچے گر رہے تھے۔

اپیپی کے سپہ سالار کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ یوں فتح پانا آسان نہ تھا اور
فتح حاصل کرنے میں جتنی دیر ہو گئی اتنا ہی خطرہ زیادہ ہو گا۔ اسے خوف تھا
کہ اگر بابل کے لشکر کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہاں کیا ہو رہا تھا تو اس کا سپہ سالار
ان لوگوں کی کمک کے لئے دستے روانہ کر دے گا اور پھر نتیجہ معلوم۔ اب یہ بھی
خوف کہ وہ زخمی جو دتھ میں تھا اور اس کے خیال میں خیان تھا کہیں جنگ
کی افراتفری میں مارا نہ جائے حالانکہ وہ اسے زندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا
اور اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ اگر ان پر حملہ نہ بھی کیا گیا تب بھی یہ تو ہو گا ہی کہ اسے اور
اس کی فوج کو نہ صرف جڑ سے کاٹ دیا جائے گا بلکہ انھیں صحرا میں ڈھکیل دیا
جائے گا جہاں وہ بھوک اور پیاس سے مر جائیں گے۔

چنانچہ اس نے جنگ بند کر دینے کا حکم دیا اور چند افسروں کو صلح کے سفید
جھنڈے بلند کر کے بابلی سپہ سالار کے پاس اس پیغام کے ساتھ روانہ کیا کہ۔
"ہم سے جنگ کر کے تم خود اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو کیونکہ تمہارے
ایک ایک سپاہی کے مقابلے میں ہمارے دس دس سپاہی ہیں۔ ہتھیار ڈال دو اور
ہم وعدہ کرتے ہیں تمہاری جانیں سلامت رہیں گی اور اگر جنگ کی تو تم میں سے

ایک بھی زندہ نہ رہے گا۔"

بابلی سپہ سالار نے یہ پیغام سُنا لیکن وہ بے حد چالاک اور ہوشیار تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی جواب نہ دیا۔ کیونکہ اسے بھی اُمید تھی کہ ان کی مصیبت کی اطلاع بڑے لشکر تک پہونچ جائے گی یا تو ان پیغامبروں کے ذریعہ جو اس نے حملہ ہونے سے پہلے روانہ کئے تھے یا کسی اور ذریعہ سے۔ چنانچہ وقت حاصل کرنے کی غرض سے اس نے جواب دیا کہ وہ اپنے ماتحتوں سے مشورہ کرنے کے بعد جواب دے گا۔ چنانچہ وہ گھیرے کے بیچ میں پہونچا اور خیان سے سب کچھ بیان کر دیا۔

"بتائیے اب ہم کیا کریں؟" اس نے کہا "اگر ہم جنگ جاری رکھتے ہیں تو بہت جلد دشمن ہمیں کاٹ کر رکھ دے گا اور بابل کی عزت کی خاطر میں ہتھیار نہیں ڈال سکتا اس سے تو بہتر ہے کہ میں خود ہی اپنی تلوار اپنے سینے میں اتار دوں۔

"سپہ سالار! معلوم ہوتا ہے کہ تم نے خود ہی اپنے سوالوں کا جواب دیدیا ہے۔" خیان نے مسکرا کر جواب دیا۔ "تاہم میرا مشورہ یہ ہے کہ تم مجھے ان لوگوں کے حوالے کردو کیونکہ تم جانتے ہو، ہو کر میں کون ہوں اور پھر شاید تم لوگوں سے کوئی تعرض نہ کریگا۔"

سپہ سالار نے ایک قہقہہ لگایا۔

"واہ کیا مشورہ دیا ہے شہزادے۔ چونکہ خود آپ نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس لئے میں آپ کو شہزادہ کہہ رہا ہوں ـــ اگر میں نے ایسا کیا تو میں شہزادہ ابوشو کو جو تاؤ کے نام سے مشہور ہیں، کیا منہ دکھاؤں گا؟ اگر میں آپکو لئے بغیر لشکر میں پہونچ گیا تو شہزادہ ابوشو، جو اس لشکر کے سپہ سالار ہیں اور ایک خاتون جو اس لشکر کے ساتھ ہیں، میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ نہیں شہزادے میں میدان جنگ میں عزت سے مرنا پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ بابلی فوج کا ایک ایک

سپاہی مجھ پر تھوکے۔ نہیں۔ میں نے ایک اور ترکیب سوچی ہے۔ میں ان چرواہوں سے گفت و شنید کروں گا جیسے کہ صلح کرنا چاہتا ہوں اور ان سے تحریری وعدہ مانگوں گا کہ وہ ہمیں صحیح سلامت نکل جانے دیں گے اور جب میں ان سے بات چیت کر رہا ہوں گا تو ہمارے سپاہی ان زخمیوں کو جو کسی قابل ہیں، اپنے اپنے گھوڑوں پر چپکے سے سوار کریں گے۔ جو زیادہ زخمی ہیں انہیں ان کی قسمت پر چھوڑ دیں گے اور پھر ہم دفعتہً چرواہوں پر حملہ کر دیں گے۔ اور چونکہ دن نکل آیا ہے اس لئے لڑتے بھڑتے یا تو دوسری طرف نکل جائیں گے یا مارے جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" خیان نے مسکرا کر کہا۔

لیکن اس کا خیال کچھ اور ہی تھا جس کا اظہار اس نے نہ کیا۔ وہ جانتا تھا کہ تھکے ہوئے گھوڑوں پر سوار تھکے ہوئے سپاہی فتحیاب نہ ہو سکیں گے، گھڑسوار اور پیادے مارے جائیں گے اور زخمیوں کو بھی قتل کر دیا جائے گا وہ یہ بھی جانتا تھا کہ چرواہے سپہ سالار کو بابلیوں کو شکست دینے اور انہیں قتل کرنے سے قطعی دلچسپی نہ تھی وہ تو صرف خیان کو پکڑنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اب یہی ایک راستہ تھا کہ وہ، یعنی خیان، خود اپنی قربانی پیش کر دے اس خیال سے ہی وہ کانپ گیا، کیونکہ اس کا مطلب تھا اذیت ناک موت اور سب سے بالا یہ کہ وہ پھر کبھی ــــ کم سے کم اس دنیا میں ــــ نفرا کی صورت نہ دیکھ سکے گا۔ نہیں۔ اسے فیصلہ کرنا تھا، فوری اور قطعی فیصلہ۔

خیان نے نظریں جھکا لیں اور اپنے دل کی گہرائیوں سے اس عظیم قوت سے، جس کی وہ پرستش کرتا تھا، دعا مانگی کہ وہ اس کی راہبری کرے۔ اور اس کی دعا قبول ہوئی، گھوڑوں کی ہنہناہٹ، زخمیوں کی کراہوں، افسروں کے احکامات جاری کرنے کی چیخ و پکار اور اسلحات کی جھنکار سے بالا اس نے وہ آواز سنی

جس کو وہ اچھی طرح سے جانتا تھا۔ راہب کی آواز۔ آواز کہہ رہی تھی۔

"میرے بیٹے! اپنا فرض ادا کر دے، چاہے وہ قربانی کا ہی کیوں نہ ہو اور باقی قوت عظیم پر چھوڑ دو۔"

اور اب خیان نے ذرا بھی شش و پنج نہ کیا۔ رتھ میں وہ اکیلا تھا کیونکہ رتھ بان گھوڑوں کو دانا پانی دینے کے لئے رتھ سے اتر گیا تھا اور تھوڑے فاصلے پر کھڑا گھوڑوں کو کھاتے دیکھ رہا تھا۔ خیان نے ایکدم سے باگیں کھینچیں اور گھوڑے پر چابک برسا دیئے۔ گھوڑے رتھ لے کر بھاگے۔

اور اب وہ پشتے کے ڈھلان پر چڑھ رہے تھے۔ کوئی پچاس قدم آگے بابل جرنیل ایک افسر کے ساتھ کھڑا چرواہوں کے افسر سے گفتگو کر رہا تھا۔ چرواہے افسر کے ساتھ بھی ایک دوسرا افسر تھا اور اس دوسرے افسر کو خیان جانتا تھا۔ کیونکہ شاہی جنگجوؤں میں وہ خیان کے ساتھ تھا ان لوگوں نے خیان کو آتے نہ دیکھا اور نہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی یا رتھ کے پہیوں کی آواز سُنی۔ کیونکہ وہ نرم ریت پر بھاگ رہے تھے اپیپا کا کپتان کسی بات پر غصے ہو گیا تھا اور چیخ کر کہہ رہا تھا۔

"یہ میری پہلی اور آخری شرط ہے شہزادے خیان کو ہمارے حوالے کر دو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سب کو صحیح سلامت نکل جانے دوں گا۔ اور اگر اس سے انکار ہے تو پھر سُن لو تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ بچے گا اور اس کے بعد بھی خیان زندہ یا مُردہ۔ میرے قبضے میں ہوگا اور میں اسے یا اس کی لاش کو اس کے باپ فرعون اپیپا کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ بس میں کہہ چکا۔ کیا جواب ہے تمہارا؟"

"جواب میں دوں گا!" خیان نے رتھ میں سے کہا اور وہ سب کے سب حیرت سے اس کی طرف گھوم گئے۔ "میں شہزادہ خیان ہوں اور میرے دوست تم مجھے جانتے ہو، میں بھی تمہیں جانتا ہوں کہ تم ایماندار، شریف اور وعدے کے پکے ہو۔ چنانچہ میں اس وقت

بھی تمہارے وعدے پر اعتبار کر رہا ہوں۔ ان بابلیوں کو، اپنے زخمیوں کو ساتھ لے کر، جانے دو، اور اس کے عوض میں اپنے آپ کو تمہارے سپرد کر رہا ہوں۔ تو قسم کھاتے ہو تم اس کی؟"

"قسم کھاتا ہوں شہزادے۔" چرواہوں کے کپتان نے خیان کو سلام کر کے کہا اور نیچی آواز میں اضافہ کیا۔ "لیکن یہ جان لو شہزادے کر اپیپی کو تم پر سخت غصہ ہے۔"

"ہاں۔ یہ میں جانتا ہوں۔" خیان نے کہا اور بابلی سپہ سالار کی طرف گھوم گیا جو دم بخود کھڑا تھا۔ "جرنیل! آقا تاؤ اور خاتون مصر سے کہنا کہ میں وہاں جا رہا ہوں جہاں مجھے میرا فرض پکار رہا ہے اور اگر یہ مقدر ہو چکا ہے کہ ہماری ملاقات اس دنیا میں نہ ہو تو پھر کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھے اُمید ہے کہ میرے دوست مجھے غلط نہ سمجھیں گے اکثر تجربات بظاہر غلط معلوم ہوتی ہے بعد میں صحیح ثابت ہوتی ہے اور اکثر اوقات بُرے اقدام کا انجام اچھا ہوتا ہے۔"

"آقا!،، بابلی جرنیل نے یوں کہا جیسے اسے اب ہوش آیا ہو۔ "آپ ہمیں چھوڑ کر چرواہوں سے مل تو نہیں رہے؟"

"میں خود چرواہا نہیں ہوں سردار؟" خیان نے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ "الوداع دوست! خوش بختی تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے ساتھیوں کے ساتھ ہے جن کے خون کا ایک قطرہ بھی میری خاطر نہ گرے۔"

اور پھر اس نے گھوڑوں کو ٹٹخار دیا۔ وہ آگے بڑھ گئے اور بابلی سپہ سالار ہاتھ ملنے اور بابل کے دیوتاؤں کو پکارنے لگا۔

"شہزادے! میں آپ کو سمجھ نہ سکا۔" چرواہے کپتان نے اپنا گھوڑا خیان کے رتھ کے قریب لا کر کہا۔ "میں نہیں جانتا کہ بابلی اپنی تاریخ میں آپ کو کیا لکھیں گے۔ ہیرو یا غدار؟ بہرحال میں آپ سے ایک وعدہ چاہتا ہوں کہ اگر موقع ملا تب

بھلا آپ فرار ہو کر بابلیوں کے پاس جانے کی کوشش نہ کریں گے اگر ایسا ہوا تو میں آپ پر تلوار چلانے کی گستاخی کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔"

"یہ جان تمہاری ہے میرے دوست، بہر حال میں اپنے ایک ساتھی تیمو کی طرح اب قسمت پر بھروسا کر رہا ہوں۔ جو بھی قسمت میں لکھا ہو گا وہ ہو کر رہے گا میں نہیں جانتا کہ میرا وہ ساتھی تیمو کہاں ہے۔ آخری دفعہ میں نے اسے تمہاری فوج میں گھستے دیکھا تھا۔"

"پاگل،" جرنیل بڑبڑایا۔ "تاہم اگر اس کے ہوش ٹھکانے نہیں ہیں تب بھی وہ اپنا وعدہ تو نبھائے گا اور یوں میرا سر میرے کندھوں پر سلامت رہے گا۔"

بائیسواں باب

خیان تانیس میں

چرواہے سپاہی تیزی سے ایپیپی کے ان قلعوں کی طرف چلے جو اس کی سرحد پر تھے اور ان کے درمیان اور محافظوں کے بیچ میں خیان کا رتھ تھا۔ سپہ سالار جانتا تھا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا کیونکہ بابلیوں کا وہ سردار، جس کو فوج سمیت اس نے حسب وعدہ جانے دیا تھا، جلد بابلی لشکروں میں پہونچ جائے گا اور پھر نتیجہ معلوم۔

لیکن یہ سپہ سالار یہ نہ جانتا تھا کہ دو گھنٹے پہلے تیمو بابلی لشکروں میں پہونچ گیا تھا اور اب ایک زبردست گھڑسوار فوج اسے کاٹنے کے لئے بڑھی چلی آرہی تھی۔

صحرا میں دُور پر گرد کا ایک بادل سا اُٹھتا نظر آیا۔ بادل قریب سے قریب تر آتا چلا گیا اور اب اسنے بھالوں کے پھل، خود اور رتھ کے پتر چمکتے دکھائی دیئے۔ چرواہوں کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ ان کا راستہ روک دیا گیا تھا۔ بابلی ان کے سروں پر پہونچ گئے تھے۔ فرار ممکن نہ تھا۔ اب ان کی حالت ان پانچ ہزار بابلیوں کی سی تھی جن کو انھوں نے ابھی چوبیس گھنٹوں پہلے گھیر لیا تھا انہی بابلیوں کی طرح اب خود انہیں جنگ کرنی تھی اور کامیابی کی کوئی اُمید نہ تھی۔

چنانچہ انھوں نے صفیں بنائیں اور بابلیوں کے دائیں پہلو پر، جو نسبتاً کمزور تھا حملہ کر دیا۔ پچاس ہزار بابلیوں کے مقابلے میں صرف بیس ہزار چرواہے تھے۔ بابلیوں نے خوشی کے نعرے لگائے لیکن چرواہے خاموش تھے۔

ایپیپی فوج کا افسر اعلیٰ خیان کے رتھ کے قریب آیا۔

"آقا!" وہ بولا۔ "دیوتا میرے خلاف ہیں اور ہمارا خاتمہ قریب ہے۔ تاہم میں آپ کو اپنا وعدہ یاد دلا رہا ہوں کہ آپ فرار ہونے کی کوشش نہ کریں گے۔ اگر آپ پکڑے گئے تو یہ آپ کا مقدر ہوگا۔ تاہم میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سیدھے سرحد کی طرف روانہ ہوں اور اپنے آپ کو اپیپی یا اس کی فوجوں کے سپرد کر دیں۔"

"سردار! میں وعدہ فراموش نہیں ہوں۔" خیان نے کہا۔

افسر نے اپنی تلوار سے خیان کو سلام کیا، گھوڑے کو ایڑ لگائی اور غائب ہو گیا۔ بادلوں کی سی گرج کے ساتھ دونوں فوجیں ٹکرا گئیں۔ چرواہے دائیں بائیں سپاہیوں کو اور گھوڑوں کو گراتے اور راستہ بناتے آگے بڑھے چلے گئے لیکن رفتہ رفتہ ان کی رفتار کم ہوتی چلی گئی اور زیادہ سے زیادہ بابلی زیادہ سے زیادہ جوش و خروش سے ان پر حملہ کرنے لگے۔

وہ سپاہی جو خیان کے آگے تھے یا تو مارے گئے یا بکھر گئے۔ چنانچہ اب خیان کا رتھ جنگ کرتے ہوئے سپاہیوں کے بیچ میں تھا۔ خیان نے دیکھا کہ تھوڑی دور پر چرواہوں کے بہت سے سپاہی چند بابلیوں پر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے اور یہ بابلی ایک بے حد شاندار رتھ کے گرد جمع تھے جو غالباً دوسروں کے آگے نکل آیا تھا اور جس کے گھوڑے زخمی تھے اور زمین پر سے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس رتھ میں چاندی کی زرہ بکتر پہنے اور ہاتھ میں تلوار لئے ایک خوبصورت جوان کھڑا تھا جسے خیان نے بابل کا کوئی نوعمر شہزادہ سمجھا اور رتھ کے اس پہلو کی طرف، جس طرف چرواہوں کا دباؤ زیادہ تھا ایک سیاہ فام دیو کھڑا ہوا تھا جو تن تنہا چرواہوں کے ہر حملے کو ناکام بنا رہا تھا۔ اس کا خوفناک جنگی کلہاڑا بلند ہو رہا اور گر رہا تھا اور وہ جس پر گرتا تھا اس کے ٹکڑے

اڑا دیا تھا۔ خیان نے ایک ہی نظر میں ہی سیاہ فام دیو کو پہچان لیا۔ وہ کوئی اور نہیں بلکہ دیو ہیکل حبشی رو تھا۔ اور تب اس کی سمجھ میں آیا کہ سونے کی زرہ بکتر میں ملبوس رتھ میں جو ہستی تھی وہ بابل کا کوئی کم عمر شہزادہ نہیں بلکہ خود اس کی منگیتر نفرا تھی۔

خیان کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

نفرا کے لئے صورت حال نازک تھی۔ گھڑ سوار اس کی مدد کو بے شک آ رہے تھے لیکن قریب ترین سپاہی بھی ایک تیر سے زیادہ کے فاصلے پر تھا کیونکہ اپنے احمقانہ جوش میں نفرا اپنے ساتھیوں سے بہت آگے نکل آئی تھی۔ رو بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا اور وار پر وار کر رہا تھا لیکن وہ ہر طرف اور ہر جگہ ظاہر ہے کہ نہ پہنچ سکتا تھا چنانچہ جب وہ رتھ کے پیچھے ان دشمنوں پر حملہ کرنے پہنچا جو اس طرف سے رتھ پر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے تو دوسرے چار پانچ سپاہی پہلو کی طرف سے لپکے کہ اسے، جو رتھ میں تھی، قتل کر دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دشمن کو جیسے پتہ چل گیا تھا اور رتھ میں جو تھی وہ ایک ایسی ہستی تھی جسے گرفتار کرنے والے کو انعام مل سکتا تھا۔ خیان قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دشمن نے یہ کیسے معلوم کر لیا تھا۔ نفرا کے سر پر مصر کا دہرا تاج تھا جو صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ ملکۂ مصر تھی۔ ابیپی کے سپاہی رتھ کے آس پاس جمع ہو رہے تھے اور خوفزدہ نظروں سے رو کو دیکھ رہے تھے جو وحشیانہ جنگی نعرے لگا کر کلہاڑا اچھال رہا اور ایک کے بعد دوسرے دشمن کو خاک و خون میں لٹا رہا تھا اور ابیپی کے سپاہی منتظر تھے کہ موقع ملتے ہی وہ رتھ پر دھنس آئیں۔

چنانچہ ایک لمحہ کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔

"بے شک میں نے فرار نہ ہونے کی قسم کھائی ہے لیکن جنگ نہ کرنے کی قسم تو نہیں

کھائی۔" وہ دل میں بولا۔

اور اس نے باگوں کو ایک جھٹکا دے کر گھوڑوں کو سیدھا ان سپاہیوں کی طرف بھگا دیا جو نفرا کے رتھ کے گرد جمع ہو رہے تھے عین اس وقت ایک سپاہی نفرا پر جھپٹ پڑا۔ نفرا نے اس پر تلوار سے وار کیا تلوار اس کے خود پر پڑ کر اچٹ گئی۔ سپاہی نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر نفرا کو کمر میں سے دبوچ کر اپنی طرف گھسیٹ لیا۔ دوسرے منتظر رہے کہ نفرا کو، جو زمین پر آ رہی تھی، موقع ملے تو پکڑ لیں یا پکڑ نہ سکیں تو قتل کر دیں۔ وہ سب کے سب اس طرف یوں متوجہ تھے کہ انھوں نے اس جنگی رتھ کو، جس میں سفید گھوڑے جُتے ہوئے تھے، اس طرف سے آتے نہ دیکھا اور نہ سُنا جس طرف سے دشمن کے آنے کا کوئی امکان نہ تھا خیان نے گھوڑے سے کچھ کہا۔ گھوڑے جنگ کے لئے سدھائے گئے تھے چنانچہ وہ سیدھے سپاہیوں میں جا گھسے۔ اور اپنے دھکوں سے اور ٹاپوں سے سپاہیوں کو زمین پر گرا دیا۔ صرف ایک سپاہی کھڑا رہ گیا یعنی وہ جس نے نفرا کو رتھ میں سے گھسیٹ لیا تھا۔ خیان کے ہاتھ میں تھا اس نے بھالا پھینک کر مارا جو سپاہی کی پسلیاں توڑ کر پشت میں سے نکل آیا۔ سپاہی مُردہ ہو کر گرا۔

اب وہ اس طرف بھاگا آ رہا تھا اور سپاہی کی گرفت سے آزاد ہو کر نفرا نے دیکھا کہ اسے بچانے والا فرشتہ کون تھا۔

"خیان!" وہ چلائی۔ "خیان۔ میرے پاس آ جاؤ۔"

وہ بھی اسے پہچان کر چیخا۔

"آقا! رک جاؤ۔"

لیکن خیان نفی میں سر ہلا کر اپنا رتھ آگے بڑھا لے گیا۔

اِدھر جنگ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ بیس ہزار چرواہوں میں سے صرف چند سو سپاہی اپنی جانیں بچا کر لے جا سکے تھے۔ بقیہ میدان جنگ میں کھیت رہے تھے یا ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کر دیا گیا تھا لیکن جو جانیں بچا کر اپنی فوج تک پہونچنے میں کامیاب ہوئے تھے انہی میں شہزادہ خیان بھی تھا جو جیسے کسی معجزے سے بچ گیا تھا۔ وہ اپنا رتھ آگے بڑھاتا رہا یہاں تک کہ اسے ایک جگہ سپہ سالار کا جھنڈا لہراتا نظر آیا اور وہاں پہونچ کر اس نے رتھ کے گھوڑوں کی باگیں کھینچ لیں اور بلند آواز میں کہا۔

"میں شہزادہ خیان ہوں آؤ اور مجھے لے جاؤ کہ میں زخمی ہوں اور چل نہیں سکتا۔"

جن افروں نے یہ سُنا انہوں نے اسے سلام کیا اور ان کے سپاہیوں نے خوشی کے نعرے لگائے کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ شہزادہ خیان، جس سے وہ محبت کرتے تھے اور جو شام کی جنگ میں ان کا کمانڈر رہا تھا کسی طرح بابلیوں کی قید سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور اب ان کے ساتھ مل کر بابلیوں سے جنگ کرنے کی غرض سے ان کے پاس آگیا ہے ان لوگوں نے اسے آہستہ سے اور احتیاط سے رتھ میں سے اُٹھایا اور اسے کھانا اور شراب دی اور پھر اسے ڈولی میں ڈال کر شاہی پڑاؤ کی طرف لے چلے جو ان تو تعمیر قلعوں میں اور ان کے گرد تھا۔ ان قلعوں پر فرعون کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ لیکن جب یہ لوگ وہاں پہونچے تو قلعوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور ایک افرا تفری سی مچی ہوئی تھی معلوم ہوا کہ فرعون واپس تانیس چلا گیا ہے اور حکم دیدیا گیا ہے کہ پوری فوج بھی فوراً وہاں پہونچ جائے کہ تانیس اور مصر کو دشمنوں سے بچایا جا سکے۔

یہ سُن کر اپیپی کے افسر ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے لیکن خیان نے پیچھے،

سرحد کے اس پار نظر کی تو فرعون کے تانیس لوٹ جانے کی وجہ سمجھ میں آگئی۔ صحرا بابلی لشکر کے سپاہیوں سے جیسے سیاہ ہو رہا تھا۔ پیادوں، گھوڑوں اور رتھ کا ایک سیلاب سا تھا۔ جو مصر کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جو بھی اس کی راہ میں آئے گا اسے بہالے جائے گا۔ چنانچہ یہی سبب تھا کہ اپیپی اپنی فوجوں کو اپنے پیچھے آنے کا حکم دے کر تانیس کی طرف فرار ہو گیا تھا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ جب بابلی چرواہوں کے پڑاؤ پر حملہ اور جنگ کرنے کی غرض سے پہنچے تو وہاں کوئی نہ تھا سوائے بیماروں اور زخمیوں کے۔ تاؤ کے حکم سے ان کی جان بخشی کر دی گئی! اور انہی لوگوں سے تاؤ کو معلوم ہوا کہ شہزادہ خیان بخیریت یہاں پہونچ گیا تھا۔ چرواہوں نے اسے خوش آمدید کہا تھا اور، بقول چند زخمیوں کے، وہ پسپا ہوتے والی فوج کو اپنے زیر کمان لیکر تانیس کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ بابلی فوراً ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔

اپنی پہلی منزل پر تاؤ، چند جرنیلوں کو ساتھ لے کر، نفرا کے پاس پہونچا جہاں رو اور کماح پہلے سے ہی موجود تھے اور تیمو بھی وہیں تھا۔ تاؤ کی درخواست پر نفرا اور رو نے ان کی خیان سے ملاقات کی داستان سنائی اور یہ بھی بتایا کہ اس نے ان سپاہیوں پر کس طرح گھوڑے دوڑا دیئے تھے جو نفرا پر حملے کر رہے تھے اسے کسی طرح بھالا مار کر قتل کیا جو نفرا کو رتھ سے گھسیٹ چکا تھا اور پھر جب انہوں نے خیان کو بلایا تو وہ نفی میں سر ہلا کر کسی طرح فرار ہو گیا اور اس نے گھوڑوں کو روکنے کی اور اگر وہ چرواہوں کا قیدی تھا تو ان سے بچ کر بابلیوں میں آنے کی کوشش نہ کی۔

تاؤ نے جب یہ عجیب داستان سنی تو اس نے ان لوگوں سے جو وہاں موجود تھے، پوچھا کہ انکے خیال میں خیان کے ایسا کرنے کا مطلب کیا تھا، تمام بابلی جرنیلوں

نے جواب دیا کہ یا تو شہزادہ پاگل ہو گیا تھا یا اس نے غداری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا نہیں تھا تو صاف بات تھی کہ وہ بھگوڑے چرواہوں میں سے نکل کر ان کے پاس آجاتا اور پھر انہوں نے مزید کہا۔ یہ بھی صاف بات تھی خیان چرواہا ہی تھا اور بادشاہ کا بیٹا بھی، چنانچہ وہ اپنی قوم میں دور اپنے باپ کے پاس چلا گیا تھا

کماح نے کہا کہ بلاشبہ خیان کا دماغ چل گیا تھا ورنہ ۔ اس نے کہا ۔ کیا کوئی تصور بھی کر سکتا ہے کہ وہ اس عورت سے بھاگے جو نہ صرف دنیا کی حسین ترین عورت ہے بلکہ شہزادے کی منگیتر اور مصر کی ملکہ بھی ہے ۔ اِلّا یہ کہ اسے کوئی دوسری عورت، جو نفرا سے زیادہ خوبصورت ہو، مل گئی ہو، اور یہاں نفرا نے جھنجھلا کر کماح کو خاموش ہو جانے کا حکم دیا۔

اب تیموسے، جو قید اور فرار میں، شہزادے کا ساتھی رہا تھا، پوچھا گیا تو اس نے صرف اتنا کہا۔

"اعتماد اور یقین ۔"

اور پھر اس نے کہا کہ یہ بات تو یقینی ہے کہ جو آدمی بھی ایک دفعہ تانیس کے زنداں اور اہرام کے ان اندھیرے اور خاموش بطن میں رہ چکا ہو وہ دوبارہ وہاں جیتے جی جانا نہ چاہے گا اور پھر اس نے اپنے مخصوص انداز میں فرار کی اور گھوڑے پر سواری کرنے میں جو اسے تکلیف ہوئی اور رتھ میں اس پر جو بیتی اس کی داستان شروع کی اور اس وقت تک خاموش نہ ہوا جب تک کہ ایک افسر نے اسے پکڑ کر جبراً بٹھا نہ دیا۔

اب نفرا نے زبان کھولی اور اس نے نہایت ہی غصے میں بابلی جرنیلوں سے پوچھا "کیا تم نے کبھی کوئی ایسا غدار دیکھا یا سنا ہے جس نے اپنی غداری کی ابتدا ان لوگوں میں کے سپاہیوں کو قتل کر کے کی ہو جن کی خاطر وہ غدار بنا؟ اتنی سی بات تمہاری

سمجھ میں نہیں آئی کہ اگر خیان مصر کا دہرا تاج سر پر رکھنے کی غرض سے مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تو وہ ان چرواہوں پر، جو مجھ پر ٹوٹ پڑے تھے اور مجھے رتھ سے گھسیٹ لیا تھا، حملہ نہ کرتا بلکہ خود انہیں، مجھے قتل کر دینے دیتا اور یہ بہت آسان تھا کیونکہ اس وقت رو دوسری طرف دشمن سے الجھا ہوا تھا اس نے اپنا رتھ چار سپاہیوں پر دوڑا دیا اور پانچویں کو اپنے بھالے سے مار گرایا۔ چنانچہ دیوتا ہی بہتر جانتے ہیں کہ جب میں نے اسے آواز دی تو وہ نفی میں سر ہلا کر ایسی تیزی سے آگے بڑھ گیا کہ اسے پکڑنا ناممکن نہ تھا مجھے یقین ہے کہ اس کی کوئی خاص وجہ ہے۔ بلاشبہ وجہ نہیں ہے جس کا ذکر کماح نے کیا ہے۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ خیان کی نظر میں کوئی اور مقصد ہوگا اور وہ مقصد نیک ہوگا۔"

اور اب تاؤ نے کہا۔

"جو لوگ شہزادے خیان سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ دوسرے اور عام لوگوں سے مختلف ہے اور اس کی اس خوبی یا کمزوری میں حقیقت کو تلاش کیا جا سکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے حقیقت کو پا لیا ہے لیکن جب تک مجھے اس کا ثبوت نہیں مل جاتا کہ میرا خیال غلط نہیں ہے میں اس کا اظہار نہ کروں گا۔ چنانچہ اس اثنا میں میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ ہمارے بھائی تیمو کی بات پر عمل کرو یعنی اعتماد رکھو، بھروسا رکھو۔ جیسا کہ ہماری ملکہ نے رکھا اس پر جو اس کا منگیتر ہے۔"

اور پھر تاؤ اٹھا اور خیمے سے نکل گیا۔

سرحدی فوج کے بچے کھچے سپاہی آخر کار تانیس پہونچ گئے جس کی حفاظت اپیپی کی دوسری محفوظ فوج کر رہی تھی۔ تانیس پہونچنے والے یہ سپاہی بہت کم تھے کیوں کہ

بابلیوں نے اس فوج کا تعاقب کر کے ہزاروں سپاہیوں کو گرفتار کر لیا تھا اور انھیں قتل کرنے یا غلام بنانے کے بجائے ان سے یہ حلف لے کر ان کی جان بخشی کر دی تھی کہ وہ بابلی فوج میں شامل ہو کر اور ملکۂ مصر کے جھنڈے تلے مصر کی فوج سے جنگ کریں گے۔ جن سپاہیوں نے یہ حلف اُٹھانے سے انکار کر دیا تھا انہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا تھا۔

تانیس میں داخل ہونے والے ان وفادار سپاہیوں میں خیان بھی تھا اور وہ سپہ سالار بھی جس کے سُپرد خیان نے اپنے آپ کو کر کے فرار ہونے کی قسم کھائی تھی۔ ان دونوں کو، جن کے درمیان اب دوستی قائم ہو چکی تھی، محل میں پہونچا دیا گیا اور یہ دیکھ کر خیان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اسے قیام کے لئے وہی کمرہ دیا گیا جو اس وقت اس کا کمرہ تھا۔ جب وہ شہزادہ اور ولی عہد تھا۔ یہاں غلام اس کی خدمت کے لئے موجود تھے۔ خود امی کے غلام حکیم اس کے گھٹنے کا علاج کرنے آئے جو لمبے سفر کی وجہ سے خطرناک حد تک سوج گیا تھا۔ لیکن، خیان نے دیکھا، ان سب میں ملے جلے محافظ سپاہی اور جاسوس بھی تھے جو اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھ رہے اور اس کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کو یاد رکھ رہے اور محافظ چوکنے تھے کہ وہ فرار ہونے کی کوشش نہ کرے۔ مختصر یہ کہ وہ اب بھی قیدی تھا اور اب محل میں اور خود اپنے کمرے میں قید تھا۔

چنانچہ غسل کرنے اور کھانا کھانے کے بعد خیان سورج غروب ہونے کے تیسرے گھنٹے تک بے خبر سوتا رہا اور تب ایک افسر اور چند سپاہی ڈولی لے کر آئے کہ اسے امیبی کے حضور لے جائیں۔ ان سب کے آگے وزیر آناتھ تھا جو، خیان نے دیکھا، پہلے سے زیادہ دُبلا اور بوڑھا ہو گیا تھا اور وہ چوکنا ہو کر مسلسل یوں چاروں طرف دیکھ رہا تھا گویا ہر طرف امی کے قاتل گھات لگائے ہوئے ہوں اس کے پیچھے

ایک ملبوتر ے چہرے والا آدمی تھا جو خیان کے اندازے کے مطابق جاسوس تھا۔

آناتھ نے شہزادے کو جھک کر سلام کیا اور کہا:۔

"شہزادے! طویل سفر اور مہمات سر کرنے کے بعد آپ کا گھر آنا مبارک ہو۔ فرعون نے آپ کو طلب کیا ہے۔ میرے ساتھ تشریف لے چلئے۔"

چنانچہ خیان کو ڈولی میں بٹھا دیا گیا جسے آٹھ سپاہی اُٹھائے ہوئے تھے۔ ڈولی کے ساتھ وزیر آناتھ چل رہا تھا اور پیچھے مسلح سپاہی تھے۔ گذرگاہ کے ایک موڑ مڑتے وقت ڈولی ایک طرف جھک گئی اور آناتھ نے یا تو اسے سیدھی کرنے کے لئے یا اپنے آپ پر گرنے سے بچانے کے لئے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے چنانچہ فرعون کا جاسوس تھوڑی دیر کے لئے نظروں سے اوجھل اور حد سماعت سے باہر ہو گیا اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر خیان کے کان میں جلدی سے کہا۔

"خطرہ زبردست ہے۔ لیکن اطمینان رکھو اور گھبراؤ مت کیونکہ یہاں بھی تمہارے دوست ہیں جو تم پر جان نچھاور کرنے کے لئے تیار ہیں اور ان میں سے میں پہلا ہوں۔"

اور تب جاسوس آگیا اور آناتھ خاموش ہو کر سیدھا ہو گیا۔

اور اب وہ لوگ فرعون کے سامنے تھے جو زرہ بکتر پہنے اور ہاتھ میں تلوار لئے ایک نیچی سی کرسی میں بیٹھا ہوا تھا۔ ڈولی رکھ دی گئی اور اسے اُٹھانے والے سپاہیوں نے خیان کو سہارا دے کر اُٹھایا اور اس کرسی میں بٹھا دیا جو فرعون کے عین سامنے رکھی ہوئی تھی۔

"بیٹے! ایسا لگتا ہے کہ تم زخمی ہو" اپیپا نے سرد لہجے میں کہا۔ "کس نے زخمی کیا تمہیں؟"

"آپ ہی کے ایک سپاہی نے جب میں مصر سے فرار ہو رہا تھا۔"

"آ۔ ہاں۔ یہ تو میں سُن چکا ہوں۔ لیکن تم مصر سے فرار کیوں ہو رہے تھے؟"

"اپنے آپ کو بچانے اور دوسرے فرعون کے پاس جانے کے لئے۔"

"ہاں۔ یہ بھی میں سن چکا ہوں اور اب تک تم اپنے اس مقصد میں کامیاب رہے ہو لیکن خاصے نقصان کے ساتھ۔" اپیپی نے بھنچی آواز میں کہا اور پھر اس سردار کی طرف دیکھا جو خیان کے ساتھ تھا۔

"تم وہی سردار ہو۔" اس نے پوچھا۔ "جسے میں نے پچیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ بابلیوں کے بیڑہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا؟ اگر ہاں تو پھر بتاؤ کہ تم اس میں ناکام کیوں رہے؟"

چنانچہ سردار نے مختصر لفظوں میں فرعون کو پوری داستان سنادی کہ کس طرح رات کے اندھیرے میں ان کی مڈبھیڑ بابلیوں سے ہو گئی اور پھر کسی طرح خیان نے اپنے آپ کو ان کے سپرد کر کے دوسروں کی زندگیاں بچالیں وغیرہ وغیرہ۔

اپیپی خاموشی سے سنتا رہا اور جب سردار خاموش ہوا تو بولا۔

"بس۔ بہت ہوا۔ تم ناکام رہے اور اپنی ناکامی کی وجہ سے مجھے بربادی کے کنارے تک پہونچا دیا۔ میرے سپاہیوں کے جی چھوٹ گئے ہیں اور بابلی لشکر حلقۂ سحر کے ایک لعنتی ساحرہ کی زیرِ قیادت تانیس کی طرف بڑھا چلا آرہا ہے کہ اسے ختم کرے اور اس کے بعد پورے مصر پر قبضہ کر لے اور اس لڑکی نفرا کو۔ جو ایک کٹھ پتلی ہے اور بنی رہے گی۔ تخت پر بٹھا دے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ تم اس مہم میں ناکام رہے جو میں نے تمہارے سپرد کی تھی۔ بابلیوں پر جا پڑنے کے بجائے تم نے یہ کیا کیا کہ مٹھی بھر بابلیوں سے الجھ گئے اور ان سے جنگ کر کے اپنی قوت ختم کر دی۔ چنانچہ تم جیسے احمق کے لئے اس دنیا میں کوئی جگہ نہیں ہے چنانچہ سیدھے سبھاؤ دوسری دنیا میں چلے جاؤ اور اگر ہو سکے تو وہاں سپہ سالاری سیکھو۔"

چنانچہ فوراً ہی چند سپاہیوں نے آگے بڑھ کر سردار کو پکڑ لیا۔

سردار نے اپیپی سے کچھ نہ کہا بلکہ خیان کیطرف گھوم گیا اور اسے سلام کرنے کے بعد کہا "مجھے افسوس ہے شہزادے کہ میں نے آپ کو دعلاے اور قسم سے آزاد نہ کر کے فرار ہونے نہ دیا کیونکہ اگر میرے ساتھ یہ سلوک کیا جارہا ہے تو دیوتا ہی جانیں کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ بہرحال میں دیوتا اوزیرس کے دربار میں جارہا ہوں اور اس کے حضور سب باتیں بیان کر دوں گا کہتے ہیں کہ دیوتا اوزیرس بڑا منصف ہے اور بُرے لوگوں کو اس دنیا ہی میں سزا دیتا ہے۔ الوداع شہزادے"۔

اس سے پہلے کہ خیان کوئی جواب دیتا سپاہی اور غلام اس سردار کو گھسیٹ کر پردوں کے پیچھے لے گئے اور چند ثانیوں بعد ہی ایک غلام خون ٹپکتا ایک انسانی سر لیکر حاضر ہوا اور سب کو پتہ چل گیا کہ فرعون کے حکم کی تعمیل ہو چکی۔

اور اب پہلی دفعہ خیان کے دل میں اپنے باپ کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا ہوا اور اس نے چاہا کہ اپیپی کا بھی ایسا ہی انجام ہو جو اس کے حکم سے اس کے اس وفادار سردار کا ہوا تھا۔ اور اب باپ بیٹا اکیلے اور ایک دوسرے کے سامنے تھے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آخر کار خیان نے کہا۔

"اگر فرعون کی خواہش یہی ہے کہ میں بھی اسی راستے جاؤں جس راستے یہ سردار گیا ہے تو میری درخواست ہے کہ فوراً حکم دیجئے کیونکہ میں بے حد تھک گیا ہوں اور گہری کبھی نہ ٹوٹنے والی نیند سونا چاہتا ہوں"۔

اپیپی بے رحمی سے ہنسا اور بولا۔

"وقت آنے پر سب ہو جائے گا۔ ابھی نہیں۔ تم جانتے نہیں بیٹے کہ ترکش میں صرف ایک آخری تیر باقی رہ گیا ہے اور وہ تم ہو؟ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حلقۂ سحر کے ساحروں کی مدد سے تم نے اس مصری شہزادی پر ایسا سحر پھونکا ہے کہ وہ تمہارا دم بھرنے لگی ہے وہی جسے تمہارے باپ نے اپنے لئے منتخب کیا تھا اور جسے تم نے چرا لیا اب تم ہی کہو بیٹے کہ جب

وہ اپنے لشکر کے ساتھ تانیس کی فصیل کے سامنے آئے گی۔ اور بلاشبہ وہ کل آجائے گی۔ اور تمہیں، اپنے محبوب کو، باب المشرق پر اس طرح بیٹھے دیکھے گی کہ جلاد اسکے سر پر تلوار لئے اس کی گردن اڑا دینے کے لئے تیار کھڑا ہو گا تو اس وقت اس کی۔۔۔ اس مصری شہزادی کی۔۔۔ کیا حالت ہو جائے گی؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا" خیان نے جواب دیا۔ "لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا تو پھر تانیس اس میں کی ہر بے جان چیز اور ہر جاندار شعلوں کی لپیٹ میں ہو گا اور ان سب کے ساتھ وہ بھی مر جائے گا جو مرنا نہیں چاہتا۔"

"یہ تم نے غلط نہیں کہا بیٹے"۔ ایپپی نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔ "غصے میں بھری ہوئی عورت جس کے جلو میں ایک سو ہزار سپاہی ہوں، مجبوروں اور بے بسوں پر ایسا ظلم ڈھا سکتی ہے۔ چنانچہ فی الحال میں تمہارا سر تمہارے شانوں پر قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ ہے میری تجویز۔ اگر تمہارے خیال میں مناسب نہ ہو تو بے دھڑک ایسا کر دینا۔ تم باب المشرق پر نمودار ہو گے اور ایک نقیب اعلان کرے گا، بلکہ بہتر ہو گا کہ پیغامبر یہ پیغام لے کر جائے کہ تمہیں اپنی غداری کے عوض فرعون اور اسکے تمام درباریوں کے سامنے جو باب المشرق پر آسکے۔ قتل کیا جائے گا۔ البتہ فرعون اپنی رحم دلی کی وجہ سے تمہاری جان بخشی کر سکتا ہے اگر اس کی چند شرائط منظور کی جائیں۔ تم جانتے ہو وہ شرائط کیا ہیں؟"

"نہیں" خیان نے جواب دیا۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"یہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ میرے خیال میں تم ہماری شرائط سے واقف ہو۔ تاہم سنو بیٹے تاکہ بعد میں تم یہ شکایت نہ کرو کہ تمہیں اندھیرے میں رکھا گیا۔ شرائط مختصر اور آسان ہیں: پہلی یہ کہ اپنے خزائن اور گھوڑے اور رتھ وغیرہ ہمیں دے کر اور اپنے ساتھ یہ عہد کر کے کہ وہ ہم سے کبھی جنگ نہ کریں گے بابلی یہاں سے چلے جائیں۔"

"دوئم یہ کہ شہزادی نفرا اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دے تاکہ میں دونوں ممالک کی فوجوں کے سامنے اور دونوں ممالک کے کاہنوں کے سامنے میں اسے اپنی بیوی بنالوں اور وہ اپنے جہیز میں مجھے مصر بالا اور مصر زیریں کی حکومت دے دے۔"

"وہ یہ شرط کبھی قبول نہ کرے گی۔"

"بے شک بیٹے یہی خطرہ ہے کیونکہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ عورت کیا کرے گی اور کیا نہ کرے گی۔ عورت کے دل کی گہرائیوں کو کون ناپ سکا ہے بیٹے لیکن اگر ایسا ہی ہوا جیسا کہ تم کہتے ہو اور اس نے ہماری شرط نہ مانی تو تمہیں اذیت دی جائے گی اور تم بے قرار ہو گے اور تڑپو گے اور یہ دیکھ کر اور تمہاری کراہیں سن کر بھی کیا وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے گی؟ میرے پاس چند ایسے حبشی ہیں جو اذیت کے چند خاص طریقوں سے واقف ہیں اور ہاں تمہارا انگوٹھا زخمی اور متورم ہے۔ ہے نا؟ حبشی ابتدا یہیں سے کر سکتے ہیں مثلاً دہکتی ہوئی آہنی سلاخیں ــــ ہاں ــــ یہ ٹھیک رہے گا۔"

خیان نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کر نیچی آواز میں کہا۔

"شیطان! جو جی چاہے اس سے سلوک کر لو جسے تم دنیا میں لائے بشرطیکہ میں تمہارا ہی بیٹا ہوں حالانکہ اب مجھے اس میں شک ہونے لگا ہے۔ تم نے حلقۂ سحر کے کاہنوں کو ساحر کہا ہے جان لو کہ میں بھی حلقۂ سحر کا ایک کاہن ہی ہوں جو انہی کی طرح ساحر یا دانا ہوں اور میرا علم یا میرا سحر مجھے بتا رہا ہے کہ تم اپنے ارادوں میں ناکام رہو گے اور تمہارا ظلم خود تمہارے سر پر نازل ہوگا۔"

"اچھا!!! میں تمہارا ارادہ سمجھ گیا۔ تم سمجھتے ہو کہ تم خودکشی کر لو گے۔ اطمینان رکھو ایسا نہیں ہوگا کیونکہ تم پر کڑی نظر رکھی جائے گی اور نہ ہی تم دوسری دفعہ

یہاں سے فرار ہو گے۔ شب بخیر بیٹے۔ جاؤ۔ جتنی نیند لے سکتے ہو لے لو کیونکہ میں سمجھتا ہوں کل تمہیں جلد بیدار کرنا ضروری ہو گا۔"

تئیسواں باب

ملکۂ سحر

پو پھٹنے سے پہلے خیان کو تانیس کے باب المشرق پر پہونچا دیا گیا۔ یہ کافی وسیع و عریض جگہ تھی جہاں بیک وقت پچاس سے زیادہ آدمی کھڑے رہ سکتے تھے۔ خیان کو چونکہ وہ کھڑا نہ رہ سکتا تھا، باب المشرق کے عین مشرقی کنارے پر ایک کرسی میں بٹھا دیا گیا۔ را دیوتا، یعنی سورج طلوع ہوا اور اس نے اس منظر کو روشن کر دیا۔ عین نیچے چوڑی خندق تھی جو دریائے نیل کے پانی سے بھری ہوئی تھی اور اس پر کا پل اٹھا دیا گیا تھا اور اب وہ رسوں وغیرہ کی مدد سے دروازوں کے ستونوں سے بندھا کھڑا تھا۔

خندق کے دوسری طرف اور اس کے عین کنارے پر بابل کی فوج کا قلب نمودار ہوا اور اس کے میمنہ اور میسرہ نے تانیس کا محاصرہ کر لیا اور اب جو قلعے میں تھے ان کے فرار کی راہیں بند تھیں۔ خندق کے کنارے سے ذرا ہٹ کر اور تیروں کی زد سے باہر دو خیمے لگا دیئے گئے جن میں سے ایک پر مصر کا اور دوسرے پر بابل کا شاہی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور یہ جھنڈے خیان کو بتا رہے تھے کہ وہاں نفرا اور شہزادہ ابوشو، جو آقا۔تاؤ کے نام سے بھی مشہور تھا، آرام کر رہے تھے۔ دروازے کے دائیں بائیں فصیل پر مصری فوجیں مسلح کھڑی تھیں جو بے چین اور خوفزدہ سی معلوم ہوتی تھیں اور دروازے کی چوٹی پر اپنے سر پر مصر کا دہرا تاج رکھے فرعون اپیپی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پیچھے وزیر اناتھ اور دوسرے امرا مودب کھڑے تھے۔

قرنے پھونکے گئے اور شاہی خیموں کے سامنے محافظ جمع ہو گئے اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ خندق کے دوسری طرف بابلی سپاہی صف در صف کھڑے باب المشرق کی چوٹی کی طرف دیکھ رہے تھے اور خیان کو ایسا محسوس ہوا کہ ہر نظر اس پر جمی ہوئی تھی۔ دفعتاً ایک پیغامبر سفید جھنڈی بلند کئے نمودار ہوا اور ایک کشتی میں بیٹھ کر اس نے خندق عبور کی اور اسے شاہی خیموں تک پہونچا دیا گیا وہاں اس نے ایک خط محافظوں کے افسر کو دیا اور افسر نے خیمے میں داخل ہو کر خط تاؤ کو دیا۔ تاؤ نے خط کھول کر پڑھا اور اپنے قریب کھڑی ہوئی نفرامے، جس کی آنکھوں اور بشرے سے تفکر عیاں تھا، کہا۔

"سنو۔ یہ ہیں اپیپی کے شرائط۔ اپنا سارا خزانہ دینے اور کبھی جنگ نہ کرنے کے صلح نامے پر دستخط کرنے کے بعد بابلی فوج واپس بابل لوٹ جائے۔"

"اور کچھ ؟"

"اور یہ کہ تم، ملکۂ مصر اپنے آپ کو اپیپی کے سپرد کر دو اور ضروری رسومات کے ساتھ دروازے کے سامنے اور چہرواہے اور بابلی فوجوں کے روبرو اس سے شادی کر لو۔"

"اور کچھ ؟"

"اگر اس کی یہ شرائط منظور نہ کی گئیں تو شہزادہ خیان کو ہماری نظروں کے سامنے اذیت دی جائے گی یہاں تک کہ ہم یہ شرائط منظور نہیں کر لیتے یا خیان مر نہیں جاتا۔ کہو! بھانجی۔ اب کیا جواب دیا جائے ؟"

نفرا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اس نے اپنا سر جھکا لیا یہاں تک کہ وہ اس کے گھٹنوں پر ٹک گیا اور پھر وہ آگے پیچھے جھومنے لگی اور پھر اس نے سر اٹھایا اور پوچھا۔

"خیان کیا چاہے گا کہ میں کیا کروں! ہاں۔ جانتی ہوں۔ میں جانتی ہوں۔ یہی کہ میں ایپی سے جنگ کروں اور خیان کی قسمت کا فیصلہ عظیم روح کے سُپرد کر دوں۔"

"بھروسا رکھو۔ یقین رکھو۔" اپنے گھٹنے پر بری کا تختہ کا پلندہ رکھ کر بیٹھا ہوا تیمو بڑبڑایا۔

"ہاں برادر۔" نفرا نے کہا۔ بے شک۔ مجھے یقین ہے اور اگر اس میں میں ناکام رہی تو موت تو ہے ہی جس کے دوسری طرف مجھے خیان مل جائے گا میں۔ شاہی خاندان کی شہزادی۔ دوسری دنیا میں اپنے محبوب اور منگیتر سے اس طرح ملوں گی کہ چرواہا بادشاہ مجھے تحیس کر چکا ہو گا؟ نہیں۔ اگر خیان کے لئے موت مقدر ہو چکی ہے تو بے شک وہ مر جائے اور اس کے ساتھ میں بھی مر جاؤں گی اور اگر ایسا ہوا تو تانیس میں ایک آدمی بھی زندہ نہ رہے گا اور شمال میں چرواہوں کی نسل کا ایک شخص بھی زندہ نہ رہے گا۔ تیمو۔ لکھو، جیسا کہ شہزادہ ابوشو کہیں۔ تاکہ اس مغرور اور شریر شیطان کا پیغامبر اس تک یہ پیغام لے جائے اور نقیبوں سے کہو کہ وہ شہر کی فصیل کے قریب پہونچ کر اس کا اعلان کر دیں تاکہ سپاہیوں اور افسروں کے ذریعہ یہ پیغام پورے تانیس میں پہونچ جائے۔"

تاؤ نے سُنا اور مسکرایا۔ گھڑ سوار افسروں کو اس نے چند خاص احکامات دیئے اور فوراً ہی ہزاروں سپاہی بہ صورتِ سیلاب فصیلِ شہر کی طرف بڑھے۔ اس طرف سے مطمئن ہو کر وہ تیمو اور دوسرے وقائع نگاروں کی طرف گھوم گیا۔ اور وہ الفاظ کہے جو انہیں لکھنے تھے۔ اس نے نقیبوں کو طلب کیا اور انھیں یہی الفاظ یاد کرا کے فصیل کی طرف روانہ کیا کہ اونچی آواز میں ان لوگوں تک پہونچا دیں جو فصیل پر کھڑے ہوئے ہیں۔

آخر کار ان احکامات کی تعمیل ہو گئی اور ایپی اکا پیغامبر تاؤ اور نفرا کا تحریری جواب لے کر خندق کی طرف چلا۔ رعامسے پہونچانے اس کے ساتھ چلا اور رو نے اسے اپنی طرف سے اور اپنے طور پر ایک اور پیغام دیا جو یوں تھا:۔

"اس بکریاں چرانے والے سے، جو اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے، کہنا اور اسکے امرا سے بھی کہہ دینا کہ اگر شہزادہ خیاف کا بال بھی بیکا ہوا تو میں حبشی رو ان کی زبانیں کھینچ لوں گا اور اپنی انگلیاں ان کی آنکھوں میں گھسیڑ دوں گا اور پھر انھیں بھوکا پیاسا مرنے کے لئے صحرا میں پھینک دوں گا۔ اور ہاں اے پیغامبر میں تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کروں گا اگر تم نے میرا یہ پیغام نہ پہونچایا اور میں نے خندق کے کنارے کھڑے ہو کر تمہاری آواز نہ سنی۔

اور پیغامبر نے دیو ہیکل حبشی کی طرف دیکھا جو شعلہ بار نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا اور اپنے سفید سفید دانت پیس کر قسم کھا رہا تھا کہ اگر پیغامبر نے ایسا نہ کیا جیسا اس سے کہا گیا ہے تو وہ یعنی رو ایسا ہی کرے گا جیسا اس نے کہا ہے۔

پیغامبر اپنی چھوٹی سی کشتی میں سوار ہو گیا اور دوسرے کنارے پر اور دروازے کے سامنے پہونچا اور دروازہ اس کے لئے کھول دیا گیا اور وہ اندر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی دروازے کی چوٹی پر نمودار ہوا اور تحریری پیغام ایپی کو دیا اس کے علاوہ اس نے رو کا پیغام بھی بلند آواز میں سنا دیا اور لوگ مختلف ٹولیوں میں بکھر کر آپس میں تبادلہ خیال کرنے لگے اور سب کے سب خوفزدہ تھے۔ بابلی نقیبوں نے بھی چیخ چیخ کر وہ الفاظ دہرائے جو برمی کاغذ پر لکھے گئے تھے۔

خیان، جو باب المشرق کے کنارے پر ایک کرسی میں بندھا ہوا اسطرح بیٹھا تھا کہ نیچے سے جو بھی تیر یا بھالا پھینکا جاتا وہ سب سے پہلے اسے ہی لگے، یہ پیغام سن کر خوش ہوا کہ اب اس کی خاطر نفرا کی عزت نہ جائے گی۔ اور اب اس نے گردن

گھما کر پیچھے دیکھا اور فرعون کو جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اور آناتھ اور دوسرے امرا کو مخاطب کیا اور کہا:۔

"فرعون اور امرائے سلطنت، شہزادہ ابوشو اور شہزادی نفرانے جو کچھ کہا ہے وہ کر گزریں گے۔ اب اگر تم چاہتے ہو تو بے شک ان کی نظروں کے سامنے مجھے اذیتیں دے کر قتل کر دو لیکن یقین رکھو کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو گے کیونکہ جان لو کہ میری زندگی کے عوض تم ان کی عزت نہیں خرید سکتے جہاں تک میرا سوال ہے میں مرنے سے نہیں ڈرتا لیکن تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک میرے فوراً بعد دوسری دنیا میں پہونچنا پسند کرو گے؟ کیا تم پسند کرو گے کہ تانیس کا ایک شخص بھی زندہ نہ رہے اور چرواہوں کی نسل نیست و نابود ہو جائے؟ اگر تم نے مجھے قتل نہ کیا اور مجھے آزاد کر دیا تو تم سب بچ جاؤ گے اور اگر تم نے میرے خلاف ہاتھ اٹھایا تو کوئی نہ بچے گا۔ بس میں کہہ چکا۔ اب تمہارا جو جی چاہے کرو۔"

خیان بندھا ہوا تھا چنانچہ پیچھے دیکھ نہ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے گڑبڑ کی آواز سنی۔ اس نے آناتھ اور دوسرے امرا کو فرعون سے درخواست کرتے سنا کہ وہ اپنے ارادے سے باز آئے۔ کیونکہ معاملہ بے حد خطرناک اور پورے تانیس کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔ اس کے علاوہ شہر کے لوگ بھی نقیبوں سے اعلان سن کر، اپنے گھروں سے نکل آئے تھے اور دروازے کے قریب پہونچ کر سپاہیوں سے الجھ گئے تھے اور انہیں دھکیل رہے اور چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے

"فرعون! شہزادہ خیان کو چھوڑ دو۔ کیا ہم اس لئے مارے جائیں گے کہ تم اسے اذیت دے کر قتل کرو گے جو خود تمہاری اولاد ہے؟"

اس شور و ہنگامے میں آناتھ نے یوں کہا جیسے وہ درخواست نہیں کر رہا

بلکہ دھمکار ہا ہے۔

"فرعون اب بھی سنبھل جاؤ۔ اب بھی سمجھو، شہزادہ خیان تانیس میں ہر دلعزیز ہے اور بادشاہ کے لئے یہ بُرا شگون ہے کہ اسے قتل کر کے جو شہریوں کو پیارا ہے اور وہ بھی اس وقت جب دشمن شہر کے دروازے کے سامنے پہونچ چکا ہے۔"

"خاموش آناتھ"۔ اپیپی سانپ کی طرح پھنکار کر بولا۔ "اور تم سب بھی خاموش ہو جاؤ مبادا میں تم لوگوں کے ساتھ بھی وہی سلوک کروں گا جو اس غدار کے ساتھ کر رہا ہوں۔ جلّادو! اپنا کام کرو۔"

خیان نے اپنے پیچھے بڑبڑاہٹ کی آوازیں سنیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ سیاہ فام جلّاد یہ کام کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایکبار پھر غصے میں بھرے ہوئے فرعون نے حکم دیا۔ اب بھی جلّاد اپنی جگہ سے نہ ہلے اور پھر ایک ضرب کی اور پھر کراہوں کی آواز آئی اور خیان نے سمجھ لیا کہ فرعون نے ایک جلّاد کو مار دیا تھا اور اس کا حشر دیکھ کر بقیہ جلّاد اس کی حکم عدولی کرنے کی جرأت شاید نہ کریں گے۔ اس نے دیکھا کہ خندق کے دوسرے کنارے پر رو پنجرے میں بند شیر کی طرح ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا اور اور اپنا خوفناک کلہاڑا ہوا میں بلند کر کے ہلا رہا تھا۔ رو کے پیچھے تیراندازوں نے صف بنائی تھی اور تیر چلوں پر چڑھا لئے تھے اور حکم کے منتظر تھے اور ان کے پیچھے تاؤ کھڑا ہوا تھا اس کا سہارا لئے نفرا کھڑی تھی جس نے چاندی کی زرہ پہن رکھی تھی اور تب خیان نے اپنے پھیپھڑوں کا پورا زور لگا کر اور چیخ کر کہا۔

"رو۔ یہ میں ہوں۔ خیان۔ سنو۔ تیراندازوں سے کہو کہ تیر چلائیں۔ میں اس طرح مرنا پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ اذیتیں برداشت کر کے اور تڑپ تڑپ کے مروں۔"

اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کہہ سکا کیونکہ عین اس وقت اپیپی نے آگے بڑھ کر

اس کے چہرے پر ایک تھپڑ رسید کر دیا اور جلادوں سے کہا کہ وہ اسے اذیت دینا شروع کر دیں انھوں نے آگے بڑھ کر خیان کے منھ میں کپڑا ٹھونس دیا یہ دیکھ کر بابل کی فوج اور فصیل کے اندر کھڑے ہوئے شہری، جو ہزاروں کی تعداد میں دروازوں کے سامنے کھڑے ہو گئے، مکھیوں کے چھتے کی طرح بھنبھنا اٹھے رو یوں گرجا جیسے زخمی بھینسا ڈکرایا ہو اور پھر گھوم کر اس نے تاؤ کے سامنے خیان کے الفاظ دہرا لئے۔ لیکن تاؤ نے کوئی حکم نہ دیا۔ البتہ ہاتھ کے اشارے سے تیر اندازوں کو رکے رہنے کو کہا۔ اور نفرا اپنے گھٹنوں پر یوں گری جیسے اسے غش آگیا ہو۔

دفعتہً کالے ہاتھ خیان کے کپڑے نوچنے اور پھاڑنے لگے اور پھر گوشت جلنے کی بو آئی اور تکلیف اس کے رگ و ریشے میں دوڑ گئی۔ اذیت کی ابتدا ہو چکی تھی۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنی روح کو رخصت کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

اسے اپنے پیچھے سے آواز سنائی دی ایک عجیب آواز کشتی لڑنے اور ضربوں کی آواز۔ اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور گردن گھما کر دیکھا۔ پیچھے کی طرف ہٹتا ہوا فرعون دکھائی دیا۔ اس کے سینے میں ایک خنجر دستے تک اترا ہوا تھا۔ باب کے چبوترے کے کنارے پر پہونچ کر وہ رکا اور اس کرسی کا، جس میں خیان بندھا ہوا تھا، سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔

"کتے" وہ بولا "نمک حرام وزیر۔ میں نے تجھے گذشتہ رات ہی ختم کر دیا ہوتا لیکن میں منتظر رہا کہ ۔۔۔"

"ہاں۔ تو نے اپنے آپ پر ضرورت سے زیادہ بھروسا کر لیا" آناتھ کی آواز سنائی دی۔ "اور اس کتے کو کاٹنے کا موقع مل گیا۔ پرکش ۔۔ جا۔ اب دیوتا "شرست" کے پاس پہونچ جا۔"

اور آناتھ اس کی طرف لپکا۔ اس کی آنکھیں اس کے خشک چہرے میں انگارہ سی

کی طرح چمک رہی تھیں اس کا ایک خشک ہاتھ بلند ہوا اس میں گرم دہکتی ہوئی سلاخ تھی جو خیان کے جسم کو داغنے کے لئے گرم کی گئی تھی اس کے ہاتھ تیزی کے ساتھ نیچے آیا اور سرخ دہکتی ہوئی سلاخ اپیپی کے اسی ہاتھ پر پڑی جس سے اس نے کرسی پکڑ رکھی تھی اپیپی کے منہ سے ایک چیخ نکلی، اس نے کرسی چھوڑ دی اور وہ باب کی بلندی پر سے نیچے، خندق میں گرا۔

رو نے دیکھا، وہ خندق میں کود پڑا اور تیر کر فرعون کے قریب پہونچ گیا۔ سطح پر ابھرا، رو نے اسے اپنے زبردست ہاتھوں سے پکڑا اور کنارے تک کھینچ لایا۔ اور وہاں اس نے فرعون کو خشک ٹہنی کی طرح توڑ کر کنارے پر پھینک دیا۔ "فرعون اپیپی مر گیا" آناتھ کی باریک آواز لہرائی۔ "لیکن خیان فرعون خیان زندہ ہے۔ زندگی! خون! قوت! فرعون! فرعون! فرعون!"

اور اس نے خیان کے بندھن کھول دیئے اور اس کے منہ میں سے کپڑا نکال لیا اور نیچے کھڑے ہزاروں لوگوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

"زندگی! خون! قوت! فرعون! فرعون! فرعون!"

شام کا وقت تھا، خیان بابل کے شاہی، خیمے میں دیوان پر لیٹا ہوا تھا اور یہاں اسے خود اس کے حکم سے لایا گیا تھا کیونکہ نفرا ابھی شہر میں داخل نہ ہو سکی تھی۔ خاتون کماح اور ایک حکیم خیان کا چہرہ دھلانے اور سوجے ہوئے گھٹنے کی مرہم پٹی میں مصروف تھے۔ نفرا قریب ہی کھڑی ہوئی تھی وہ اس کے جسم پر ایک لمبا زخم دیکھ کر کانپ گئی۔ یہاں اسے گرم سلاخ سے داغا گیا تھا۔

اور پھر دفعتہً اس نے پوچھا۔

"یہ بتاؤ خیان کہ وہاں، میدان جنگ میں میرے بلانے کے باوجود تم فرار کیوں ہو گئے تھے۔ جب کہ تم بابلی فوج میں آ سکتے اور اپنے آپ کو اس جسمانی اور ہمیں روحانی تکلیف سے بچا سکتے تھے؟"

"یہ کاہن اعظم تاؤ سے پوچھو!" خیان نے جواب دیا۔

"ماموں! خیان کیوں فرار ہوا تھا؟ اگر آپ جانتے ہیں تو آپ ہی بتائیے کیونکہ یہ تو کبھی نہ بتائے گا۔"

"بھانجی! جو لوگ حلقۂ سحر میں داخل ہوتے ہیں کیا وہ حلف نہیں اٹھاتے کہ وہ اپنا وعدہ، خواہ وہ دشمن سے ہی کیوں نہ کیا ہو، نہ توڑیں گے؟ ممکن ہے خیان نے یہ وعدہ کیا ہو کہ وہ اپنے آپ کو مصریوں کے حوالے کر دے گا چاہے اسے فرار ہو کر تمہارے پاس پہنچنے کا موقع کیوں نہ ملے اور اس نے ایسا ہی کیا۔ کم سے کم میں تو شروع سے یہی سمجھے ہوئے تھا۔"

"کیا یہ سچ ہے خیان؟"

"ہاں نفرا ایسا ہی ہوا جیسا تاؤ نے کہا۔ یہی وعدہ کر کے میں نے ان لوگوں کی جان بخشی کروائی تھی۔ سچ کہو کہ نفرا تم اس بات کو پسند کرتیں کہ میں اپنی جان بچانے کے لئے یا تمہیں حاصل کرنے کے لئے اپنا وعدہ توڑ دیتا؟"

"یہ تو میں نہیں کہہ سکتی۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گی خیان کہ تم بے حد شریف آدمی ہو حالانکہ یہ جانتے ہوئے تم نے ایسا کیا کہ تم مر جاتے تو میں آخر تک تمہاری اس حرکت کی اصل وجہ سے بے خبر رہتی اور آخر تک یہی سمجھتی کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا۔"

"ایسا نہ ہوتا نفرا کیونکہ تاؤ جانتے تھے اور وقت آنے پر تمہیں بتا دیتے۔"

"آپ کو وہ باتیں کیسے معلوم ہو گئیں جو مجھ سے چھپی رہیں؟"

"بھابھی! چند اسرار ایسے ہیں جو صرف مجھ تک محدود ہیں چنانچہ تمہارے لئے صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ میں جانتا تھا۔"

"تو آپ نے مجھے یہ غم اور پریشانی برداشت کروائی حالانکہ آپ اسے دور کر سکتے تھے؟"

نفرا نے شکایتاً کہا اور پھر ایکدم سے تاؤ کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہا۔ "ہاں مگر! اگر آپ نہ ہوتے تو جانے میرا کیا ہوتا۔ جب میں بچی تھی تو آپ نے مجھے اور میری ماں کو تھیبس میں ان نمک حراموں سے بچایا۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تمہیں بچانے میں کماح اور رَوو کا مجھ سے زیادہ حصّہ ہے"

"انہوں نے تو اپنا فرض ادا کیا اور آپ تو سفر کر کے مجھے بچانے آئے اور...."

عین اس وقت خیمے کا پردہ ہٹا بوڑھا وزیر آناتھ اندر آیا اور اس کے ساتھ دوسرے امرا اور افسر بھی تھے۔

آناتھ اور اس کے ساتھیوں نے تین دفعہ نفرا اور خیان کو اور پھر ابوتو کو جو یانی توج کا سپہ سالار اعظم تھا، سلام کیا۔

"ملکہ اور شہزادی!" آناتھ نے کہا۔ "تمام چیرواہی قوم کی طرف سے ہم شہر تانیس کی کنجیاں آپ کے حوالے، اور ان کے لئے، جنہوں نے آپ کے خلاف جنگ کی تھی اور سارے شہریوں کی جان بخشی کرنے کی درخواست کرنے حاضر ہوئے ہیں۔ قبول کی گئی میری یہ درخواست؟"

"اپنی زبان سے اور اپنے جواب سے۔" نفرا نے کہا۔ "تمہارا ارادہ میرا ارادہ اور تمہارا وعدہ میرا وعدہ ہے چنانچہ میں منظور کرتی ہوں اور شہزادہ خیان، جو فرعون ہیں، منظور کرلیں گے حالانکہ یہ ابھی اتنے علیل ہیں کہ تاج پوشی وغیرہ کی رسومات کے قابل نہیں۔"

"اُن سب کو معاف کیا گیا" ینتاؤ نے کہا "جو ملکہ نفرا اور شہزادہ شمال کے وفادار رہیں گے جن کا نام خیان ہے اور نفرا کے ہونے والے شوہر ہیں۔ کل ہم شہر تانیس میں داخل ہوں گے اور عام جاں بخشی کا اعلان کر دیں گے۔"

"ہم ملکہ اور شہزادی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔" آنانتھ نے کہا "اب میں شہزادہ خیان سے کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ میں فرعون اور ان کے والد کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر آیا ہوں۔ جس کی میں شہزادے سے معافی چاہتا ہوں۔ شہزادے سنو۔ جب آپ کو زنداں میں ڈال دیا گیا تھا وہ میں تھا جس نے حلقۂ سحر کے ایک برادر اور داروغہ کی مدد سے آپ کو بچایا تھا۔ حلقۂ سحر کا وہ برادر یہ سامنے بیٹھا ہوا ہے جس کا نام تیمو ہے۔ میرے اس کام کی اطلاع کسی طرح فرعون کو ہو گئی چنانچہ مجھے ذلیل کر کے زنداں میں ڈال دیا گیا۔ چنانچہ اس وقت جب آپ اہرام میں پناہ گزیں تھے تو آپ کی کوئی مدد نہ کر سکا اور جب آپ وہاں سے فرار ہوئے ہیں تو میں فرعون اپیپی کے سپاہیوں کو آپ کے تعاقب سے باز نہ رکھ سکا۔ بعد میں مجھے دوبارہ کل اختیارات دے دیئے گئے کیونکہ فرعون کو یقین ہو گیا کہ میں ہی اسے شیر بابل کے پنجے سے بچا سکوں گا۔ جب بابل کی ٹڈی دل فوجیں مصر پر چڑھ آئیں تو میں فرعون کو صلح کر لینے اور اگر شہزادہ خیان زندہ ہو تو اس کی اور شہزادی کی شادی کر دینے کا اعلان کرنے کیلئے کہا جواب میں اس نے مجھے یوں مارا جیسے کتے کو مارتے ہیں۔ دیکھو یہ رہا اس کا نشان" اور اس نے اپنے ماتھے کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے بعد فرعون بابل کی فوجوں کے سامنے سے فرار ہو گیا لیکن اس وقت شہزادہ خیان اسکے قبضے میں آچکے تھے۔ میں نے باب المشرق پر بھی اور اس سے پہلے محل میں بھی شہزادے کو رہا کر دینے کی فرعون سے درخواست کی لیکن اس نے میری ایک نہ سُنی۔ وہ رشک و رقابت میں دیوانہ ہو رہا تھا اور بابل کی فوجوں اور تانیس کے شہریوں

کی نظروں کے سامنے شہزادے کو اذیتیں دینے اور قتل کرنے کا ارادہ کر چکا تھا چنانچہ اس سے پہلے کہ وقت گذر جاتا میں نے فرعون کو قتل کر دیا اور شہزادے اور حیرواہی قوم کی جان بچالی۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ میری اس حرکت کو معاف کر دیا گیا ہے؟"

اب تاؤ اس دیوان کے قریب پہونچا جس پر خیان لیٹا ہوا تھا اور چند ثانیوں تک اس سے نیچی آواز میں گفتگو کرتا رہا اور پھر اس نے کہا:۔

"آناتھ! تم نے جو کیا وہ ہونا ہی تھا کل اپنے دیوتاؤں کے حضور چڑھاوا چڑھا کر شاہی خون بہانے کے گناہ کی معافی مانگ لینا۔ اس کے بعد تانیس کے محل میں ہمارے پاس آنا تاکہ وزارت کا عہدہ دوبارہ تمہارے سپرد کر کے تمہیں مصر زیریں اور مصر بالا کا وزیر بنا دیا جائے۔ وقائع نگار تیمو یہ تحریر کر لیا جائے آناتھ! اب تم جا سکتے ہو۔

تیس دن گزر گئے۔

تاؤ نے اپنے بعض افسر کے سپرد بابلی فوج کی کمان کر دی۔ اپنا جنگی لباس اتار کر رہبانیت کا سفید چغہ پہن لیا اور اہرام کے معبد کی طرف چلا گیا البتہ تیمو کو محل میں چھوڑ گیا کیونکہ نفرا اور خیان اسے اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے تھے۔ بابل کا لشکر بھی بابل کی طرف کوچ کر گیا۔ لیکن دس ہزار سپاہی مصر میں ہی ٹھہر گئے کہ شاہ بابل کی نواسی کی حفاظت اس وقت تک کرتے رہیں جب تک کہ سارے کام بخیر و خوبی انجام نہیں پا جاتے۔

خیان آہستہ آہستہ رو بہ صحت ہوتا چلا گیا۔ حکیموں کے علاج اور ضروری احتیاط کے

باعث اس کے گھٹنے کا زخم مندمل ہو گیا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اب عمر بھر کیلئے وہ لنگڑا ہو چکا ہے لیکن جو مصائب اور تکالیف اس نے برداشت کی تھیں اس نے اس کے دماغ در روح کی بنیادیں ہلادی تھیں۔ ردا اور تیمو اس کے پاس آتے اور اپنی باتوں سے اس کا دل بہلانے کی کوشش کرتے اور کماح کے ساتھ کبھی کبھی نفرا بھی آجاتی اور اس سے پیار د محبت کی باتیں کرتی اور یہ بھی کہتی کہ جب وہ صحت مند ہو جائے گا تو ان دونوں کی شادی ہو جائے گی۔

اس کے باوجود خیان کی حالت نہ سدھری۔ چنانچہ نفرا نے ایک آدمی بھیج کر اس معاملے میں تاؤ سے مشورہ کیا اور خیان سے کہا کہ مصرِ زیریں کی آب و ہوا اس کے لئے مناسب نہیں ہے اور یہ کہہ کر وہ اسے لے کر ایک کشتی میں سوار ہوئی اور وہ دونوں نیل کے بہاؤ کے خلاف روانہ ہوئے یہاں تک کہ اہرام نظر آنے لگے اہرام کو دیکھتے ہی خیان میں فوری تبدیلی ہوئی اس کی اُداسی اور خاموشی دُور ہو گئی۔ اور وہ پہلے ہی کی طرح بشاش اور ہوشیار ہو گیا اور وہ نفرا سے باتیں کر رہا تھا اور اسے بتا رہا تھا کہ اہرام کے بطن میں اس پر کیا گزری تھی۔ اس کی اس تبدیلی پر خوش ہو کر نفرا اسے خوش ہو کر کنارے پر لے آئی اور انھوں نے کھجوروں کے ایک جھنڈ میں قیام کر دیا جہاں خیان کی پہلی دفعہ نفرا سے اس وقت پہلی ملاقات ہوئی تھی جب وہ ایک راہب کے بھیس میں اسے اہرام تک لیجانے آئی تھی۔ وہ یہاں پہونچ کر، اس رات، خیان گہری اور پر سکون نیند سویا۔

دوسرے دن صبح، ابھی اندھیرا ہی تھا کہ رو خیان کے خیمے میں داخل ہوا اور اسے سہارا دے کر اُٹھایا اور اسے ایک ڈولی میں بٹھا دیا۔ خیان کچھ بھی پوچھے بغیر اس میں بیٹھ گیا۔ کہار ڈولی اُٹھا کر چل پڑے۔ یہاں تک کہ سامنے تاروں بھرے آسمان کے پس منظر میں ایک عظیم الشان ہیولا سا دکھائی دیا۔ خیان نے اسے فوراً پہچان لیا۔

یہ ابوالہول تھا۔ یہاں وہ ڈولی سے اُتر پڑا اور کہار ڈولی لے کر اور خیان کو تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔

آخر کار افقِ مشرق روشن ہوگیا۔ پو پھٹی تو خیان نے دیکھا کہ وہ اکیلا نہ تھا بلکہ اس کے قریب کو کھڑا ہوا تھا جس نے ایک چغہ پہن رکھا تھا جس کی کلاہ اس کے چہرے پر کھنچی ہوئی تھی۔ یہ یا تو کوئی لڑکا تھا یا کوئی نازک عورت۔

"جوان!" خیان نے کہا جس کا دماغ ابھی پوری طرح ٹھکانے نہ آیا تھا۔ "تو تم اب بھی مسافروں کی راہبری کرتے ہو۔"

"ہاں وقائع نگار راسہ!" چغے والے نے میٹھی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"اور تم اب بھی مسافروں کا سامان چرا لے جاتے ہو یا اسے چھپا دیتے ہو؟ میری ڈولی تو شاید چلی گئی ہے۔"

"میں جو چاہتا ہوں حاصل کر لیتا ہوں وقائع نگار راسہ کہ مجھے ابھی زندہ اور خوش رہنا ہے۔"

"اور تم اب بھی مسافروں کی آنکھوں پر پٹی باندھتے ہو؟"

"ہاں۔ جب ان سے اسرار چرانے ضروری ہوتے ہیں۔ اب اجازت ہو تو میں دوسری دفعہ بھی ایسا ہی کروں۔"

"شوق سے۔" خیان نے ہنس کر جواب دیا۔ "تم نہیں جانتے جوان جب ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی تب سے لے کر اب تک میں نے بڑے مصائب برداشت کئے اور بہت سی باتیں سیکھی ہیں ان میں سے ایک بات تیمو سے یہ سیکھی ہے کہ اعتبار کرو اور بھروسا رکھو۔ چنانچہ باندھ دو پٹی کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جب یہ پٹی کھولی جائے گی تو میں ایک بے حد خوبصورت منظر دیکھوں گا۔ لو! میں ٹھیک رہا ہوں کیونکہ گھٹنوں کے بل بیٹھ نہیں سکتا۔"

چیخنے والا اس پر جھک گیا۔ ایک بار پھر اس کی آنکھوں پر ریشمی رومال کی پٹی باندھ دی گئی اور خیان کو یہ ریشمی رومال اور اس کی بھینی بھینی خوشبو اچھی طرح سے یاد تھی اور پھر وہ راہبر کے شانوں کا سہارا لے کر تھوڑی دور تک لنگڑاتا ہوا چلا یہاں تک کہ ایک بار ایک آواز نے اسے ریت پر بیٹھ جانے اور انتظار کرنے کو کہا۔

چند ثانیوں بعد ہی مردانہ آوازوں نے اس سے اٹھنے کی درخواست کی۔ وہ ان کی مدد سے اٹھا اور وہ لوگ اسے گزرگاہوں میں لے کر چلے جہاں ان کے قدموں کی چاپ گونجنے لگی۔ ایک حجرے میں پہونچ کر انہوں نے اسے نیا لباس پہنایا اور اس کے سر پر کوئی خاص قسم کی ٹوپی رکھی اور اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

ایک بار پھر اسے سہارا دے کر اسے دوسرے کمرے میں جو اس نے اندازہ لگایا کہ بہت بڑا تھا، پہونچا دیا گیا اور وہاں اس نے بہت سی سرگوشیوں کی آوازیں سنیں جیسے کمرے میں بہت سے لوگ موجود ہوں اس سے بیٹھ جانے کو کہا گیا اور وہ نرم گدّے والی کرسی میں بیٹھ گیا۔

کہیں دور سے ایک آواز نے کہا۔ "دیوتا را طلوع ہو رہا ہے"۔

اور خیان کے چاروں طرف سے گانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔

خیان اس گیت سے واقف تھا۔ یہ وہ گیت تھا جو حلقۂ سحر کے لوگ طلوع آفتاب کے وقت گاتے تھے۔ گیت بند ہو گیا اور لبادوں کی سرسراہٹ سنائی دی اور پھر ہزاروں آوازوں نے ایک ساتھ کہا۔

"دیکھو۔ ملکۂ سحر، دیکھو ملکۂ سحر، تمہارا آنا مبارک ہو۔ اے روشنی کی لانے والی! اے زندگی دینے والی! اے دو زمینوں کو ایک کرنے والی تیرا آنا مبارک ہو"۔

اب خیان برداشت نہ کر سکا۔ اس نے آنکھوں پر کی پٹی نوچ کر پھینک دی اور اس کے سامنے نفرا کھڑی ہوئی تھی اور اس نے ملکۂ مصر کا لباس پہن رکھا تھا اور سر پر دہرا تاج تھا اور یہ لباس اور یہ تاج صبح کے سورج کی کرنوں میں چمک رہا تھا۔

ایک لمحے تک وہ اسی طرح کھڑی رہی اور لوگوں کی آواز اس وسیع و عریض کمرے میں، جس کی چھت چٹانی اور محرابی تھی، گونجتی رہی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی اور تب نفرا اس کے سامنے آئی اور تب خیان نے دیکھا کہ وہ کرسی میں نہیں بلکہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ نفرا اس کے سامنے جھک گئی اور اس کا ہاتھ اٹھا کر چوما۔

"ملکۂ مصر شاہ مصر کو سلام کرتی ہے۔" وہ بولی۔

خیان حیرت سے اس کی صورت تکنے لگا اور پھر دفعتہً نقاہت اور کرب نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ نفرا کے سامنے جھکنے اور اس کے سلام کا جواب دینے کے لئے اٹھا لیکن نفرا نے نفی میں سر ہلا کر اسے تھام لیا اور اسے اس جگہ لے آئی جہاں کاہن اعظم تاؤ کھڑا ہوا تھا اور حلقۂ سحر کے بزرگ جمع تھے اور تاؤ انھیں دیکھ کر مسکرایا اور دونوں کو دعائیں دیں اور سب کی موجودگی میں اس نے ان دونوں کو شادی کے ابدی رشتے میں باندھ دیا۔

آسمان میں پورا چاند روشن تھا اور نفرا اور خیان اک کے پاس کھڑے آگے اہرام کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"بیوی" خیان نے کہا "ہماری چھٹیوں کا زمانہ ختم ہوا۔ کل ہمیں حلقۂ سحر کی برادری تج کر مصر کے حکمراں بننا ہے۔ پورے مصر کے اب مصر زیریں اور مصر بالا

ایک ہو چکے ہیں۔ پہلی دفعہ پھر ہم نے اس طرح قریب قریب کھڑے ہو کر ان اہراموں کی طرف دیکھا تھا تب سے لے کر اب تک ہم دونوں کے ساتھ عجیب و غریب واقعات ہوئے ہیں۔ لیکن روح عظیم نے ہماری حفاظت کی اور آخر کار ہمیں ملا دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری موت تک یہ روح ہمارے ساتھ رہے گی۔"

"ہاں میرے سرتاج۔ راہو نے یہی پیشینگوئی کی تھی۔"

عین اس وقت اس شاہی جوڑے نے اپنے پیچھے پیروں کی چاپ سنی۔ یہ شیخ الاہرام تھا۔

"شاہ مصر اور ملکۂ مصر! بوڑھا شیخ دونوں کے سامنے جھک گیا۔" آپ اہرام پر چڑھنا پسند فرمائیں گے۔ پورے چاند کی رات بھلی ہے اور میں فرعون مصر کو وہ مقام بھی دکھانا چاہتا ہوں جہاں سے وہ لعنتی چڑھنے والے دوسری دنیا میں پہونچ گئے تھے۔ جب وہ آپ کے تعاقب میں آئے تھے۔"

"نہیں شیخ" خیان نے جواب دیا۔ "بہت چڑھ چکا ان اہراموں پر اور اب تو میں لنگڑا ہو چکا ہوں اور ان پر چڑھنے کے قابل نہیں رہا۔ اب تم ہی ان کے بادشاہ ہو۔"

"اور روح الاہرام کے بھی۔" نفرا نے کہا۔ "اب میں بھی کبھی ان پر نہ چڑھ سکونگی کیونکہ اب میں ملکہ ہوں۔ الوداع میرے بزرگ دوست۔ ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور جب بھی تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو یاد رکھنا کہ محل کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں۔"

اور وہ دونوں پلٹے اور ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس جگہ پہونچے جہاں کماح اور رو محافظ سپاہیوں کے ساتھ منتظر کھڑے ہوئے تھے اور ان سب کے ساتھ نفرا اور خیان دریائے نیل کے ساحل پر پہونچے جہاں شاہی جہاز لنگر انداز

تھا۔ وہ اس میں سوار ہو گئے، جہاز نے بادبان کھولے۔ لنگر اٹھایا اور تانیس کی طرف روانہ ہو گیا۔

"اب"، سفید بالوں والی کماح نے دیو ہیکل رو سے کہا۔ "اب میری سمجھ میں وہ خواب آیا ہے جو میں نے ملکۂ مصر لفرا کی پیدائش کے وقت دیکھا تھا اور اب معلوم ہوا کہ دونوں دیویوں نے اسے زمینوں کو ایک کرنے والی کیوں کہا تھا۔

"ہاں"، رو نے اپنا بڑا سر ہلایا اور اب میری سمجھ میں بھی یہ بات آ گئی کہ حبشی کے دیوتاؤں نے مجھے یہ زبردست کلہاڑا اور ایسی جسمانی قوت کیوں دی تھی۔

"کیوں دی تھی؟" کماح نے پوچھا۔

اس لئے کہ میں وہاں، تھیبس کے محل کے زینے پر ملکۂ مصر کے دشمنوں کا خاتمہ کر سکوں۔"

ختم شد